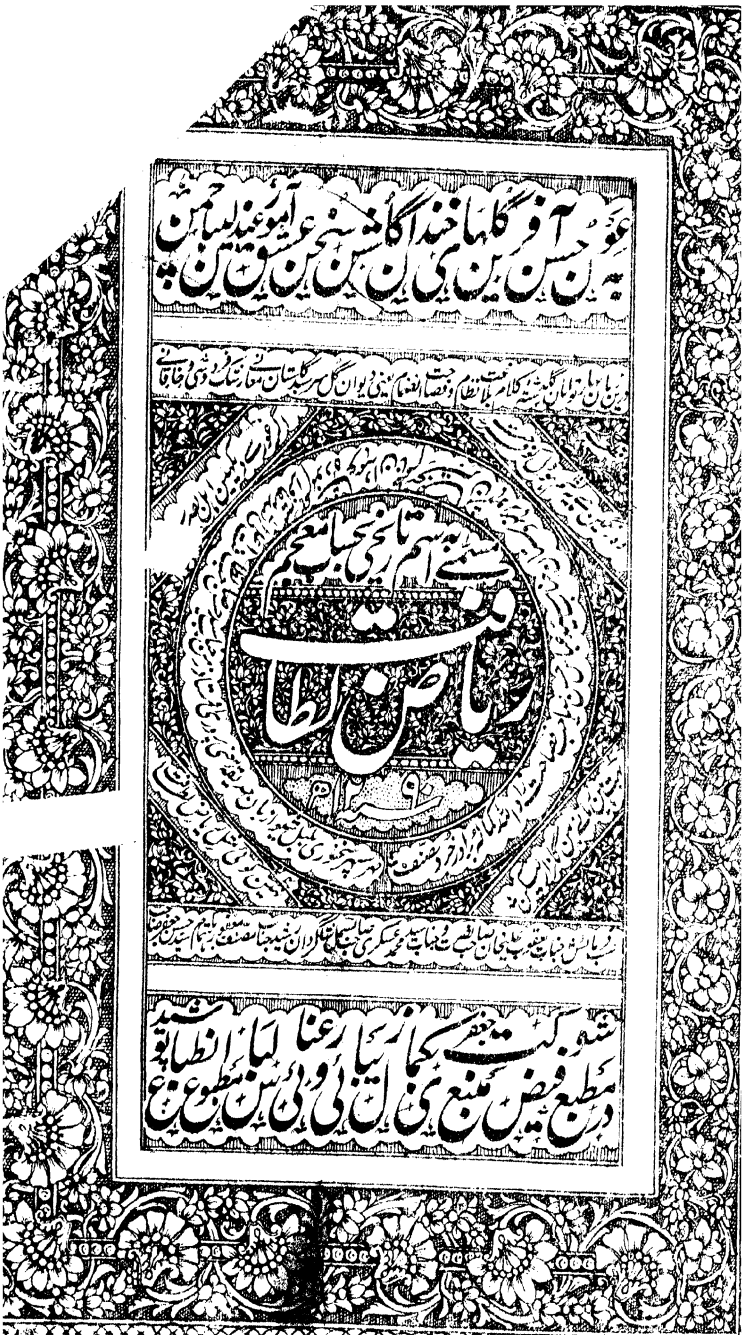
THE BOOK WAS DRENCHED

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_216370
UNIVERSAL
LIBRARY



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد باری تعالے عز اسمہ

تاج ہی سارے کلامون مین کلام اللہ کا
کیون سر دیوان پہ مصرع ہو نہ بسم اللہ کا

عجز سی لکھا سر دیوان کلام اللہ کا
شاعرون سے ہو سکا مصرع نہ بسم اللہ کا

فرد ہونا کلک نے ثابت کیا اللہ کا
لکھدیا مصرع سر دیوان جو بسم اللہ کا

ابتدا مین دل جو طالب ہو خدا کی یاد کا
جادہ ملک طریقت مد ہو بسم اللہ کا

اُنپہ سکہ ہے جو اسم انور الثلث کا
کیا چلن ہے درہم و دینار مہر و ماہ کا

یاد مین تیری کرے تکیہ توکل پر اگر
پائے اکدم مین گدا بھی تخت شاہنشاہ کا

دے کے چھینٹا قلزم رحمت بجھاتا ہے ترا
یاد عصیان مین اگر اوٹھتا ہے شعلہ آہ کا

ہی عجب باریک یہ نکتہ کہ جو نقطہ نہین
ہی مبرا اور منزہ شک سے نام اللہ کا

ہاتھ اوٹھاتے ہی مانگی الغوث طلب یا صواب
پھر گیا محروم کب سائل تری درگاہ کا

انبیا عاجز ہون جب خالق کی کُنہ ذات مین
ذکر کیا ہم سبکی عقل ناقص و کوتاہ کا

ہو گیا ثابت خدا کے بعد ہین سب پختین
ہی ہے آخر سب کے اور اول الف اللہ کا

کر دیا سرسبز پیدا کر کے مجکو خاک سے
ہی یہ کلمہ ہر زبان تیز برگ کاہ کا

انبیا بھیجے ہدایت کو کہ ہر دل ہو خنک ۔ مدد بار دگر تا نہ کام آئے کسی گمراہ کا
نور عرفان ہی چمکتا مومنوں کے دل میں کیا ۔ طور کے مانند جلوہ ہے تجلی گاہ کا
مذہب باطل میں سرجن بد چلن کا اوٹھ گیا ۔ ہو گیا پامال فوراً اسکے سبزہ راہ کا
لن ترانی سن چکے ہیں دید کے طالب ہوں کیا ۔ ہی کلیم اللہ سے کافی کلام اللہ کا
یاد عصیاں میں دل صد پارہ جو ہے بیقرار ۔ میرے سینے پر گمان سیماب کی ہی چاہ کا
پائی ہیں پانچ انگلیاں آسمیں نہیں ہیں ہاتھ آرا ۔ پنجتن سے ہاتھ آیا ہمکو نام اللہ کا
طی کروں میں زار دشت عشق رحمان و رحیم ۔ ہاتھ آجائے عصا گر مدد بسم اللہ کا
کر کے غالب عقل کو دی نفس کی پہلے میں نا ۔ ایک ہی سکہ بنایا ضیغم روباہ کا
پاؤں کو لغزش ہوئی تھی پاکے لغزش آگیا ۔ مل گیا لیکن سہارا ہمکو لا الہ کا
کر دیا آراستہ ہر ایک زلف شعر کو ۔ شانہ لیکر طبع نے تشدید بسم اللہ کا

قبر میں کونا فرشتوں سے لطافت نجو طرے
چار و دے معصوم کا تکیہ ہوں عبد اللہ کا

نعت حضرت سرور کائنات

خدا کا شکر ہے پیرو ہوا میں اوس احمد کا ۔ ہمیشہ انبیا میں گل تھا جسکی آمد آمد کا
بہار گلشن کونین ہے جلوہ محمد کا ۔ بہشت اعلے جو ہی ادنے ہی بوٹا انکی مسند کا
دہن سے لیں نہ کیونکر کام انسان مدح احمد کا ۔ نشان صانع نے یہ گویا دیا میم محمد کا
نظر کرتے ہی چھد جاتا ہی دل ہر ایک مرغ تکا ۔ مثال تیر کا فر کو الف ہے اسم احمد کا
خیال اسمیں رہا کرتا ہے رخسار محمد کا ۔ دل شفاف میرا گھر بنا آئینہ خدا کا
پیمبر کی ولادت کا جو مضمون فکر میں آیا ۔ ہوا بیساختہ پیدا زبان پر شعر آمد کا
بنی ہر تاج حمد کبریا اللہ رے تربہ ۔ شرف انصاف سے دیکھے کوئی میم محمد کا

کیا تھا شہر علم اللہ نے پہلے ہی سے انکو
نہین احسان دل احمد پہ درس حرف ابجد کا

محمد فخر اسمٰعیل و ابراہیم و آدم تھے
شرف اجداد تک پہونچا تھا اس فرزند ارشد کا

ہوا ثابت کہ تھے یکتا پیمبر حمد کرنے مین
خبر دیتا ہر اک کو ہی الف یہ اسم احمد کا

شہنشاہی ملی ملک قناعت کی جو احمد کو
توکل کو فقط تکیہ بنایا اپنی مسند کا

مراد عوی ہی دال اسپہ دلیل راہ جنت مین
خبر دیتا ہی سبکو رتبہ دال اسم احمد کا

ائمہ نے کہا احمد نے جو مطلب حقیقی تھا
کلید عقل ہے کھولا اقفل معنی ابجد کا

طویل القامت انکے سامنے ہوتے تھے بالا
یہ ادنے معجزہ تھا مصطفے کی خوشنما قد کا

نبی پیدا نہوتے گر نہوتا نخل خود آگوئی
احد رہتا اگر جلوہ نہوتا میم احمد کا

بنا ہر مصرع تر رشک سرو گلشن جنت
ہوا موزون ہر شعون شاد کی موزونی قد کا

نظر جب اڑگئی کافر کی فوراً کٹ گیا دل مین
کشید و صورت شمشیر ہی ہے حاے احمد کا

پیمبر کے جو سنگ آستان کا آکے بوسہ لے
شرف پائے ابھی ہر رنگ ہی فیض سنگ اسود کا

نہ کوئی روشنی تھی انکے نور جسم پر غالب
یہی سر تھا نظر آیا نہ جو سایہ کبھی قد کا

سہارا احمد کا اگر ہوتا نہ گردون کو
ٹھہرتا بی ستون دم بھر نہ یہ گنبد زبرجد کا

شرف پایا پیمبر کے لب اسنی حج مین چومے ہین
یہی ہی وجہ جو لیتے ہین بوسہ سنگ اسود کا

فرشتے باغ جنت مین جسے طوبے سمجھتے ہین
زمین سے آسمان پر چرخہ گیا سایہ اسی قد کا

نگاہ فیض سے اسکو جو ختم المرسلین دیکھین
سمٹ کر آسمان ڈر سے نگینہ ہو زبرجد کا

مدینہ کی زیارت ہوگئی حج اکبر طوف ہے احمد کے مرقد کا
ہزارون حج اکبر طوف ہے احمد کے مرقد کا

جمال اسطرح کا پاتے نہ ہرگز حضرت یوسف
چھلکتا گر نہ مملو ہوکے ساغر حسن احمد کا

مطیع احمد کا ناجی ہی عدو احمد کا ناری ہے
خدا نے خوب رکھا امتحان یہ نیک اور بد کا

عوض آدم کے احمد نے کبھی گندم نہین کھایا
سنا تھا ترک اولے جب سے اپنی جد امجد کا

چرندون نی درندون نے اطاعت انکی مانی ہے
جھکا ہی معجزے سے سر قدم پر دام اور دد کا

مسلمان ہون کہین بہر مدد تشریف لاتے ہین
سند ایکسان ہی پاس احمد کو اقرب اور ابعد کا

ہست مشہور ہی عالم مین حسن چہرۂ یوسف
وہ پر تو تھا اسی محبوب کے آئینۂ خد کا

تہی قالب ہوئی خم ہو کے سقف کہنۂ گردون
ترفع اللہ اللہ گنبد پر نور مرقد کا

زمین سے جب گئی افلاک پر معراج مین احمدؐ
فرشتے کہہ رہے تھے مرحبا کلمۂ خوشامد کا

میان قبر و منبر ہے یقینی روضۂ رضوان
عجب تر تبہ ہے پیغمبر کی مسجد اور مشہد کا

ازل سے مصطفا و مرتضیٰ اسطرح باہم ہین
محمد مین ہے جلوہ جس طرح میم مشدد کا

نبی نے کھینچ دی حد شریعت کفر و ایمان مین
ہوا دنیا مین ذوالقرنین بانی مسطرح سد کا

خدا کا شکر و احسان مصطفےٰ کا مین مقلد ہون
قلادہ میری گردن مین پڑا میم محمد کا

کیا نجکو مسلمان شیعہ سید اور اصولی بھی
لطافت کیا ہو شکر اللہ کے احسان بیحد کا

پیرو نہ کیون ہون شرع رسالت پناہ کا
گم کردہ راہ گیر نہین شاہ راہ کا

ایما یہ تھا رسول کی ریش سیاہ کا
دیکھو ہجوم حور کی تا رنگاہ کا

آدم ہوے جو خلق فرشتون نے یہ کہا
خاکا بنا شبیہ رسالت پناہ کا

کیا نور نقش پاے نبی سے مثال دون
ڈہلکا ہوا ہے ساغر بلور ماہ کا

خالق ہی وہ رقیب سو ہوگا مہربان
جتنا بڑہے گا عشق حبیب آلہ کا

نور محمد اسلیئے آیا زمین پر
لنگر ہوا آسمان کے جہاز تباہ کا

احمد سا آفتاب ہے موجود زیر خاک
کیا کام میری قبر مین خورشید و ماہ کا

کیونکر زمین کو فخر نہو اوسکے دفن سے
نعلین جسکی تاج ہو عرش آلہ کا

پیوستہ ابرو ون سے محمد کی کیا مثال
ہی دو ہلال چرخ مین فرق ایک ماہ کا

عصیان کا سم ہوا جو مضر پڑہ لیا درود
تریاق مل گیا مجھے زہر گناہ کا

جو شرع مصطفےٰ پہ چلا مل گیا بہشت
ہوتا غنی ہے جلد گدا شاہ راہ کا

شاگرد فیض عصمت احمد ہوے ملک — لیکر سبق عبادت و ترک گناہ کا
ہر ذرہ ہر نبی کو ملا بنکے حسن رخ — اوڑھ کر غبار روے رسالت پناہ کا
آخر سب انبیاے محمد جہان مین آے — آگے تھی فوج بعد حشم بادشاہ کا
ہونگے نبی کے پاس ہی محشر مین کلمہ گو — جس جا ہو مدعی وہین مجمع گواہ کا
تقسیم قطرہ قطرہ ہوا ہر رسول پر — دریا بڑا ہے حسن رسالت پناہ کا

نعت نبی کو سنکے پڑھین تین بار درود
نغمہ ہو کیون نہ خوب لطافت کی راہ کا

مدح حضرت اسد اللہ الغالب

دل مین بھرا ہے عشق جناب امیر کا — شیشہ بغل مین ہے مے خم غدیر کا
کہدو یہ گاہون فقیر جناب امیر کا — ہوگا اگر وہ قبر مین منکر نکیر کا
دل پر ہے نقش نام جناب امیر کا — وہ جان سے فقیر ہون مین اس لکیر کا
بلبل ہون باغ حیدر کرار کا مین — کھلتا ہوا ہے نام مرے ہمصفیر کا
مین حیدری مرید علی سے ہون پیر کا — بستر درخیبر پہ لگا ہے فقیر کا
موسی عصا کے سکو دکھاتے تھے معجزے — ہاتھ آگیا تھا نام مرے دستگیر کا
ہاتھ آگیا ہے ہاتھ مین مہر منیر کا — کاسہ لیے ہے ہاتھ مین فلک سائل غنیا
اولی کوئی ہے ترک علی نے کبھی کیا — کیا ذکر ہے گناہ صغیر و کبیر کا
خیبر کا در اکھاڑ کے خندق کا پل کیا — کیا زور تھا جناب مین نام شعیر کا
بچھ بچھ گیا ادب سے مین لاغر و فقیر — دبکا ہوا ہون واق علی مین حصیر کا
مارا علی نے مرد قوی لعین کو کیا — تھا از گلیون مین معجزہ شمشیر و تیر کا
روشن ہوا ہمیشہ کف ماہتاب سے — داغی غلام ہے شہ روشن ضمیر کا

لغزش قدم کو ہوگی نہ ہرگز صراط پر — کافی فقط ہے نام مرے دستگیر کا
قاتل کو زخم کھا کے کھلایا طعام روز — تا مرگ تھا خیال یہ اپنے اسیر کا
دہ چند انبیا سے جو یوسف کا تھا جمال — شمہ تھا شہ کے حسن کے عشر عشیر کا
غدار لوگ غدر کریں لاکھ ہوگا کیا — قرآن میں تا بہ حشر ہے قصہ غدیر کا
کیونکر نہ ہم پئیں کہ خدا نے رسول کو — ساقی بنا دیا مئے خم غدیر کا
حیدر نے بوریے پہ بسر کی تمام عمر — سچ ہے انھیں پہ حصر ہی فرش حصیر کا
شیعوں کو ذکر آیہ بلغ سے ہے سرور — مستوں میں دور ہے مئے خم غدیر کا
اللہ رے رجوع کہ نکلا نماز میں — مشکل ہوا تھا پاؤں سے کھینچنا جو تیر کا
تصویر مرتضے کا بنا حکم حق سے بخت — دیکھے تو کوئی بخت جوان چرخ پیر کا
ہفتاد و سی و دو ہیں علی کے عدد تمام — حامی ہی یعنے پیر و جوان و صغیر کا
شیر خدا و صاحب شمشیر ہو گئے — کیا زور واہ بنت اسد کے ہے شیر کا
آتے ہیں نزع مومن و کافر میں مرتضے — عہدہ دیا خدا نے بشیر و نذیر کا
سیراب ہونگے حشر کو کوثر کے آب سے — جاری جو ہوگا فیض جناب امیر کا
سائل ہوا گدا تو شہنشاہ کر دیا — دستور تھا سدا یہ نبی کے وزیر کا
دنیا ہو یا ہی ترک بھرو سا علی کا ہے — ہی وادی السلام میں تکیہ فقیر کا
کہتا ہی آفتاب درخشان جسے جہان — ذرہ ہے خاک پائے جناب امیر کا
اوڑ کر نجف کی خاک نے برسا دیا جو نور — رتبہ گھٹا دیا وہیں ابر مطیر کا
فرش علی تھا تخت سلیمان کی طرح ابر — اللہ رے مرتبہ شہ گردوں سریر کا
کیا خوب دوستی کی بنا کی خلیل نے — مولد رہا رکھا تھا جناب امیر کا
قوسین کے مقام پہ پہنچا نبی کے پاس — ذہن علی میں زور ہے قدرت کے تیر کا
تعویذ مل گیا ہی حفاظت کا خاک کو — بنکر زمین پہ نقش علی کے حصیر کا

کرنا مدد ضرور لطافت کی یا علیؑ
آئیگا وقت حشر مین جب دار و گیر کا

مدح حضرت صاحب العصر و الزمانؑ

جلد آئے وقت عیش و نشاط و سرور کا
مشتاق ہون امام زمان کے ظہور کا

ظلمت کدے مین دہر کے عالم ہو نور کا
مشتاق ہون امام زمان کے ظہور کا

عیسیٰ ہین کہہ رہے کہ ارادہ ہی دور کا
مشتاق ہون امام زمان کے ظہور کا

دیکھون گا نور روے امام غیور کا
کاجل لگا کے دود سر شمع طور کا

ہو حسن ان سطور سے بین السطور کا
یہ شام زلف حور و ہ تڑکا ہے نور کا

ہم سب ہمایون وقت جو آئے ظہور کا
نالہ یہ ہر سحر ہے چمن مین طیور کا

جلتے ہین دل جو سنتے ہین شہرہ ظہور کا
سینون پہ منکرون کے گمان ہے تنور کا

غار مغیب شاہ پہ عالم ہے نور کا
ہر ایک سنگریزے مین جلوہ ہی طور کا

تشریف جلد لائیے یا صاحب الزمان
کیجے علاج میرے دل ناصبور کا

نرگس کی چشم وا ہی تو ہر سو دہ سرو باغ
اللہ رے اشتیاق تمھارے ظہور کا

آپ آئین تو ہو ظلمت کفر و نفاق دور
یہ صاف ہو زمین کہ ہو تختہ بلور کا

ایمان یا کہ کفر مین کامل ہین جو مرے
اون سبکو انتظار ہے شق قبور کا

پر نور باغ دہر ہو آپ آئیے اگر
عالم ہر اک درخت مین ہو نخل طور کا

سینہ مین دل ہے دل مین محبت امام کی
یہ شیشہ طاق مین ہی شراب طہور کا

اڑتین جو اشک دیدہ سوزان سے شوق مین
ہو نوح کی قسم ابھی طوفان تنور کا

جس طرح آفتاب تہ ابر سے ہو نفع
غیبت مین یون ہی فیض ہر اک حضور کا

مٹتے ہین زندہ آپ کو مردہ ہوے ہین دل
سینون پہ دشمنون کے ہے عالم قبور کا

آپ آئیے جہان مین تو جھکجائین سب کے سر
آفاق مین رواج ہے کبر و غرور کا

یا صاحب الزمان مرے مُنہ سے نکل گیا
دریائے غم سے قصد ہوا جب عبور کا

چمکین نصیب شیعون کے کیجے کہین ظہور
نکلے جو مہر ذرّون مین عالم ہو نور کا

پڑھتا ہون روز جھک کے دعائے چہل صباح
چلّہ مری کمان کو دیا حق نے نور کا

مولد امام عصر کا ہونے کو تھا وہ شہر
کیون سنّ مین رائی نہ محل ہو سرور کا

آپ آئیے تو زہد پہ باندھے ہے آپ کمر
عنقا جہان مین نام ہو فسق و فجور کا

مشتاق لحن حضرت داؤد کے ہین کان
آکر سنائیے ہمین پڑھنا زبور کا

پیش خدا ہی ہر شب قدر آپ کے لئے
کرتے ہین حال عرض ملک سب امور کا

پیدا ہوے کیا مہ شعبان کو آپ نے
اللہ رے عدل بادشہ ذی شعور کا

شیعہ کہین ہون بہر مدد آپ کو کہان
یکسان ہے پاس آپ کو نزدیک و دور کا

حق نے مہ چہار دہم آپ کو کیا
تا صبح حشر نور نہ کیون ہو حضور کا

لکھتا ہون حسن دید دوات پہ ہے چشم حور کا
عالم مری دوات پہ ہے چشم حور کا

دم مین ملین تواب شہیدان بدر کی
مر جاؤن انتظار جو کر کے ظہور کا

پہنچین گے پاس امام کے مومن دم ظہور
طے ایک دم مین ہوگا سفر دور دور کا

طفلی مین بدلے کھیل کے دکھلائے معجزے
چرچا جو امتحان کسی نے شعور کا

آنکھین حباب کی ہین کھلی بحر کے موج
اللہ رے شوق امام زمان کے ظہور کا

شوق امام عصر مین ہون خاک اوڑا رہا
اوٹھے بگولا کیون نہ تتق بنکے نور کا

پڑھ کر دعاے ندبہ میان چہار عید
کرتا ہون انتظار خوشی سے ظہور کا

ملجا مین مجکو خضر تو معلوم ہو پتا
ہے کس طرف جزیرہ خضرا حضور کا

مومن جھکین گے سجدے کو قبلہ رو
کعبے مین غلغلہ جو اوٹھے گا ظہور کا

گھٹنے لگا ہے آج سے شرمندہ ہو کے چاند
پندرہوین شب جو نور ہے چمکا حضور کا

موجود جسم مین ہی یہ غائب ہی سبکی روح
جلوہ اسی طرح ہی جہان مین حضور کا

زندہ ہو یہ بھی عالم رجعت مین یا امام
مداح و منتظر ہے لطافت حضور کا

مدح حضرت علی ابن ابی طالب

دل شیدا یہ اپنی نقش ہے اوسکی محبت کا
قدم جسکا نگینہ بنگیا مہر نبوت کا

رہیگی تا قیامت اب نشان ہی یا ہی حضرت کا
زمین نے خاک ہو کر نقش پایا ہی حفاظت کا

نہایت شوق دل کو زندگی مین ہی زیارت کا
زمانہ یا خدا دکھلا مجھے حیدر کی رجعت کا

نجف مین دفن جب ہونگا یہ عالم ہونگا رفعت کا
بنی گا آسمان سبز سبزہ میری تربت کا

دل نازک مین اپنی جوش ہے حیدر کی الفت کا
بغل مین روز و شب شیشہ ہی صہبا کے ولایت کا

نجف مین قبر ہو کس سے کہین حال اپنی حسرت کا
نشان کہینچ آئے ہین ہم روضہ حیدر مین تربت کا

مبارک ہو وسیلہ ہو گیا پیدا شفاعت کا
صبا دیتی ہی مژدہ سبکو حیدر کی ولادت کا

نہ سمجھا جز و ایمان جو علی کے اہل اعلا کو
ہوا مومن نہ وہ ناقص ہا کلمہ شہادت کا

طریق مرتضے کے پیرو ون کو دیتی ہین حورین
چلے آؤ چلے آؤ یہی رستہ ہے جنت کا

لحد مین دفن ہونے ہی علی تشریف لائے ہین
زیارت گاہ ہونا ہے بجا مومن کی تربت کا

بنایا بعد احمد جب ید اللہ کو صدا آئی
رہی عز و شرف ہی نقش ثانی دست قدرت کا

بڑھائی پنجہ تھرگان ہین مردم مردم دیدہ
اشارہ ہی کر و دست خدا سے عزم بیعت کا

برا ہون یا بھلا ہون پر نہ ہرگز ساتھ چھوڑونگا
قیامت کو مرا ماتھہ اور دامن ہو گا حضرت کا

علی کو نزع مین دیکھا تو دل کی آرزو نکلی
نہ پایا عمر بھر محبوب کوئی اچھی صورت کا

نبی ہین چار وہ معصوم اک نور الٰہی سے
نظر آتا ہی جلوہ ہمکو اس کثرت مین وحدت کا

وہ دیوانہ ہون اوسکی دشت نجف مین دل ابھی بیچون
اگر در نجف پر فیصلہ ہو جاے قیمت کا

ارادہ جو علی کی شکل کھینچوں صفحۂ دل پر
شفق کی مانگ لوں سُرخی سفید صبح جنت کا

کئی بار آئی بن بن کے دولھن گو سامنے دنیا
چلا پر کچھ نہ حیدر سے فریب اس ہمیروت کا

زمین میں نور علی سا آفتاب ذرہ پرور کا
سدھارے میں بوترابی کی بھلا کیا کام ظلمت کا

بنی تصویر حیدر عرش اعلےٰ پر زیارت کو
ملک کو بھی پایا ہمنے عاشق اچھی صورت کا

بھریں شوق نجف میں ہم نے گھنٹی بھی سنا ہیں
سنا حور و قصر جنت کا ہے نسیم باغ جنت کا

نجف کی خاک والوں سے کی اکسیر کا مزا پوچھے
بیان کیا ہو نرخ پاک کے بوسونکی لذت کا

علی جب قبر سے تشریف لیجائینگے پوچھونگا
بتا دیجائے درمان تو کوئی درد فرقت کا

نجف کی خاک کا فرش علی سے ذرہ ذرہ کیمیا
دیا اوٹھا اوٹھ کے بنتا ہی سفید صبح جنت کا

دیا صورت گر قدرت نے کچھ کچھ ہر پیر کو
بچا تھوڑا جو آب و رنگ بنکر حسن حضرت کا

مجھے تو ہند میں پھرنا نجف میں آپ جا بسنا
ارے او بیوفا دل کیون یہی حق ہے رفاقت کا

الطاف مدح حیدر میں قصیدہ تو کہا تونے
ثنا کی بو نہ آئی ہاں کلام ہے یہ مدحت کا

ایضاً

رنج اوٹھا کر عشق حیدر میں ہوں خجالت جو کا
کیا کھری مزدوری چوکھا کام ہے مزدور کا

ایکدم پرتو جو پڑجائے علی کے نور کا
صاف انگاروں میں پیدا ہو اثر کافور کا

وصف ہو کس سے علی کے روضۂ پر نور کا
رات کو ہر شمع میں عالم ہے شمع طور کا

ہو گیا فیض رخ حیدر سے جلوہ نور کا
عالم اس ظلمت کدے میں تھا شب دیجور کا

وصف لکھوں گا علی کے چہرۂ پر نور کا
روشنائی میں پڑے دو دو چراغ طور کا

کہتے ہیں در نجف بے آبرو سے بحث کیا
عیب ہی ہر ایک مروارید میں ناسور کا

ہو جو دل زخمی کسی زائر کا ہو جائے خنک
ہی اثر صبح نجف میں خلد کی کافور کا

غم ہی چرخِ نیلگون کو قبرِ حیدر سے ہے دور
ہر ستارہ پر گمان کیونکر نہو ناسور کا

شبکو جائین روضۂ حیدر مین گر ہم دل جلے
شمع کا فوری ہر اک مرہم بنے کافور کا

ساقیِ کوثر کے غم مین آبلے جب پڑ گئے
دل مرا خوشہ بنا فردوس کے انگور کا

ہی نجف کے زائرون سے لہلہا دارالسلام
ہر بگولا میرے صحرا مین ہے یکہ نور کا

نیت خالص تھی جب نکلا زبان سے یا علی
درد سب جاتا رہا اپنے دلِ رنجور کا

ساقیِ کوثر کا فیض انصاف سے دیکھے جو بحر
جگ کے حیرت کے سبب تختہ بنے بلور کا

الفتِ حیدر مین ہون مست مے خمِ غدیر
جام کی حاجت نہ مین محتاج ہون انگور کا

پائے کیا نامِ خدا اسمِ علی نے مرتبے
تذرستون کی سپر یہ ہے عصا رنجور کا

دم جو حیدر کا صفائی سے بھرے ثابت ہے
ہر حبابِ آب اک ساغر بنے بلور کا

رحم اسکا نام ہے دیکھو یتیمون کے لیے
نورِ حق صدمہ اوٹھائے گرمیِ تنور کا

رعبتِ حیدر رہو یارب کفر سے دنیا ہو پاک
صاف ہو ایسی زمین تختہ بنے بلور کا

ساقیِ کوثر جب آئے باغ مین تو ہر دید
دیدۂ بینا بنا دانہ ہر اک انگور کا

واہ کیا کہنا علی نے ترکِ دنیا کو کیا
نوش تھا گر شہد کا تو نیش تھا زنبور کا

حضرتِ موسیٰ سے کوئی پوچھ لے حالِ نجف
گنبدِ پُر نور مین جلوہ ہے برقِ طور کا

کیون تردد ہی زیارت کر علی کی جلد چل
جب کمر باندھی تو کیا دہر کا قریب و دور کا

یا علی مین بیسر و سامان ہون آؤن کس طرح
دور ہی سے عذر ہو مقبول مجھ معذور کا

مدحِ حیدر مین ہی قابل دید کے کلک و دوات
اوسمین ہے عالم نگہ کا اسمین چشم حور کا

پائے انور پشتِ احمد پر جو حیدر نے رکھا
جڑ گیا مہرِ نبوت پر نگینہ نور کا

لافتیٰ الا علی لاسیف الا ذوالفقار
جنگ مین یہ وصف تھا کس نامور و منصور کا

آیۂ الیوم اکملت لکم ہے بہرِ علی
کام کرتا ہے خلافت کے لیے منشور کا

پاؤن رکھتے ہی نجف مین اوڑ گئے سارے گناہ
خاصہ زہرِ ہلاہل کو ملا کافور کا

روضۂ حیدر کو اکثر ہمنے دیکھا خواب مین
بند کی جب آنکھ رستہ ہو گیا اُس دور کا

صفحۂ کاغذ جو ہی جنت کا تختہ مدح مین
شبہہ ہر شعر مسلسل پر ہے زلف حور کا

لحمک لحمی نبی نے حق حیدر مین کہا
تھے جدا ظاہر مین جلوہ تھا مگر اک نور کا

ہند مین ہم ہین نجف مین قبر حیدر غم نہین
دل ہے تو زیارت ہے گو رستہ ہے دور کا

عشق صادق الفت حیدر سی ہی دونو طرف
حور ہے مشتاق میری مین ہون طالب حور کا

جبکہ صحن روضۂ حیدر مین چھٹکی چاندنی
مین یہ سمجھا فرش ہی فردوس مین کافور کا

الفت حیدر حسین بنکر جو آئی قبر مین
آنکھ کھلتے ہی ہوا حاصل نظارہ حور کا

موذیون کا مال ہو گا رجعت شہ مین حلال
چاندنی مین شہد لوٹا جائے گا زنبور کا

گر در حیدر پہ آجائے تو اتنا مال پائے
ہر گدا ہو کر غنی محتاج ہو فردور کا

شاعری مین مدح مین بعد امامت ہی پورا نام
ای لطافت فیض سے ہے اوصیین حور کا

ہوا ہی جب سی سودا یار کی زلف پریشان کا
ہوا ہر رانگ کی مورت ہے چاک اپنی گریبان کا

قریب لب ہی جلوہ حسن سے بینی جانان کا
عجب چلہ اوٹھا ہی آتش لعل بدخشان کا

غضب فرگان کی تیزی نمین ہے عالم چشم جانان کا
یہ آہو مشکل صیدم ہنی والا ہے نیستان کا

پہنایا خلعت زرین مجھے ریگ بیابان کا
جنون کو نذر دینا چاہیے کنتھا گریبان کا

جو دیکھا جلوہ اوس زلف سیہ مین ہی نمایان کا
نظر آیا شب تاریک مین عالم چراغان کا

بیان ہی بلبلو نمین چہرہ رنگین جانان کا
سحر کو بوستان مین درس ہے تا ہی گلستان کا

فری لوٹے زبان خوانان لذت دل ہوا ان کا
عجب یہ مصحفی ہے باندھنا پیری مین دندان کا

ہوئی وحشت جو تیری چاند سی صورت کی الفت سی
بنا تار شعاع ماہ تار اپنے گریبان کا

وفور اشک سے بیکار ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین
زمستان مین برسنا شاق ہو جاتا ہے باران کا

مرا آئینہ رو اوترا جو بہر غسل دریا مین
ہوا دھوکا حبابون پر ہر اک کو چشم حیران کا

رہا مر کر بھی روشن نام مجھ وحشی کا صحرا مین
ہوا تربت پہ چشمہ غول سے عالم چراغان کا

جنون مین بھی مجھے آرائش قرطین سے مطلب ہے
لگایا گوشۂ چاک گریبان پر بیابان کا

کیا ہی گھائل اوس مہ رو نے شمشیر ہلالی سے
جگر کے زخم پر لازم ہے پھاہا ماہ تابان کا

پیاز ہر ہلاہل عشق خط سبز مین ہے
تصور مین ترے دندان کے ہیرا کوٹ کر پھانکا

خط سبز صنم سے کر کے الفت دیکھیے لب کو
خضر سے چلکے سے پوچھ لیجے آب حیوان کا

تمھاری مصحف عارض کو پھرون یاد کرتا ہے
ہوا ہی شوق میرے طفل دل کو حفظ قرآن کا

مثال خار مین لاغر ہون ناوک اسکو کاوش سے
پھپھولا پھوٹ جائیگا کسی دن چرخ گردان کا

نہین خال سیہ کاگورے گورے گال پر ہرگز
لگا کر مہ پہ بیٹھا ہی آنسو چشم جانان کا

دیا ہی قیس کو خلعت جنون نے دشت مین اکثر
گریبان لے کے مجھ دیوانے کا دامن بیابان کا

غضب آغاز پستان ہے تمھارے فتنہ سے پر
گمان ہوتا ہے مجکو عکس ہے سیب نخدان کا

ندایا آرزو ہی طوس مین پہنچا لطافت کو
بہت مشتاق ہے یہ روضہ شاہ خراسان کا

بھرا ہی عشق ہر رشک چمن کی زلف پیچان کا
ہوا ہی صاف کشت دل مین عالم سنبلستان کا

نظر آتا ہی جو بن جبکہ خط و خال جانان کا
سمجھتا ہون اسے ریحان تو اوسکو تخم ریحان کا

لکھا ہی وصف پیشانی پہ اول وے جانان کا
بنا ہی بیت ابرو صاف مطلع میرے دیوان کا

ہوا رو پوش ہر بے مہر دم نکلا جو انسان کا
گلہ غیرون سے کیا سب اقربا نے پہلے مُنہ ڈھانکا

ہوا ایسا ضعیف و ناتوان قاتل کی فرقت مین
گریبان پر مجھے دھوکا ہوا شمشیر عریان کا

جنون کی آمد آمد سنکے استقبال کو نکلا
جو پہنچا تا بہ دامن بڑھ کے چاک اپنے گریبان کا

نکلتے ہین شرر ایسے دل سوزان سی فرقت مین
گمان ہوتا ہی مجکو آہ پر سر وچراغان کا

حقیقت میری سودے کی نہو پوشیدہ جانان سے
عوض خط کے اوسے بھیجون گا مین پرزہ گریبان کا

لب جانان کی شہرت سی اوڑا ہے رنگ دنیا مین
عقیق سرخ کا یاقوت کا لعل بدخشان کا

ہو اہی زاہد دن کو بھی جنون فصل بہاری مین
عوض تسبیح کے ہے ہاتھ مین کنٹھا گریبان کا

سوال اوس سے ہے افراط جراحت کا ہوا ثابت
کشادہ ہونا بی باعث نہین زخمونکے دامان کا

نظر آیا جو اوسکے کان مین یاقوت کا بندا
کہی یہ بات دل نے سچ ہے مار زلف پیچان کا

کہین کا بھی نہ رکھا ہمکو ضعف و ناتوانی نے
بنا زنجیر آہن تار وحشت مین گریبان کا

جنون کے جوش مین فرحت ہوئی کچھ بلبل دلکو
قفس کا چاک گویا چاک ہے میرے گریبان کا

لطافت شاعری کے فن مین ہو یکا رب سخت
نہین اب قدر دان کوئی زمانے مین سخندان کا

ہی جوش مرکے بھی مری چشم پر آب کا
پنہان کی جا کفن مین ہو لکہ سحاب کا

پیر فلک پہ جلوہ نہین آفتاب کا
ہی دست رعشہ دار مین ساغر شراب کا

اوس دست پر ضیا مین ہے ساغر شراب کا
تو ام طلوع دیکھ لو دو آفتاب کا

جاری بہار مین ہے جو دریا شراب کا
ہو ساغر بلور پہ عالم حباب کا

شیشے مین حسن اور ہی کچھ ہی شراب کا
محتاج روے دختر رز ہی نقاب کا

جلوہ شفق مین صبح کو ہے آفتاب کا
کہتے ہین مست جام ہے چھلکا شراب کا

طرز اقلم سے کھینچ رہے موج شراب کا
مشتاق خط جام ہے ساقی جواب کا

دن کو مہ صیام مین ہے بند میکشی
سر پوش جام پر ہے ڈھنکا آفتاب کا

ساحل پہ میکشی کو ہی آیا وہ نازنین
گرداب کا ہو جام تو شیشہ حباب کا

آتے ہین یاد ہاے وہ مستون کے جمگٹے
وہ میکدے پہ جھوم کے آنا سحاب کا

دیکھو سحاب و برق کو عبرت سے غافلو
پیری کا وقت یہ ہے وہ عالم شباب کا

پیری مین بھی سفید نہین میرے سر کے بال
لیتا ہون کام نبت سیہ سے خضاب کا

کی بد مزاجیون کی شکایت تو بولے وہ
ہی عیب تلخ و تند نہونا گلاب کا

عاشق جو بلبلین ہین گل روے یار کی
صیاد نے ہے دام بنایا نقاب کا

جای دوات خامہ منگاتے ہین آپ سے
برہم ہین قصد ہے خط رخ کے جواب کا

مثل فقیر جمع ہین اوس در پہ نامہ بر
کہتے ہین سب سوال ہے خط کے جواب کا

او شہسوار کیا تری نعلین کا ہے نور
دھوکا ہی سبکو مردم چشم رکاب کا

وہ صید ہون کہ تھامے سے دم تک ترا نشان
بنتا ہی دام توڑ کے ڈورا کباب کا

جاتی ہی موج نکہت گل کیا چمن سے دور
شیرازہ کھل گیا گل تر کی کتاب کا

اصحاب کہف کا جو پتا پوچھتا ہون مین
منظور مانگنا شب فرقت ہی خواب کا

یان لاغری ہی اور وہان رشک خط نمود
دیکھو محاق مین ہے گہن آفتاب کا

وہ بے ثبات ہون جو ہے گا دم اخیر
سرمہ بنے گا گرد مین چشم حباب کا

لاغر جو یون ہوے ہے بطاقت فراق مین
آتی ہے کس حساب مین تو اک جواب کا

یہ قول آسمان سے ہے ہم حباب کا
مدت ہے منتظر ہون ترے انقلاب کا

اوس رخ کے آگے کیفیت دیتا ہی کون مے
پھیکا ہی چلے دن کو ورق آفتاب کا

تلوون سے دشت مین ہے جو دریا رواں ہنوز
ہر ایک آبلہ پہ گمان ہے حباب کا

مژگون کا اب کفن ہے تجھے یاد کرتے ہین
ہر گل گمان کرشتون کو برق وسحاب کا

گر نامہ بر نہ لاے گا دیدار یا خط
جیسے محال پھیر کے آنا شباب کا

کیسون مین ہون سیاہی زرد دیکھتے ہیں شیخ
بس ہو اگر نہ رشتہ بنا ہین خضاب کا

محفل مین ہے اوس رخ گلگون کا عکس سے
ہر شعلہ شمع کا ہے کہ غنچہ گلاب کا

شیشہ سر کو دیکھ کے اوس شوخ نے کہا
رکھتا ہی شوق شاہد گل بھی نقاب کا

قاصد کی ہاتھ کانپتے ہین دے خط اونکو کیا
کچھ رعب کچھ اثر ہے مری اضطراب کا

آیا خط اونکے رخ پہ حقیقت کھلی تمام
تھا منتظر مرا خط قسمت جواب کا

ہنس ہنسکے مری طرح جلے گر تو ہو مزہ
رو رو کے ناپسند ہے جلنا کباب کا

اکسیر میرے سیم بدن کی ہے خاک پا
چاندی بنا ہی دھوپ مین لوہا رکاب کا

جو تیرے ساتھ سونے کی حسرت ہی غیر کو
کیونکر کہے کہ حال ہی گونگے کے خواب کا

منظور ہی حفاظت تصویر روے یار
آئینہ آسمان سے لون آفتاب کا

دریا مین یار سے مین لپٹتا ہون وقت غسل
نظارہ ناگوار ہے چشم حباب کا

وہ پاس تو بلا سے مین روؤنگا اسطرح
پردہ بنی گا بیچ مین لکہ سحاب کا

ہر قدرتی حسین ہی خزان مین بھی رنگ پر
محتاج کب ہی گیسوے سنبل خضاب کا

اوس گل نے فاتحہ جو پڑہا بیٹگے نشان
عاشق کی قبر ہوگئی تختہ گلاب کا

عاشق کو آئنہ مین دکہانا ہی روے یار
ایجاد اوسنے طرفہ کیا ہے نقاب کا

نافہم کو سواد ہی سیر کتب سے کیا
عالم کبھی ہوا نہین کیڑا کتاب کا

دل کو شروع عشق مین ہی وصل کا خیال
کیا اعتبار عالم طفلی کے خواب کا

کیا گورے گورے پاؤن ہین اوس شہسوار کے
فانوس مین ہی شمع کہ حلقہ رکاب کا

ان دنون یہ لطافت ہی یہ غرور
دیکھے تو پھولنا کرے ہر اک حباب کا

جلوہ ہی اونکے صحیفہ رخ پر نقاب کا
جز دان جانتے ہین خدا کی کتاب کا

ہم نکو پی کے پاک ہوے شیخ جی نجس
کیا مختلف مزاج ہی اس آفتاب کا

ساحل پہ بہر غسل جو آئے وہ بحر حسن
نظارہ چوب موج بجائے حباب کا

مستو بہار آئی مبارک ہو سیکڑون
کہتا ہے دوڑ دوڑ کے لکہ سحاب کا

دل پر شباب مین ہے سیاہی گناہ کی
پیری مین کام لینگے اسی سے خضاب کا

تار نگاہ دیکھنے والون کے جمع ہین
جلوہ نہین ہے یار کے رخ پر نقاب کا

بجلی زمین سے ابر مین جاکر نہان ہوئی
تڑپے جو نام لے کے مرے اضطراب کا

لاتے ہین میری قبر پہ اوس شہسوار کو
سب کرکے التجا کہ ہو باعث ثواب کا

لقمے لگام اسپ کے ہین ہاتھ جوڑتے
بڑھ بڑھ کے پاؤن پڑتا ہی حلقہ رکاب کا

پاس اونکے مثل برق تڑپ کر پہنچ گئی
احسان ہمپہ ضعف مین ہے اضطراب کا

اُستاد ہی بہار تو گلشن ہے مدرسہ
بلبل سبق پڑہے گل ترکی کتاب کا

غفلت کہانکی چھاگئی آتی ہے زہر مین
آنکھین کھلی ہوئی ہین پہ عالم ہی خواب کا

کسکا سمند گھاٹ پہ کرتا ہے تیزیان
چھپتی ہوا ہے قلعہ بنا کر حباب کا

پُرزہ جنون مین میرے گریبان کا جب اوڑا
صحرا مین بنگیا وہی لکہ سحاب کا

قطرے مرے لہو کے جمے ہوگئی بہار
تلوار یار کی ہے کہ تختہ گلاب کا

طفلی ہی سے بغل مین کفن کو دبائے ہین
مطلب فقط ہی موت ہماری کتاب کا

جاگا شب فراق کا تھا موت آگئی
مدت کے بعد شکر ہی وقت آیا خواب کا

برسات مین وہ آنہین سکتے ہمارے گھر
کس کسکے آگے روئیے رونا سحاب کا

شرمندہ کر دیا مرے بخت سیاہ نے
اوڑ جائے جلد رنگ نہ کیونکر خضاب کا

اہل صفا جہان مین غفلت سے ہین برے
ممنون کب ہی دیدۂ آئینہ خواب کا

تصویر مین بلبلون کی جو کھینچی ہین آپنے
شیرازہ باندہیے رگ گل سے کتاب کا

ہی دیکھنی کی صحبت سیماب و آئینہ
سکتہ اسے تو اسکو مرض اضطراب کا

پھیکین جو مست پنجۂ مینا نکال کے
اوڑ کر بنے بہار مین لکہ سحاب کا

رونے کا حال جبکہ لطافت اوسے لکھا
نامہ ہمارا بنگیا لکہ سحاب کا

لالہ ہی شعلہ اوسکے رخ بے عدیل کا
یہ ایک پھول فخر ہے باغ خلیل کا

بہتا تو دیکھو نرع مین آنکھون کے نیل کا
دریاے اشک پر ہے گمان رود نیل کا

دنیا مین آکے کیون نہ مصیبت سے ہو بسر
کھولے جو آنکھ سامنا تھا اس بخیل کا

کہتے ہین آبلے مرے سیراب کر کے خار
مجنون کی روح کو ہو ثواب اس سبیل کا

لوہے کے ظرف پر جو ملمع ہوا تو کیا ۔ دولت سے مرتبہ نہیں بڑہتا رذیل کا
کیسون کے رنگ کا یہ اشارہ ہے غافلو ۔ یون ہین ہے جمع زر سے سیہ دل بخیل کا
قطرے جمے ہین دامن خنجر پہ خون کے ۔ محضر یہ ہوگا حشر کو تیرے قتیل کا
دھبا یہ زر لگاتا ہے اچھا ہو یا برا ۔ دیکھو سخی کا ہاتھ سیہ دل بخیل کا
ہوشیار ہو کہ گذرے چہل سال عمر کے ۔ آتا ہے آسمان سے پیام الرحیل کا
کرتا ہی تیز سنگ فسان تیغ کو تو کیا ۔ اک عیب ہی شریف پہ احسان رذیل کا
بوسہ کبھی کسی کو جو ملتا نہین صنم ۔ گویا دہان تنگ بھی دل ہے بخیل کا
تو وہ ہی بے نیاز کہ شاہد ہے ناز پر ۔ جلنا تری کلیم کا بچنا خلیل کا
تسکین ہو چشم یار سے عاشق کے دل کو کیا ۔ بیمار سے علاج ہو کیونکر علیل کا
غنچے جو مٹھیون مین دبائے ہوے ہین زر ۔ کیا نکلے مال لے کے زمین سے بخیل کا
آنکھین جھپک جھپک کے ہوئی زندگی تمام ۔ اک پل تھا اک برس مری عمر قلیل کا
چشم سیاہ یار کو ہی سرمہ دان سے بحث ۔ تیر نگہہ ادہر ہے ادہر تیر میل کا
وہ بی ثبات وزار ہون ٹپکا جو ایک اشک ۔ ساغر چھلک گیا مری عمر قلیل کا
کامل کہا جو ماہ کو اس رخ کے روبرو ۔ محتاج شاعرو ہے یہ دعوی دلیل کا
قاصد کو کیا کہ عاشق و معشوق مین ہو ربط ۔ یہ کام ہے رسول کا یا جبرئیل کا
کہتا ہی جام دیکھہ کے شیشہ کو تنگ چشم ۔ مین ہاتھہ ہون سخی کا یہ دل ہے بخیل کا
رخ سے تمہارے کعبہ کو نسبت بھلا ہے کیا ۔ یہ صنعت خدا وہ بنایا خلیل کا
پیری مین اسلیئے ہین فلک کی طرف سے خم ۔ دیکھین گے صبح صبح نہ منہ اس بخیل کا
سرمہ بھی چشم یار پہ کیا ہے پسا ہوا ۔ کرتا ہی پل مین فاصلہ طے ایک میل کا

اس بادیہ نجس سے لطافت کو کام کیا
مشتاق ہے جنان کی مئے سلسبیل کا

کیا قمری کو قیدی سرو گلشن کی محبت کا
بڑھا کر طوق الفت مین جنون نے میری منت کا

فلک سے سخت ہو ہی شوخ دیکھین کون رنگت کا
سدا ہی زہر کھائی اسپہ سبزہ میری تربت کا

کبھی فرقت کی صدمے ہین کبھی خواہان ہی وصلت کا
مرا اچھا بھلا دل تھا برا ہو اس محبت کا

نہین محتاج تیرا عاشق نادار زینت کا
بنا دستار سر پر مفلسی مین پیچ قسمت کا

غضب ڈھایا ہی ان آنکھون نے مارا ہون محبت کا
مرا دل بیگیا دیکھا جو معشوق اچھی صورت کا

زبان کھولین عنادان بندہون باعث شہرت کا
ارادہ اندنون ہی اور کچھ اپنی طبیعت کا

یگانے تو گئی بیگانہ مین باقی رہا لیکن
زبان حال سے کہتا ہی سبزہ میری تربت کا

مرے محبوب نے جب خواب مین دیکھا کہا ہنکر
یہی یوسف ہین شہرہ ہے اسی جوبن کا صورت کا

گواہی حشر کو دینگے لہو کی بوندین مہرین ہین
تری تلوار ہی محضر ہے عاشق کی شہادت کا

مرے محبوب کا نقشہ بنایا جبکہ صانع نے
لیا خود حسن نے بڑھ بڑھ کے بوسہ دست قدرت کا

وہ آئینہ سے اکثر پوچھتے ہین بعد آراستن
کوئی معشوق دیکھا ہی ایسی اچھی صورت کا

گنہگار و روان ہوتی ہی آنسو دھو گئی عصیان
نمونہ دیکھ لو اللہ کے دریاے رحمت کا

بہ نسبت منعمون کے ہم گرسنہ چین کرتے ہین
مزا نان جوین مین شکر ہی پاتے ہین نعمت کا

پڑھا کرتے ہین واعظ دل لگا کر سورہ یوسف
بیان ہر وعظ مین بھی منبر و نہ اچھی صورت کا

ازل سے آب و گل مین ہی شریک الفت حسینو کی
بنایا کا لبد کی جا مجھے پتلا محبت کا

مدار زندگی اسی چشم تر ہے ابتو رونے پہ
ہوا آشکو نہ موقوف آب و دانہ اپنی قسمت کا

ملی جب دولت دیدار ہم نکہین پھر گئین میری
نظر آیا جو وقت نزع محبوب اچھی صورت کا

برہمن ہین خدا کہتے بتون کو ہم حسین کہتے
فقط ہی کفر و دین مین فرق اپنی اپنی نیت کا

جو آنکھین ہمنے پھیرین نزع مین وہ بدگمان بولا
ارے بے دید کرتا ہے نظارہ حور جنت کا

غنیمت اے حسینو چاہنے والون کو تم سمجھو
نہو عاشق تو ہی بیکار معشوق اچھی صورت کا

صدا ہی آسیا کی یون قناعت سیکھو بے صبرو
نوالہ مجلو گھر بھیجے ملا غیرون کی قسمت کا

شبِ وصلت کہا پچھلے پہر یہ شمع سے اُسنے
چلی بادِ سحر وقت آیا معشوقوں کی رخصت کا

اُس ابرو کی طرح چینِ جبین بھی قتل کرتی ہے
اگر ہو وضع یکساں جلد اثر ہوتا ہی صحبت کا

عوض معشوق کے پیری مین ہم عاشق ترستے ہو
اگر اے موت پردہ بیچ مین ہوتا نہ غفلت کا

جوانی ہی وہ موسم کچھہ نہ کچھہ ہی رنگ پاجاتا
بُری صورت کا ہو انسان یا ہو اچھی صورت کا

چراغ و شمع و مشعل کوئی ہو پروانہ عاشق ہی
حسین ہو کوئی یکساں حال ہی اپنی محبت کا

ہوا ہی یون فشار اپنے تنِ خاکی کو تربت مین
گلے جیسے ملے چھوٹا کوئی ہمجنس مدت کا

تمھاری ہاتھہ مین آئینہ کہتا ہی تماشا ہے
ہوا مشتاق دیکھو خوبصورت خوبصورت کا

نہ کیونکر ذبح مین ہم ہاتھہ پاؤن ماریں اے قاتل
نہایت پیر نامشکل ہے دریائے شہادت کا

کبھی رکھتے تھے دل یا دستِ بیخیر انسان ہم بھی تھے
خدا بخشے جوانی کو کہ لپکا تھا محبت کا

ہلال و بدر بنتا ہی فلک پر مہ تماشا ہے
کبھی ہے میری صورت کا کبھی ہے تیری صورت کا

سرِ محفل جو ہین ہر شمع کا گلگیر نے کاٹا
پرِ پروانہ پر لکھا گیا محضر شہادت کا

ہمیشہ دل لگانے کا نتیجہ وصل ہوتا ہے
ملے ہم لبسمین لب سے لب جو نام آیا محبت کا

نئی ہی بحث آئینہ سے روئے یار کہتا ہے
بتا مین تیری صورت ہون کہ تو ہی میری صورت کا

جوانی کے گئی ہمراہ طاقت بھی بصارت بھی
سدا ہین ساتھہ دیتے بیمروت بیمروت کا

حسینون مین نہایت فخر سے وہ شوخ کہتا ہے
نیا ہی لطف دیکھو ہمپہ دل آیا **لطافت** کا

وہی تو بڑھہ کے بنا زلف رائگان نہوا
کم اوسکی کان کی لوگا کبھی دھوان نہوا

بتنگ ہجر سے تھا مین کہین نہان نہوا
زمین نہ نرم ہوئی پاس آسمان نہوا

تمھاری چشم سخنگو کا یہ اشارہ ہے
ہر ایک موے مژہ کب مری زبان نہوا

پڑی جو دھوپ گڑی میرے دشت وحشت مین
روان ہوا مرا سایہ پہ مین روان نہوا

نبی ہین آپ اسے مُنہ پہ خلق مین جلاد
کہ ذبح آپ سے مین ایک نیجان نہوا

زمین پہ قیس کو ہی نجد کی بتائی راہ
یہ بے سبب مری زنجیر کا نشان نہوا

ہمارا سوز و گداز اوس سے بزم مین کہتے
یہ کام تجھسے بھی اے شمع کی زبان نہوا

ہماری آنکھ کو کس طرح بار ہو آنسو
صدف کی چشم کو اپنا گہر گران نہوا

سمٹ کے بنگیا کاجل کسی کی آنکھو نمین
ہماری آہ کا ضایع کبھی دھوان نہوا

گئے ہین کوچہ جانان مین سر کے بھل عشاق
یہ وجہ ہی جو عیان پاؤن کا نشان نہوا

وہ ناتوان ہون کہ بار گران ہے تار نفس
تمھارا ناز اوٹھانا مگر گران نہوا

بتنگ تھے دل مضطر سے گر کے مرتے ہم
قریب کیا کہین سیماب کا کنوان نہوا

جو بہر غسل تم آئے یہ محو دید ہوا
کہ بہتی چیز تھا دریا مگر روان نہوا

وہ پوچھنے کے لیے دل کا حال آئے تھے
یہ کیا ہوا کہ بیان مجھسے اے زبان نہوا

یہ بوسے یار کے پاتے سوال وہ کرتا
زبان دہن نہوئی اور دہن زبان نہوا

کدورتین مرے دل کی یہ بڑہ کے کہتی ہین
یہ وہ زمین ہے جہان دور آسمان نہوا

ہماری پاس تو آنا کجا اوٹھین ہے یہ شرم
کہ عکس آیینہ کے گھر مین میہمان نہوا

کیا اشارہ فنا ہونے کا حبابون نے
پھر اسپہ بھی متنبہ کچھہ آسمان نہوا

تمھارے پنجہ رنگین طلسم تازہ ہین
کہ بھڑکی آتش رنگ حنا دہوان نہوا

نظر لگی جو سمندر کو کر دیا ہے خجل
یہ طفل اشک اسی وجہ سے جوان نہوا

ہزار تیز کیا اوسنے تیغ کو لیکن
سبق شہادت عاشق کا بر زبان نہوا

کھلی وہ زلف تو کیا آئنہ کو قید کیا
بندھا رہا جو یہ پانی کبھی روان نہوا

ہلال دیکھہ کے دیوانے اوگلیان ہین اٹھے
کہ اے جنون یہ گریبان دبخیان نہوا

جوان کا وصل ہے ایسا کشیدہ تو بھی رہے
جو تیر زینت آغوش اے کمان نہوا

عزیز مرگئے پر داغ دے گئے دل پر
گئے وہ لوگ روان پر یہ کاروان نہوا

ہم اون سے حال کہین کچھہ ذرا ٹھہرے درد
جگر مین دل مین رہا پر مزاج دان نہوا

خیال خواب گران دل مین آگیا تو پسا
جہان مین مثل مرے کوئی ناتوان نہوا

قد خمیدہ سے میرے نہ ہمسری ہوگی
کہ ایک چلّہ ترا پورا اسے کمان نہوا

نظر کی طرح ہوا عرش تک نبی کا گذر
کہین سے شق شب معراج آسمان نہوا

نہ اپنی تیر سے قدر پر ہوا اے جوان مغرور
سلام جھک کے کرون گا اگر کمان نہوا

مثال بدر لطافت کے دل مین داغ پڑے
کمال گھٹ گیا جب کوئی قدردان نہوا

غیر کی سمت سے مڑ مڑ کے ادہر دیکھ لیا
کیسے ابتو مری آہون کا اثر دیکھ لیا

حسن پر کرتی ہے دزدیدہ نظر دیکھ لیا
نہ نگہ کی اودہر اوسنے جو ادہر دیکھ لیا

قصد شاید ہی ترا غیر کے گھر دیکھ لیا
چھپ کہ اے شوخ چلا مجھسے کدہر دیکھ لیا

کیا تصور مین جمال اے گل تر دیکھ لیا
جھپکی جب آنکھ تجھے ایک نظر دیکھ لیا

لیتے پھرتے ہین جو وہ بزم مین عشاق کی دل
میرے پہلو کی صدا ہی کہ ادہر دیکھ لیا

دم ہی دم مین مجھے ٹالا نہوا وصل نصیب
لو ہوئی باتون ہی باتون مین سحر دیکھ لیا

ہم نہ کہتی تھے کہ زلفین نہ بڑہا کر چھوڑو
بل نزاکت سے لگی کھانے کمر دیکھ لیا

دانۂ اشک کی تسبیح پہ رونے کے لیے
استخارہ کہوا اے دیدۂ تر دیکھ لیا

قبر مین شانہ ہلا کر مرا وہ کہتے ہین
اپنے وعدے پہ ہم آئے ترے گھر دیکھ لیا

داغ اور زخم کے ہونیکا ہوا تمکو یقین
چاک کرکے مرا دل اور جگر دیکھ لیا

کر دیا مست صفین بادہ کشونکی اوسنے
چشم مستانہ سے ساقی نے جدہر دیکھ لیا

طاقت اوڑنیکی نشیمن سے نہین قید نکر
تو نے صیاد ٹٹولے مرے پر دیکھ لیا

جشن اوڑتے ہین مزے رہتی ہین ہی عید وصال
آنکھ کھولی ترا منہ وقت سحر دیکھ لیا

کہتے ہین وہ مرے دانتون سے ہوئے شرمندہ
آبرو کھو گئی بیدھے تھے گہر دیکھ لیا

اب دوپٹے سے چھپاؤ بھی تو کیا ہوتا ہے
سر و مین آئے ہین دو تازے ثمر دیکھ لیا

آنکھ ڈالی جو مرے دل پہ تو اُس نے کہا — عرش تک میری نظر کا ہی گذر دیکھ لیا
اپنے در پر مرے مرنیکا اُنھین رنج نہین — مان یہ غم ہی ملک الموت نے گھر دیکھ لیا
کہدی اُنسی کوئی کم سن ہین نہ آئین مری پاس — سہم جائینگے اگر زخم جگر دیکھ لیا
چشم جانان کا اشارہ ہی ہی گردش مین — ہمنے گھر بیٹھے عجب لطف سفر دیکھ لیا
جب وہ پوشاک بدلتے ہین تو فرماتے ہین — آنکھ پھوٹین گی اگر تونے ادہر دیکھ لیا
اشک انمول ہوا نوک مژہ پر آکر — تول کر کانٹے مین ہمنے یہ گہر دیکھ لیا
ڈوبجاؤنگا ابھی جان کے دریا مین نزار — قہر ہو جائیگا آئینہ اگر دیکھ لیا
مرسے تیرے جو اُٹھائے گئے ہم قبر مین آئے — ایک گھر چھوڑ دیا دوسرا گھر دیکھ لیا
کہتے تھے سامنے اُسکے نہ لگا نا سرمہ — مینے کی ہوئی آنکھون پہ نظر دیکھ لیا
ابتو ہوگا نہ گمان تیر چھپا رکھنے کا — دل مرا ڈھونڈھ لیا کیسے جگر دیکھ لیا

ای لطافت عوض مدح ہوئی اُسکے عدد
بے کمالون نے جسے اہل ہنر دیکھ لیا

غیر منقوط

غنچہ کا گل اگر ادا ہوگا — گھر معطر مرا سارا ہوگا
گر دل مُردہ کو سودا ہوگا — اور آوارہ در سوا ہوگا
درد دل کا اگر ادا حور کہا — مسکرا کر کہا ہوگا ہوگا
گر رکھا سوگ ہمارا او حور — اور اک روح کو صدما ہوگا
دور ہوگا وہ دل آرام اگر — کسطرح دل کو گوارا ہوگا
ہو کر آگاہ سدا رادہ ماہ — دل سحر کو مرا دھڑکا ہوگا
صدر اُس گل کو دکھا گل کھلا کر — دم طاؤس کا دھوکا ہوگا
سرد سرد آہ دلا گیر ہر دم — ظالم سو سیم سرما ہوگا

گر وہ دلدار سد مارا گھر کو — آہ کا دل کو سہارا ہوگا
ہے گا مسرور دلِ اہلِ سکر — دور اگر کاسۂ مل ہوگا
اولحد رکھہ کہ دلِ مردہ مرا — سنگِ دلدار کا حصا ہوگا
رکھہ مسلسل گلِ مدحِ دلدار — کہ سرِ کلک کا سہرا ہوگا
سادہ رو ہمکو ملا اک دلدار — وصل اوس حور ادا کا ہوگا
گردِ دلدار ہا گر مرا دل — ہالۂ وہ ماہ کا دھوکا ہوگا
دل کو سلگاؤ کہ اور آگ لگاؤ — راکھہ ہو کر کہو سرما ہوگا

لطفِ پرواز تفس مین نہ مجھے یاد آیا — پر نکلنے بھی نپائے تھے کہ صیاد آیا
نزع مین بہر عیادت ستم ایجاد آیا — ملک الموت کے بدلے وہ پریزاد آیا
جس گھڑی دام مین مین بلبلِ ناشاد آیا — اوڑ گئے ہوش پھڑکتا ہوا صیاد آیا
صدمۂ ہجر سے مشتاقِ اجل ہون ایسا — تن مین جان آئی جو سر پر مرے جلاد آیا
یہ جہان دارِ محن ہے جو ولادت کے وقت — ہر بشر کرتا ہوا نالہ و فریاد آیا
بنگئی اوس بتِ کافر کی گلی مین تربت — آج قبضہ مین مرے گلشنِ شداد آیا
قمریان صدقے ہوئین دیکھہ کے پس پس گئی دل — باغ مین تنکے جو وہ غیرتِ شمشاد آیا
قابلِ رحم جو ہے حال نہایت میرا — بند آنکھون کو کیے ہی مرا جلاد آیا
تھی جنون مین مجھے رنجیر پہنانا مشکل — سچ تو یہ ہے کہ کڑی جھیل کے حداد آیا
کیا ترقی ہی مجازی سے حقیقی ہو عشق — حسن دیکھا جو بتون کا تو خدا یاد آیا
یاد دلوائی وہ ابر و شبِ عید اے مہ نو — تو بھی آیا تو مری جان کو جلاد آیا
ہچکیان آتی ہین شیشہ کو نہین یہ قلقل — کوئی میخوار ہے شاید کہ اسے یاد آیا
چھپے باغ مین اس رشکِ چمن کے جو سنے — بلبلین بہرِ تصدق لیے صیاد آیا

مین وہ مجنون ہون اگر دشت مین رکھتا قدم — غل مچاتا ہی جنون قیس کا اوستاد آیا
جشن رہتے ہین شب و روز مزے اوڑتے ہین — جب سے پاس اپنے وہ معشوق پریزاد آیا
کٹ سکا حلق نہ عاشق کا ہوا یہ عاری — تیز ہو ہو کے بہت خنجر فولاد آیا
یاد مژگان مین ہوا جوش جنون کیون مجکو — اسلیے تشنہ خون نشتر فصاد آیا
ہچکیان نزع مین بوجہ نہین آتی ہین — شاید اسدم ملک الموت کو مین یاد آیا
جز معاصی نہ صدف افسوس ہوی نیک اعمال — ہاے کیون مین طرف عالم ایجاد آیا

یا علی دل سے اطافت نے بجوشکل مین کہا
قدم حیدر صفدر پہ اسداد آیا

مرغ دل پھنستا ہی خود ہر عاشق دلگیر کا — جال پھیلا ہے جو اونکی جوہر شمشیر کا
اسقدر سودے نے دکھلایا اثر تسخیر کا — لوگ سنتے آتے ہین نالہ مری زنجیر کا
دل نشانہ ہو گیا کس عاشق دلگیر کا — ہر کمان کی چشم سے آنسو روان ہی تیر کا
عشق دونا ہو گیا مقتل مین مجھ دلگیر کا — دل بنا سینہ مین پیکان آکے اُنکے تیر کا
کیا گوارا اوس جوان کو وصل ہو مجھ پیر کا — ہی ٹھہرنا مشکل آغوش کمان مین تیر کا
بڑھ گیا یہ ضعف مجھ دیوانہ دلگیر کا — کام ہر تار گریبان نے کیا زنجیر کا
حال ہی ہنسنے کے قابل جو تری نخچیر کا — خندہ لب اسوجہ سے سو فار ہے ہر تیر کا
ای مصور کھینچتا ہے تو جو مجھ گریانکی شکل — ہی یہ بہتر کاغذ باری ہو مری تصویر کا
وصف زلف یار مین کرتا مسلسل جبکہ شعر — جوش سودا مین مجھے دھوکا ہوا زنجیر کا
یہ کمان اب سے جاتا ہی طرف افلاک کے — نالہ عاشق کرے کیونکر نہ پلہ تیر کا
عاشقون کی بابل جان کا ہے یقاتل ہجوم — کیا چمن پھولا ہوا ہے جوہر شمشیر کا
گر میان اوس شعلہ رو کی مین بیان کرنیکو ہون — شمع کی دم بھر زبان مانگون دہن گلگیر کا
مین وہ گریان ہون کبھی کھینچی مصور نے جو شکل — بنتے بنتے مٹگیا نقشہ مری تصویر کا

ضعف نے قیدی بنا رکھا ہے مجھ مجنون کو
طوق کا ممنون نہ شرمندہ ہو نمین زنجیر کا

زخم میرے تن کے ہو جاتے ہین ایقاتل ہرے
لہلہاتا ہے جو سبزہ جوہر شمشیر کا

تیرہ بختی کے سبب ہون خاک کا عاشق بیدا
کیا زحل یارب ستارا ہے مری تقدیر کا

رزق ہی رزاق کے ذمے ہر انسان ہو نہ تو
دیکھہ اے ناداں قبل طفل ہونا شیر کا

کسہ نفس و خاکساری ہو گئی دل سے پسند
ہاتھہ آیا ہے عجب نسخہ ہمین اکسیر کا

مین عجب دیوانہ خاموش ہون آفاق مین
قید ہے زندان مین نالہ بھی مری زنجیر کا

دل سمجھتے ہین جسے دھوکے سی عالم مین بشر
ہی ہر اک سینے مین آئینہ تری تصویر کا

چل سکے دیوانہ کیا لڑکون کی آنکھین ہین بری
کام کرتے حلقہ ہائے چشم ہین زنجیر کا

کہکشان مین جھلملاتے ہین جو تارے رات کو
چشمگین کرتا ہے ہر جوہر تری شمشیر کا

جسکو کہتے ہین منجم ماہ کامل کا گہن
یہ دھوان پہنچا ہی میرے نالہ شبگیر کا

خواہش نعمات دنیا امر خلقی ہے دلا
طفل آتے ہی یہان ہوتا ہی طالب شیر کا

جب سیم و زر ہی انسان کو ملاتے خاک مین
دیکھہ لو حال زبون ہر صاحب اکسیر کا

جب مؤذن سو گیا صبح شب وصل صنم
بتکدے سے غل کیا ناقوس نے تکبیر کا

شوق ہی اس ترک کو لیزم ہلانے کا وہان
ہی بلند آٹھون پہر نالہ یہان زنجیر کا

ہی جو حسن چہرہ یوسف کی دہوم آفاق مین
ہی وہ اک خاکا مرے محبوب کی تصویر کا

ملتے ہین آ آ کے آنکھین فجر سے عاشق تمام
نقش پائے یار گویا نقش ہے تسخیر کا

خون کس بیجرم کا دنیا مین اے قاتل ہوا
سرندامت سے ہے خم ابتک ہر اک شمشیر کا

گر مصور کھینچتا ہے شکل محبوب پامال کی
خاک پائے یار سے گرد ہ بنے تصویر کا

ای لطافت اسم اعظم ہی یہ ہر مشکل کیوقت
ہی مقرر اک علی کے نام کی تانیر کا

اوٹھگیا وہ یار محفل سے تو ایسا غم ہوا
حلقہ احباب محبوب و حلقہ ماتم ہوا

رنج سہتے سہتے میرے دل کا یہ عالم ہوا
اگر کہین سیماب بھی گشتہ ہوا تو غم ہوا

مر گیا گیسو کا سودائی تو ہر جا غم ہوا
خانۂ زنجیر مین بھی غل رہا ماتم ہوا

لاغری کا تیرے دیوانے کے یہ عالم ہوا
طوق اسے رشتک سلیمان حلقۂ خاتم ہوا

ایک ہی دل پاس میرے تھا سو اُنکو دیدیا
منصفی سے سچ اگر پوچھو تو مین حاتم ہوا

رات کی یاد آگئین باتین جو اونکو صبح دم
شرم سے مُنہ کو چھپایا سر حیا سے خم ہوا

زندگی ہی تک ہی اخوان جہان کی دوستی
دفن کی عجلت ہوئی جب آدمی بیدم ہوا

آجتک اونکی کمر کا کچھ ہوا ظاہر نہ بھید
لی عدم کی راہ جو اس راز سے محرم ہوا

ساغر مے پی کے کیا حاصل ہوئی سیر جہان
ٹھیکرا اپنی نظر مین آج جام جم ہوا

جب کہا مشک ختن مینے خطا سر زد ہوئی
کیا مزاج زلف جانان درہم و برہم ہوا

اوسنے جب مسی ملی لب پر ہوئی بیجان رقیب
نامبارک روسیہ غیرون پہ یہ نیلم ہوا

صانع قدرت نے جب پیدا کیا عاشق کا دل
گھر ملا رہنے کی خاطر شاد و خرم غم ہوا

ایکدن وہ تھا کہ گل کھاتا تھا چھلے کے تئین
ایکدن یہ ہی کہ جھکتے جھکتے مین خاتم ہوا

آمد آمد سیکدی مین جب ہوئی مجھ مست کی
جام استقبال کو آیا تو شیشہ خم ہوا

بعد مردن اسقدر چمکے ہماری دل کے داغ
گور تیرہ مین شب مہتاب کا عالم ہوا

جب نہ دی آرام سے اسکو کسی نے دل مین جا
آکے گریان قبر عاشق پر نہایت غم ہوا

پیش خالق رتبہ ہو جاتا ہے جھکنے سے بلند
آسمان نے پای رفعت اسقدر جب خم ہوا

خوف کھا کر بھاگے صحبت سے جوان مانند تیر
جب کمان کی طرح پیری سے قد اپنا خم ہوا

وقت زینت دی سزا اوس شوخ نے کس رنگ سے
ہتکڑی درد حنا کو حلقۂ خاتم ہوا

جھکتے ہین مفلس سے اہل ظرف ہین جو مایہ دار
جام خالی جب قریب آیا تو شیشہ خم ہوا

چشم کو بیمار عاشق نے کہا تقصیر کی
لشکر مژگان جانان کسقدر برہم ہوا

رفتہ رفتہ ماہ کامل کر دیا اللہ نے
انکسار و عاجزی سے جب مہ نو خم ہوا

ناک مین اُنکے ہمین یاد آئی اک موتی کی نتھ
شب کو زنبق پر جو پیدا قطرۂ شبنم ہوا

خط سبز اوس گل کے گورے گورے کالو نہین
زلف کی ناگن سے ہے پیدا یہ سارا سم ہوا

ای لطافت پنجتن کا نور ہی مسجود تھا
سب فرشتون کو جو حکم سجدۂ آدم ہوا

سرہی فروتنی سے خمیدہ ہلال کا
کیون چند دن مین پائے نہ رتبہ کمال کا

جلوہ ہی طاق ابروی جانان مین خال کا
کعبے مین جسطرح کہ گذر ہو بلال کا

بازار عشق مین دل عاشق ہے بک رہا
گاہک کوئی حسین ہو مُردے کے مال کا

چشم سیاہ یار جو اک پل نظر پڑی
کھلجائین آنکھین نشہ ہرن ہو غزال کا

چشم حباب و نرگس و شمس و قمر ہے وا
مشتاق کون کون ہے اونکے جمال کا

مانع ہو شرم جاؤن بھی گر پیش اغنیا
مشکل ہو میرے مُنہ سے نکلنا سوال کا

مین راتدن فراق مین روتا ہون ہمدمو
پڑھ پڑھ کے مرثیہ دل مُردہ کے حال کا

روشن مثال بدر ہین سارے جہانمین
اقرار ہی ہر اک کو ہمارے کمال کا

گل ہین خجل جو باغ مین اُس رُخ کی سامنے
شبنم پہ ہے گمان عرق انفعال کا

لکھی تمھاری آنکھونکی تعریف مینے جب
ہر دائرے پہ نتک ہوا چشم غزال کا

حیرت مین ہی کبھی کبھی سکتے مین آئنہ
ہی محو کسکے حسن عدیم المثال کا

چشم سیاہ یار ہے مژگان مین دیکھنا
مسکن بنا میان نیستان غزال کا

مانگا جو بوسہ عارض لگائی تیغ
اچھا دیا جواب ہمارے سوال کا

پھنسنا نہ جاکے دام مین ہوشیار مرغ دل
ہر حلقہ زلف یار مین پھندا ہے بال کا

معدوم کر دیا ہی جو صانع نے وہ دہن
نقطہ دیا ہی شک کے لیے اوسپہ خال کا

ہونا ہے سُرخ رو جو لطافت میان حشر
رکھے اپنے دل مین عشق پیمبر کی آل کا

آزردہ سجدہ کرنے پہ دلدار ہوگیا
کارِ ثواب پر مین گنہگار ہوگیا

عاشق فراقِ یار مین یہ زار ہوگیا
آنا لبون کا تک آہ کا دشوار ہوگیا

بے تیغ قتل دم مین گنہگار ہوگیا
اونکا کشیدہ رہنا بھی تلوار ہوگیا

مین عشوۂ زلف مین جو گرفتار ہوگیا
مشہور عاشقون مین سیہ کار ہوگیا

نکلا ہلالِ عید جو قاتل کی ہجر مین
عاشق کے قتل کرنے کو تلوار ہوگیا

سُرمہ لگایا چشمِ خمارین مین یار نے
سوتا یہ فتنہ قہر ہے بیدار ہوگیا

سرکٹ کے جب گرا مرا قاتل کے پاؤن پر
دی جسم نے صدا مین سُبکبار ہوگیا

ڈالے گلے مین عاشق لاغر نے جبکہ ہاتھ
اوس برہمن کو شبہہ زُنّار ہوگیا

صُبح شبِ وصال جب آئی جہان مین
سورے مرے نصیب وہ بیدار ہوگیا

ترچھی نگہ سے وار جو اوس نے کیا
آل تیر تھا کہ دل سے مرے پار ہوگیا

رویا جو یادِ زلف مین مین زار و نا توان
پھانسی گلے مین آنسوون کا تار ہوگیا

پیمانے بھی بنا نہ سکے رند ساقیا
ٹوٹا خم اسطرح سے کہ بیکار ہوگیا

برگشتگی بخت سے اقرارِ وصل کا
مُنہ سے ترے نکلتے ہی انکار ہوگیا

وہ اے خراب مین پہ نہ ممکن ہوا وصال
مین بدنصیب پہلے ہی ہشیار ہوگیا

مین دیکھنے لگا دمِ تزئین جو اُنکا حسن
آئینہ آکے بیچ مین دیوار ہوگیا

مختارِ ورد و قصرِ لطافت وہی ہوا
جسکو لہ عشقِ احمدِ مختار ہوگیا

رنگ دیکھے جو مری بادیہ پیمائی کا
نشہ ہو جاے ہرن آہوے صحرائی کا

فعل منظور ہے ہر ایک تماشائی کا
اوسنے فرگان کو دیا حکم صف آرائی کا

آنسو آٹھے پہ پاس رہا کرتا ہے
میرے خود بین کو ہوا شوق خود آرائی کا

رشک مین ہوتے ہین اخوانِ جہان قاتلِ جان
کچھ کیا پاس نہ یوسف سے حسین بھائی کا

بولتا خوب قفس مین ہے اکیلا بلبل ۔ شعر گوئی مین نہ کیون شوق ہو تنہائی کا
پتلیون کا جو دکھاتی ہین تماشا خوش چشم ۔ پل مین دل لیتے ہین ہر ایک تماشائی کا
خونچکان آبلہ پا جو مرے ہون اے دشت ۔ ہو بیابان مین گمان لالہ صحرائی کا
تاج سر داغ جنون ریگ ہی تن پر خلعت ۔ دشت مین ہے یہ حشم آپکے سودائی کا
حشر کو خلد مین بھی حسن ترا ڈھونڈھے گا ۔ دل لگیگا نہ کہین تیرے تماشائی کا
کعبہ و دیر و کلیسا مین ہین عاشق مشتاق ۔ کسکجگہہ ذکر نہین ہے مرے ہرجائی کا
پرورش کے نہین محتاج جہان مین وحشی ۔ دیکھو بڑھنا شجر و میوہ صحرائی کا
راز الفت کو کیا فاش لڑکپن کے سبب ۔ کم سنی اُسکی ہے باعث مری رسوائی کا
صورت آئنہ کی آنکھہ نہ پھر کھول کے بند ۔ سکتہ ہے قابل دیدار اونکے تماشائی کا
در جانانہ پہ رسائی ہوئی اللہ رے نصیب ۔ حوصلہ آج نکالون گا جبین سائی کا
اسکی دو آنکھین ہین اور حسن مین تجھمین لاکھون ۔ کسطرح سیر ہو دل تیرے تماشائی کا
اسلیے کر دیا اللہ نے سایہ پیدا ۔ ان بتون کو کہین دعوی ہو نہ یکتائی کا
کہتی ہی طالب دیدار سے تیری نرگس ۔ حال ہو جائیگا دیکھو یہی بینائی کا
گرم تقریر ہوا تھا کبھی وہ شعلہ عذار ۔ آجتک شمع کو یاد ہے گویائی کا
عاشقون کو ہی جلاتا خط سبز جانان ۔ آجکل خضر کو دعوی ہے مسیحائی کا
کیا پسند آئے مجھے رقص حسینان جہان ۔ حسن دیکھا کسی بیساختہ انگڑائی کا
یہ لب و لہجہ بھلا پائیگی کیونکر بلبل ۔ رنگ اوڑائیگی ہزار آپ کی گویائی کا
جان بلب سیکڑون عاشق ہین جلانے کیون ۔ تمکو دعوی ہے اسی مُنہ پہ مسیحائی کا
بادہ کش کوئی کوئی خون جگر پیتا ہے ۔ ظرفہ نیرنگ ہی اس گنبد مینائی کا

در شبہیر دکھائے جو مجھے بخت رسا
ای لطافت ہو عجب لطف جبین سائی کا

بُت حسینون کو نہ کہنہ کام ہے سودائی کا
اُنمین کب حسن ہے تقریر و خود آرائی کا

دوڑ کر چھوڑے جو ساتھہ آپکے سودائی کا
اپنی سائے پہ ہو شک آہوے صحرائی کا

شکر ہی دوسرے عالم مین تو بدنام نہین
ایک عالم مین ہی شہرہ مری رسوائی کا

کبھی آنکھو نمین تصور ہے کبھی دل مین خیال
جلوہ کسجا نہین میری بُتِ ہرجائی کا

صنم اورون کے اسی مُنہ پہ خدا بنتے ہین
بُت بنے بیٹھے ہین یار انہین گویائی کا

ہالہ ماہ مجھے یاد دلا دیتا ہے
ہاتھہ اوٹھا کر وہ سمان آپکی انگڑائی کا

مرنے والونپہ جو ای جان جہان رحم کرو
ملک الموت کو عہدہ ہو مسیحائی کا

آفتابِ رُخِ جانان نے کیا کیا اندھا
دیدۂ آئنہ محتاج ہے بینائی کا

صاف کہتی ہے یہ تصویر تری یک چشمی
ابتو دعوے مجھے زیبندہ ہے یکتائی کا

شوخیان آپ ہی کر کے مجھے بیتاب کیا
آپ ہی اوسنے دیا حکم شکیبائی کا

شعر بن بنکے طبیعت سے جو نکلے تو کہا
ہمسے معشوق سبق پڑہ لین خود آرائی کا

چشم یعقوب جو روشن ہوئی یوسف تھے حسین
عود کر آنا تعجب نہین بینائی کا

دستِ ساقی سے ملی ہمکو صراحی مملو
بولنا چاہیے ایمان سے بھر پائی کا

عارضہ جب سے ہوا شمع کو خاموشی کا
غم سی پروانے کو یارا نہین گویائی کا

ہی نئی بحث وہ رُخ زلف سے کہتا ہے یہی
تو دوتا اور ہے دعوے مجھے یکتائی کا

رشک سی کہتے ہین وہ دیکھہ کے گھر مین مرے چاند
یہ طریقہ ہمین بھاتا نہین ہرجائی کا

شمع و پروانہ جو محفل مین ہین دونون خاموش
عشق صادق ہے تو یارا نہین گویائی کا

پُتلیان آپ کے توسن کی اوڑاتی ہین جو گرد
کہتے ہین سُرمہ ہے یہ قوتِ بینائی کا

آپ دھوکے سے سمجھتے ہین جسے خالِ سیاہ
دل ہی رخسار پہ آیا کسی سودائی کا

قتل کر نیکا تری چشم کو ہے کام سپرد
لب کو سرکار سے عہدہ ہے مسیحائی کا

جو مجھے شوق شہادت ہی بیان تمسے کرے
تیغ رکھتی ہے زبان حکم ہو گویائی کا

جانتی جنکو منجم ہین کہن دھوکے سے
دود آہ جگری ہے ترے سودائی کا

نرم سمجھے ہین جو دشمن ہین زبان کی دندان
حال کھلجائیگا پیری مین صف آرائی کا

میرے حق نے ملک وجن و بشر خلق کیے
بُت خدا کیسی ہین جو شوق ہے تنہائی کا

دوست اسواسطے نہلاکے پچھاتے ہین کفن
مرنے والونکو نہین شوق خود آرائی کا

شعر گوئی کا رہے شوق لطافت تا مرگ
سلسلہ جانے نیائے فن آبائی کا

وقت پیری جبکہ وصل نوجوان ہو جائیگا
تیر آکر زیب آغوش کمان ہو جائیگا

جبکہ دل مثل جرس گرم فغان ہو جائیگا
کاروان فرقت مین اشکون کا روان ہو جائیگا

بحر غم مین تن جو زار و ناتوان ہو جائیگا
کشتی عمر روان کا بادبان ہو جائیگا

آتش گل کو اگر بھڑکا سیگی باد بہار
سنبل گلزار اوڑا اوڑا کر دھوان ہو جائیگا

آمد آمد جب مری خوش قدکی ہوگی باغ مین
سرو استقبال کر اٹھکر روان ہو جائیگا

جب خزان آئیگی گل اوڑ جائینگی گلزار سے
بلبلو تمکو قفس ہر آشیان ہو جائیگا

وقت آخر شعر گوئی کا زیادہ ہوگا حسن
پیر جب ہونگے کمال اپنا جوان ہو جائیگا

عشقبازی کا بھرا کرتے ہین دم اکثر رقیب
تیغ قاتل جب کھنچیگی امتحان ہو جائیگا

کبر و نخوت سے نہ تن تن کر چلو اے خوش قدو
ایک دن یہ تیر مانند کمان ہو جائیگا

ربط معشوقون کی زلفون سی رہیگا بعد مرگ
صرف شانون مین مرا ہر استخوان ہو جائیگا

بام جانان پر پہنچ جائینگے ہین زار و نحیف
ہمکو دود آہ مثل نردبان ہو جائیگا

کسقدر عاشق صفائی قلب سے حیران ہین
راز بھی جو کچھ چھپائینگے عیان ہو جائیگا

عندلیب زار و لاغر ہین بہار آنے تو دو
مثل بو گل مین ہمارا آشیان ہو جائیگا

غیظ سے دیکھی گا جب وہ کہہ سکونگا کچھ نہ مین
حلقہ چشم حسین قفل دہان ہو جائیگا

جان کہ دلسوز ہم باتین کرینگے شمع سے
کوئی تو محفل مین اپنا ہمزبان ہو جائیگا

مین پڑا رہجاؤنگا سر پر لیے بار گناہ
ہائے محشر مین روان سب کاروان ہوجائیگا

گل چٹک کر باغ مین ہر بار دیتا ہی صدا
جسپہ آئیگی بہار اک دن خزان ہوجائیگا

تیر جب قاتل لگائیگا دہان زخم مین
شکر احسان کے لیے گویا زبان ہوجائیگا

آدمی پیدا جو ہوتا ہے تو کہتی ہے اجل
ایکدن رخصت یہ تازہ میہمان ہوجائیگا

تن سے عاشق کے نکلکر روح دیتی ہے صدا
ہائے میرے بعد ویران یہ مکان ہوجائیگا

بیت کے بدلے جنان مین بیت دینگے اہلبیت
تو جو اونکا اے لطافت مدح خوان ہوجائیگا

رحم کرتا یار فوراً ہم پہ بدخو کچھ نتھا
پُر اثر اے نالۂ دل عشق مین تو کچھ نتھا

اب ہی بہر رزق کیون بے صبر کردہ عہد یاد
وقت طفلی جبکہ ہوش وزور باز و کچھ نتھا

مثل تیری تھے ہزارون اُنکے دام زلف مین
ای دل شیدا اکیلا مبتلا تو کچھ نتھا

بخل کیا بد بات ہی اہل طمع نے جان لی
پھینک دیتا مشک نافے کو جو آہو کچھ نتھا

ہوکے خلوت مین مکدر توڑتے آئینہ کیون
مُنہ دکھا دیتا جو اُنکا صاف زانو کچھ نتھا

جیسے ہم عاشق ہوے معشوق تو مشہور ہے
ورنہ ای بت حسن تیرا کچھ نتھا تو کچھ نتھا

تیری بے فیضی کا یون ہوتا نہ شور ای اشک چشم
کو پلین پیدا جو کرتی شاخ آہو کچھ نتھا

جذب دل سے کھینچتا لیلا کو ای قیس اپنی سمت
میری شامت گر نہ کی کیون آکے گر تو کچھ نتھا

وصل کی شب دل سے دھو جاتا مری قسمت کا غم
ہنستے ہنستے گر نکلتے اونکے آنسو کچھ نتھا

اوس ستمگر نے کہا تڑپانا کیا آتا نتھا
قتل کرتا تھا جو اک دم مین ہلا کو کچھ نتھا

گو مین اونکے سامنے روتا تھا پر آتی ہنسی
پونچھ لیتے وہ اگر آنچل سے آنسو کچھ نتھا

پھر نہ رہتا شکوہ رونے کی خبر ہوتی اونھین
تار اشکون کا لگا دیتے جو آنسو کچھ نتھا

تُنے آنچل مین جو باندھا اور عزت ہوگئی
میری آہ پُر شرر کے آگے جگنو کچھ نتھا

سخت جانی تھی ہوا اسوجہ سے عاشق نہ ذبح
کیون ہو شرمندہ قصور دست و بازو کچھ نتھا

کہتے آئے ہین رُخ یار کو سب آئینہ
کون کون اپنے زمانے کا سکندر نہوا

جاکے دیتا مرا یاران عدم کو نامہ
ہاے ایسا کوئی دنیا مین کبوتر نہوا

صفتِ موے کمر مین جو لکھا تھا نامہ
اوڑتے ہی بس مجھے معلوم کبوتر نہوا

خاکساری سے غرض رکھتے ہین اہلِ جوہر
دیکھ لو صاحب اکسیر تو نگر نہوا

سہ نوکا ہے گمان قدِ خمیدہ پہ مرے
عشق ابرو مین تو ایسا کوئی لاغر نہوا

دیکھ کر قد کو ترے سرو نے یہ چھپائی خاک
پاؤن تک گڑ گئے مٹی مین پہ ہمسر نہوا

کچھ نہ کچھ داد وہ دیتا مری حیرانی کی
مین کب آئینہ بنا جبکہ سکندر نہوا

پردہ رکھ لیتی مرا عالمِ عریانی مین
حیف سے کام اتنا بھی ای زنگ کی چادر نہوا

بوسہ ابرو کا لیا مینے تو بولا قاتل
ہاے اسوقت مرے ہاتھ مین خنجر نہوا

سنگدل بت کی نہین یاد دل وحشی کو
شکر ہے ہاتھ مین دیوانے کے پتھر نہوا

کج اداؤن نے سدا ٹیڑھی سنائین باتین
ای لطافت کبھی سیدھا پہ مقدر نہوا

سوال نور تھا اوس رُخ سے جب کمال نتھا
لیے تھا کاسہ خالی فلک ہلال نتھا

کبھی وہ دن تھے کوئی کام جز وصال نتھا
مرے تھے خواب مین بھی ہجر کا خیال نتھا

ہلال عید نکل کر خجل ہوا کیسا
ہزارون انگلیان اٹھتین نگیون کمال نتھا

وہ اپنی بام پہ ابرو دکھانے آئے تھے
کمال خیر ہوئی شام کو ہلال نتھا

فلک پہ مہر کا منہ پھیر کر وہ رُخ بولا
کیا جو بدر کو شرمندہ کچھ کمال نتھا

جو ہجر مین شب عید آئی دل کیا ٹکڑے
ہمارے قلب کو تھا نیشتر ہلال نتھا

چمک گیا تھا ترش کر کسی کا ناخن پا
فلک پہ شام کو ثابت ہوا ہلال نتھا

غضب ہی سامنے میرے وہ غیر سے لڑکر
پھر اسطرح سے ملے جیسے کچھ ملال نتھا

کل آپ نے مجھے غیرون مین گالیان دین تھین
مگر حضور کو اس بات کا خیال نتھا

خدا بچائے تعین چشم بد سے اے صاحب
جوابکی سال ہے جوبن یہ اگلے سال نتھا

کنار و جام کا کہتا ہے نوٹ کر ساقی
یہ میکدہ تو فلک تھا مگر ہلال نتھا

جو اکھیڑا داغ جنوں اس سے تھا گریبان چاک
جب آفتاب نمایان ہوا ہلال نتھا

وہ یاد آئی تو بھر آیا دل مجروح
بہت تھے زخم سوا اسکے اندمال نتھا

جو ذکر حضرت یوسف کیا تو وہ بولے
ارے ہماری طرف سے وہ خوش جمال نتھا

کبھی وہ دن بھی تھے زمانے میں اے لطافت تھے
خوشی وصال کی تھی ہجر کا ملال نتھا

کیا حاکم مجھے اہل نے ناحق تحمل کا
ہاں مسند تکیہ الہی کی اور تکیہ توکل کا

پڑے ہیں داغ سینہ پر کہ پھولے دل کی غنچہ کا
بہار باغ نے ہے جال پیلا یا رگ گل کا

گلستان میں پھرے ہے منکلا کیسی دماغ بلبل کا
کہ سنبل بال کھولے ہے گریبان چاک ہی گل کا

خزاں میں آج یار ب نہ صفیر للتا ہوں کہ گا
صریر کلک ہی کاغذ پہ یا نالہ ہے بلبل کا

مزا سب رفو میں تھا صاحب نے خندہ گل کا
بہار آئی ہی غنچہ کھل گیا منقار بلبل کا

نہ لگے قفس میں انکے خزاں میں رنگ جتنا چہرہ گل کا
ہوا فصل خزاں میں رنگ جتنا چہرہ گل کا

چمن میں شاہد میں جلوہ ہی دیکھو ایک ہی گل کا
جدا رہتا ہے رونا قسمت بلبل کا

ہوا عالم وا کیوں نہ بات بازاری ہو بلبل کا
خزاں کی فصل آتے ہی ہوا توڑا ازر گل کا

تنس نہ بچے تا ابوتی ہو موسم آگیا گل کا
جنازہ خانہ صیاد سے اوٹھے گا بلبل کا

تماشا فلسفی دیکھیں نئی دور تسلسل کا
ترقی ہے مسلسل کی ہمیں انکے مکان میں بلبل کا

نہ گلگوفہ چھوڑا دیکھے کوئی گلشن میں بلبل کا
خیال کریان گل کو خزاں نے مزے کر کے

اشارہ ہے یہ شانے کی ترقی کا تنزل کا
جدا لا ہو دل تمہاری زلف میں الجھا

مرا چاک گریبان چاک ہے منقار بلبل کا
ہوا ہے دل کی صدا سینہ سے تیر

دکھایا حال دنیا کی ترقی کا تنزل کا
لب پاسکے کاندھے پہ مردہ گور میں اترے

خطِ گلزار کی وہ ترک ظالم مشق کرتا ہے
سیاہی کی جگہہ پر صرف ہوگا خون بلبل کا

قوافی اور ہینے ای لطافت کم کہی اس سے
پسندِ طبع تھا بس قافیہ گل اور بلبل کا

میرے نشانہ بننے کا انداز دیکھنا
تم جبکہ اپنے تیر کی پرواز دیکھنا

مشکل ہین اسپ یار کی انداز دیکھنا
طاؤس ہے بہشت کا طناز دیکھنا

خود کھینچ کے آؤ بیٹھو تو اکدن بگڑ کے تم
منظور ہے جو عشق کا اعجاز دیکھنا

صیاد کا یہ ظلم ہی بلبل کے حق مین قہر
ہر دم ٹٹول کر پر پرواز دیکھنا

مشکل ہے کوئی حضرت موسیٰ سے پوچھ لے
میرا نیاز اور ترا ناز دیکھنا

وہ بن سنور کے نکلے ہین کہتا ہی مجھ سے حسن
پہلے ادا مین دیکھ لو پھر ناز دیکھنا

حسرت ہی اپنے مرنے کی اسواسطے مجھے
منظور تیرے لب کا ہے اعجاز دیکھنا

اے زائر بنائی خلیل اپنے دل کو دیکھہ
منظور ہے جو کعبہ خدا ساز دیکھنا

اُن گورے گورے کالو نہ خطِ سیاہ ہے
شہباز حسن کے پر پرواز دیکھنا

دنیا مین زندہ ہوتے سکندر تو دیکھتے
آئینہ اوس پری کا بصد ناز دیکھنا

سبزہ ہی پشت لب پہ فریب دہانِ یار
غنچے لگے کھلنے ہین پر پرواز دیکھنا

آتی ہی یاد شرم تمھاری شبِ وصال
تیچی نگہہ سے مجکو بصد ناز دیکھنا

مُنہ پر رکھا جو مُنہ تو کہا اُسنے ناز سے
سُن لے نہ کوئی بوسونکی آواز دیکھنا

مژگان چشم یار پہ آیا ہے دل مرا
بلبل میان پنجہ شہباز دیکھنا

ابرو پہ بل ہے ہاتھہ مین ہے تیغ عاشقو
گھر سے وہ آج نکلے ہین انداز دیکھنا

کیونکر کہون کہ قبر لطافت پہ آؤگے
دو گام چلنے دیگا نہ یہ ناز دیکھنا

یار ہو گلشن ہو چرخ چاہو شرابِ ناب کا
لطف اوسدم ہی دلا سیر شبِ مہتاب کا

ای محو حسن ہو مقام آسمین دل تیرے کا
مجھکو عاشق بھی گویا چاہ ہے سیماب کا

خندہ دندان نما لب وہ کہ جسکی قاش کو
داغ ہے مین چھڑکا ہوگا موتیون کی آب کا

داغ دل نے جبکہ دل اپنا کیا روشن مرا
گوشہ تیرہ مین ہوا عالم شب مہتاب کا

عشق زلف یار مین ہون وہ شناور جسکے تئین
طوق دریا مین بنا حلقہ ہر اک گرداب کا

اپنا نامہ بر تو ہے تن کبوتر ہے کیا
حال نامہ مین اگر لکھا دل بیتاب کا

بہر سجدہ سر جھکا یا تیرے در پر کہ لگا
تیغ قاتل پر مجھے دھوکا ہوا محراب کا

سیم تن کے عشق مین وارا دل بیتاب کو
ہاتھ آیا خوب نسخہ گشتہ سیماب کا

ہائے صد افسوس جب آتا ہے ہنگام اجل
اقربا کا زور چلتا ہے نہ کچھ احباب کا

حال لکھون ہجر کی شب کا بیاض چشم پر
ہاتھ آئے گر قلم کوئی پر سرخاب کا

ناف کس جسم کرم کی آگہی اسکو نہین
دل مین دریا کے پڑا ناسور کیون گرداب کا

لکھدیا نامے مین لفظ سیم خام اسکے نام پر
ہدیہ کانی خلاصہ یار کے القاب کا //

میری چشم تر کے آگے خلق مین تب کیا
ابر تر کا چاہ کا تالاب کا سیلاب کا

بیقرارون کے سبب اہل صفا کا حسن ہے
قلعی آئینہ پہ کرنا کام ہے سیماب کا

قلقل مینا ہے آواز نگاہ ساقی مجھے
سانحہ مے پر ہے عالم دیدہ پر آب کا

دشمن دانا سی بخیوف و خطر مین اہل ہوس
آگ کو کچھ ڈر نہین ہے موتیونکی آب کا

رنگ کندن ساجد و نکا اسکے کا نکلا
زرد کیا بلبل نے صدقے ہر گل شاداب کا

ہو گیا ثابت مجھے عنقا ہے جیسے مین ہیسا
حلقہ جب آیا نظر اسکی کمر مین ڈاب کا

اس دل مضطر کو کیونکر شعلہ دیونکا ہے عشق
سخت مشکل ہے ٹھہرنا آگ پر سیماب کا

چاندنی مین اوج پر آیا ہو سیر اجرانتاں
ہالہ مہتاب پر دھوکا ہو اگر داب کا

ہجر کی شب ایک کا جلوہ نظر آتا نہین
شمع ہے تارون کا مہ کا کرمک شب تاب کا

میرے نالون سے لگی پانی مین یہ دریا پہ آگ
شعلہ جوالہ حلقہ بن گیا گرداب کا

اوسکے جگنو کو جو دیکھا روی روشن نے وہیں
ہوگیا دن کو نظارا کہ مک شب تاب کا

وصل کی شب ہے جو پہلو سے کنارا یار کو
میری بالش میں ہے شاید پر کوئی سرخاب کا

ہے یہ بجز اشک میں اپنے تن لاغر کی شکل
آشنا ان کو گمان ہوتا ہے موج آب کا

عاشقوں کو روسیاہوں کے سبب تکلیف ہے
وصل شب کو لب ہوا سرخاب سے سرخاب کا

کیا زوال ایدل شگفتہ خاطروں کے مال کو
دردنے کسدن چرایا رگل شاداب کا

شعلۂ خوئی حسین کے ڈر ہو مجھے مضطر کو کیا
آتش گل سے ضرر ہوتا نہیں سیماب کا

ای لطافت دل لگا کر اس میں سن کہہ غزل
امتحان تد نظر ہے طبع مضمون یاب کا

لیکے جان و سر و دل اور کلیجا نکلا
بیچنے عشق کی بازار میں سودا نکلا

نکلے ہے دل سے مرے عشق مژہ کا نکلا
آگیا چین جو ہیں زخم ہے کانٹا نکلا

سر پہ دستار مرے آبلۂ پا کے رکھی
لینے مجنوں کے قدم جب کوئی کانٹا نکلا

کہکے ہاں نہ سکی کیا وصل کا وعدہ نہ وفا
سچ تو ہے قفل دہن یار کا جھوٹا نکلا

سر پہ ہے موتیوں کا اوسنے لگایا چھپکا
فلک حسن پہ لو عقد ثریا نکلا

سرخی مہر سے سرمایں سمجھتے ہیں مست
صبح کو لے کے فلک ساغر صہبا نکلا

سنکے پیغام وصال اوسنے بصد ناز کہا
پھر وہی ذکر چھڑا پھر وہی قصہ نکلا

تیغ قاتل نے کیا غیظ سے تیغا آکر
زخم کے در سے جو ہیں خون ہمارا نکلا

نشہ میں دیکھ کے خورشید کو میں کہتا ہوں
مرے محبوب کا لو نقش کف پا نکلا

مکرت خیر نے آنسو ترے آگے جو بہائے
گہر اشک جو نکلا بھی تو جھوٹا نکلا

ہمسری کرنے چلا دیدۂ تر سے مرے
پاٹ میں اپنی کہ باندہ کے دریا نکلا

راست بازی میں جو کی آہ تو لی جان سے میں
کیا نشانی پہ گیا تیر جو سیدھا نکلا

اوراق سرتے جوانی سے پیری میں کہا
رات آخر ہوئی لو صبح کا تارا نکلا

ہنسکے بولا کہ چُرایا ہو نہ دم اسنے کہین
کوے جانان سے جو عاشق کا جنازہ نکلا

بعد وصل اوسنے لپٹ کر یہ کہا عاشق سے
سچ بتا حوصلہ اتو ترے دل کا نکلا

گرم بازاری دنیا نے کیا کیا مشغول
اک کفن لینے کو عریان جو ترا آ نکلا

مانگ سیدھی جو وہ دیکھے تو سکندر یہ کہے
لو نیا پردہ ظلمات کا رستا نکلا

زال دُنیا مجھے بیفائدہ بہکاتی ہے
ڈھونڈھتا یار کو اپنے ہون ادہر آ نکلا

ہجر مین تیرے لطافت کا ہوا یہ عالم
جان آئی جو دمِ ای رشک مسیحا نکلا

عشق سی سینے مین دل تھا تہ و بالا نکلا
آج گہوارے سے یہ نازون کا پالا نکلا

بہر نظارہ ہر اک چاہنے والا نکلا
اُنکا جوبن جو نیا حسن نرالا نکلا

امتحان عشق کا تھا غیر بنے ہر جائی
اک فقط مین ہی ترا چاہنے والا نکلا

جھک گئی شیشے جو میخانے مین آ یا مینسے
بڑھکے لینے کے لیے مے کا پیالا نکلا

ریگ صحرا کی رداپر جو پڑی چادر ماہ
اوڑھکر قیس بیابان مین دوشالا نکلا

ہجر دلدار مین کس چین سے غصہ کھایا
کوہ سمجھا تھا جسے مُنہ کا نوالا نکلا

عارض سرخ نے اُس گل کے جلایا ایسا
داغ سینے پہ لیے خاک سے لالا نکلا

صف مژگان کو دکھاتے ہین اولٹکر وہ نقاب
قتل عشاق کو ترکی یہ رسالا نکلا

سونگھہ لی زلف تری مار سیہ نے شاید
حلق مین زہر کا اُس وجہ سے چھالا نکلا

الفت زلف سیہ کا ہی یہ رگ رگ مین اثر
فصد سو دے مین جو لی خون بھی کالا نکلا

دھوپ ہی وادی محشر مین ہون پھرتا برباد
تو نے اے قبر مجھے گھر سے نکالا نکلا

خط پُر نور ہی اوس چاند سے چہرے پہ عیان
حسن ہے گرد جو مہتاب کے ہالا نکلا

آبرو خاک دہن کی رہی دندان جو گئے
دُرج بیقدر ہے موتی کا جو مالا نکلا

جگر و جان و دل و ہوش و خرد کو کھویا
کی جو سودا گری عشق دوالا نکلا

آسیا سان رہی ہم نالہ کنان سرگردان
لقمۂ غیر بنا منہ سے نوالا نکلا

بستون پر ہے یہ تفرج کا شیرین کے خیال
سر فرہاد کا خون بنکے ہی لالا نکلا

ہند و خال نے اوس رخ پہ کیا تھا قبضہ
خانۂ حسن کا خط لے کے قبالا نکلا

ای لطافت جسے سمجھا ہے زمانہ بجلی
کسی بیتاب کے دل سے ہے یہ نالا نکلا

اسباب دنیوی کا کروں مین خیال کیا
دو دن کی زندگی مین خوشی کیا ملال کیا

اُس ماہ چاردہ کے مقابل ہلال کیا
ناقص ہوا جو ہمسر کامل کمال کیا

مہندی لگا کے خون مرا اپنے سر لیا
صاحب پیسے ہوون کو کیا پائمال کیا

چشم صنم سے ہوکے خجل راہ دشت لی
آنکھین دکھائین شہر مین آکر غزال کیا

ابروے یار کی جو ثنا شعر مین لکھی
تا بندہ دائرے ہوے مشکل ہلال کیا

اک دل تھا میرے پاس تو وہ آپ لیچکے
جان حزین کا کیجیے گا اب سوال کیا

تعریف چشم یار ختن مین جو مین کرون
آنکھین چُرا چُرا کے ہرن ہون غزال کیا

دولت ہی عشق پاک کی دل ہے غنی مدام
آگے مرے خزانۂ قارون ہے مال کیا

وہ ماہرو فرس جو اوڑاتا ہے شام کو
بنتے ہین نقش نعل سے ہر جا ہلال کیا

جاؤن جو مین فریفتۂ چشم مست یار
آنکھین بچھائین دشت ختن مین غزال کیا

کسطرح دل سے جائیگا اوسکی کمر کا عشق
ہوگا جدا بھلا مری شیشی سے بال کیا

زلف صنم کی پائی ہے خوشبو جو مشک مین
نافے کلیجے سے ہین لگائے غزال کیا

مثل کلیم دیکھنے والون کو آئے غش
نام خدا ہے آپ کا حسن و جمال کیا

تزئین سے وحشیون کو جہان مین نہین غرض
حاجت ہی سُرمے کی پے چشم غزال کیا

رندون سے کہتے ہین مے احمر حرام ہے
تیغ زبان کرتے ہین واعظ حلال کیا

نزدیک روے یار گریبان کو دیکھنا
خورشید کے قریب ہے نکلا ہلال کیا

سُنکے پیامِ وصل کہا مجھسے یار نے ۔ کچھ خواب دیکھتا ہے اری ہے خیال کیا
شانے سے بل نکلتے ہین بالون کے سر بسر ۔ ہی عاشقون کا زلفِ صنم پر وبال کیا
کیون ہون نہ چشمِ یار کو مین زار ناگوار ۔ پڑتا ہے آنکھ مین تو کھٹکتا ہے بال کیا
مقدور کیا جو خال کو دانے سے دون شمار ۔ زلفِ صنم کو جال کہون مین مجال کیا
ہوتا ہی ماہِ نو کا زمانے کو اشتیاق ۔ ناقص کو بھی خدا نے دیا ہے کمال کیا
تھا عشقِ رُخ پھنسا دلِ پُر داغ زلف مین ۔ طاؤس پر پڑا ہے گلستان مین جال کیا
کرتے ہین یاد ہجر مین لطفِ وصالِ یار ۔ نعمت کی قدر ہوتی ہے بعدِ زوال کیا
رشکِ ضمیر پر کوئی کرتا نہین ستم ۔ تعزیرِ دُزدِ شمع کو دے کوتوال کیا
بجلی ہے اُسکے کان مین سونے کی جلوہ گر ۔ حلقہ بگوش آکے ہوا ہے ہلال کیا

آفتا ترا ہے ساقی کوثر سا ذی کرم ۔
اب حشر کی عطش کا لطافت خیال کیا

خیالِ زلف مین جامِ شراب ناب دیا ۔ اندھیری رات مین ساقی نے آفتاب دیا
کسے کسے نہ غمِ ہجر نے عذاب دیا ۔ جگر کو درد دیا دل کو اضطراب دیا
پھرا کے مُنہ ہمین جامِ شراب ناب دیا ۔ سکھا کے نخلِ تمنا کو اوسنے آب دیا
ہزار باغ مین بلبل تھے مین پکارا کی ۔ نہ پھوٹے مُنہ سے کبھی اسنے گلو جواب دیا
شبِ وصال مجھے تھا یہ صبح کا دھڑکا ۔ نہ گنجفہ مین ہی اوس مہ کو آفتاب دیا
جلایا بادہ کشی مین بھی اوسنے در پردہ ۔ شراب غیر کو دی اور مجھے کباب دیا
ترے مریضِ محبت کی غیر حالت ہے ۔ کہ دیکھ کر ہی طبیبون نے بھی جواب دیا
مجھے پسینے کی خوشبو سے یہ ہوا ثابت ۔ کسی نے نخلِ قدِ یار مین گلاب دیا
کمر ہے نادر و نایاب بیمثال آنکھین ۔ دہن خدا نے صنم تجکو لاجواب دیا
شبِ فراق عجب گفتگو رہی تا صبح ۔ سوال مین نے کیا شمع نے جواب دیا

کسی کے ہجر مین آنسو بہے جو آنکھون سے
فلک نے جھک کے مجھے دامنِ سحاب دیا

شبِ فراق مرا دل جلا کیا افسوس
نہ چشمِ تر نے بجھانے کی خاطر آب دیا

بری ہین دہر مین روشن ضمیر غفلت سے
خدا نے دیدۂ انجم کو کب ہی خواب دیا

کیا سوال جنون جبکہ میری رگ رگ نے
زبانِ نشترِ فصاد نے جواب دیا

سدا فراق مین تڑپایا اس ستمگر نے
نہ جان لی نہ ہمارا دلِ خراب دیا

کیا جو حسن نے ہر دل عزیز عالم مین
ہر اک نے چاہ سے یوسف اسی خطاب دیا

تصور آپ کی نامے کا چشمِ تر مین ہی یون
عریضہ جیسے کسی نے میان آب دیا

نہین جہان مین دانا کوئی ثبات سے ربط
خدا نے آبِ گہر کو کہان مباب دیا

نہین ہے آتشِ دوزخ کا اسی لطافت حق
کہ جسے خدا نے مجھے دیدۂ پرآب دیا

مست مے کی ایک ہی پیکر گلابی ہوگیا
انکھڑیون کا رنگ اسے دلبر گلابی ہوگیا

ساتھ سویا فصلِ گل مین جو میرا انگبدن
جب پسینا آگیا بستر گلابی ہوگیا

پھول پہنے باغ مین آیا جو میرا نازنین
غنچہ ترشاخ پر فصلِ گل کی گلابی ہوگیا

وقتِ رنیت عکسِ جب گلبرگ سی لب کا پڑا
یار کی نخشہ کا ہر اک گوہر گلابی ہوگیا

عشقِ گل مین جبکہ میری فصد لی فصاد نے
رنگ آکر خون کا نشتر گلابی ہوگیا

ہاتھ بہر فاتحہ رکھا خاک اسنے جب
عکس پڑکر قبر کا پتھر گلابی ہوگیا

رنگ ہی برسات مین کیون خوش نہون عاشق مزاج
ساون آیا ہر پری پیکر گلابی ہوگیا

سامنا گلشن مین جب اس شوخ کے رخ سے ہوا
رنگ اوڑکر لالہ احمر گلابی ہوگیا

میری قاتل کی زمین پر جبکہ خونریزی ہوئی
رنگ میرِ خ فلک ڈر کر گلابی ہوگیا

وقتِ مے نوشی جب اسنے دستِ رنگین مین لیا
دفعتہً بلور کا ساغر گلابی ہوگیا

اس لبِ رنگین کے آگے اسقدر خجلت ہوئی
سرخ تھا یاقوت رنگ اوڑکر گلابی ہوگیا

گل کھلائے تو مگر بد لا نہ یہ رنگ اے بہار
بلبلون کا کیون نہ ہر اک پر گلابی ہوگیا

نشہ مین عشاق سمجھے شام کو پھولی شفق
جب ڈوپٹہ اُنکے زیب سر گلابی ہوگیا

اللہ اللہ عارض گلگون کی تیری شوخیان
آئنہ پر تو سے اک چادر گلابی ہوگیا

نازکی مین اے لطافت بدن کیون تُجھنے لیا
گورا گورا عارض و لب سر گلابی ہوگیا

مائل گریہ جب اپنا دیدۂ تر ہوگیا
دشت دریا ہوگئی دریا سمندر ہوگیا

دیکھتے ہی ذبح مین مخزون و مضطر ہوگیا
یاد ابرو مین ہلال عید خنجر ہوگیا

میکشی پر باغ مین مائل جو دلبر ہوگیا
غنچے پیمانے بنے ہر پھول ساغر ہوگیا

قامت موزون جانان کی اگر لکھی ثنا
ہاتھ مین میرے قلم شاخ صنوبر ہوگیا

عکس جسدم پڑگیا اُس بادشاہ حسن کا
آئنہ تُتبے مین مانند سکندر ہوگیا

جبکہ بھیجا خط شوق اوس بادشاہ حسن کو
اوڑتے ہی رشک ہما اپنا کبوتر ہوگیا

جب لکھی اُس مہ وش کی رو سے روشن کی ثنا
ماہ نو ہر دائرہ ہر نقطہ اختر ہوگیا

ہاتھ بہر فاتحہ رکھا خنائی اوسنے جب
لعل سے رنگین مرے مرقد کا پتھر ہوگیا

خاک مین مجکو ملاتا ہے جو وہ رشک قمر
ہائے کیا ذرہ مرے طالع کا اختر ہوگیا

پان کھاکر مجکو دکھلائے جو دانت اُس شوخ نے
درج مرجان مین گمان سلک گوہر ہوگیا

کہتے آئے ہین سب آئینہ رخ دلدار کو
کون کون اپنے زمانے کا سکندر ہوگیا

آتے ہی ساقی کے نکلی آج شیشہ سے شراب
مست کیسی بادہ بھی جامے سے باہر ہوگیا

ہوگئی معراج پہنچا بام جانان پر جو مین
جب دیا پیغام تو قاصد کبوتر ہوگیا

عاشق افتادہ کو جب خواہش گلشن ہوئی
داغ سینے کے گل تر دل صنوبر ہوگیا

غیرت نکہت نفس ہی رشک غنچہ وہ دہن
مُنہ سے مُنہ ملکر دماغ اپنا معطر ہوگیا

سخت جانی سے مجھے حاصل ہوئی شرمندگی
ہاتھ قاتل کے تھکے اور کند خنجر ہوگیا

عکسِ روئے یار آئینہ مین آئینہ بنا
ہم سمجھتے تھے عرض جسکو وہ جوہر ہو گیا

شیخ کو کعبہ برہمن کو مبارک بتکدہ
ہم فقیرون کا درِ جانان پہ بستر ہو گیا

ای لطافت جو ہوا دل سے گدائے تجتبن
چار دن مین رشکِ شاہِ ہفت کشور ہو گیا

قتل پل مین عاشقِ محزون و مضطر ہو گیا
جب صف آرا یار کی مژگان کا لشکر ہو گیا

رنگ خونِ عاشقِ اس خنجر پہ جوہر ہو گیا
یہ عرض تقدیر کی تیزی سے جوہر ہو گیا

قتل وحشت مین کیا مجھ زار کو پوشاک نے
حلق پر سے گریبان مثلِ خنجر ہو گیا

ناتوانی ختم مجھپر اور اونپر ناز کی
فرط عشق و حسن سے رتبہ برابر ہو گیا

خطِ روئے یار کے عاشق ہین بوسے لے رہے
یہ صحیفہ ابتو قرآن کے برابر ہو گیا

خاک پر مُردہ پڑا تھا ملتے ہی جان آگئی
آفتابِ حشر مجکو مے کا ساغر ہو گیا

نشۂ دولت کا چڑھا ایسا کہ منعم مست ہین
بادۂ نخوت سے مملو کاسۂ سر ہو گیا

قد جو بوٹا سا ترا گلزار مین آیا نظر
دار کے مانند قمری کو صنوبر ہو گیا

چشم بینا سے جو دیکھی صنعت حق کی بہار
ہر ورق گل کا نظر مین ایک دفتر ہو گیا

خط بنا کر غیرتِ آئینہ رُخ کو کر دیا
آپ کا حجام بھی رشکِ سکندر ہو گیا

جب خزان آئی چھری بلبل پہ گلشن مین چلی
خشک ہر برگِ تعجب ہو ہو کے خنجر ہو گیا

سیر کی ظلمات گیسوئے صنم کے لطف سے
صاف اگر پوچھو تو میرا دل سکندر ہو گیا

ہجر مین اب بیقراری نے دکھایا ہے یہ رنگ
طائرِ دل اپنا سیمابی کبوتر ہو گیا

قدِ جانان کی محبت مین جو سیکھی راستی
اوٹھ کے نالہ میرے سینے سے صنوبر ہو گیا

نکہتِ کوئے صنم ہے غیرتِ بوئے بہشت
جب ہوا آئی دماغ جان معطر ہو گیا

ناز اوٹھا کر یار کے ملتا ہے بوسہ ہمکو روز
اچھی فردوری ہے روزینہ مقرر ہو گیا

محو خود بینی ہی وہ آٹھون پہر اللہ رے حسن
عکسِ روئے یار کا آئینے مین گھر ہو گیا

دل جلایا میکشی نے رات کو ساقی بغیر
شعلۂ جوالہ مجکو دورِ ساغر ہوگیا

سنبلِ قارون سے کھلکر نکلا ہے غنچہ خاک سے
بند مٹھی ہوگئی جب صاحبِ زر ہوگیا

دل ہوائے زلف سے برباد و آوارہ ہوا
کالی آندھی میں تباہ اپنا کبوتر ہوگیا

ای لطافت اوس لبِ جانبخش کا بوسہ ملا
آبِ حیوان مجکو گھر بیٹھے میسر ہوگیا

یاقوت لب کا وصف جو خط میں رقم ہوا
نامے کی ایسی شان بڑھی اک رقم ہوا

بیرحم یار سا کوئی دنیا میں کم ہوا
قاصد کے خون سے مجھے نامہ رقم ہوا

نقشہ بیاضِ چشم پہ اونکا کھنچے نکیوں
آنسو جو رنگ سوے مژہ موقلم ہوا

بینی کا حسن لوحِ رخِ یار پر ہے فرد
یہ ہندسہ ہی ایک کا یکتا رقم ہوا

معشوق شعلہ رو ہیں تو آتش پرست خلق
اب لکھنؤ بھی غیرتِ ملکِ عجم ہوا

لاغر وہ ہون ہلاک جو رفتار نے کیا
گھڑی سے گور یار کا نقشِ قدم ہوا

طبلِ نورسان نہ پیٹ کا ہلکا خدا کرے
در پردہ کہدیا جو ہین خالی شکم ہوا

منعم کو جب دیا گیا لکھا ہوا کفن
دزدِ کفن کو بردہ ہوا اک رقم ہوا

جھک جھک کے حسن یار کی ہی دید ہو نہی
سرا سیلیے ہر اک صفِ مژگان کا خم ہوا

پابند وضعِ صورتِ پرکار ہم رہے
گردش مین دائرہ سے نہ باہر قدم ہوا

گالچین ٹپک پڑا دلِ بلبل سے کیون لہو
شاید کسی چمن مین کوئی پھول کم ہوا

شہرت مری بڑھی مرے مضمون جب سے لکھے
پھولا گلاب اور واجب قلم ہوا

جھوٹی سلائی آنکھون نے دی سرمہ دیکھئے جب
تسلیم کو ہر ابرو سے دلدار خم ہوا

قافلہ کشتی مین رہتے ہین خاموش اہلِ ظرف
قلقل گئی جو شیشہ کا ذلیل شکم ہوا

زندہ جو ہوگا حشر کو عاشق کہے گا یہ
پھر یار پر مرون گا کہ مین تازہ دم ہوا

تشریف لائے قبر لطافت مین جب علی

پروانہ مغفرت کا نشان قدم ہوا

شیرین لبون کا وصف جو خط مین رقم ہوا — شاخ نبات پاکے حلاوت قلم ہوا
پھرنا ہمارا کوہ و بیابان مین کم ہوا — وحشت مین پاؤن پڑکے جو مانع ورم ہوا
پہلے تو دل کے جانیکا رنج اور غم ہوا — انجام سوچے جب تو کہا قصہ کم ہوا
لیلیٰ وشون کے عشق مین یہ ہمکو غم ہوا — مجنون سے بڑھ گئے جو جنون کم سے کم ہوا
اشکون سے چشم تر کے جو رو مال نم ہوا — سمجھا فلک جواب تو لینے کو خم ہوا
عرش الٰہ پر کلمہ جب رقم ہوا — آئینۂ جمال حدوث و قدم ہوا
مین مرگیا بلا سے مگر اسکا غم ہوا — ظالم ہوا ستم سے پشیمان ستم ہوا
چاہے اگر عروج تو اضع کرے پسند — حاصل ہوا کمال مہ نو جو خم ہوا
نرگس کی بھر بھرائی ہین آنکھین جو بلبلو — بیمار تھے ہوا سے چمن مین ورم ہوا
ہی صاد چشم نون ہی ابرو دہن ہے میم — اسوجہ سے حسین ہمارا صنم ہوا
اچھی کسی کی بات ہو سبکو پسند ہے — شداد سے چھنا جو گلستان ارم ہوا
جھکتے ہین مایہ دار تو مفلس کا ہے بھلا — مملو پیالی ہو گئی شیشہ جو خم ہوا
لکھا جو اس مسیح کو حال دل مریض — نبض ضعیف ہاتھ مین میرے قلم ہوا
دیوانہ کرکے قیس کو برباد کر چکے — اب ہی جناب عشق کا مجھپر کرم ہوا
وہ فرقہ سمان ہی قرب دہن اونکا خط سبز — پیدا اثر سے آب بقا کے یہ سم ہوا
پہلو سے آپ اوٹھنی کا لیتے ہین نام پھر — میرے جگر کا درد ابھی تو ہے کم ہوا
روشن ہمارا نام ہوا بعد قتل اور — تذویر شمع بڑھگئی جب سر قلم ہوا
دیکھا نہ حسن مائے وہ آئے چلے گئے — ایسا ادب سے مین پہ تعظیم خم ہوا
دنیا مین موت کا ہی اسی وجہ سے رواج — رنگ آسمان کا سبز جو مانند سم ہوا
زرد حنا جو بنکے لیا رنگ دست یار — چورون کی طرح پنجہ مرجان قلم ہوا

پیری سی مین جھکا کمون فنا ہونیکے لیے
ہی نیستی کا نون الف جبکہ خم ہوا

لاغر ہی سر کو پھوڑ چلین کام عشق مین
پہلے ہوا الف روان پھر قلم ہوا

صانع کا قصد تھا کہ وہ ابرو بنا دین اسے
جب ماتھہ رعب حسن سے کانپا تو خم ہوا

کھا کھا کے زہر مر گئے عاشق جو آپ کے
آب بقا کی طرح سے نایاب سم ہوا

ہر دل عزیز تھے جو لطافت جہان مین
مرنا ہمارا جسنے سنا اوسکو غم ہوا

سب بولے مین جو محفل جانان مین رہگیا
انسان دیکھو جاکے پرستان مین رہگیا

ملک عدم کو قافلے والے روان ہوے
مین دب کے بار دفتر عصیان مین رہگیا

پہلو ہمارا گرم رہا گھر مین رات بھر
وہ شعلہ رو جو فصل زمستان مین رہگیا

زلف اپنی چل کے باغ مین ای غنچہ لب سنوار
تھوڑا سا بل ہے سنبل پیچان مین رہگیا

فرہاد و قیس نے نہ دیا ہای میرا ساتھ
وہ کوہ پر یہ آکے بیابان مین رہگیا

ای ترک تیرے تیر کا پیکان ٹوٹ کر
حسرت کی طرح قلب پر ارمان مین رہگیا

شبکو ہمین نکال دیا پاسبان نے
دل چھٹ کے ہای کوچہ جانان مین رہگیا

رشک اسقدر ہوا لب رنگین یار سے
ہر لعل خون ہوکے بدخشان مین رہگیا

آغوش پر گمان نہ ہو اسکے جو دامان مین رہگیا
ہر طفل اشک آکے جو داماں مین رہگیا

دیکھی جو نازکی لب و رخسار یار کی
ہر پھول خار کھاکے گلستان مین رہگیا

ہم وحشیون کے ساتھہ نہ آیا گیا نہ پاؤن
آہو ہر ایک چھلانگ کے بیابان مین رہگیا

جوش جنون مین ہاتھہ رفو کو جو سی سکے
دامن مین آستین مین گریبان مین رہگیا

قاتل سے ہمکو رہا ہے قصاص کی طلب
داغ اپنے خون کا خنجر بران مین رہگیا

کوچے مین یار کے داغ کا ہے نخل سرو
طاؤس دیکھو روضہ رضوان مین رہگیا

چھٹ چھٹ کے رنگ سے خیالی کا یار کے
یاقوت مین عقیق مین مرجان مین رہگیا

باآبرو جہان مین لطافت سدا رہے
دل گر کے اوسکی چاہِ زنخدان مین رہگیا

دی ہی دیتا ہی کمال اک روز فضل اللہ کا
رائگان ہوتا نہین ہے سر پھرانا ماہ کا

عشق آزادون کو ہی کس قامتِ دلخواہ کا
کھینچتے پیشانیو نپر زین الف اللہ کا

آسمان کے دور مین غم سے کوئی خالی نہین
نور سے مملو رہا دو دن نہ ساغر ماہ کا

جسکو کہتا ہی زمانہ آفتاب و آسمان
وہ ہی نالہ کا شرارا یہ دھوان ہے آہ کا

غیر کا فکر زنخدان کا نہ بوسہ دیجیے
دیکھیے ہو جائیگا پانی خراب اس چاہ کا

گل نظر آتے ہین ہجر یار مین مانند داغ
سرو پر گلزار مین ہوتا ہے دھوکا آہ کا

وصل کی شب پھر رہا ہون گرد اس محبوب کے
ماہ تابان و مسین ہے مین ہون نالہ ماہ کا

بدمزہ ہو کر دیا بوسہ ذقن کا اسنے جب
ہو گیا معلوم پانی ہو گیا ہے اس چاہ کا

آنکھ جھپکی تھی کہ اک پل مین ہوئی پیدا سحر
کیا بیان ہو مجھسے وصل کی شب کوتاہ کا

بستہ مضمون کا ملون کی کرتی ہین ناقص نظم
پیٹ بھرتا ہے شکار شیر سے روباہ کا

آخر ماہ اسکے نور رخ سے کرتا ہے سوال
لیکے گردون مہر کے نیچے مین کاسہ ماہ کا

رکھون مین دیوانہ وحدت جو زندانیون قوم
غل کرے زنجیر بسم اللہ بسم اللہ کا

ہی تکلم پر اونکے سیلی رونگٹون کی تاکمر
مرنے والو دیکھ لو تم ہر اعدم کی راہ کا

کاتبِ قدرت کی صنعت اونکی پیشانی پہ ہے
مصحف رو مین ہر ورق پر ہے بسم اللہ کا

ایک بوسہ پر جواب تلخ دیتے ہو ہمین
ای صنم کڑوا ہے کیا سودا خدا کی راہ کا

عالم طفلی سے ہم کھیلے ہوے ہین جان پر
مرنے والو ہی عدم ہم اپنی بازیگاہ کا

کم بضاعت کی نہین عزت غنی کے سامنے
آبرو کھوتا ہے ہونا قرب دریا چاہ کا

پھر وہی روضہ لطافت کو دکھا دے اے خدا
روز و شب مجمع جہان رہتا ہے اہل اللہ کا

رُخِ شفاف حسین پر ہین سرمو پیدا
جوہر اک کرنے لگا آئنہ رو پیدا

دمِ گریہ ہین شرر آہ کی ہر سو پیدا
بیشتر ہوتے ہین برسات مین جگنو پیدا

گہر بیش بہا آنسوون کے تلتے ہین
ہوئی اسواسطے آنکھون کی ترازو پیدا

کسکے کوچے کی اسے باغ جہان مین ہی تلاش
صاف قمری کی صدا سے ہی جو کو کو پیدا

شاعرو اس رُخِ روشن سے مقابل ہو جب
بدر مین ہو جو خط و گیسو و ابرو پیدا

صحبتِ نیک سے کیا نفع بدونکو اے دل
گل ترکے ہوئی کب خار مین خوشبو پیدا

اونکی آنکھونمین ہین سرمہ کی غضب دُنبالی
ابتو کرتے ہین نئی شاخ یہ آہو پیدا

نہین سیندور کا ٹیکا یہ بھوونمین اے بت
سانپ کی طرح سے مسّن کرتے ہین بچھو پیدا

بھول کر فرقتِ ساقی مین پیون مین جو شراب
حلق تک گھونٹ بھی پہونچے تو ہوا بچھو پیدا

گھر مین بیٹھے ہین نظارا ترا ہر پل ہے نصیب
آنکھ کی بند جو ہمنے تو ہوا تو پیدا

بعد مردن بھی عروجِ شرر آہ رہا
مرکے ہوتے ہین مری خاک سے جگنو پیدا

معجزے کو لبِ جانبخش نے ایجاد کیا
چشم جانان سے ہوا خلق مین جادو پیدا

شرمگین یار کا ہے تخمِ محبت بویا
ہوگا میرے چمن دل مین لجالو پیدا

غیرتِ عطر پسینا ہی بس اسکی رشکِ بہار
تو جو لیتا گل قالین مین ہوتی بو پیدا

جب سے نظر دلمین سمایا نہ رہی کوئی دوئی
آئنہ مینے جو دیکھا تو ہوا تو پیدا

شغل بیجا مین لطافت نہ کر اوقات بسر
کہ ہوا محض عبادت کے لیے تو پیدا

قتل کرکے مجھے کیا پائیے گا
دیکھیے دیکھیے پچھتائیے گا

دفن کرکے مجھے بولے احباب
ہم بھی آتے ہین نہ گھبرائیے گا

دل مرا چھین کے جاتے تو ہین آپ
پھر کبھی تشریف کبھی لائیے گا

جان دیتا ہون مین صبح شبِ وصل
دفن کر لیجیے تو جائیے گا

عاشقِ زلف سے وہ کہتے ہین ۔ کیسے اس پیچ مین پھر آئیے گا ۔
کیون برہنہ ہوے خلوت مین آپ ۔ ہم جو لپٹین گے تو شرمائیے گا ۔
طالبِ دید نے جب اُو نسے کہا ۔ قطعہ آپ کب تک مجھے تڑپائیے گا
بولے وہ دیکھنے آئے تو ہین آپ ۔ مثل موسیٰ ابھی غش کھائیے گا
وصل کی رات ہی باقی نہین صبح ۔ ابھی سو رہیے کہان جائیے گا
عشق ظاہر جو کیا وہ بولے ۔ امتحان ہو گا تو گھبرائیے گا ۔
غیر سے صورتِ اخلاص نہین ۔ لاؤن قرآن قسم کھائیے گا ۔
ہو گی مشکل مری آسان دم مین ۔ نزع مین آپ اگر آئیے گا ۔
مال منعم کو صدا دیتا ہے ۔ قطعہ جمع کر کے مجھے کیا پائیے گا
مین تو رہجاؤنگا اورون کے لیے ۔ آپ دنیا سے چلے جائیے گا ۔
سر مغرور سے کہتی ہے زمین ۔ ایک دن ٹھوکرون مین آئیے گا
ہم جو پیدا ہوے چلائی اجل ۔ کدہر آپ آئے کہان جائیے گا
آج ہم خوب سے بوسے لین گے ۔ اور کیا کیجیے گا جھنجلائیے گا ۔
کر کے پامال وہ فرماتے ہین ۔ پھر نہ قدمون کی قسم کھائیے گا

ہی لطافت کو بہت قبر کا خوف
یا علی بہر مدد آئیے گا

اوسکے عارض سے پسینا جب ٹپکتا جائیگا ۔ عطر گل کی بو سے ہر کوچہ مہکتا جائیگا
گر پیون گا فرقت ساقی مین بھولے سے شراب ۔ گھونٹ ہر اک حلق مین میرے اٹکتا جائیگا
بیقراری کا لکھین گے حال خط مین ہم اگر ۔ مثل دل کے مرغ نامہ بر پھڑکتا جائیگا
میکشی سے دل بھریگا ساقیا برسات مین ۔ شیشہ خالی ہو کے جب ساغر چھلکتا جائیگا
وہ کمان ابرو جو ہو گا مائل تیر افگنی ۔ مرغ ناوک تیز دستی پر پھڑکتا جائیگا

غرفہ مین چلمن اولٹکر بیٹھیے گا آپ اگر
جو ادہر سے جاے گا صورت کو تکتا جائیگا

جب وہ قاتل کند خنجر سے کریگا مجکو ذبح
خون ہر اک چشم جوہر سے ٹپکتا جائیگا

ہوگی مجھ عاشق سے نفرت وصل کی شب بھی اگر
ساتھ سوئیگا تو پہلو سے سرکتا جائیگا

حسن کیا پیدا کیا ہے بازوون نے آپکے
جو کوئی دیکھے گا مچھلی سا پھڑکتا جائیگا

حاجت خنجر ہوگی نا سہ لگنے مین اگر
جا بجا خون اپنی آنکھون سے ٹپکتا جائیگا

یار سے ہم کہہ سکین گے کسطرح احوال دل
جب زبان کو ہوگی لکنت دل دھڑکتا جائیگا

شب کو اوٹھہ جائیگا محفل سے جو وہ آتش مزاج
آگے آگے شمع کا شعلہ لپکتا جائیگا

ذبح ہونے مین جو غش آئیگا ہمکو بار بار
آب آہن منہ پہ وہ قاتل چھڑکتا جائیگا

اللہ اللہ کوچہ قاتل کی کیا تاثیر ہے
جو کوئی آئیگا بسمل سا پھڑکتا جائیگا

ہے شب تاریک فرقت دل ٹھہر جائیگا کچھ
میرے گھر سے جب کوئی جگنو چمکتا جائیگا

اب ہمارے عیسی کے گر پر تو فگن ہو جائینگے
اے لطافت دم مین آئینہ کا سنکتا جائیگا

اوس حور کے در کو کبھی دربان نے چھوڑا
فردوس کے گلزار کو رضوان نے نہ چھوڑا

کس در جا ہے تیرے لب خوشرنگ کی الفت
سرخی کو کبھی لعل بدخشان نے نہ چھوڑا

پیدا یہ ہوا خاک سے آخر بھی ہوا خاک
ہی قہر غرور اسپہ بھی انسان نے نہ چھوڑا

جھکوا لے کنوین بحر محبت مین ڈبویا
عاشق کو تری چاہ زنخدان نے نہ چھوڑا

سیدھا کیا مژگان نے کنگھی سے بہت سا
بل ہمسے مگر گیسوے جانان نے نہ چھوڑا

دیوانہ جو مرگان کا ترے دشت مین پایا
قدمون کو مرے خار مغیلان نے نہ چھوڑا

بی پردہ ہوا باتون مین اغیار سے ایسا
کیا قہر ہے چلمن کو بھی جانان نے نہ چھوڑا

ہر طرح حسینون نے کیا طایر دل صید
زلفون سے چھٹا لشکر مژگان نے نہ چھوڑا

کس طرح یہ ہوتا تری جانب متوجہ
دل آرزو و حسرت وارمان نے نہ چھوڑا

کیا ضعف کی شدت نے کہ زور سے گھونٹا
زندہ مجھے فرقت نے گریبان نے چھوڑا

اُمید بر آئی نہ مرے طائر دل کی
صدقے اسی کر کے کبھی جانان نے نہ چھوڑا

اُس صید فگن نے تو کئی بار چھڑایا
پر دل کو مرے تیر کے پیکان نے نہ چھوڑا

اغیار کے سر کٹ گئے مشتاق رہے ہم
تلوار کا اک ہاتھ بھی جانان نے نہ چھوڑا

برسات میں برسا بھی ٹھہر بھی گیا بادل
رونا مگر اس دیدۂ گریان نے نہ چھوڑا

ہی بار گنہ قبر میں سینے پہ لطافت
مر کر بھی تجھے کثرت عصیان نے نہ چھوڑا

گر محبت نہیں آنا ہے ضرور آپ کو کیا
بندہ جیتا ہی کہ مرتا ہے حضور آپ کو کیا

خم لگا کے مرے منہ سے یہ کہا ساقی نے
اتنی سی مے میں بھلا ہوگا سرور آپکو کیا

کاسہ ہائے سر مغرور سے کہتی ہی زمین
دیکھیے ٹھوکریں کھلوائے غرور آپکو کیا

دوڑ کر ساقی مہوش کو گلے لپٹایا
جان کی ہمنے کیا نشہ میں چور آپ کو کیا

دود آہ دل سوزان سے گھٹا دون دعوے
آسمان کھینچتے ہیں کبر سے دور آپ کو کیا

دیکھا عاشق کے جنازے کو نکل کر گھر سے
سچ ہے تکلیف ہوئی آج حضور آپ کو کیا

دفعتہ ہوگئے اک حضرت موسیٰ بیہوش
کہیے دکھلائی دیا تھا سر طور آپ کو کیا

ماتم غیر نہ کرنے پہ خفا کیوں ہیں حضور
خیر میں ہنستا ہوں مجکو ہے سرور آپ کو کیا

خفگی کیوں ہی ٹپکتے ہیں جو غنچے صاحب
زمزمہ سنج ہیں گلشن میں طیور آپ کو کیا

ہمنے باندھی جو کمر کھینچ کے مر جانے پر
ہنسکے بولے کہ ہی جانا کہیں دور آپ کو کیا

جان دیتی ہیں جو عشاق تو بیکار ہے بحث
آئیے پاس مرے کیجیے دور آپ کو کیا

چار ہی دن کی ہی بس چاندنی یہ گورے گال
عارضی حسن پہ صاحب نہ غرور آپ کو کیا

حشر میں عاشق صادق سے ہی کہتا رضوان
آئیے ہوگا کہیں شور نشور آپ کو کیا

آپ کیوں گور غریبان میں نہ اٹھلاکے چلیں
ہیئے مانا کہ لرزے میں قبور آپ کو کیا

جبکہ ہم حسن خداداد کی کرتے ہین ثنا | ہنسکے وہ طعن سے کہتے ہین حضور آپ کو کیا

ہجر کے صدمے اٹھاتے ہو لطافت مٹھیو
دل لگانا تھا حسینون سے ضرور آپ کو کیا

اوسکو فرصت شباب کا اے دل نہین ملا | معشوق جسکو حور شمائل نہین ملا
آئے اگر وہ نکہت گیسو تو پوچھ لون | کوچے مین زلف کے تو مرا دل نہین ملا
کیا خوب حسن و عشق کے قصے سے بچگئے | صد شکر دل لگانے کے قابل نہین ملا
طینت مین عشق تھا پہ نہایت ہون بدنصیب | خاگ ایسے بخت پر کوئی خوش گل نہین ملا
اے آسمان مقابلہ کر میرے چاند سے | اسطرح گلبدن مہ کامل نہین ملا
جوش جنون کی فصل مین کہتا ہی سر و باغ | صد شکر پاؤن بہر سلاسل نہین ملا
صورت تو اس سے ہوگئی اخلاص کی مگر | گردن مین ماتھ کرکے حمائل نہین ملا
ہی بحر اشک جوش پہ آہین ہین متصل | لب سے لب اپنا صورت ساحل نہین ملا
زلفین دکھا کے خفتہ سنبل سے بولے وہ | مشتاق تیرے پاس سلاسل نہین ملا
دون جان کیون نہ کھاکے غم عشق خط سبز | اس سے زیادہ زہر ہلاہل نہین ملا
رحمت خدا کی کہتی ہی سنکر مرے سوال | ایسا حریص تو کوئی سائل نہین ملا
قمری سی ہر چمن کی صدا ہی دکھاکے سرو | کسکو برائے عشق بیان دل نہین ملا
نرگس کی چشم کامرے گل سے اشارہ ہے | جز تیرے کوئی دید کے قابل نہین ملا
انسان ہی کیا جو وادی وحشت مین میری آئے | حیوان کوئی سیکڑون منزل نہین ملا
دل مین مرے وہ غیرت لیلی نہان ہوا | بہتر نفیس اس سے جو محمل نہین ملا
صیاد سے چمن مین گرفتہ ہوے تو کیا | سچ ہی گلون مین خون عنادل نہین ملا
دنیا سے پہنچے تشنہ دیدار تا عدم | پانی کا قحط تھا کئی منزل نہین ملا
اوس زہرہ وش کی ہجر مین ہین تنگ یہ سبب | گرنے کو حیف ہے چرخ بابل نہین ملا

پہنا کفن تو لاشۂ مجنون نے دی صدا
لیلی کا ہاے پردۂ محمل نہین ملا

دنیا سے قبر قبر سے ہم تا عدم گئے
آرام اک گھڑی کہی منزل نہین ملا

سینے سے مین لگائے ہون پیکان تیر یار
کیا دل کسی کو پوچھتے ہو مجھے دل نہین ملا

ہر اک سے پوچھتے ہین مجھے طفل راہ مین
تمکو تو کوئی پہنے سلاسل نہین ملا

گلہاے باغ دہر کی دیکھی بہت بہار
پر کوئی دل لگانے کے قابل نہین ملا

اللہ ری لاغری کہ جو آیا غم فراق
ڈھونڈا کیا بہت پہ مرا دل نہین ملا

آتا ہی بار بار ہے یاد وصل غیر
عاشق سے آپ مل تو گئے دل نہین ملا

ابرو سے یار کا مہ نو سے ہے یہ کلام
ابتک تو کوئی مد مقابل نہین ملا

کہتا ہی آفتاب کو دکھلا کے آسمان
پھرتا ہون سر بکف کوئی قاتل نہین ملا

فاروق تھا علی سا لطافت بہان مین
آپس مین اسلیے حق و باطل نہین ملا

یہ عالم ہی جنون مین لاغری و ناتوانی کا
بنا ہی طوق گردن مین ترا چھلا نشانی کا

یہ نقشا بحر عالم مین ہے اپنی زندگانی کا
کوئی دم بلبلا ہے جس طرح جہان پانی کا

خزان کی فصل آئیگی اگر قتل عنا دل کو
پھرے گا حلق پر خنجر ہر اک برگ خزانی کا

دل و جان و جگر بہر ضیافت تن مین حاضر ہے
ارادہ ہجر جانان مین ہے غم کی میہمانی کا

تری میکش کے اے گل میکدے مین پھول ہوتے ہین
پیالی کی ہو جا ساغر شراب ارغوانی کا

تری بے اعتنائی پر ہون غش مانند موسی کے
نہایت وجد ہی سنکر ترا نہ لن ترانی کا

ہماری اشک چشم تر سے کہتا ہے ہر اک دریا
کہ مین ادنے سا اک شاگرد ہون تیری روانی کا

نشاط و عشرت و عیش و طرب کو ساتھ لیجاے
سفر کرتا ہے ملک جسم سے عالم جوانی کا

کسی گلرو کی چشم مست دیکھی مجکو غش آیا
عوض پانی کے چھینٹا دو شراب ارغوانی کا

ملی ہی ریگ صحرا جسم پر ذرے چمکتے ہین
ملا سرکار وحشت سے یہ خلعت کامرانی کا

ہم ایسی ناتوان ہین ایکدم مین غش ہزار آتین — اگر دل مین خیال آجاے لفظ ناتوانی کا
مرے گھر کا پتا یہ پوچھتا پھر عشق آیا ہے — کہان پر ہے نزول اکثر بلاے آسمانی کا
حسین کی چشم میگون و مژہ پر جان جاتی ہے — لگا ہے سیکشو کا ٹانک شراب ارغوانی کا
سمجھ کر آبرو داران بخیلون کو نہ جا دل سے — سراب اکثر دیا کرتا ہے دھوکا سب کو پانی کا
نہین بیوجہ سر انسان کا ہلنا ضعف پیری سے — اشارہ ہے نہ پھر کر آیگا موسم جوانی کا
نہین لازم ہر ایسی نفی تاکید اپنے عاشق سے — کیا محروم فقرہ کہہ کے تمنے لن ترانی کا
کیا مشہور حسن و عشق نے قصہ زمانے مین — تمھاری نازکی کا اور ہماری ناتوانی کا
اوٹھائے ہین جو صدمے حشر کو ہم کانپ اٹھینگے — فرشتے لائینگے پیغام جسد م زندگانی کا
حباب بحر کہتی ہین کہ آو غافلو دیکھو — مرقع بے ثباتی نے ہے کھینچا زندگانی کا
کبھی یاد ش بخیر اے دل محبت تھی حسینون کی — کبھی ہم بھی جوان تھے ہان مزا تھا زندگانی کا
نہ اپنے چاند سے منہ پر غرور اتنا کرو صاحب — یہان مین چاندنی دو دن کی ہے عالم جوانی کا
حیا کہتی ہے اونکی دور بیٹھا رہ شب وصلت — گلے مین ڈال باہین ہے اشارہ مہربانی کا
تری تلوار چلکر ہی نہ دیتی شہادت کی — صدا ہے تیر کی قاصد ہون پیغام زبانی کا
فقط تھا آشنا حسن ان حسینون کا لڑکپن تک — ہوا عارض سے رخصت جبکہ خط آیا جوانی کا
شفق پھولی فلک پر شام کو جب ہم گل مے — کہا مستون نے شیشہ ہے شراب ارغوانی کا
نہین روحین تنون مین منشی قدرت کی صنعت سے — بیان ہو وصف کس سے ایسے الفاظ و معانی کا
حجاب حرف ہے مثل نقاب اکدن اوٹھا و تو — سنا و طالب دیدار کو فقرہ ترانی کا
دل سوزان سے بھی آہ جب آنسو پیے ینے — دھوان اوٹھا دیا ہے آگ پر چھینٹا جو پانی کا
کیے ہین وقت پیری جو سیہ موے سفید اپنے — خضاب اسکو نہ سمجھو سوگ رکھا ہے جوانی کا

گلون کا عشق بھولے منہ کی کھائی ہوش اڑ جاتا
نہ آیا فت سے کرے دعوے بوبلبل ہزبانی کا

سدا رکھتا ہی غلطان چھوٹ جانا آشنائی کا
گہر کے دل مین ہے ناسور دریا کی جدائی کا

پڑا ادب عکس لکھنے مین ترے دستِ حنائی کا
ہوا ہر سطر خط مین رنگ زنجیر طلائی کا

چھوتا خارِ غم ہی دل مین چھبنا آشنائی کا
قلق پوچھے کوئی مچھلی سے دریا کی جدائی کا

بوقتِ نزع غرائیل سے کیون خوش نہون مومن
سنایا حکم آکر ہمن دنیا سے رہائی کا

لڑا کر آنکھین آئینہ مین وہ خوش چشم کہتا ہے
تماشا دیکھنے آؤ غزالون کی لڑائی کا

تڑپ کر بے بلائے خود بخود وہ گھر مرے آئے
اثر اے آہ دکھلاوے کبھی اپنی رسائی کا

مین کیون قابل بیت سنگِ اسود ہو جو آئینہ
ہوا ہی قصد دہلیز صنم پر جبہہ سائی کا

تمھارا رنگ کندن ساجو وقتِ غسل دمکا ہے
تو عالم موج دریا مین ہے زنجیر طلائی کا

کسی خورشید رو کے در پہ سجدے جا کی کرتا ہے
قمر کے داغ سے روشن نشان ہے جبہہ سائی کا

کمر میری فراق یار کے صدمون نے توڑی ہے
شبِ وصلت اثر دکھلاے آکر مومیائی کا

شفق آلودہ ماہ نو کو پاکر یار کہتا ہے
خجل کردون اشارہ کرکے انگشت حنائی کا

کیا پیر مغان نے بند دخت رز کو شیشے مین
پنہایا قہر ہے رندون مین جامہ پارسائی کا

زبان موج وقت غرق تھی فرعون سے کہتی
خدا کی شان بندے بھی کرین دعوی خدائی کا

ملا روی کتابی چاہیے ماتھے پہ افشان بھی
اسی مصحف پہ لازم حسن ہے لوح طلائی کا

حباب بحر دم مین ٹوٹ کے موجون سے کہتے ہین
بہت نازک ہی رشتہ اس جہان مین آشنائی کا

طبیعت مین شہنشاہی کی بو ہی جام جم لینگے
جہان دیکھے ہوے ہین ہم ارادہ ہی گدائی کا

ورق دونون الگ ہو جائینگے تاثیر وقت سے
لکھون گا حال وصلی پر حزین اپنی جدائی کا

ارادہ ہی لطافت بھی لگائے اب وہین بستر
شہنشاہون کو ہے ارمان جس در کی گدائی کا

ہمجنس ہو داغ دل بیتاب کا پھاہا
قائم ہو تو رکھون ابھی سیماب کا پھاہا

ہی زخم جگر پر مرے تیزاب کا پھاہا
مانع ہے شب و روز خور و خواب کا پھاہا

خون روکے گا زخمِ دلِ بیتاب کا پھاہا
جراح ہے مانع کہیں سیلاب کا پھاہا

چھٹ جاے جو داغِ دلِ بیتاب کا پھاہا
ہو تاج سرِ مہرِ جہان تاب کا پھاہا

بیچین ہون دل غفلتِ ساقی سے ہی مجروح
جراح رکھے آکے مئے ناب کا پھاہا

خنجر مرے قاتل کا رکھو زخمِ گلو پر
درکار ہے اسطرح کی تیزاب کا پھاہا

داغِ دلِ سوزان پہ ٹھہرتا نہین دم بھر
کرتا ہے عیان خاصہ سیماب کا پھاہا

تسکین ہوئی بلبل کو بہار آئی چمن مین
ہر برگ ہے داغِ دلِ بیتاب کا پھاہا

سینے پہ مرے بعد ہین رکھتے مرا دیوان
ہر صفحہ ہے داغِ دلِ احباب کا پھاہا

دیکھا ترے جگنو کو ہوا دل مرا زخمی
رکھون گا پر کرمکِ شب تاب کا پھاہا

دیکھا خطِ جانان کا لفافہ ہوئی تسکین
ویسا ہی کہ داغِ دلِ بیتاب کا پھاہا

دیدے کوئی بیکار سپہ گر مرا قاتل
ہو زخمِ دلِ رستم و سہراب کا پھاہا

بلبل کے جو نالون نے کیا چاک چمن مین
شبنم ہوئی زخمِ گلِ شاداب کا پھاہا

زلفین جو بنین آپ کی چین آگیا ہمکو
شانہ ہے کہ زخمِ دلِ بیتاب کا پھاہا

داغِ دلِ سوزان سے جلا مرہمِ کافور
دکھلائے نہ کیون چھوٹنا مہتاب کا پھاہا

دل آرزوے وصل سے زخمی ہے شب و روز
رکھو پر پروانہ و سرخاب کا پھاہا

آئیگی تری روزنِ دیوار سے جب دھوپ
ہوگی مرے داغِ دلِ بیتاب کا پھاہا

آنکھون پہ لگاتا ہون تو آجاتی ہے ٹھنڈک
عینک ہے ہر اک دیدۂ پر آب کا پھاہا

بیچین شبِ ہجر ہے میرا دلِ پر داغ
ہے چادرِ مہتاب کہ تیزاب کا پھاہا

آنکھین جو ملین رہگذرِ یار پہ سویا
تھا نقشِ قدم دیدۂ بیخواب کا پھاہا

دولت سے نجیلون کو زمانے مین ہے راحت
درہم ہے کہ داغِ دلِ بیتاب کا پھاہا

ہین نفع رسان زینتِ دنیا سے مبرا
دیکھا نہ کبھی اطلس و کمخاب کا پھاہا

سوزان دلِ پر داغ ہی مر کر جو کفن مین
ہر پارۂ کافور ہے تیزاب کا پھاہا

رحم آتا ہی غلطان ہی گہر دل مین ہے نا ہر — ہاتھہ آئے تو رکھدون ابھی گرداب کا پھاہا
مس کرکے ترے در سے رکھا زخم جگر پر — ممنون ہے مسجد کا نہ محراب کا پھاہا
کیا اٹھون کہ زخمی ہی جگر صبح شب وصل — ہر گھاؤ پہ ہے فرش ترے خواب کا پھاہا

گو غافل و مجروح ہے دل غم سے لطافت
کہدو تو غزل مین ہو فقط خواب کا پھاہا

رہا یہ عالم سود امین رعب و داب اپنا — جنون مآب جہان مین ہوا خطاب اپنا
بہت عروج دکھاتا ہے آفتاب اپنا — اسے دکھاؤن کبھی ساغر شراب اپنا
سدا ہے نوحہ و ماتم گیا شباب اپنا — رکھا ہے سوگ نہین یہ سیہ خضاب اپنا
زمین کی غرق کا ہی خوف رو نہین سکتا — کرم کرے مجھے دامن جو دے سحاب اپنا
یہی ہی قول جوانون سے زوال دنیا کا — کبھی فلک کے لڑکپن مین تھا شباب اپنا
یقین ہے اور کسی کی نہ آئیگی نوبت — شروع ہوگا اگر حشر کو حساب اپنا
سبق ہی موت کا طفلی سے ہمنے یاد کیا — کفن بغل مین رہا صورت کتاب اپنا
پس فرس کوئی دیوانہ دوڑ آتا ہے — بنا دے طوق گلو حلقہ رکاب اپنا
وہ نازنین جو لڑے میکشی لب دریا — اولٹ کے جام ابھی نذر دے حباب اپنا
شب فراق کا جاگا ہون نیند آجاے — جو قرض دین مجھے اصحاب کہف خواب اپنا
ہمیشہ سیر و سامان ہے قبر گریان کی — کبھی تو کھینچ دے منگیرہ اے سحاب اپنا
شب وصال ہی دو گالیان مین تو سے لون — رکھو شمار تم اپنا نہ مین حساب اپنا
جھپک کے آنکھہ کھلی جب تو صبح پیری تھی — مثال خواب گئے تھا عالم شباب اپنا
حسین کو دیکھہ کے اٹھے ہین دل ہو تعبیر — کہین گے حضرت یوسف سے خواب اپنا
رہی ہین آگے کوئی دم جہان فانی مین — جو بے ثبات تھے مسکن ہوا سحاب اپنا
زمین مین نا گڑی جب مری تو بولی موت — کیا ہی تازہ مسافر نے پا تراب اپنا

ارمغانِ کارِ فگن ہم وہ صیدِ گریان ہین ۔ ہوے ہین ذبح تو پُرا شک ہی کباب اپنا
بنائے اسلیے صانع نے اونکے دو ابرو ۔ نہ ہو غرور ہر اک دیکھہ لے جواب اپنا
مرا کمالِ ضعیفی مین مجھسے کہتا ہے ۔ مقامِ حیف ہے پیری ترے شباب اپنا

سوال ہو جو امامت کا قبر مین ہم سے
علی علی ہو لطافت فقط جواب اپنا

کام عاشق کا صنمِ تیغ قضا سے نہوا ۔ اس طرف ایک اشارہ بھی ادا سے نہوا
جب کہا دل نے رہا زلفِ دوتا سے نہوا ۔ منکے وہ کہنے لگے میری بلا سے نہوا
دردِ الفت مین مفر مجکو قضا سے نہوا ۔ کچھہ دعا سے نہوا اور دوا سے نہوا
جب تک آیا نہ زبان پر مرے محبوب کا نام ۔ معجزہ حضرتِ موسیٰ کی عصا سے نہوا
ٹھنڈی سانسون سے نہ اُس گل کا کھلا غنچہ دل ۔ آہ سے کام ہوا وہ جو صبا سے نہوا
لاغر و زار و دہ ہون راہ مین جب پاؤن پڑا ۔ ہین رہا یار کی نقشِ کفِ پا سے نہوا
زاہدِ خشک کا ہی زہد دکھانے کے لیے ۔ بوریا ہیچ ہے خالی جو ریا سے نہوا
آئے سب مثلِ مسافر کے یہان اور گئے ۔ کوچ کس شخص کا دنیا کی سرا سے نہوا
بنکے مانندِ حنا شوقِ قدمبوسی مین ۔ رنگِ قالین کا جدا اوس کفِ پا سے نہوا
دل مین کٹ کٹ گیا چمکا جو شبِ عید ہلال ۔ ہمسر اے ماہ ترے ناخنِ پا سے نہوا
حسنِ محبوب کا چلمن مین ہی عاشق سے کلام ۔ مطلب اے شربتِ دیدار کے پیاسے نہوا
واہ ری صنعتِ صانع کہ فطور آپسمین ۔ خاک سے آگ سے پانی سے ہوا سے نہوا
داغ ہاتھون مین حسینون کے لگائے کیا کیا ۔ انتقام آج تلک دُردِ حنا سے نہوا
رنگ سب تیرا بگڑ جائیگا اے دشتِ جنون ۔ سر خر و خار جو مجھہ آبلہ پا سے نہوا
غافلو سر کو پٹک کر ہی کہتے ہین حباب ۔ ہمکو دنیا مین ثبات آب و ہوا سے نہوا
سفرِ ملکِ عدم مین جو بٹا لیتے بوجھہ ۔ کام اتنا بھی ہمارے رفقا سے نہوا

دل کھنچا میرا بہر حال وسی کوچہ کی طرف
منحرف قبلہ سے ہو قبلہ نما سے نہوا

ہم سکتے ہی رہے وصل کی خاطر افسوس
رحم بت سے نہوا ظلم خدا سے نہوا

اور دانتون سی کہا دانت جو پیری مین گرا
تھام لیتے مجھے اتنا رفقا سے نہوا

ای لطافت ہی عجب طرح کی اکسیر ملی
کونسا دفع مرض خاک شفا سے نہوا

ہی ضعف گریبان سے ڈہل جاے نہ منکا
گردن مین مری طوق پڑا ہے کئی من کا

ہی قرب جو اوس افعی گیسو کے دہن کا
یاقوت کے بندے پہ ہی شک سانپ کی منکا

بلبل کو قفس مین ہے سدا دھیان چمن کا
غربت مین مسافر کو تصور ہے وطن کا

ہی بعد فنا شوق مری روح کو تن کا
غربت مین مسافر کو تصور ہے وطن کا

پروانہ صفت جل گئے اس بزم مین جب ہم
آنسو نہ تھما صبح تلک شمع لگن کا

معشوق بنی چشم خلائق مین ہے دنیا
بد لازن فرتوت نے کیا بھیس دلہن کا

شیشہ کو تری بزم مین اچھو ہے جو ساقی
دھیان آیا کسی بادہ کش تشنہ دہن کا

کیا لاغری وضعف مین بستر سے اوٹھون تن
ہی قلعہ مرے گرد بچھونے کی شکن کا

تھی روز ولادت ہی گلوگیر اسیری
حلقہ تھا گلے مین مرے آنول کی رسن کا

تصویر تو ہان مانی و بہزاد نے کھینچی
نقشہ نہ بنا پر ترے بیباختہ پن کا

بلبل ہے یہ مشتاق ابھی دل مین چھوے لے
کانٹا بھی قفس مین اگر آجاے چمن کا

ہی شام غریبان نے جلا کر مجھے مارا
کافور کفن مین ہو مری صبح وطن کا

عشق لب خوشرنگ سے روشن ہے مرا دل
اس گھر مین چراغ آج جلا لعل یمن کا

وہ گیسوے مشکین لب رنگین مین دبے ہین
ڈانڈا ہی بدخشان سے ملا شہر ختن کا

قطعہ

آیا ہی جو شب کو بے گلگشت، وہ گل رو
ہی بزم حسینان سے سوا نور چمن کا

تھالی مین ہی سرو اور سر سرو پہ قمری
جلوہ مع شعلہ ہے عیان شمع لگن کا

ہاتھہ مین بند ملا مرکے خوش اعمالی کا ۔ کھل گیا حال سکندر کو کف خالی کا
مینے بوسون سے لب یار کیے سرخ و کبود ۔ رنگ مسی کا جمایہان نہ کبھی لالی کا
ماہِ نو اسلیے انگشت نما ہے ای چرخ ۔ کام مستون مین ہے کیا اس قدح خالی کا
نہ اذان ہو نہ بجے صبح شبِ وصل گجر ۔ سر موذن کا قلم ہاتھہ ہو گھڑیالی کا
چشم بے اشک ہی عشاق کے آگے بیقدر ۔ رتبہ کیا جوہر یون مین صدف خالی کا
مثل طنبور نہو پیٹ کا ہلکا کوئی ۔ حال در پردہ ہے کہتا شکم خالی کا
سفلہ گر صدر نشین ہے تو نہین فخر کی جا ۔ مرتبہ کون سمجھتا ہے خسہ قالی کا
باغ فردوس جو مشہور دو عالم مین ہے ۔ ایک بوٹہ ہے ترے پیرہن شالی کا
طالب امن اگر تو ہے تو ہو گوشہ نشین ۔ صدمہ ہر راہ کی منزی کو ہے پامالی کا
تاج ہی داغ جنون ریگ بیابان خلعت ۔ غل ہی ہر سو ترے مجنون کی خوش حالی کا
پھوٹ کر آبلہ پا مرے کیا روتے ہین ۔ صدمہ کانٹے کو ہے پھر پہنچتا جو پالی کا
جانب کعبہ رخ جھک کے ہین کہتی ابرو ۔ قابل سجدہ دیدہ قبلہ ہے خوش اقبالی کا
چہرہ حور سے بہتر ہین وہ تلوے شفاف ۔ پشت پا سے ہے عیان رنگ گل قالی کا
وصل مین عاشق و معشوق ہین دونون مجبور ۔ اسکو بوسے کا ہے پاس اسے گالی کا
منطقی کہتے ہین سب دیکھہ کے وہ میم دہن ۔ خط ہی اک حاشیہ اس مطلب اجمالی کا
ای مرے صدر نشین فخر سے سدرہ ہو نہال ۔ رتبہ پائے جو تمھارے شبہ قالی کا

عشق حیدر مین لطافت رہو سمجھے بوجھے
رنگ آئے کسے قالی نہ کسے غالی کا

دیکھا کرشب کو مین یہ قول ہے صحرا مین کا لونکا ۔ اوگل کر منہ سے کھانا چاہیے ایسے نوالونکا
وہ ابرو دیکھہ کے یہ قول ہے صاحب کمالونکا ۔ خدا کی شان مطلع ایک جا ہے دو ہلالونکا
نظر مین ہر گھڑی بوٹا سا قد ہے نونہالونکا ۔ مری آنکھون پہ ننگ ہوتا ہی شمشاد و نکے تھالونکی

رہیگا گر یوہین آباد کوچہ خوش جمالونکا
نہ لیگا نام کوئی سبحہ دن کا اور شوالونکا

تماشا دیکھنے کے قابل ہے وہ آنکھین ہین نہ گر گا نیز
بجاے شیر مسکن ہے نیستان مین غزالونکا

ابھی تو تنگی سے ای زمین افلاک پھٹ پڑتے
سہارا گر نہوتا عاشق غمگین کے نالونکا

صدا ہر صید کی صحرا مین یہ ہے ای تمسکار فگن
کہ پھوکا ہون تری بندوق کے مُنہ کے نوالونکا

لگائی اُسنے لالی تلکے مین اپنے ہونٹ کی شفق آلودہ ہے ناشام کو دیکھو ہلالونکا

دل ویران بسا رہتا ہے خوش چشمون کی الفت سے
یہ وہ صحرا ہے جھپٹے مست جسمین رہتا ہے غزالونکا

ہوئی جب شمع روشن بزم مین منکے فنا بولی
ہوا سامان لو گلگیر کے مُنہ کے نوالونکا

شب وصل اُس قمر نے نا نخونسے چٹکیان لیکر
عجب خلعت پنھایا جسم عاشق پر ہلالونکا

نہین معلوم کس سینہ سپر کا انکو ماتم ہے
خمیدہ غم سے ابتک ہین سیہ ہی رنگ ہالونکا

صدا ہے آسیا کی مین عجب برگشتہ قسمت ہون
جہان مشتاق رہتا ہے مرے مُنہ کے نوالونکا

نہین یہ سبزہ خط ہین نمایان نیل عارض پر
لیا تھا خواب مین عاشق نے بوسہ اُنکے گالونکا

دکھا کر نقش نعل توسن جانان زمین بولی
فلک پر اک مہ نو ہے یہان مجمع ہلالونکا

ملال و صدمہ و اندوہ و حرمان و الم یارو
ہر اک ہی نام مجھہ مہجور کے مُنہ کے نوالونکا

خبر دیتے ہین اے مشاطہ جوہر صاف عاشق کو
لیا غیرون نے آئینہ مین بوسہ اُنکے گالونکا

مہ نو دیکھہ کر ہر ماہ مین وہ یار کہتا ہے
ہمارے ناخنون مین ہی کرشمہ ان ہلالونکا

غزل مین قافیہ ہر طرح کے موزون کیے ہمنے
لطافت کیا کرین یہ ڈھنگ ہے صاحب کمالونکا

دیکھے مین اُونکی نظر سے گر گیا
آبرو پر آج پانی پھر گیا

گیسوون مین یار کے دل پھر گیا
سو بلاؤن مین اکیلا گھر گیا

میکدے مستون کا مجمع پھر گیا
آسمان پر ابر آکر گھر گیا

حلق پر قاتل کا خنجر پھر گیا
ڈوب کر میرے گلے مین تر گیا

سخت جانی ہائے ہم کٹ کٹ گئے ۔ خنجرِ قاتل گلے پر کر گیا ۔
دل چُرا کر مجھسے فرماتے ہین وہ ۔ ڈھونڈتے کیا چیز ہو کیا گر گیا
کیا بہت میٹھا تھا عاشق کا لہو ۔ خنجرِ سفاک کا مُنہ پھر گیا
قتل سے میری خوشی ایسی ہوئی ۔ مُنہ پہ اوس خنجر کے پانی پھر گیا
عشق مین شیرین و خسرو بچ گئے ۔ رنج سارا کوہکن کے سر گیا
ایک دو بوسونپہ قیمت آ رہی ۔ بھاؤ ایسا جنس دل کا گر گیا
کی چڑھائی فوج خط نے اے صنم ۔ لشکرِ مژگان کا لوٹ مُنہ پھر گیا
مہربانی عشق کی جب سے ہوئی ۔ لاکھ ارمانون مین یہ دل گھر گیا
رفتہ رفتہ دل مین گھر ہو گا مرا ۔ آج غیر اونکی نظر سے گر گیا
ای زلیخا قید یوسف کو کیا ۔ نام فردِ عاشقان سے گر گیا

ای لطافت آنکھ پھیری یار نے
دفعتہً سارا زمانہ پھر گیا

جو نبی آیا فقط اُمت مین پیغمبر ہوا ۔ میرا پیغمبر ہے وہ محبوب جو آکر ہوا
دل مرا ٹوٹا جو چکنا چور ہر ساغر ہوا ۔ ہاتھ پڑنا محتسب بیدرد کا پتھر ہوا
آیہ یبشری ہے شاہد جانشینی پر ہوا ۔ فرشِ خوابِ مصطفےٰ بہرِ علی بستر ہوا
سب خوشی بھولا خیالِ ابروے دلبر ہوا ۔ دل کو عاشق کے ہلالِ عید اک نشتر ہوا
مرتضےٰ و مصطفےٰ دونون بنے اک نور سے ۔ بنگیا کوئی امام اور کوئی پیغمبر ہوا
خواہشِ عزت اگر ہے تو وطن سے تو نکل ۔ آبرو پائی جو دریا سے جدا گوہر ہوا
ہجر کا جاگا ہوا تھا چین سے نیند آ گئی ۔ بہرِ پروانہ حریرِ شعلہ جب بستر ہوا
کیا ہی مجھ وحشی کو دربان کی اجازت سے خطر ۔ سر جو ٹکرایا تری دیوار سے اک در ہوا
جب شبِ وصلت ہوئی آخر دیا کیا میرا ساتھ ۔ صبح نے پھاڑا گریبان مہر تنگے سر ہوا

ہای سدا گوشہ نشینی سے جہان مین آبرو
قطرۂ نیسان صدف مین جب رہا گوہر ہوا

بجائے اوس کوچہ مین کیسی نیند آئی چین سے
نقش پائے یار مجھہ پامال کا بستر ہوا

شمع روشن ہو کے کرتی ہے سلاطین سے کلام
سر زمانے مین کٹا جو صاحب افسر ہوا

کہہ رہے ہین یہ زبان حال سے موئے سیاہ
زلف کے سودے کو پیدا عاشقون کا سر ہوا

فصل گل آتے ہی نکلی شیشۂ خم سے شراب
مست کیسے بادہ تک بھی جامہ سے باہر ہوا

عشق کے جھگڑے بکھیڑون سے تو ہو جاتی نجات
ہائے سینے مین نہ کیون دل کی جگہہ پتھر ہوا

بڑھہ گیا اے چرخ فکر قوت سے دوران سر
آسیا کی طرح گھر بیٹھے مجھے چکر ہوا

مال ہی کیا مال منعم آدمیت چاہیے
فخر کیا گر مثل ہدہد تاج زیب سر ہوا

ہون وہ دیوانہ نہ نکلی خون کی ایک بوند بھی
آب آب اکثر رگون مین ڈوبکر نشتر ہوا

حلقہ حلقہ گرد جب پھرنے لگے عاشق تمام
شمع وہ محبوب فانوس خیالی گھر ہوا

جب وہ آئے میکدے مین طرفہ کیفیت ہوئی
لڑکھڑائے مست ساقی جامے سے باہر ہوا

قطعہ

گردنین شیشون کی اوٹھین بڑھ گئے دست سبو
دور سے محو نظارا دیدۂ ساغر ہوا

خون ناحق کے جو قطرے بنکے مہرین جم گئے
خنجر قاتل ہمارے قتل کا محضر ہوا

خون ناحق عاشق صادق کا ثابت ہو گیا
جب شہادت کی گواہی کو زبان خنجر ہوا

گرم صحبت عرش پر معراج مین برسون رہی
سرو احمد کا نہ دنیا مین مگر بستر ہوا

فرش بہر غیر بچھوا کر وہ بولے طعن سے
لو تمھارے بخت کے سونے کو یہ بستر ہوا

اے ریاضی ہی مراد لبر نصیری کا خدا
فخر کیا تیرا اگر معشوق پیغمبر ہوا

لوگ سجدے کرتے ہین اللہ رے تعظیم جنون
تن پہ مجھ وحشی کے پڑکر بت ہر اک پتھر ہوا

ای لطافت جسنے کی دنیا مین مدح اہلبیت
بیت کے بدلے عطا فردوس مین اک گھر ہوا

سیم تن کرتے ہین کشتہ دل بیتاب اپنا
چاہ مین حال ہوا صورت سیماب اپنا

سرنگون ابروئے جانان کے تصور مین ہین
سجدہ صد شکر ہوا ہے تہ محراب اپنا

ناف سے اوس یم خوبی کے نہوگا ہمسر
سر پھراتا ہے عبث بحر مین گرداب اپنا

دیکھتے ہی نہین وہ خط کی عبارت قاصد
کھول کر نامہ فقط پڑھتے ہین القاب اپنا

رات بھر محو نظر آیا تھا سامان وصال
رشک مانع ہے بیان کس سے کرون خواب اپنا

دعوئے ہمسری اسکے رخ رنگین سے واہ
دیکھے منہ نہر چمن مین گل شاداب اپنا

آفتاب آج بڑی شان سے نکلا ہے صنم
اسکو دکھلاؤ ذرا جام مے ناب اپنا

ہوگا عاشق کی لحد پر نہ اندھیرا شب دفن
دل جلائینگے عوض شمع کے احباب اپنا

سجدے کرتے ہوئے جاتے ہین زمین پر ہر گام
قد جو پیری سے ہوا صورت محراب اپنا

زلف دلدار کا رہتا ہے تصور ہر رات
اس سبب سے ہے پریشان ہر اک خواب اپنا

جاؤن مین زلف کا سودائی اگر دریا مین
طوق پہنائے گلے مین مرے گرداب اپنا

ہاتھ پر رکھکے وہ سیماب یہ بولے مجھسے
لائیے سامنے اسکے دل بیتاب اپنا

بے نقاب آئین جو وہ بام پہ تو ہو یہ خجل
پردہ ابر سے منہ ڈھانک لے مہتاب اپنا

ہائے منظور ہے تعبیر بری دے کوئی
مجھسے غیرون مین وہ کہتے ہین کہو خواب اپنا

برق ہے موج ہی سیماب ہے شعلہ ہے مگر
سب سے بڑھکر ہے لطافت دل بیتاب اپنا

عجیب جبر ہے کہتا نگار ہے میرا
کہ دل ترا ہے مگر اختیار ہے میرا

مرے پہ بھی یہ عروج و وقار ہے میرا
جنازہ چار کے کاندھے سوار ہے میرا

صدا ہو زلف صنم کے لیے دل عشاق
بڑی ہی ساکھ بڑا اعتبار ہے میرا

وہ دل اگر لیے جاتے ہین اے جگر نہ تڑپ
پرائی چیز پہ کیا اختیار ہے میرا

وہ زلف چشم سے کہتی ہے پاکے عاشق کو
جگر ہے صید ترا دل شکار ہے میرا

مرے گناہ یہ کہتے ہین اسکی رحمت سے
ترا حساب نہ ممکن شمار ہے میرا

عدم کے قافلے والو نہ یون بڑھے جاؤ
مناسب ایسی جگہ انتظار ہے میرا

فراقِ یار مین کہتی ہے حسرتِ مُردہ
نہ سمجھو سینۂ عاشق مزار ہے میرا

صدا نفس کی یہ ہر دم ہے ابکی آونگا آونگا
کہ مُستعار ہون کیا اعتبار ہے میرا

وہ بے ثبات ہون نہین ڈوب کر ہی موت آئی
نہین حباب کا گنبد مزار ہے میرا

حریص دیکھ کے انسان کو کہتی ہے دنیا
بچا سکے گا کہین یہ شکار ہے میرا

دکھا کے نقشِ قدم اُنکا سب سے کہتا ہون
پڑھ آؤ فاتحہ فرضی مزار ہے میرا

جنون مین کر دیے اے قیس دو کوہکن حصے
تمھارا دشت و جبل کوے یار ہے میرا

پکارتا ہے سکندر کہ ہے نشان باقی
ہر ایک آئنہ دیکھو مزار ہے میرا

مرا شباب ترا حُسن پاکے بولا عشق
یہ دونو تو ہین فقط انتظار ہے میرا

ہمارے نالون کو سُنکر وہ غیر سے بولے
عجب صدا ہے کہ دل بیقرار ہے میرا

جہان ہی حُسن سے چہرونپہ کیا حسینون کے
جہان مین دید کے قابل غبار ہے میرا

یہ حسن قہر کا دیکھون تو کیون نہ مین تڑپون
تمھین بتاؤ کہ کیا اختیار ہے میرا

صدائے رحمتِ غفار حشر کو ہوگی
چلی چلے کد ہر امیدوار ہے میرا

گیا ہی گیسوے جانان مین دل الٰہی خیر
سفر مین ہائے غریب الدیار ہے میرا

کسی نے یار سے پوچھا مجھے تو فرمایا
یہ ایک طالب و امیدوار ہے میرا

سگ حبیب کا ہی دانت قبر مُنہ پھیلائے
یہ دو گز سنہ ہین اک جسم زار ہے میرا

ہمیشہ گردۂ تصویر قیس بنتا ہے
یہی تو اول و آخر عدم ہوے مشہور

نشان کھینچ کے کوچہ مین اُنکے کہتا ہون
کمر ہے یار کی یا جسم زار ہے میرا

سحر کو شمع کے شعلے کا جھلملانا دیکھ
خدا نصیب کرے یہ مزار ہے میرا

دکھا کے روح کو کہتی ہے دوش پر میت
کہ ماجرائے دلِ بیقرار ہے میرا

کہ مین سوار ہون پیدل سوار ہے میرا

زہی شرف جو لطافت امام عصر ہین
کہ یہ بھی منتظر امید وار ہے میرا

بلبل کو ہنسکے باغ مین اُسنے رولا دیا — غنچون کی بات کھوئی اگر مسکرا دیا
بوسہ لیا تو دل تمھین اے دلربا دیا — الفت مین کام آیا ہماری لیا دیا
اُمید کیا بھلائی کی اخوان دہر سے — یوسف کو بھائیون نے کنوئین مین گرا دیا
روز ازل جو خلق کیا حق نے حسن و عشق — معشوق آپ کو ہمین عاشق بنا دیا
کفارہ اس گناہ پہ دل دونگا یار کو — کیون آنسوون کو آنکھ سے مینے گرا دیا
ای آسمان خوب تری گھات بن پڑی — لے ابتو چین آیا کہ مجکو مٹا دیا
مدت کے بعد جاکے لحد مین لگی تھی آنکھ — کیون غافلون نے شانہ ہلا کر جگا دیا
ہوتے ہی صبح جانے پہ وہ مستعد ہوے — کیون بوسے لے کے وصل مین مینے جگا دیا
مانی سے کھنچ سکا نہ رخ صاف جب ترا — حیران ہو کے آئنہ آخر بنا دیا
کم سن تھے نزع مین مجھے دیکھا تو ڈر گئے — افسوس پاس سے نہ کسی نے ہٹا دیا
لپٹا جو حسن دیکھ کے عاشق شب وصال — شرمائے وہ تو شمع کو جل کر بجھا دیا
غیرت نے دی صدا کہ نہ کھو آپ کو ٹھہر — بہر طلب جو ہاتھ طمع نے بڑھا دیا
روز ازل بنا تھا جو عاشق کا کالبد — تھا آب و گل مین عشق بھی شاید ملا دیا
پنہان کیا ہے قلب مکدر مین عشق کو — اس آگ کو ہی راکھ مین مینے دبا دیا
پھولا اگر بہار پہ اپنی چمن مین گل — پتون نے ہاتھ مل کے خزان کا پتا دیا
کہتا ہی ماہ نو کو دکھا کر وہ تیغ زن — اوچھا سا ایک ہاتھ ادہر بھی لگا دیا
بازار عشق مین مرے یوسف کا پاکے حسن — قیمت کے بدلے آنکھون نے ہی دل لگا دیا
باقی نہ رہتی عاشق و معشوق مین دوئی — کیون حسن و عشق کو نہ خدا نے ملا دیا

لہو و لعب جہان کا لطافت کیا پسند

اقرار تو نے عالم زر کا بھلا دیا

خون چکان ہے جوہر اک دیدۂ گریان میرا
دامن گل سے زیادہ ہے گریبان میرا

ہنسکے وہ بولے گرا جب دل نالان میرا
شور مشہور نہو چاہ زنخدان میرا

فرق مجنون پہ لگا سنگ تو آئی یہ صدا
کچھ نشان چاہیے سر پر ہے یہ احسان میرا

لے کے دل بوسہ لب اسنے دیا جب تو کہا
خاک کے مول بکا لعل بدخشان میرا

جوش وحشت مین سب اشعار کیے ہین موزون
کیون نہ مصرع ہو ہر اک دست و گریبان میرا

دل مین آتا ہے غم یار تو کہتی ہے روح
میزبان اسکی ہون مین اور یہ مہمان میرا

چھین کے دل کو کہان آپ لیے جاتے ہین
کہ نکلنے نہین پایا ابھی ارمان میرا

بوسہ دیتے ہین تو وہ ناز سے فرماتے ہین
کیجیے شکر نہایت ہے یہ احسان میرا

مہ نو فصل جنون مین ہے اشارہ کرتا
ہان فقط چاک سے باقی ہے گریبان میرا

غیر کیا چیز ہے صدمے جو ترے سہ جائے
یہ کلیجہ ہے یہ دل اے شب ہجران میرا

خون فرہاد بہا جب تو یہ تیشہ نے کہا
رنگ لایا ہی عجب سر پہ یہ احسان میرا

کرکے بیدل مجھے وہ ناز سے فرماتے ہین
آپ کے دل مین رہے قہر ہے ارمان میرا

موسم گل مین عمامے کو جو رکھا باقی
بادہ خوار و سر واعظ پہ ہے احسان میرا

جاکے گیسو ہے بنا حسن سے آہو نکا دہوان
ہای مجسم سر جانان پہ یہ احسان میرا

حیف صد حیف جوانی مین نہ کی قدر شباب
ہاے آزردہ چلا مجسے یہ مہمان میرا

باہین گردن مین مرے ڈال کے وہ کہتے ہین
اب بھی کہیے گا کہ نکلا نہین ارمان میرا

قول آئینہ کا ہی جب سے وہ عارض دیکھا
نہ کبھی بند ہوا دیدۂ حیران میرا

قیس کو میرے جنون سے ہے بھلا کیا نسبت
کانپ جاے نظر آئے جو بیابان میرا

تنگ پوشاک سی رہتا ہو نمین دیوانہ زار
کیون گلا گھوٹنے آیا ہے گریبان میرا

اشک خونین کے سدا پھول بھرے رہتے ہین
گلفروشون کا سبد ہے کوئی دامان میرا

وقت پیدائش انسان ہے صدا دنیا کی
رنج و غم کھانے کو آیا ہے یہ مہمان میرا

جس قدر آج ہو تاریک زیادہ ہی خوب
مانگ لے بخت سیہ ای شب ہجران میرا

جان پر آج بنی ہے تو بگڑ بیٹھا ہون
خاتمہ اب ہے ترا یا شب ہجران میرا

دیکھ کر حسن غش آنے جو لگا اُسنے کہا
سونگھ لو آکے قرین سیب زنخدان میرا

مین بھی دیوانون کا ہمدرد ہون کہتا ہلال
پنجۂ مہر مین رہتا ہے گریبان میرا

آپکی زلف کے اشعار مین مضمون ہین بند ہے
جمع رکھیے گا یہ دفتر ہے پریشان میرا

دشت مین مرغ جنون کا جو شکار آئیگا
تیر چاک اور کمان ہوگا گریبان میرا

قول آئینہ کا ہے پردہ دری خوب نہین
خود نظر آوگے دیکھو تن عریان میرا

آرزو ہے کہ علی حکم لرین قرب صراط
ہان لطافت سے کہو تھام دامان میرا

فرمایش جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر اعلی اللہ مقامہ

ابھی جاتا رہے درد و ملال و رنج و غم سارا
اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل مارا

محبت کے بکھیڑون سے ابھی ہو جاچھٹکارا
اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل مارا

کہے مشاطہ ہاتھ آیا عجب آئینہ حسن آرا
اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل مارا

گمان بستون کو ہو ساقی لیے ہے شیشہ کیا پیارا
اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل مارا

یہ کی ہے نذر سمجھو جان کو بھی پھر نہ مین پیارا
اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل مارا

وہ عاشق ہون جو بیچو سلطنت ہو صورت دارا
بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

رخ شفاف جانان کو اگر دیدون جلب سارا
بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

مقام شرم ہے ایسی عطا کیا چیز ہین دونون
بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

اگر ہوتی حکومت تو اجازت حسن سے لیتا
بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

دکھایا حسن دنیا نے دل کیا ہین یہ دونون — بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را
قسم کھاتا ہون اس نقطہ مین وہ رخ اگر دیکھا — بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را
بہار کو چہ جانان سے دل سے بھلاتی ہے — کنار آب رکن آباد و گشت صحلے را
حسین آباد گر دیکھین تو بھولین حافظ و سعدے — کنار آب رکن آباد و گشت صحلے را
پڑی کیا لوٹ مین معشوق جب ہین بنا عاشق — چنان برد ند صبر از دل کہ ترکان خوان یغما را
نہایت شوخ ہین چالاک ہین عیار ہین یہ بت — چنان برد ند صبر از دل کہ ترکان خوان یغما را
ہزارون عاشقون کو سادگی نے آپکی مارا — بہ آب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روے زیبا را
وہ مکھڑا بھولا بھولا گورا گورا ہے عجب پیارا — بہ آب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روے زیبا را
کہا روز ازل صانع سے انکے حسن ذاتی نے — بہ آب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روے زیبا را
بنا کر آئنہ اس رخ کی جا لکھا مصور نے — بہ آب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روے زیبا را
سر بازار جب آیا صدا دی حسن یوسف نے — کہ عشق از پردہ عصمت برون آرد زلیخا را
لکھا تھا کاتب تقدیر نے یہ روز اول ہے — کہ عشق از پردہ عصمت برون آرد زلیخا را
مرے محبوب و یوسف کو دکھا کر حسن نے پوچھا — کہ عشق از پردہ عصمت برون آرد زلیخا را
کمر اسواسطے ہر دم ہی باندھے وہ ستم آرا — کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را
بنایا وہ دہن معدوم صانع کا یہ مطلب تھا — کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را
کیا ہر روح کو بند اسلیے اللہ نے دل مین — کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را
دلا کہنا ہمارا مان الفت مین کہ سنتے ہین — جوانان سعادتمند پند پیر دانا را
سنو کہنا مرا تم بھی کہ در گوش کرتے ہین — جوانان سعادتمند پند پیر دانا را
محبت مین تمہاری گالیان بھی ہین عجب شیرین — جواب تلخ مے زیبد لب لعل شکر خارا را
بُرا عاشق کو کہنا تجھ سے ناصح نہین بھبتا — جواب تلخ مے زیبد لب لعل شکر خارا را
کہا فرہاد نے اپنی برائی سنکے شیرین سے — جواب تلخ مے زیبد لب لعل شکر خارا را

سوالِ بوسہ پر دی یار نے گالی تو یہ پوچھا | جواب تلخ مے زید لبِ لعلِ شکر خارا

لطافت کچھ تنا اُس کان کے جھالونکی موزون کر
کہ بر نظمِ تو افشاند فلک عقدِ ثریا را

لطافت سُنکے یہ مصرع صدا ہے روح حافظ کی
کہ بر نظمِ تو افشاند فلک عقدِ ثریا را
ہر اک مصرع پہ حافظ کے لطافت کہہ بنا مصرع
کہ بر نظمِ تو افشاند فلک عقدِ ثریا را

آجکل دستِ جنون حد سے سوا چالاک تھا | چھپ نہ جاتا تو گریبانِ مہِ نو چاک تھا
آشنائی مین یہ دل مشتاق تھا بیباک تھا | کھا گیا غوطہ وہی دھوکے سے جو پیراک تھا
کوئی آدم کی مصیبت پر نہ یون غمناک تھا | پیش ازین کب خلد مین گندم کا سینہ چاک تھا
ہاے کیا دن تھے گناہون سے جو ہر دم پاک تھا | آبروے کوچۂ دلدار کے مین خاک تھا
بلبل و گل ہو گئے یکرنگ جب آئی بہار | وان گریبان چاک تھا منقار مین یان چاک تھا
ہاے کیون عاشق ہوا مین اِن بتانِ دہر پر | حُسن ان مٹی کے پتلون مین بھلا کیا خاک تھا
کہکشان کو دیکھ کر وحشت مین عاشق نے کہا | ہو گیا ثابت کبھی دامن فلک کا چاک تھا
کس بھروسے پر کیا انسان نے دنیا مین غرور | ابتدا بھی خاک تھا اور انتہا بھی خاک تھا
غیر سمجھے تھے جسے چلمن در دلدار مین | یار کے پیش نظر میرا دلِ صد چاک تھا
روح قالب سے نکل کر پھر نہ آئی حشر تک | جسم خاکی ملگجی اُتری ہوئی پوشاک تھا
جب بہار آئی ہوا سے گل مین سودا ہو گیا | ایک اک پر بلبلِ گلزار کا صد چاک تھا
مار ڈالا بھی جلایا بھی تمھارے حُسن نے | زہر خطِ سبز تھا خالِ سیہ تریاک تھا
اہل دنیا کی طمع نے کر دیا بے آبرو | دُر ملا قسمت سے تو سینہ صدف کا چاک تھا
رزق طفلی مین تو پایا ہے جوانی مین ہراس | اب نہ کیون دیگا دیا تھا جب کچھ ادراک تھا

وصلت دلدار کی کسطرح لکھتا لذتین
تھی دوات اک چشم تر سینہ قلم کا چاک تھا

ہاے کیون لائی مجھے تقدیر دنیا کی طرف
جز گناہ و صد مہ و رنج اس زمین پر خاک تھا

وہ نہانے آئے جب حمام مین عاشق تھے جمع
دم مین اشرفیون سے مملو کیسہ دلاک تھا

ننگ کی جا تھی جنون مین کیا پہنتا بعد قیس
جامہ عریانی اوتری غیر کی پوشاک تھا

ہاے پہلو سے نکالا مجھنے کیون پہلے نہ دل
اتنی سی تو بات تھی الفت کا قصہ پاک تھا

ملکے جسم یار کیا لوٹے مزے حمام مین
مصلحت سے تو نہ خالی کیسہ دلاک تھا

تیرے دندان کی صباحت سے دہن کی بو سے یار
صبح کو رشک گل شبو سرمسواک تھا

عشق مین یوسف زلیخا دونون کیسان ہوگئے
انکا دامن چاک تھا انکا گریبان چاک تھا

ساتھ ہی دونون کو جور فرازل پیدا کیا
بخت عاشق کیا معین گردش افلاک تھا

واے ناکامی عجب حصے ملے روز ازل
بہر گردش یا مری تقدیر تھی یا چاک تھا

پہلے کفنی آکے پہنی اور آخر مین کفن
ابتدا سے انتہا تک مین گریبان چاک تھا

اب کفن پہنا تو اے غافل نہ سمجھا نیکے بد
دیکھتا تھا دن پہنتا جب نئی پوشاک تھا

اسی لطافت لیگیا پہلوسے وہ دل چھین کر
کس قدر عیار تھا بیباک تھا چالاک تھا

گورے گالون پر خط شبرنگ پیدا ہوگیا
لو مجسم یار کی زلفون کا سایا ہوگیا

کس سے پوچھون کون سے دلبر پہ شیدا ہوگیا
دل ابھی تک تو مرے پہلو مین تھا کیا ہوگیا

کیون محبت کی بتون سے حال کیسا ہوگیا
ہاے اس اچھے بھلے دل کو مرے کیا ہوگیا

کچھ خوشی کچھ رنج کچھ امید تھی کچھ مجھکو یاس
جب بلایا اسنے گھر مین آ پردا ہوگیا

گل کھلا کر تازہ ہر اک کو دکھاتی ہے بہار
ٹکڑے ٹکڑے یون بلبل کا کلیجا ہوگیا

ہاے رونے مین نہ دیکھا حسن بھی معشوق کا
چادر آنکھون پر پڑی اشکون کی پردا ہوگیا

ناز سے جب رکھدیا چھاتی پہ اس دلبر نے پاؤن
ہاتھ بھر خوش ہوکے عاشق کا کلیجا ہوگیا

بوسہ لینے پر جو وہ بگڑے تو عاشق نے کہا
مصحفِ رخسار پر قرآن کا دھوکا ہو گیا

ہائے جب اُس ترچھی نظر سے یار نے دیکھا مجھے
پُرزے پُرزے دل ہوا نکرے کلیجا ہو گیا

عارضِ شفاف پر اوس کے نہیں خط کا نمو
ہر نگہ کی گرد سے آئینہ مبلا ہو گیا

ناز سے بیٹھے جو آکر پاس دل لینے کو وہ
بڑھ کے اُس پہلو سے اُس پہلو کلیجا ہو گیا

ہاتھ میں اُس شوخ کے آ آ کے کہتے ہیں عقیق
عشق میں تیشہ کا بھی ٹکرے کلیجا ہو گیا

مشتری کرتا ہی پیدا خود وہی جو عمدہ ہی مال
حُسن یوسف باعثِ عشقِ زلیخا ہو گیا

اے زمیں تو نے بھی مثلِ آسمان پیسا مجھے
دے کے جانِ اُجالا کفن پایا تھا میلا ہو گیا

کیا قدم جاتا تھا گھوڑا یار کا عاشق تھی جمع
پتلیوں کا باغ میں دن کو تماشا ہو گیا

رفتہ رفتہ کی ترقی خوب قدِ یار نے
پہلے بوٹا بعد سرو آخر کو طوبا ہو گیا

ڈال کر باہیں گلے میں اُسنے پوچھا ناز سے
اب تو دل ٹھہرا کہو ٹھنڈا کلیجا ہو گیا

فخر سے کہتا ہی وہ محبوب سب عشاق میں
لطف ہی عاشق لطافت بھی ہمارا ہو گیا

جو بن آئینہ میں دیکھا وہ حسین شاد ہوا
دھوم ہے شہر حلب حُسن سے آباد ہوا

میں فنِ عشق میں جب قیس کا اُستاد ہوا
دل لگایا تو محبت کا سبق یاد ہوا

کوچہ زلف میں دل جا کے بہت شاد ہوا
ہائے برباد ہوے ہم تو یہ آباد ہوا

فکرِ معشوق ہوئی عشق پھر اُستاد ہوا
ہائے بھولا ہوا آموختہ پھر یاد ہوا

مثلِ نَے سوکھ کے پھر عاشقِ ناشاد ہوا
مُنہ لگانا ترا پھر باعثِ فریاد ہوا

نالہ دل مرا ہر رنگ میں اُستاد ہوا
قہقہہ وصل میں تو ہجر میں فریاد ہوا

طفلِ اشک آنکھ سے نکلے مرا دل شاد ہوا
فخر مجکو سببِ کثرتِ اولاد ہوا

ملکے ابرو تیری اک مطلعِ اُستاد ہوا
دونو آنکھیں ہیں کہ دو مرتبہ ہی صاد ہوا

غم خزاں کا نہ بہار آنے سے دل شاد ہوا
سرو کی طرح میں اِس باغ میں آزاد ہوا

غُل مچانا میرا بڑھتا ہی گیا ہجر کی شب
آہ سے نالہ ہوا نالہ سے فریاد ہوا

میرے اشعار کے مضمون جو کسی نے کاٹے
دل کے ٹکڑے ہوے گویا غمِ اولاد ہوا

عشق کرکے دلِ شیدا نے مجھے ذبح کیا
ہائے پہلو مین رہا جو وہی جلاّد ہوا

ہمکو عادت ہی حسینون کے ستم سہنے کی
پوچھتے رہتے ہین کوئی ستم ایجاد ہوا

تیری تصویر بنا ئین نظر آجاے حسن
اس غرض سے کوئی مانی کوئی بہزاد ہوا

ہڈیان کھانے کو آتی ہی ہمیشہ ہین
مرکے بھی گھات سے غافل نہین صیاد ہوا

کان دھر کر وہ سُنا کرتے ہین محفل مین ستار
یہ بھی در پردہ ہماری کوئی فریاد ہوا

رنج سہتے ہین خوشی سے جو ہمیشہ عشاق
یہ بھی شاید کسی معشوق کی بیداد ہوا

صاف صاف آکے کہی منہ پہ جو تھی حیرانی
آئنہ سامنے اُنکے مری روداد ہوا

کچھ تو سر پھوڑنے کی داد مجھے ملجاتی
ہاے زندہ نہ مرے وقت مین فرہاد ہوا

مین وہ دیوانہ ہون بدلی مرے سایے نے جو ہیئت
جان آئی کوئی مجنون کوئی فرہاد ہوا

دل پھنسایا تری تقریر نے اے غیرتِ گل
جانتے تھے جسے بلبل وہی صیاد ہوا

تیرے شاگرد ہون اُستاد لطافت تو ہی لطف
فخر کیا تو ہی جو شاگردون کا اُستاد ہوا

جوانی تھی مزے تھے لطف معشوقون سے حاصل تھا
ہمین ہان یاد تو آتا ہی سینہ مین کبھی دل تھا

فدا مانند مجنون بلبلِ خود رفتہ کا دل تھا
سحر کو رشکِ لیلیٰ بو تھی غنچہ مثلِ محمل تھا

روانِ شوقِ شہادت مین جو سوے کوے قاتل تھا
یہ تھی خود رفتگی آگے کبھی مین تھا کبھی دل تھا

خوشامد لاکھ کی بندون نے پر مطلب حاصل تھا
بتو دعوی خدا ہونے کا حق یہ ہی کہ باطل تھا

سواری اُسکی جب نکلی تو پروانہ مرا دل تھا
مثالِ شمع تھا وہ مشعلہ رو فانوس محمل تھا

ادھر اُس مہر وش کی یاد مین مضطر مرا دل تھا
اودھر شب بھر جو آغوشِ فلک مین ماہ کامل تھا

کلامِ یار پر طفلی مین بھی شیدا مرا دل تھا
پڑھی اُستاد سے جسوقت بسم اللہ بسمل تھا

زمانہ اوپری پیکر ترے جوبن پہ مائل تھا
کلیجہ کوئی پکڑے تھا کوئی تھامے ہوئی دل تھا

جنون مین سیر دریا دیکھکر مجنون مرا دل تھا
کہ لیلی بے ثباتی تھی حباب بحر محمل تھا

محبت جب نتھی ہمکو بھی لطف زیست حاصل تھا
کبھی زندون مین داخل تھے ہماری پاس بھی دل تھا

سمجھکر غیر اپنے عکس کو نذرائے جاتے تھے
جھجکتے وصل مین وہ تھے جو آئینہ مقابل تھا

تمھارے رخ کے ہوتے کیون قسم قرآن کی کھاتے
کہ یہ پیش نظر ہر وقت تھا وہ ہفت منزل تھا

رسائی ہوا گر مین عاشق روز ازل پوچھون
بنایا صانع قدرت نے پہلو مین مرے دل تھا

ستمگر کہتا ہی کچھ دے کر نچیلو کیون نہ پار اترے
کہ جب زندہ تھے تم کشتی لیے موجود ساحل تھا

نہ کیون مجنون ہو دل میرا یسا ہی آنکھ مین پتلی
تری لیلے کو زیبا پردہ دار ایسا ہی محمل تھا

ستم ہی قلب عاشق ملکے تلوون سے وہ کہتے ہین
ہماری وصل کا مشتاق مدت سے یہی دل تھا

نگاہ غیر سے مر کر بھی در پردہ بچاتے تھے
غبار اٹھکر ہمارا گرد اس لیلے کے محمل تھا

جوانی جاتی ہے دندان گئے تو غم ہوا مجکو
پکاری صبح پیری رات ہی بھر لطف محفل تھا

عجب دن تھے کہ جنکے ذکر سے بھی ہے مزا ملتا
وصال یار کا جب اے لطافت لطف حاصل تھا

غش آگیا تمھین کیون جاکے جان جان دیکھا
اثر دکھا ہی گیا خون ناتوان دیکھا

فلک کے ظلم تو پیری مین اٹھ نہین سکتے
ہزار شکر نہ ہمنے اسے جوان دیکھا

حرم مین دیر مین مسجد مین دل مین آنکھ مین نہین
کہان کہان تمھین ڈھونڈا کہان کہان دیکھا

اسی سبب سی ہی بیمار چشم کہہ دیتی
بھلا ہوا نہ مجھے تمنے ناتوان دیکھا

حسین ہو یار تو عود شباب کیا ہے مجال
ہوئی تھی پیر نیچا مگر جوان دیکھا

ہماری یاد کی تاثیر دیکھ لی ساقی
ہر ایک شیشہ کو آتی ہین ہچکیان دیکھا

مرے علاج کو آکر طبیب کہتے ہین
سنا کبھی نہ کبھی ایسا ناتوان دیکھا

جھلک دکھاکے نہ چلمن کو جا بنان چھوڑو
تمھارے حسن کا جلوہ ابھی کہان دیکھا

تمہارے آئینۂ رخ مین خط کے آگئے بال
دکھا کے دل اثرِ آہِ ناتوان دیکھا

تمہارا کوچہ ہی اے یار واقعی فردوس
یہان جو پیر بھی آیا اسے جوان دیکھا

ہر اہلِ خیر کا بیڑا ہے پار ہاتھون ہاتھ
کبھی نہ کشتیِ سائل مین بادبان دیکھا

یہ موت بھی ہے جہان مین عجیب اک بیدرد
نہ طفل ہے نہ حسین کوئی نوجوان دیکھا

برائے صرف ملا اے بخیل مال تجھے
خدا کی راہ مین کچھ خیر کر یہان دے کھا

مرے مسیح نے رکھہ دکھہ کے ہاتھ سینے پر
نفس مرا صفتِ نبضِ ناتوان دیکھا

نظر لگی نہین معلوم کس کے رونے کو
کہ طفل اشک نہوتے کبھی جوان دیکھا

تمہارا جلوہ کوئی برق تھا جلا عاشق
کہ تھوڑی راکھہ نظر آئی کچھ دھوان دیکھا

زمین سے عرش پہ جاتی ہے آہ بیکس کی
یہ تیر چلتے ہوئے تنے بے کمان دیکھا

لڑکپن آپکا جب تھا مری جوانی تھی
ہزار دفعہ ہوا پیر تو جوان دیکھا

جہان کے لوگ بھی کس رجہ ناتوان ہین یارب
کہ جس کی جو حبابون کو ناتوان دیکھا

مقام بیچ مین بینی کو دے کے آنکھون نے
یہ دو جہان جو لگائی ترا دہان دیکھا

کہا بہشت مین حوروں سے اسکے عاشق نے
ہزار شکر کہ تمنے مجھے جوان دیکھا

وہ آئے بہرِ عیادت تو آگئی طاقت
سنا کئے نہ کبھی مجکو ناتوان دیکھا

کلامِ سخت سے پیری مین دانت ٹوٹ گئے
دہن مین آخر کیلی رہی زبان دیکھا

وہ اپنی بزم مین کرتے ہین یون صفت میری
سنا نہ ہمنے کسی کا یہ خوش بیان دیکھا

دمِ خون ایذا اٹھائی غم ہوا سودا ہوا
ایک الفت مین ہمارے واسطے کیا کیا ہوا

جب کہا مینے کہ تمکو عشق غیرون کا ہوا
بولے جھنجھلا کر اجارہ ہے ترا اچھا ہوا

اک تو وحشت تھی پر اب جوشِ جنون دونا ہوا
فصلِ گل آتے ہی مجکو اور بھی سودا ہوا

عالمِ وحشت مین مینے خاک اوڑائی اسقدر
دامنِ صحرا فورِ گرد سے میلا ہوا

اُنکو عاشق کے جو مرنے کی کسی نے دی خبر
ہنس کے بولے روز کا جھگڑا گیا اچھا ہوا

آپ ہی کرتے ہین گھائل مجکو تیغ ناز سے
مین تڑپتا ہون تو کہتے ہین کہ تجھکو کیا ہوا

تھا جو منظور اُس دہن کا وصف میری طبع کو
طائر مضمون بھی فکر شعر مین عنقا ہوا

عشق دلبر مین بُرا ہمکو نہ کہہ ناصح خموش
دل دیا اپنا دیا جو کچھہ ہوا اچھا ہوا

داغ دل نے شمع کے مانند دکھلایا فروغ
سینہ در پردہ مرا فانوس کا پردا ہوا

زلف مشکین کے نہ بوسے پر خفا عاشق سے ہو
آدمی تھا کی خطا جانے دو صاحب کیا ہوا

وقت فکر آیا طبیعت کو جو دہیان اُس زلف کا
کیا تکلف ہے کہ نکلا شعر بھی اُلجھا ہوا

الفت لیلا مین مجنون سے ہوا آخر نہ ضبط
اُسکو بھی رسوا کیا اور آپ بھی رسوا ہوا

مین جو نکلا قبر سے جائی تعجب ہے عبث
آپ نے ٹھوکر لگائی ناز سے زندا ہوا

کہتے کہتے حال فرقت جب ہوا خاموش مین
ہنسکے فرمانے لگے وہ ناز سے پھر کیا ہوا

ای لطافت ہستی فانی کا کیا ہے اعتبار
ایک دن ناپید ہو گا جو کہ ہے پیدا ہوا

ہم دمو جان غیر اُس سے بھلا کیا کرتا
اتنی سی بات پہ قاتل کو خفا کیا کرتا

نامہ اُس گل کو کیا اشک کے دریا مین روان
التجا تجھسے ہین اے باد صبا کیا کرتا

کی قضا ہو کے خجل پہلے ہی مجھہ وحشی سے
سامنا قیس بیابان مین مرا کیا کرتا

خون عاشق ترے ہاتھو لگا مہندی کے عوض
دخل یہان دے کے بھلا اوزد حنا کیا کرتا

تھا مجھے حشر کو بھی کوچہ جانان کا خیال
دیکھہ کر گلشن جنت کی فضا کیا کرتا

لیتا وحشت مین نہ کیونکر ترے لب کا بوسہ
غیر عناب مین سودے کی دوا کیا کرتا

شکوہ غیر نہ قاتل سے دم ذبح کیا
تہ شمشیر گلا رکھہ کے گلا کیا کرتا

چشم جانان نے مرے دل کو نہ صحت بخشی
سچ ہے بیمار کی بیمار دوا کیا کرتا

دوسرا مجکو فرشتو نہ یہان تربت مین
تھا وہان دور بتان یاد خدا کیا کرتا

دل ہوا میرا ہدف دیکھیے بڑھ کر صاحب
آپ کا تیر نشانے پہ خطا کیا کرتا

سرو کو دیکھ کے تم باغ سے پھر آئے کیوں
سرکشی بندۂ آزاد بھلا کیا کرتا

بیوفائی کا ہی ایجاد کیا لیلا نے
بعد اسکے کوئی معشوق وفا کیا کرتا

اسکے ساتھ آپنے محفل سے اٹھایا مجھکو
غیر نادان نتھا بعد گلا کیا کرتا

کل مرے سامنے اغیار سے وہ ہنستے تھے
دو ستم اور مین رونے کے سوا کیا کرتا

تنگ تھا ہجر مین جینے سے لطافت ہر دم
جان دیتا نہ تو پھر اسکے سوا کیا کرتا

اور سے ہم کیے ہین گل گشن کیا
لطف دکھلاتا ہے میخوار کو ساون کیا کیا

لطف دکھلاتا ہے ربط دوست پر فن کیا کیا
دوست خوش ہوتے ہین غم کھاتے ہین دشمن کیا کیا

دشت مین پھرتا ہے جاتا ہون جب مین وحشی
کانٹے بڑھ بڑھ کے ہین لیتے مرا دامن کیا کیا

بعد مرنے کے بھی تقدیر کی گردش نہ گئی
سنگ مرقد سے بنے سنگ فلاخن کیا کیا

مرنے ہین کی کی کلیان تصویر پہ ہم
بلبلین بول رہی ہین سر گلشن کیا کیا

عشق مرگا مین چلا ہے جب جانب دشت
پہنچا کانٹون نے جنون مین مرا دامن کیا کیا

طالب دید جو جاتا ہے ترے کوچے مین
آنکھین دکھلاتے ہین دیوار کے روزن کیا کیا

داغ جل جل کے ہین گلزار مین کھلتے طاؤس
ناز کی چال ہے چلتا ترا توسن کیا کیا

زلف جانان کا سر شام جو آتا ہے خیال
رات بھر دل کو مرے رہتی ہے الجھن کیا کیا

لب پہ اس گل کے جو مسی کی اودا ہٹ دیکھی
نیلی پیلی ہوئی گلزار مین سوسن کیا کیا

ذبح کیوقت جب آیا مجھے اس زلف کا دھیان
تیغ جلاد سے الجھی رگ گردن کیا کیا

تربت مین ملے یہی سوچ کے خاموش ہونگی
سختیان جھیلنی ہونگی پس مردن کیا کیا

چاک کرتا ہون اسے چھوڑ کے جب مین اسکو
رشک کرتا ہے گریبان پہ دامن کیا کیا

چرخ دوار کے بھی ہوش اوڑے جاتے ہین
گردشین کرتی ہے چشم بت پرفن کیا کیا

گور تیرہ غم اعمال حساب اور فشار
مشکلین ہونگی لطافت پہ مری جان کیا

آہی غضب ہی یہ کیا ہوگیا
کہ سا ان بے وفا ہوگیا

دریا رکا جو گدا ہوگیا
وہ اک آن مین بادشا ہوگیا

ادہر وہ گئے بزم اغیار مین
ادہر درد دل مین سوا ہوگیا

سدا دوستی کا جو بھرتا تھا دم
وہ دشمن مری جان کا ہوگیا

خبر لو مرے دل کو ڈھونڈہو ذرا
ابھی پاس تھا ہائے کیا ہوگیا

ملی مہندی ہاتھون مین کس شوخ نے
ہتھیلی پہ ہاتھ حنا ہوگیا

مگر تیرا دیوانہ مجذوب ہے
کہ جو منہ سے آیا کہا ہوگیا

ترقی نہین کہتے اسے حسن کی
کہ دو دن مین وہ کیا سے کیا ہوگیا

جبین سائی اسہد رجہ عاشق نے کی
ترا سنگ در آئینا ہوگیا

مرا پیرہن فقر مین دیکھنا
رفو ہوتے ہوتے نیا ہوگیا

لیا بوسہ بے اذن عاشق نے جب
خفا وہ ہوے اور کیا ہوگیا

ترے ہجر مین ہون عجب سخت جان
اگر زہر کھایا دوا ہوگیا

چمن مین جو مہندی ملی آپ نے
ہزارون کا خون دلربا ہوگیا

جو دعوا اے یکتائی اوبت کیا
ارے توبہ توبہ خدا ہوگیا

جب اس روے رنگین کی لکھی ثنا
قلم شاخ گل سے سوا ہوگیا

خجل وہ ہوے آئنہ دیکھ کر
مقابل جبین دوسرا ہوگیا

نہین مجکو زنجیر وحشت مین بار
تری زلف سے سلسلا ہوگیا

جو مجھ زار نے چال پر جان دی
لحد آپ کا نقش پا ہوگیا

یہان تک ہوا ہمکو جوش جنون
کہ مجنون سے رتبہ سوا ہوگیا

مرے پینے کے لیے دہر مین — فلک صورتِ آسیا ہوگیا
نہ نکلا جو پیکانِ تیرا ے صنم — مرے دل مین کیا حوصلا ہوگیا

لطافت ستارے کی گردش تو دیکھ
کہ بے مہر وہ مہ لقا ہوگیا

احد پہ فاتحہ پڑہنے جو یار آئے گا — تو خوابِ چین سے زیرِ مزار آئے گا
جو ایکبار مرے گھر وہ یار آئے گا — ہزار بار مجھے اعتبار آئے گا
نظر جو حسن دوابرو سے یار آئے گا — گلوے مجیر تہ ذوالفقار آئے گا
جو دیکھہ لوگے مرے داغہاے تن کی بہار — پسند پھر نہ تمھین لالہ زار آئے گا
ابھی تو شام ہی گھبرا نہ ہجر مین ایدل — اجل اگر نہین آئی تو یار آئے گا
بہار کوچہ جانان پسند ہے دل سے — بہشت مین بھی نہ مجکو قرار آئے گا
ہزار تونے کیے جھوٹ وصل کے وعدے — نہ ایک بات کا اب اعتبار آئے گا
سبو مین ہی ابھی مے جام بھر جواے ساقی — مگر کوئی نہ کوئی بادہ خوار آئے گا
ہوا ہی اس گل رعنا کو شوق چوسر کا — ہر ایک نقد دل اب مفت ہار آئے گا
وہ قتل کرکے مجھے اپنے در پہ کہتے ہین — نہ آج سے کوئی امیدوار آئے گا
کبھی ملونگا نہ صیاد مین وہ بلبل ہون — چمن مین دام لیے تو ہزار آئے گا
اخیر ہی شبِ فرقت ہوا جگر کو سکون — تجھے کب ایدلِ مضطر قرار آئے گا
وہ ہم گلون کے ہین عاشق کہ اڑکے گلشن مین — پسِ فنا بھی ہمارا غبار آئے گا
ضرور حشر کے دن بھیڑ ہوگی قابلِ سیر — ہر ایک طالبِ دیدار یار آئے گا
ہم اسکو دیدۂ دل کا بنائینگے سرمہ — جو ہاتھہ پاے صنم کا غبار آئے گا
جو استکبار نہ آئیگی میری قبر پہ شمع — ضرور رونے کو ابرِ بہار آئے گا
پسِ فنا بھی جلائیگا دل کو عاشق کی — وہ گل بجھانے کو شمعِ مزار آئے گا

شگفتہ ہوگا ہر اک پھول باغ مین گلچین
وہ گل مثال نسیم بہار آئے گا

رکھونگا عین جنون مین میان دشت جو پاؤن
قدم لگانے کو آنکھون سے خار آئے گا

ہوا اس دہن کی مجھے یاد جاؤن باغ مین گر
جو مسکرائینگے غنچے تو پیار آئے گا

بہار عمر و جوانی نہ اے لطافت کھو
نہال عشق مین ہرگز نہ بار آئے گا

آگ اگر دل کی بجھائے تو جگر جلجائیگا
کوئی دونون مین ضرور اے چشم تر جل جائیگا

آئیگا وہ چاند کا ٹکڑا جو شبکو بزم مین
آتش غیرت سے ہر رشک قمر جل جائیگا

شمع پروانون سے کہتی ہے یہ شبکو بزم مین
عشق صادق جسکو ہے وہ بیخطر جل جائیگا

غیر کو دیگا گزک جب نشہ مین وہ بادہ خوار
رشک سے مثل کباب اپنا جگر جل جائیگا

فصد مجھ مجنون کی لینے آئیگا فصاد جب
خون مین حدت ہوا ایسی کہ نشتر جل جائیگا

گلشن ایجاد مین وہ سوختہ قسمت ہونگی
سایے مین بیٹھونگا جسکے وہ شجر جل جائیگا

نالہ سوزان جو ساحل پر کرونگا ہجر مین
مچھلیان دریا کی تو کیسی مگر جل جائیگا

اے ہما مجھ دل جلے کی ہڈیان کھاتا تو ہے
دیکھنا فورًا ترا ہر بال و پر جل جائیگا

آتش فرقت اگر دل مین بھڑکتی ہی رہی
دیکھ لینا نالہ سوزان سے گھر جل جائیگا

آئیگا گلگشت کو جب وہ نہال باغ حسن
دیکھ کر سیب ذقن کو ہر ثمر جل جائیگا

کون دلسوزی کرے گا آکے میری قبر پر
ہان پہنچ جائیگا تو بیشک اگر جل جائیگا

بولے وہ محفل مین پروانہ پھر اجب گرد شمع
کوئی کہدے اس سے دیکھ اے بیخبر جل جائیگا

وہ جو ساحل پر کریگا خندہ دندان نما
آتش حسرت سے دریا مین گہر جل جائیگا

نالہ سوزان جو مین دیوانہ کھینچونگا کبھی
دشت مین مثل چراغ راکب اک شجر جل جائیگا

اے صبا صحن چمن مین چل نہ آندھی کی طرح
آتش گل سے کسی بلبل کا گھر جل جائیگا

اے لطافت شعلہ ہونگے اگر داغ جنون

رفتہ رفتہ شمع کے مانند سر جل جائیگا

ہاجر غیروں کا گوارا دلربا کیونکر ہوا
آج بندے کی طرف آنا ترا کیونکر ہوا

خون شہیدوں کا تری تیغ ستم کا [illegible]
[illegible]

زرد جوڑے نے کیے تجکو [illegible]
[illegible]

میکدے مین روز و شب چپ چپ [illegible]
مجکو حیرت ہے کہ زاہد پارسا کیونکر ہوا

بات کرنے پر تو مجکو گالیان دیتے تھے آپ
آج غیرون کا کہا بوسہ عطا کیونکر ہوا

مال و دولت کا نہین منعم بہان اعتبار
طلب کر انپاس کوئی ایسا کیونکر ہوا

جب اٹھون نے جان بلب مجکو سنا کہنے لگے
اسنے کب دیکھے تھے عاشق مرنیوالے کیونکر ہوا

آتش رخسار ہی حد سے زیادہ مشتعل
سبزۂ خط شعلۂ دیدار پیدا کیونکر ہوا

شب کو جو ذلت دی اسنے کیا کہون اب دوستو
کس طرح مجکو گوارا یہ فضا کیونکر ہوا

تھا نہ قربان چشم پر تیری یہ [illegible]
[illegible]

صبر لازم ہی دل نادان نہ کر فکر معاش
[illegible]

وہ پریشان باغ مین آراستہ یہ سر بسر
سنبل اسکی زلف سے ہمسر بھلا کیونکر ہوا

کیا خبر ہمکو یہ وقت قتل محو دید تھی
کب لگائی تیغ اسنے سر جدا کیونکر ہوا

چاندنی مین دیکھکر اس ماہ کو کہتی ہے خلق
ایک تو تھا چاند پیدا دوسرا کیونکر ہوا

غیر کے گھر سے لطافت کے جو گھر آیا ہے آج
مہربان ذرہ پہ تو اسے مہ لقا کیونکر ہوا

عشق مین اسکے ہی اپنا دل شیدا ٹھہرا
جسکی پاپوش سے ہے عرش معلے ٹھہرا

ذبح ہوکر مین کسی بار جو تڑپا ٹھہرا
رقص بسمل مرے قاتل کو تماشا ٹھہرا

ہوگیا ہجر مین آنے سے اجل کے زندہ
ملک الموت مرے حق مین مسیحا ٹھہرا

الفت سبزۂ خط مین دل مضطر کو ہے چین
ای مئوس نئی بوٹی سے ہی پارا ٹھہرا

رکھتے ہین کیسیل ہین بھی غنچہ ہین ہاتھون مین تم
کل صبا برگل ہمارا دل شیدا ٹھہرا

گھر سے بھی نکلی کہ نہ اونہون نے دیکھا
دیر تک کوچے مین عاشق کا جنازا ٹھہرا

ہو گئی تم مری آواز اٹھانے مین بسر
دے کے دل مفت مین مزدور تمہارا ٹھہرا

ساتھہ کھوٹے ہے کہ وہ دوڑاتے ہین کمسون چلو
نئی شوخی ہو کہے جاتے ہین ٹھہرا ٹھہرا

جی مین آتا ہے کرون نقل مکان وحشت مین
واسطے رہنے کے مجنون کا ہی صحرا ٹھہرا

اسکی قامت کا قیامت مین جو آیا مجھے دھیان
سیدھا فردوس مین جا کر تہ طوبے ٹھہرا

دیکھنے آتے ہین آنکھون سے تمہارے عاشق
پتلیون کا ہی نیا ایتو تماشا ٹھہرا

گردش چرخ فلک دیکھ کے ہستی مین صنم
چرخ پوجے کا بتون کو ہے تماشا ٹھہرا

دل عشاق ہیں مانند سکندر حیران
کوچہ زلف بھی ظلمات کا رستا ٹھہرا

تم نے ہر بن مژہ سے تصور ترا مرگان کے تریب
ہی نیا گھر نئی چلمن نیا پردا ٹھہرا

آشیان کے لیے بلبل نے اٹھایا آکر
تن لاغر مرا گلزار مین تنکا ٹھہرا

تا تو اے مہ ہوا جہان مجھہ کی بھر
عاکساری سے جو مین نقش کف پا ٹھہرا

چاہ زنخدان مین کر مہ کی جو طاقت کو ہوئی
دل کے بہلانے کو جا کر لب دریا ٹھہرا

زلف مین الجھا رہا پا کر مجھہ کو نامشک کا
طائر دل نے بنایا آشیانا مشک کا

گشتہ زلف سیہ ہون اعتباج گل ہین ہون
دوستہ لازم ہے تربت پر چڑھانا مشک کا

شہر مین پھیلی اگر خوشبو تمہاری زلف کی
مول لینا چھوڑ دے سارا زمانا مشک کا

خال کا اسکے تصور چشم محبوبان مین ہے
فی الحقیقت آہو نمین ہے ٹھکانا مشک کا

نکہت گیسوی جانان سے معطر ہین دماغ
سنکے نادان نام بھی لینگے نہ دانا مشک کا

عقدہ گیسوے جانان نے اگر باندہی ہوا
شہر مین موقوف ہو جائیگا آنا مشک کا

عقدہ دل مین جگہہ دی عشق زلف یار کو
تھا ہمین مدنظر نافہ بنانا مشک کا

دو دو تنبا کو سے خوشبو سے ہمین ثابت ہوا
ہی جلا کر یار کو منظور اوڑانا مشک کا

رشک گیسوے صنم سے اسطرح کافور ہو
نام کو رہجاے عالم مین فسانا مشک کا

ہی انھین منظور میری زلف لانا نی رہے
عود کے بدلے نکالا ہے جلانا مشک کا

عشق زلف یار دل مین کسطرح پنہان رہے
بو کی باعث سے ہی کھلجاتا چرانا مشک کا

چشم مست یار کو آہو نہ سمجھون کسطرح
دیکھ کر تل کو نظر آیا ٹھکانا مشک کا

صحبت گیسوے عطر آگین کا اللہ رے اثر
مرتبہ آفاق مین کہتا ہی شانا مشک کا

آئنہ مین دیکھ کر خال سیہ کہتے ہین وہ
جاے حیرت ہے حلب مین ہی ٹھکانا مشک کا

زلف کی تعریف مشتاقون سے کرتے ہو عبث
عیب ہی وقت خریداری بتانا مشک کا

زلف جانان خال عارض پر ہی دیکھ اے مرغ دل
دام سنبل کا زمین صندل کے دانا مشک کا

زلف کے سودے مین ہرگز زخم دل اچھا نہو
ہی لطافت خوب مرہم مین ملانا مشک کا

اپنی زلفون کو جو جانانہ بنایا ہوتا
وصل مین پنجہ مرا شانہ بنایا ہوتا

چین کب عاشق دیوانہ کو آتا پس مرگ
قبر کے گرد جو جنگلا نہ بنایا ہوتا

تنے پامال کیا کیون دل صد چاک مرا
اپنی زلفون کے لیے شانہ بنایا ہوتا

میکشی مرے بھی تقدیر مین رہتی ایجز
کاسۂ سر مرا پیمانہ بنایا ہوتا

بلبل حسن گل تر پہ عبث نازان ہو
میرے محبوب سا جانانہ بنایا ہوتا

دشنگر دی مری تقدیر مین لکھی تھی اگر
یا خدا آبلۂ پا نہ بنایا ہوتا

قصر تعمیر کیے بادہ کشو کیا حاصل
سب نے ملکر کوئی میخانہ بنایا ہوتا

اے پری مین تو ازل سے ترا سودائی ہون
کسی ہشیار کو دیوانہ بنایا ہوتا

دم مین ہو جاتی فنا برسون نہ جلتی اے عشق
کاش اسنے ہمین پروانہ بنایا ہوتا

بام پر بال سنوارے تھے جو دن کو تنے
پنجۂ مہر فلک شانہ بنایا ہوتا

اے برہمن تجھے منظور ہی گر شیخ سے بحث
کعبہ کے پاس ہی تو بتخانہ بنایا ہوتا

غیر نے بوسہ جو مانگا تھا تری زلفون کا
اے پری جان کے دیوانہ بنایا ہوتا

صدمے اُس بُت کی جُدائی کے مین کیونکر سہتا
پتھر اپنا جو کلیجا نہ بنایا ہوتا

مغبچو پھینکدیا تمنے سمجھ کر بے کار
جام ٹوٹا تھا تو پیمانہ بنایا ہوتا

عاشقون کو ہو جلا دیتے جلانیکے لیے
تمکو خالق نے مسیحانہ بنایا ہوتا

بچتی تکلیف شریعت سے تو راحت ہوتی
ہمکو اللہ نے دیوانہ بنایا ہوتا

عشق مین درد جگر کی نہین یارب مجھے تاب
دل دیا تھا تو کلیجا نہ بنایا ہوتا

ہوگی آبادی دنیا تو لطافت برباد
مسکن اپنا کوئی ویرانہ بنایا ہوتا

جو بلند اس آہ سوزان کا شرارا ہوگیا
ہجر کی شب آسمان پر جاکے تارا ہوگیا

جب بڑھی حدت ہماری داغ دل کی نور ہجر
آفتاب آسمان جل کر شرارا ہوگیا

وصف خال چہرۂ پرنور جب خط مین لکھا
اوڑتے ہی اوڑتے کبوتر اپنا تارا ہوگیا

آنسوون نی بہ کے ساری آبرو کھو دی مری
آج راز عشق اُنپر آشکارا ہوگیا

دل مرا تڑپا جو ان دونون کی آگے ہجر مین
برق نادم ہوگئی شرمندہ پارا ہوگیا

کب ہی سونی کا علی بند اُسکی پشت دست
ہی ہتیلی کا ہر اک نقش آشکارا ہوگیا

کیون بتجاہل کرکے صاحب پوچھتے ہو کیا مین
دل ہمارا تھا کبھی اب تو تمھارا ہوگیا

نہر پر جب تیری گریان کا ہوا اک دم گذر
چشم سے سو بار شرمندہ نہارا ہوگیا

پای شفاف اُسنے رکھا جسگھڑی قالین پر
پشت پا سے رنگ ہر گل آشکارا ہوگیا

ہوگئی محفل کی محفل اس سے بسمل دیکھنا
نازہی کیا تیری ابرو کا اشارا ہوگیا

ہجر کی شب آسمان کی پار کیون جاتا مہین
تو ہی اے تیر دعا نالہ ہمارا ہوگیا

غیر سے گو اُسنے میرے سامنے باتین نہ کین
لڑگئین آنکھون سے جب آنکھین اشارا ہوگیا

دیکھکر اسکی زبان سوجھی مری دل کو یہ بات
عکس بینی ہی دہن مین آئینکا راہو گیا

شرع کی تکلیف سے میخوار سارے بچگئے
خوب نازل آیہ انتم سکاری ہو گیا

سبزہ خط یار کے رخسار نازک پر نہین
ہی گلوری کا دلا رنگ آئینکا راہو گیا

ایک جا بیٹھا ہون ضعف و ناتوانی سے یہان
قطب شاید میرے طالع کا ستارا ہو گیا

ای لطافت جب کبھی لغزش قدم کو ہو گئی
منہ سے اس نام علی نکلا سہارا ہو گیا

مجھ سیہ کار کا اُن گیسوون پر دل آیا
رات کو تھک کے مسافر سر منزل آیا

عید گہ مین جو تماشے کو وہ قاتل آیا
خنجر تیز ہزارون کے گلے مل آیا

بیمروت ہی نہ پہلو مین کبھی دونگا جگہہ
کوچہ زلف سے ایلی جو مرا دل آیا

کسی محبوب کی ہی خال کا جلوہ آئینہ
بی سبب آنکھہ مین مردم کے نہین تل آیا

عشق کا جن نہ اُتارا گیا میرے سر سے
خود ہی دیوانہ بنا جو کوئی عاقل آیا

گھاٹ کا قصد مرے بحر کرم نے جو کیا
خود قدم چومنے کو دوڑ کے ساحل آیا

بیخبر عشق سے زاہد ہے تو مشتاق ہو نہین
اس جہان مین کوئی جاہل کوئی غافل آیا

آہ کی نجد مین مجنون نے تڑپکر جس جا
لیکے خود ناقہ لیلی وہین محمل آیا

بوستان مین جو چلے چند قدم ناز سے وہ
کفش تر کے گل پہ دل زار عنادل آیا

وقت مرنے کے بھی تقدیر کی گردش نہ گئی
قتل کرنے مجھے منہ پھیر کے قاتل آیا

ہم گنہگار تو دوزخ ہی کے قابل ہونگے
عدل کرنے پہ اگر خالق عادل آیا

ایکدم تو مجھے آرام سے سو رہنے دے
تھک کی تجھہ تک ہون مین ای گور کی منزل آیا

مین جو تڑپا تو یہ گھبرا کے احبا نے کہا
کس طرف آنکھہ لڑی ہائے کدھر دل آیا

نہ عبادت کی خبر ہے نہ گنہ کرنے کا ہوش
شکر صد شکر مین اس دہر مین غافل آیا

بام پر فرش کا اُسنے جو دیا رات کو حکم
چاندنی برق سے لیکر مہ کامل آیا

یاد دلوائی وہ ابر و شب عید اے مہ نو
تو بھی آیا تو مری جان کو قاتل آیا

ای فلک مجکو بھی خورشید لقا یار ملا
کیا ہے حصے مین جو تیرے مہ کامل آیا

در گلشن سے روش تک جو گئے چند قدم
بولے وہ ناز سے مین تو کئی منزل آیا

بعد مدت کے چھٹا ہے جو تری زلفون سے
پوچھتا پوچھتا مجھ تک ہے مرا دل آیا

کربلا جلد لطافت کو خدا پہنچائے
بمبئی تک تو ہے طے کرکے منازل آیا

آنکی آنکھون کو سیان طاق ابرو دیکھنا
عین کعبہ مین رہا کرتے ہین آہو دیکھنا

امتحان مین عاشق شیدا کو بیجان کر دیا
تھا انھین مد نظر آنکھو نکا جادو دیکھنا

پاس سنبل کے ہین گلشن مین سنوارے گیسوے مشک بال
آئنہ اے سادہ رو چل کر لب جو دیکھنا

تیغ مین مژگان کی ہی صیاد کی چشم سیاہ
ہی تماشا شیر کے پنجہ مین آہو دیکھنا

آہو ون نے مشک کو شرما کی نافون مین کھا
تا ختن پہنچی تمھاری زلف کی بو دیکھنا

اوس پڑتی ہی سحر کو ہین وہ گلشن سے چلے
دیدۂ نرگس مین بھر آئے ہین آنسو دیکھنا

کاتب قدرت کی صنعت ہی وہ ابرو و چشم
کس قدر نو شخط لکھا ہے مد آہو دیکھنا

آئینہ دیدے خلوت مین برہنہ ہو کے وہ
شرم آتی ہے نہ ہرگز اس طرف تو دیکھنا

آج تو اونسے الگ ہٹ کر ذرا بیٹھا ہی رقیب
کل خدا نے چاہا تو پہلو بہ پہلو دیکھنا

قطعہ

باغ مین کس غیرت گلزار کی آمد ہے آج
بوستان مین ہین خوشی کے طور ہر سو دیکھنا

نغمہ سنجی پر ہین آمادہ چمن مین بلبلین
وجد کے عالم مین ہی سرو لب جو دیکھنا

چوب ہی نقارۂ گل کے لیے موج نسیم
اپنی شہنا ہے لیے طیار شبو دیکھنا

نالہ سوزان ہین پہیم چرخ سے ٹکرا رہے
اطلس گردون نہ ہو جائے گا آتو دیکھنا

شان دکھلاتے ہین کیا نام خدا خال سیاہ
آیتین رکھتا ہی انکا مصحف رو دیکھنا

شکل مد ہر دم بھوون کے پاس ہے چین جبین
ابر دہو جائینگے آخر وہ ابرو دیکھنا

آئنہ حیرت سے بنجاؤن گا بزم غیر مین
مین تجھے دیکھون گا اے دلبر مجھے تو دیکھنا

روٹھنوالے ہین نہ اُس کوچے سے اُٹھینگے کبھی
گر پڑینگے ہم کسی دن بنکے آنسو دیکھنا

ای لطافت ہوگا سارا دن صفائی سے تمام
صبح اُٹھکر یار کا آئینہ رو دیکھنا

اِک عید عاشقون کو سے جاتے ہین یار کیا
آنکھین پھری ہوئی ہین چلے ہین جہان سے کیا

اُٹھیگا رعب حسن دلِ ناتوان سے کیا
دیکھین حضور یار کی نکلے زبان سے کیا

نالے ہین لب پہ ہجر بت نوجوان سے کیا
چلتے ہین آج تیر ہماری کمان سے کیا

ایدل غم فراق ہی کہتا زبان سے کیا
صدمے گذر رہے ہین تو گذرے بیان سے کیا

وہ عندلیب ہین کہ کھلی ہے قفس مین آنکھ
گلزار سے غرض ہمین کام آشیان سے کیا

مانند تیر بھاگتے ہین ہمسے نوجوان
پیری مین ہوگئے ہین خمیدہ کمان سے کیا

پتھر کا دل تو چاہیے فولاد کا جگر
اُٹھینگے ناز یار کے مجھہ ناتوان سے کیا

اوڑکر بدن سے کہتی ہے یون عندلیب روح
آئی خزان چمن مین چلے ہم یہان سے کیا

مژگان کا رخ ہے ابروے دلدار کی طرف
اکبار سب یہ تیر چلین گے کمان سے کیا

برچھی سے قتل اُسنے جو کی غیر کو کیا
تلوارین دیتی ہین مجھے طعنے زبان سے کیا

اُس شاہ حسن کی جو محبت کا تھا مزہ
رغبت ہوئی ہما کو مرے استخوان سے کیا

مدت کے بعد دل مین ہے آیا کسی کا غم
اِک جان ہے عزیز کرون میہمان سے کیا

ویران ہونگی بنتی ہین ناحق عمارتین
گھر ہے ہمارا قبر غرض ہے مکان سے کیا

سینہ سی جا کی زلف مین دل کو سکون ہوا
صحت ہوئی مریض کو نقل مکان سے کیا

جائی سوال وصل کہا اُس سے راز عشق
کہتا تھا کیا مین نشہ مین نکلا زبان سے کیا

سنتے ہو کان دھر کے جو غیرون کی دل کا حال
دلچسپ ہے زیادہ مری داستان سے کیا

یہ مشت خاک مرکے بنی گرد کوے یار
دو گز زمین لیجیے اِس آسمان سے کیا

ظالم نہ دورِ چرخ مین ہون تیر کس طرح
ہوتی ہی بارہ تیغ پہ سنگ فسان سے کیا

وہ جاگی کو ہین صبح شبِ وصل کیا کرون
مطلب ہزار ماہین کہون اک زبان سے کیا

دل مین کبھی جگر مین کبھی سینہ مین کبھی
ملتی ہین لذتین مجھے دردِ نہان سے کیا

سیراب ہوکے آبلہ پا سے دشت مین
کانٹے دعا مین دیتے ہین مجکو زبان سے کیا

بلبل خموش گل ہمہ تن گوش ہوگئی
پائے مزے ہزار مری داستان سے کیا

مژگانِ تیز کو کبھی کہتا ہون مین جو تیر
رہتے ہین دیر تک وہ کشیدہ کمان سے کیا

یارب دکھا دوبارہ لطافت کو کربلا
گھبرا گیا ہے دل مرا ہندوستان سے کیا

دل یون نہ تھا شکستہ نہ خیال کمر تھا
اس آئنہ مین بال کبھی پیشتر نہ تھا

طفلی مین کچھ فراق کا غم جان پر نہ تھا
کیا اچھے دن تھے عشق سے بالکل خبر نہ تھا

عاشق رخِ صنم کا کوئی پیشتر نہ تھا
اس آئنہ کا میرے سوا دل مین گھر نہ تھا

منصف تھے سب غرور سے کوئی خبر نہ تھا
خود بینی کا رواج کبھی پیشتر نہ تھا

قبلِ سکندر آئنہ اے سیم بر نہ تھا
خود بینی کا رواج کبھی پیشتر نہ تھا

غصہ تو مجھپہ یار کو آیا تھا ہان مگر
افسوس ہے کہ نیمچہ زیبِ کمر نہ تھا

آیا تڑپ کی یار نہ گھر سے رقیب کے
افسوس اپنی آہ مین کچھ بھی اثر نہ تھا

پیری کا دھیان تھا نہ جوانی مین غافلو
کیا شب تھی خواب مین بھی خیال سحر نہ تھا

کیا لطف سے بسر ہوئی کل کی شبِ وصال
سوئے لپٹ لپٹ کے رقیبون کا ڈر نہ تھا

آنسو بہاکے فاش کیا اسپہ رازِ عشق
کیا اور کوئی وقت تجھے چشمِ تر نہ تھا

دنیا کے چھوٹنے سے نہ غمگین ہو غافلو
یہ جائے مستعار تھی کچھ اپنا گھر نہ تھا

قارون کا حال دیکھ لے اے منعمِ دنی
نازل بلا تھی سر پہ ہا اک گنج زر نہ تھا

مثلِ سپند فراق مین ہر درد تھا عزیز
آنسو نکل رہے تھے جو لخت جگر نہ تھا

کیا سخت تھی وہ لاشبِ مہتاب ہجر کی
پتھر تھا میرے سینے کے اوپر قمر نہ تھا

ناقص ہی بے خدا کی مدد صنعتِ بشر
شدّاد نے بہشت بنایا تو در نہ تھا

صبحِ شبِ وصال تھی عاشق نے کی قضا
آخر گھڑی تھی عمر کی پچھلا پہر نہ تھا

سیبِ ذقن کا وصف لکھا ہو گئی بہار
باغِ جہان مین شاخِ قلم پر ثمر نہ تھا

پاتا تھا کربلا مین لطافت عجب شرف
دہلیزِ شاہ پر وہ اکبر وقت سر نہ تھا

کبھی جلوہ اپنا جو خواب مین مجھے اس پری نے دکھایا
مری نیند خفتہ نے کیا کہون مجھے کس مزے مین جگایا

تری وصل کی شب مین مری دل کو کیا ہی فراوان
مجھے بوسہ لب کا دیا ضم یہ غضب کا لب کا لگا دیا

شبِ وصل وہ حسن کا کیا بیان جو لپٹ
ہوی بوسہ لینے کی شرمگین تو چراغ جلکے بجھا دیا

جو دو مرگ تھے ہم اجل مری آنکھ مین سی لگ گئی
تو ہلا کی شانہ مزار مین مجھے دوستون نے جگا دیا

شبِ ہجر مین یون گزر گئی جو اکیلا پایا تھا یار کو
تو دبا کی پاؤن سلا دیا کبھی بوسہ لے کے جگا دیا

مجھے بوسہ دے کے جو دل لیا تو یہ بات کوئی بڑی نہین
یہ خموشی آپکی ہی عبث جو لیا لیا جو دیا دیا

جو اتر کے آیا اس آدمی نے تو یہ رہزون نی برائی کی
مرا گھر وہ پوچھتے پھرتے تھے نہ پتا کسی نے بتا دیا

مری دل کے چراغ کو تری الف ورخ کی خیال نے
ہوی شام جب تو جلا دیا ہوی صبح جب تو بجھا دیا

ہوی وصل و ہجر شرمگین جو خیال دل مین کچھ آگیا
تو حیا نے سر کو جھکا لیا مجھے پاس سے بھی ہٹا دیا

ہے خیال تم کو رقیب کا مرے حال کی نہین کچھ خبر
اسی یاد کرتے ہو ہر گھڑی مجھے دل سے تم نے بھلا دیا

جو سحر کو پتی کلی کوی تو چمن مین بولا وہ نازنین
ابھی آنکھ لگ گئی تھی مری مجھے ہائے کیون جگا دیا

کوئی کہدی اتنا رقیب سے مری ساتھ تو نے بھی جان دی
مرے مرنے سے تھی وہ خوشی بہت تری غم نے انکو رلا دیا

جو ائی ہین زلفین غبار مین ابھی صاف صاف بیان کرو
کسے دفن کر کے تم آئے ہو کسے خاک مین ہی ملا دیا

ترے گیسو ونمین الجھ گیا نی پیچ سے ہو امتلا
مرے دل نے کیا ہی غضب کیا مجھے کس بلا مین پھنسا دیا

شب ہجر یون ہی بسر ہوی جو لطافت اسکا خیال تھا

کبھی غم نے دل کو جلا دیا کبھی آنسوؤن نے بجھا دیا

اب یہ ہے وجہ خال چہرہ جانان ہوا
آتش رخسار روشن سے یہ نکل دریان ہوا

دل کو الجھن ہوگئی سودا بڑھا عریان ہوا
باعث وحشت نیال گیسوے جانان ہوا

ہار مین بندہ کر سر بازار کہتا ہی بگل
یہ ہوئی نوبت پھٹے کپڑون مین جو خندان ہوا

دیکھ کر بندہ کرے آخر رفت نفس
خنجر قاتل ہماری حلق کا دربان ہوا

لگکر پیچھے مین تیرے ان جانے سے بگڑ
سایہ دیوار کا سر پر مرے احسان ہوا

دفن تربت مین ہوا جب مین تو چلائی اجل
لو ہوا آباد اک گھر آج اک ویران ہوا

جوہری بازار مین لعل دگھر کی سیر کی
جب ترے مشتاق کو عشق لب و دندان ہوا

ایک بوسہ پر لیا کرتے ہین شوقان ہر
اسقدر سودا دل عشاق کا ارزان ہوا

ناز سے کہتے ہین وہ باہین گلے مین ڈالکے
آج تو پورا دل مشتاق کا ارمان ہوا

روح کہتی ہے نکلکر خانہ تن سے مری
ای بسا افسوس یہ گھر آج سے ویران ہوا

آدمی پیدا جو ہوتا ہے سرائے دہر مین
موت کہتی ہے کہ وارد اور اک مہمان ہوا

مین عجب یکسین ہون شبنم دوست دشمن ابر شمع
کون کون آکر نہ میری قبر پر گریان ہوا

انجمن مین آپکی عشاق ہی نشتر نہین
دیکھ کر یہ روے صاف آینہ بھی حیران ہوا

جب کہا مینے کہ الفت ترک کردی آپسے
ہنسکے فرمانے لگے وہ آپکا احسان ہوا

رنج و ایذا کا نہ شاکی ہو لطافت یہ جہان
بہر کافر خلد مومن کے لیے زندان ہوا

ملیگا حسن کی خیرات اک بوسہ تو کیا ہوگا
فقیرون کا سوال ای دوست پورا کر بھلا ہوگا

گلے مین ہاتھ ہونگے لب پہ لب سینہ ملا ہوگا
شب وصلت جو آئیگی تو سچ کہیو کیا مزا ہوگا

تمنا دل کی بر آئیگی پورا ہو صلا ہوگا
اگر آپ آکے بوسہ مجھکو دیدینگے تو کیا ہوگا

طریقہ کجروی کا چھوڑ اے ظالم بُرا ہوگا
نہ نکلے گا کمان سے تیر جب سیدھا خطا ہوگا

تری ترچھی نظر سے کام مجھ عاشق کا کیا ہوگا
نہ نکلے گا کمان سے تیر جب سیدھا خطا ہوگا

ہوئی بس دوستی و دشمنی کی حد زمانے مین
نہ مجسا باوفا ہوگا نہ مٹسا بیوفا ہوگا

اشارہ خنجر ابرو کا کرکے کیون ڈراتے ہو
ہماری جان بس جاتی رہیگی اور کیا ہوگا

شب فرقت ہی تو آئیگی تو سوز و نگار راحت سے
بڑا احسان تیرا آج مجھپر اے قضا ہوگا

نہ آپ آئے کرے مانی ہین نذرین میرے میری
قضا آئیگی جب مجکو تو وہان سجدہ ادا ہوگا

غلط دنیا ہی مین ہو امتیاز زینت و ثروت
لحد مین جاکے یکسان قالب شاہ و گدا ہوگا

دعا اسوجہ سے کرتا ہو عاشق اپنے مرنے کی
سنا ہی نزع مین دیدار روے دلربا ہوگا

فقیری کی شرف سے ہوگا وہ سرتاج شاہونکا
ہماری ہڈیان جو زاغ کھائیگا ہما ہوگا

حسینون سے محبت کرکے آخر کردیا بیدم
نتھا معلوم مجکو دل ہی دشمن جان کا ہوگا

ہنسی تھی زعفران رخ پر مری خود ہی منہی جاتی
ہنسا جائیگا وہ بیتک کسی پر جو ہنسا ہوگا

جو میخانے مین یاد آئیگی اسکی گردن نازک
ہمارے ہاتھ ہونگے اور صراحی کا گلا ہوگا

نہ آئینگے نہ آئینگے لطافت ہند مین پھرکے
اگر جانا دوبارہ اپنا سمت کربلا ہوگا

ہونگا مین رسوا کسی رشک قمر سے دیکھنا
چھٹ نہین سکتا محبت کی نظر سے دیکھنا

یاد دندان مین جو رویا مین تو بولے منہکے وہ
آج موتی دیدۂ گریان سے برسے دیکھنا

مفت مرجاتے ہین اے بیرحم عاشق چشم کی
زہر ہوتا ہی ترا میٹھی نظر سے دیکھنا

گر اسی صورت رہا رونا ہمارا جوش پر
ایکدن طوفان اٹھیگا چشم تر سے دیکھنا

اے دل شیدا نصیحت یاد رکھنا تو مری
دیکھنا جسکو محبت کی نظر سے دیکھنا

وہ چلی صبح شب وصلت ہوئی ہے صبح حشر
ہون گریبان چاک مین پچھلے پہر سے دیکھنا

کیا تماشا ہو اگر دستار اچھالو بڑھکے تم
میکشو واعظ وہ جاتا ہے ادہر سے دیکھنا

آخر شب اس قمر نے بام پر الٹی نقاب
آفتاب اونچا ہوا پچھلے پہر سے دیکھنا

یا خدا کس نیمجان کی آج آئی ہے قضا
نیمچہ اُسنے لگایا ہے کہ سے دیکھنا

ظلم کرنے مین شریک اسکے ہوے ہین وہ مگر
عاشقو بگڑے گی جب خنجر فتنہ گر سے دیکھنا

تیر ہاے تلوار ہاے شیدای چشم مست کو
سرمہ دیگر یار کا ترچھی نظر سے دیکھنا

رائگان ہونگے مرے نالے نہ ای ہمدم کبھی
آئینگے وہ ایکدن انکے اثر سے دیکھنا

آج پھاو مجکو خالی خالی آتا ہے نظر
کوئی دلبر لیگیا ہے دل کو بر سے دیکھنا

یاد آتا ہے وہ شرمانا تمھارا بعد وصل
مسکرا کر منہ مرا بیچی نظر سے دیکھنا

دھوم سے تابوت اٹھیگا شہید ناز کا
دو قدم تم بھی نکلکر اپنے گھر سے دیکھنا

ہے وہ مشہور ای لطافت بیوفا و پرجفا
دل لگایا ہاے کس بیداد گر سے دیکھنا

ہر ایک گل کی کشش مین جو اضطراب ہوا
دل آب ہوکے مرا شیشۂ گلاب ہوا

وفور رحمت غفار بے حساب ہوا
گناہ کرکے جو مجکو ذرا حجاب ہوا

جو اُسکے رُخ سے قرین ساغر شراب ہوا
تو آفتاب مین پیدا اک آفتاب ہوا

بشر کی وقت ولادت ہی ثور بحر جہان
فنا کے واسطے خلق اور اک حباب ہوا

ہوے جو پاؤن کے چھالون سی خارہ سیراب
سبیل کا ترے دیوانے کو ثواب ہوا

پلائی مجکو مئی آتشین جو ساقی نے
رقیب بزم مین جل بھن کے کیا کباب ہوا

گئے بہشت مین نادار و فاقہ کش پہلے
نہ کچھ شمار ہوا اور نہ کچھ حساب ہوا

خیال مصحف عارض مین جل رہا ہے دل
ثواب جان کو میری عجب عذاب ہوا

رُخ صنم کی صفائی گئی نکلتے ہی خط
کہ بال آگئے یہ آئینہ خراب ہوا

عروج گریہ عاشق پس فنا بھی رہا
بگولا اُٹھ کے مری خاک کا سحاب ہوا

دیا جواب نہ کچھ سنکے آگئی انھین نیند
ہمارا حال دل افسانہ وقت خواب ہوا

جہان مین یونہین فنا ہوگی غافلو دیکھو
نظیر کے لیے پیدا ہر اک حباب ہوا

کہلائین کیا نہین قلب و جگر کوئی تن مین
فراق یار مین غم سے ہمین حجاب ہوا

پڑتا ہے اس قد موزون کو وصف مین مصرع
چمن مین مصرع شمشاد کا جواب ہوا

جو کی ہی مانج کے دانت اسنی بحر مین کلی
صدف مین شور گہر سے مین آب آب ہوا

زمین مین روز ولادت گڑی جو نال مری
کہا اجل نے مسافر کا پا تراب ہوا

ہوا فشار لطافت کو پھر نہ ربت مین
تہ زمین جو عیان عشق بوتراب ہوا

ردیف بائے موحدہ

آپکی دیوار پر گر بیٹھے جبائے عندلیب
نرگس آنکھو نپر رکھے گلشن مین پائے عندلیب

پھول سے عارض جو اسکے دیکھے پائے عندلیب
گل تو کیا گلشن کو نظرون سے گرائے عندلیب

آشیان ہر جانہ شاخون پر بنائے عندلیب
باندھ دے گلچین رگ گل کے پائے عندلیب

باغ کی خاطر پھڑک کر شل ہوی صیاد یہ
روغن گل سے قفس مین کر دوای عندلیب

نامہ رنگین بہار یہ ہے اس گل کو لکھا
مرغ نامہ بر کے بدلے لے کے جائے عندلیب

پیچھے نغمے ترانے زمزمے پھر ہون عجیب
میرے گل کا سا لب و لہجہ جو پائے عندلیب

باغ مین گلگشت کو آیا ہے وہ رشک بہار
ہان تصدق کو نذر گل لے کے آئے عندلیب

گوش گل فصل بہاری مین ہی اسوا سطے
کان دھر کر تا سنین افسانہ ہائے عندلیب

عشق گل مین ہوا گر جوش جنون میری طرح
باغ مین سنبل بنے زنجیر پائے عندلیب

گفتگو معشوق و عاشق کی ہوئی یکرنگ اب
آئی غنچون کے چٹکنے سے صدائے عندلیب

دے اری صیاد پانی کی جگہہ اسکو گلاب
چاہتا ہے تو قفس مین کر شفائے عندلیب

عشق گل یون ہو سراپا بگئی تصویر باغ
غنچہ ہے منقار مثل خار پائے عندلیب

باغ مین آکر نقاب الٹے جو میرا گلبدن
چٹکیو نمین ہر گل تر کو اڑائے عندلیب

خاک اڑتی ہی چمن مین گل کی جا پر خار مین
ہی خزان مین باغ اک ماتم سرائے عندلیب

آتش گل اسقدر بھڑکی ہوئی ہے باغ مین
جمع شاخونپر نہین پروانے بجائے عندلیب

پھول پینے باغ مین آیا ہی وہ رشک بہار
ہان گلابی ہر گل تر کو بنائے عندلیب

بعد مردن بھی گلونکی ہے محبت کیا عجب
روح عاشق کی چمن مین بنکے آئی عندلیب

زاہ کیا طرفہ دورنگی ہی تری اے حسن عشق
گل کو خندان دیکھکر آنسو بہائے عندلیب

عشق صادق تھا لطافت کچھ نہ کچھ ہوتا اثر
گوش گل مین گر پہنچ جاتی صدائے عندلیب

دیکھلی ہے جب سے گلون نے ہی وفائے عندلیب
سر پہ رکھتی ہین عجب الفت سے پائے عندلیب

عشق مین گل کے اگر آنسو بہائے عندلیب
موتیے کے پھول ہون سب آنکھائے عندلیب

تیری ایوان کو نو گل بوٹون کو آکر دیکھلے
چھوڑکر گلشن نشیمن یہان بنائے عندلیب

صحن گلشن مین جو عمدہ فرش بلبل چشم کا
جبکہ اُس گل کے لیے آنکھین بچھائے عندلیب

مین جدا ہون اپنے رشک باغ سے آتا ہی رشک
وصل گل کے یون مزے ہر دم اوڑائے عندلیب

ہو اگر مد نظر اُس رشک گلشن کو بناؤ
باغ مین افشان زر گل کی بنائے عندلیب

پوچھکر مجھسے نہ عزرائیل نے کی روح قبض
گل کو ہی گلچین نے توڑا ہے رضائے عندلیب

زر جو لیکر ٹھیرو نہین غنچہ گل آئے ہین
دینگے شاید بوستان مین خونبہائے عندلیب

چلتی ہی باد خزان ہو جائیگی دم مین فنا
بلبلا پانی کا ہے گویا بقائے عندلیب

عشق مین اُس گل کے مجھسے یون کھٹکتے ہین رقیب
ہی خلش مسطرح کانٹون کی برائے عندلیب

سخت دل ہین کسقدر غنچے نہ پھوٹی مُنہ سے کچھ
روئی شبنم سُن لیا جب ماجرائے عندلیب

گر پڑون اے گل اگر مین زار و لاغر ضعف سے
جان کرتنکا گلستان مین اُٹھائے عندلیب

عشق معشوقان باغ دہر کا یکسا رہے
گل ہر اک ہنستا ہے سُنکے نالہائے عندلیب

ہو مری گل کو چمن مین گر گل بازی کا شوق
باغ مین اوڑاوڑکے آنکھون سے اُٹھائے عندلیب

کاتب تقدیر حسن و عشق سے آگاہ تھا
لکھ دیا گل کے ورق پر ماجرائے عندلیب

سنبل و سوسن کے تختے باغ مین ہین جابجا
ہو گیا ہے جمع دو دنا لہائے عندلیب

ای لطافت قطرۂ شبنم نہین یہ رات کو
آبدیدہ گل ہین سنکے نالہائے عندلیب

غرگان کا ہی نہ ابروے دلدار کا جواب
تیرون کا ہی جواب نہ تلوار کا جواب

رخسار سرخ ہین گل گلزار کا جواب
آنکھین تری ہین نرگس بیمار کا جواب

کبک دری ہی بھولا ہوا مد تو نسے چال
کیا اس چلن پہ دے تری رفتار کا جواب

اعمال کا سوال جو ہین ہو گا حشر کو تہ
دیگا ہر ایک عضو گنہگار کا جواب

بوسی یار کا ہی اشارہ نہ بوسہ مانگ
سیدھا فقط ہی حسن کی سرکار کا جواب

وعدہ ہی گا حشر کا گہ ان ترا نیان
اقرار کا جواب نہ انکار کا جواب

کہتا ہی شیخ وعظ مین مستون کو دوزخی
دے کون فحش مردم بازار کا جواب

تا دیر لا فراق مین کر جب کہین رفیق
تسکین دوستون کی ہی بیمار کا جواب

رکھہ لی ہی بات عشق مین اے جسم زار و نزار
پیدا کیا ہے کیا کمر یار کا جواب

پیتے ہی چھک گئی نہ کیا دوسرا سوال
ساقی نہین تری مئی گلنار کا جواب

صف باندھ کر جو عاشق حیران کھڑے ہوے
دیوار ہو گئی تری دیوار کا جواب

گردون پہ کیون چمک کے نکلتا ہے ماہ نو
کیا ہو گا تیری ابروے خمدار کا جواب

حاضر دم سوال ہے تجویز ہو سزا
اقرار آپ کے ہے گنہگار کا جواب

وحشی کے دل مین عشق فرہ ہی کھٹک رہا
دیتا ہی دشت مین خاشک خار کا جواب

پیدا کرے یہ بات تو ہمسر ہو لا کلام
کیا منہ جو غنچہ دے دہن یار کا جواب

واعظ سی بھی گناہ ہوا مثل بادہ خوار
مسجد بنائی خانۂ خمار کا جواب

مضمون دہان تنگ کی آسمین ہوی ہین نظم
اسوجہ سے نہین مرے اشعار کا جواب

ابرو کا بوسہ مانگا تو بڑھ کر لگائی تیغ ۔ دیکھو مرا سوال مرے یار کا جواب
سبزہ نکلتے ہی ترا جوبن روان ہوا کیا حسن سے گیا خطِ رخسار کا جواب
واعظ سے کہتے ہین قدح مے دکھا کے رند ہو اپنے پاس بھی تری دستار کا جواب
غیبت اگر کرے ترے مقتول کی کبھی ۔ دے تیر کی زبان لبِ سوفار کا جواب
ہم برطرف ہین بوسون کی تنخواہ بند ہے وہ خطِ رخ ہے حسن کی سرکار کا جواب
یوسف لقا ہی تو خریدار جمع ہین کوچہ ترا ہے مصر کی بازار کا جواب
گلشن مین جھپو نہ نہ اے عندلیب پھول غنچہ ہے شاخ پر تری منقار کا جواب
بخشش مین تو وحید تو عصیان مین ہم ہین فرد آمرزگار کا نہ گنہگار کا جواب
کیونکر نہ اسکا عشق ہر اک سے گلے پڑے پتلی کمر ہے یار کی زنار کا جواب

بولے ہمارا نامہ لطافت وہ دیکھ کر
کسکو دماغ لکھے جو طومار کا جواب

تھا ہجر مین جو نزع کا عالم تمام شب دیکھا کیے ہین دم مرے ہمدم تمام شب
پروانہ بھی جلا تو ہوا غم تمام شب گریان برنگِ شمع رہے ہم تمام شب
دن بھر جنون مین ریگِ بیابان کا ہی لباس تن پر مرے ہے جامۂ شبنم تمام شب
صورت نہ دیکھی وصل مین بھی ہمنے یار کی بہرِ تواضع ایسے رہے خم تمام شب
آیا جو رات کو نہ چمن مین وہ رشکِ گل کاٹونپہ لوٹی باغ مین شبنم تمام شب
کس مشکلون سے رات گذرتی ہے ہجر کی کرتا ہون عید ہوتی ہے جس دم تمام شب
مانا کہ حسب وعدہ وہ آتے ہین میرے گھر لیکن مزاج رہتا ہے برہم تمام شب
پہلو مین اُنکے جین سے سویا وہان رقیب بیتاب اپنے گھر مین رہے ہم تمام شب
کیونکر بسر فراق مین ہوتی ہے کیا کہین دن بھر غم اپنے گھر مین ہے ماتم تمام شب
کل تھی شبِ فراق تو آئے نہ دم مین دم کیا کیا اجل کو ہمنے دیے دم تمام شب

پڑتی ہوا اس جا نہین سکتے وہ اپنے گھر — باران کا کام کرتی ہے شبنم تمام شب
خندان عیش ہی ہستی ناپائدار مین — گریان ہے گل کے حال پہ شبنم تمام شب
کہتے ہین وہ کہ آون مین کس طرح تیر سے گھر — دن بھر جو رہے دل پہ ترے غم تمام شب
مصطر سے تم نہ صبح ملے ہم شب فراق — دا فجر دل پہ کرتے رہے غم تمام شب

تنہا نہ ایک دم تجھے طاقت شب فراق
ہمدم تھے رنج و درد و غم و ہم تمام شب

ہٹتی ہین وہ چڑھے ہوے ابرو جبین سے کب — تلوارین یہ اترتی ہین عرش بریں سے کب
ہوگا زیادہ حسن و جمال اس حسین سے کب — پہلے گا خلد مین مرا دل حور عین سے کب
معمور دل مرا ہو خیال حسین سے کب — آباد یہ مکان ہو دیکھو مکین سے کب
خالی زمانہ ہوگا مجھ اندوہگین سے کب — اے آسمان یہ بوجھ اٹھیگا زمین سے کب
شاد و خنک ہی زلف کی مشاطہ سے بھی کم — غفور چین سوا ہی ترے جامہ چین سے کب
بیخوف دیکھ کوچہ جانان مین ہین ہوا — مومن نکالا جاتا ہے خلد برین سے کب

اقرار ہی کبھی کبھی انکار وصل کا — حیران ہم نہین ہین تری ہان نہین سے کب
میٹھے کہین ہون دیکھتے ہین پر جمال یار — کم ہے ہمارا دیدہ دل دور بین سے کب
عاشق کو دیکھنے کو مرے جان آیئے — ہوگا زیادہ وقت دم واپسین سے کب
ہونٹون کے گرد کیون نہ رہے خط کا مورچہ — شیرین لب اس پری کے ہین کم انجبین سے کب
نازک مزاج خیر کے احسان سے ہین بری — مطلب قبائے گل کو ہوا جامہ چین سے کب
شمعین ہین نور کی کنول نمین بلور کے — باہین تری عیان ہین سفید آستین سے کب
نازک ہو انتہا کے نہ اتنا کر دبناؤ — افشان کا بار اٹھیگا تمھارے جبین سے کب
موذی کو اپنے مال سے کچھ فائدہ نہین — زنبور بہرہ مند ہوی انجبین سے کب
عشاق ہین گدا کی طرح طالب جمال — تشریف آپ لائینگا خانہ نشین سے کب

چین بر جبین مہین دوپٹہ سے آپ کا
فرمایئے خطا ہوئی تھی جامہ چین سے کب

ہو گا جنان مین بھی تری چشم سیہ کا دہیان
آنکھین لڑاؤن گا مین بھلا حور عین سے کب

بھیجون کوئی رسول اولوالعزم اسکے پاس
پیغام میرا جائیگا روح الامین سے کب

ہی جب سی خاکساری و افتادگی پسند
نقش قدم کی طرح اٹھے ہم زمین سے کب

نام علی ہے دل پہ لطافت کے کھد گیا
ہو گا جدا یہ نقش بھلا اس نگین سے کب

پر روز نالہ اپنا رسا آسمان سے کب
قوت مین کوئی پیر پڑھا ہی جوان سے کب

کہتی ہے شمع کیون ہمہ تن جل رہی ہو نہین
مینے لیا تھا نام محبت زبان سے کب

وہ رنج دوست ہون کہ مین رہتا ہون منتظر
نازل مری طرف ہو بلا آسمان سے کب

پیسا ہی اسنے اپنی ہی مٹی خراب کی
دیکھین رہائی ہو گی زمین آسمان سے کب

قاصد سی حال کہتے ہوے پہنچے یار تک
دیکھو تو بیخودی ہوئی فرصت بیان سے کب

کیون میکدے مین آئے نہین دیتے مغبچے
باہر ہو نہین اطاعت پیر مغان سے کب

آنسو روان ہین چشم سے عاشق کے حال پر
چلتے ہین تیر صید فگن کی کمان سے کب

محتاج غیر کے ہین کہان صاحبان خیر
کشتی فقیر کی ہے چلی بادبان سے کب

جب آنکھ بند ہو گئی سب حال کھل گیا
غفلت کے پردے ہاے اٹھے درمیان سے کب

نالے بلند ہو کے یہ کہتے ہین ہجر مین
کیا چیز ہے دہین گے ہم اس آسمان سے کب

دنبالہ چشم یار مین سرمہ کا ہے ستم
دیکھین یہ تیر ظلم چلے اس کمان سے کب

مرنے کا میرے حال سنا جبکہ غیر سے
بیساختہ نکل گیا انکی زبان سے کب

گو عشق کہہ رہا ہے حسینون سے دل لگاؤ
پر انکے ناز اٹھین گے مجھ ناتوان سے کب

یکسو جو ہین جہان ہین نہین وہ روان دوان
نکلا ہے مرغ قبلہ نما آشیان سے کب

نامہ روانہ کر کے لطافت ہے منتظر

قاصد جواب لاتا ہے دیکھیں دہان سے لب

یون ہر جگہ ہون یار سے مین ناتوان قریب
جس طرح سایہ جسم سے ہو ہر زمان قریب

ابرو کے سمت رخ تری مژگان کا تھا نشانہ
کیونکر نہ تیر لیس رہین ہے کمان قریب

گھبرا کے بوسے وہ کہ لگی کسکے گھر مین آگ
پہنچا جو میرے نالۂ دل کا دہان قریب

یون حاسدون کی بزم مین اہل سخن ہین منہ بند
دانتون سے جس طرح ہو دہن مین زبان قریب

عاشق تنون کے واسطے کیا خوف قید کا
حب علی ہے پاس تو حور جنان قریب

دل تھام لو صنم کہ مرے لب تک آ گئے آہ
اُمڈی وہ فوج اشک وہ آیا انشان قریب

پاس اُس ذقن کے زلف مین دل مرہ ہو گیا
پیاسے کو موت آئی ہے ماہی کنوان قریب

چاہ ذقن مین یوسف دل کر نہ اضطراب
خط عذار یار کا ہے کاروان قریب

مجھ سے بخیا کے واسطے یہ جوڑتی ہے ہاتھ
کھنچنے مین گوشہ کرتی ہے انکی کمان قریب

بلبل کے واسطے جو وہ گل آئے باغ مین
شاخین شجر کی جھک کے کرین آشیان قریب

کہتی ہے سب سے گور غریبان دکھا کے منہ
بڑھ کر ملو مسافر وہی کاروان قریب

جب سی پڑی ہو دختر رز گھر مین مست کے
ہین بادہ کش عزیز تو پیر مغان قریب

بولی لپک کے ڈاب سے نکلی جو تیغ یار
صحبت کا ہو اثر کہ ہے موئے میان قریب

ہمسے نکدر آپ ہین نکلین گے اشک بن
اُٹھا غبار سمجھے کہ ہے کاروان قریب

ای زلف ہوشیار کمر تک چلی تو ہے
نازک مقام ہے کہ ہی موئے میان قریب

آہین جو بھنے کین تو یہ بولا وہ نازنین
بس بس ہٹو کہ آنے لگا اب ھوان قریب

کم مایہ چاہیے کہ رہے ہر غنی سے دور
بی آبرو ہے بحر سے گر ہے کنوان قریب

دولت بڑھے تو مثل ترازو کے جھک کے چل
پایہ سبک ہے دوز زمین سے گران قریب

صد بار برس کی راہ سے تو ہین نظر جو
کیا قہر کرتے ہوتے اگر آسمان قریب

صحرا کا قصد جب ترے دیوانے نے کیا
آ آ کے پاؤن پڑنے لگین نیزبان قریب

خوفِ سوال ہوگا لطافت کو دل سے دور
ہونگے علی لحد مین دمِ امتحان قریب

ردیف بائے فارسی

ہی تاک مین انگور کی چھن چھن کے پڑی دھوپ
ہر جا ہی بنی حسن سی پھولونکی چھڑی دھوپ

اُس پر تو عارض سے کسی دن جو لڑی دھوپ
رُخ چھوٹ گئے بھاگی مصیبت مین پڑی دھوپ

گرمی مین وہ خورشید نہ گھر تک مرے آئے
بن بن کے رقیب اسلیے گلیو نمین اڑی دھوپ

ہوتے ہین جو وہ چاندنی مین شبکو خرامان
کہتے ہین نزاکت سے نہایت ہی کڑی دھوپ

معمور تجلّی مرے خورشید کا گھر ہے
دیوار کے سایے سی نہ اکر و زلڑی دھوپ

کالی ہون ہرن چوکڑیان بھول کے بھاگین
کھا ئین جو مرے دشت کی دو چار گھڑی دھوپ

رونے مین ہی اُس پر تو عارض کا تصوّر
ہی ایک جگہہ دیکھہ لو ساونون کی جھڑی دھوپ

کوٹھے پہ حسین بیٹھتے ہین سامنے آکر
راحت مجھے دیتی ہی زمستان مین بڑی دھوپ

اُس مہر کی فرقت مین جو کی دشت نوردی
عاشق پہ ہی کیا صاعقہ بن بنکے پڑی دھوپ

ٹھنڈا نفس سرد نے عاشق کے کیا یہ
ہی اُوس کے مانند ترے گھر مین پڑی دھوپ

ہم لیگئے دنیا سے ترے رُخ کی محبّت
خورشید تو باہر رہا تربت مین گڑی دھوپ

سورج کے نکلتے ہی فنا کرتی ہے دم مین
شبنم پہ کیا کرتی ہے بیداد بڑی دھوپ

عکس دُرِ دندان سے صنم چاندنی چھٹکی
رخسار کے پرتو سے زمین پر ہے پڑی دھوپ

خورشید مین تیزی ہی غضب ہجر کا دن ہے
دل جلنی لگا صبح سی آنکھون مین گڑی دھوپ

معشوق نکلتے نہین گرمی مین گھرون سے
عشاق کو دینے لگی تکلیف بڑی دھوپ

دن ہجر کا کس قہر سے مشکل سے کٹا ہے
ہر ایک گھڑی اپنی بگا ہو نمین پڑی دھوپ

ہٹتی کسی صورت سے نہین روزِ فراق آہ
سورج نے کرن لے کے زمین پر ہے جڑی دھوپ

نازک ہو بہت پاؤن نکلتا نہین گھر سے
زنجیر بنی ہے تمھین گرمی کی کڑی دھوپ

دہلیز منور سے ترقی کی ہے سائل
جب صبح ہوئی در پہ تری آکے پڑی دھوپ

ہر گوش گل تر مین دم صبح ہین جھالے
شبنم کو بنا دیتی ہے موتی کی لڑی دھوپ

اے مہر وس ہو کہ ہوئی کیون نہ سیہ مین
دیکھے تری ہونٹون پہ جو مسی کی دھڑی دھوپ

بالون پہ وہ گل چنپئی اوڑھے ہے دوپٹہ
ہے تختۂ سنبل پہ گلستان مین پڑی دھوپ

گرمی کے ہین دن دوپہر آئی ہے میرجان
جاؤگے کہان سور ہو پڑتی ہے کڑی دھوپ

پیری سے ہوے بال سفید آنکھ کھلی اب
ہوشیار ہوے نیند سے سر پر جو پڑی دھوپ

ہوگا علم حمد کے سائے مین لطافت
کیا خوف اگر حشر کے دن ہوگی کڑی دھوپ

بیچین ہو کے کیا نکل آئے ہین گھر سے آپ
ڈریے ہماری آہ و فغان کی اثر سے آپ

کہتے ہین عشق زلف مین ہم سی ہے آشنا
للہ ٹالیے یہ بلا اپنے سر سے آپ

کھینچا جو صبح کو ترا نقشہ تو بولے چرخ
سرخی شفق سے لیجیے سفیدۂ سحر سے آپ

آئینہ مین پسند کیا اپنے حسن کو
بیمار چشم یار ہے اپنی نظر سے آپ

منظور کیسے آج ہی کس بیگنہ کا خون
تلوار کیون لگائے ہوے ہین کمر سے آپ

اٹھا جنازہ آپ کے عاشق کا دھوم سے
صاحب نکل کے دیکھیے تو اپنے گھر سے آپ

خوشبو سے تین روز بسی رہتی ہے وہ راہ
ایسا بجان گذرتے ہین جس رہگذر سے آپ

مشتاق روے صاف کا ہی کیجیے تو یاد
بیتاب ہو کے آئینہ نکلے گا گھر سے آپ

انصاف کیجیے کہ نہ کیونکر ہون شیفتہ
دیکھین تو اپنے حسن کو میری نظر سے آپ

مژگان کی تیزیون سے ہو غربال کیا عجب
آنکھین تو چاندنی مین لڑائین قمر سے آپ

وہ آج آکے پاس مرے بولے ناز سے
بیتاب کل تھے شدت درد جگر سے آپ

باد خزان گلون سے یہ کہتی ہے منعمو
خنداں ہون باغ دہر مین پھولین نہ زر سے آپ

دل جل رہا ہے ہنسکے دکھا دیجے ہمکو دانت
اس آگ کو بجھائیے آب گہر سے آپ

کہتے ہین وہ بلاکے ہمین بہر وصل ہاں
خاطر ہے آئیے کہ ہین مدت سے ترسے آپ

دیکر ہمین فشاریہ دی قبر نے صدا
کیونکر گلے لگاؤن نہ آئے سفر سے آپ

طالب مدینہ کا یہ لطافت ہے یا علیؑ
بندہ کی سعی کیجیے خیر البشر سے آپ

ردیف تای فوقانیہ

اللہ اللہ افتخار و عظمت شان کوی دوست
لامکان سے ہے کہین بڑہ کر مکان کوی دوست

ایک لحظہ جو کوی آئے میان کوی دوست
داغ حسرت لے کے جائے ارمغان کوی دوست

عرش اعلی ہی زمین اللہ ری شان کوی دوست
دود آہ عاشقان ہی آسمان کوے دوست

فخر سے رضوان بنا ہی باغبان کوی دوست
جسکو کہتے ہین جنان ہی بوستان کوی دوست

عاشق جانباز کی کھائی ہین جیبے ہڈیان
خندہ زن شیر ژیان پر ہین سگان کوی دوست

خاک پر رکھتے نہین ہین پاؤن اللہ ری غرور
آسمان پر ہے دماغ ساکنان کوی دوست

خون دل پیتی ہین راحت جانتے ہین رنج کو
غم خوشی سے کھا رہے ہین میہمان کوی دوست

ہاتھ اٹھاتے ہی دعا ہوتی ہی فورا مستجاب
بار ما ہمنے کیا ہے امتحان کوے دوست

کھیطص آیا عجب رحمت کا ذکر
دیکھ لو قرآن مین بھی ہے بیان کوی دوست

استخوانون مین ہمارے عشق کا ہی جو اثر
کھا رہے ہین کس حلاوت سے سگان کوی دوست

دشت پیمائی نہین کرتے مدتون سے کیون خضر
خوش رہین سرسبز ہون آکر میان کوی دوست

مجمع حجاج کعبے مین بہت ہونے لگا
بھیڑ اب رہنے لگی یان بھی مسلمان کوی دوست

تو بھی چل کے انمین ملجا ای سگ نفس خبیث
پاک خصلت پاک طینت ہین سگان کوی دوست

قمریان کرتی ہین کو کو سرو پر گلزار مین
راہ سیدھی پوچھتے ہین اور نشان کوی دوست

ای رہی عزّ و شرف مسجود خاص و عام ہے
مین فقط تنہا نہین ہون رتبہ دان کوے دوست

دانت جو انپر لگائے اے ہما کیا منہ ترا
استخوان میری ہین خوراک سگان کوے دوست

فخر کرتے ہین ہمیشہ خضر و الیاس و مسیح
جب سے آکر بنگئے ہین پاسبان کوے دوست

میرے دل کو خوب سا میری طرف سے پوچھنا
گر کہین تمکو ملے اے رہروان کوے دوست

پاؤن پھیلا کر لحد مین تا قیامت سوئین ہم
آسمان دو گز زمین دے گر میسر کوی دوست

حشر کو اللہ سے کہدینگے رکھہ ہمکو یہین
کیا کرین جاکر جنان مین عاشقان کوی دوست

کوئی کوے یار کی جاروب کش سے مانگ دے
گر پڑا پایا ہو دل میرا میان کوے دوست

برہمن اور شیخ مذہب پر جھگڑتے ہین سدا
رات دن آپسمین لڑتے ہین سگان کوی دوست

پاؤن پھیلائے زمین پر کھینچکر دنیا سے ہاتھ
لوٹ مین ہین کیا پڑے افتادگان کوی دوست

صور اسرافیل سے بیچین ہونگے حشر کو
سو رہے کس چین سے ہین خفتگان کوی دوست

سجدہ کرتا دور سے کوچے مین اسکے جاؤنگا
پاؤن کے بدلے رکھونگا سر میان کوی دوست

ای لطافت قبر سے آکر ملائک لے گئے
اور جا کیونکر رہین باشندگان کوی دوست

حرکت ہی ہوئی پیری مین یہ سر کی صورت
جھلملاتا ہے عیان شمع سحر کی صورت

ٹھوکرون مین سر بازار ہے فرق جمشید
رفتہ رفتہ یہ ہوئی کاسۂ سر کی صورت

کسقدر عاشق لاغر سے ہے نفرت انکو
کھیل مین بھی ہین اوڑاتے اسے پر کی صورت

لخت دل چشم سے اشکون کی طرح باہر آے
نکلے یا قوت صدف سے ہین گہر کی صورت

کیون نہ عشاق کو بتلائے عدم کا رستہ
نیمچہ انکا لچکتا ہے کمر کی صورت

لاغری مین ہین جو گل کھائے ترے چھلے کی
ہی کلائی مرے طاؤس کے پر کی صورت

طفل اشک آنکھ سے نکلے تو نہ کیون شاد ہو نین
خوش پدر ہوتا ہے دیکھے جو پسر کی صورت

اسکی آنکھون کے تصور مین ہوا یہ لاغر
ہون نظر سے مین نہان تار نظر کی صورت

خط کی سبزی سے گیا سب فتن کا ترے حسن
پوچھتا کوئی نہین خام ثمر کی صورت

چاندنی مین مرے اشکون کا جو دریا اُمڈا
بنگیا ہالہ مہتاب بھنور کی صورت

اور بھی خوف سے کانپے تن خورشید فلک
دیکھے اگر دن جو مرے داغ جگر کی صورت

ابر گھر گھر کے ہزار آئے جہان مین لیکن
خاک برسے گا مرے دیدۂ تر کی صورت

گردش چرخ کی دنیا مین حقیقت نہین کچھ
جب مین جانون کہ پھرے یہ مرے سر کی صورت

جیسے اُنکے دُر دندان کا تصور ہے مجھے
ہمد مو خاک پہ غلطان ہون گہر کی صورت

جلکے محفل مین ملا شمع کو شاہون کا شرف
شعلہ ہے تاج دھوان صاف چنور کی صورت

جب سے اُس مہر کا دیوانہ لطافت ہی بنا
چاک رہتا ہے گریبان سحر کی صورت

سوز پروانہ دکھاتا ہے اثر ساری رات
شمع بھی کرتی ہے جل جل کے بسر ساری رات

وصل مین ہائے ہوئی یون ہی بسر ساری رات
پاؤن تھے یار کے اور تھا مرا سر ساری رات

چاندنی چھٹکی رہیگی مرے گھر ساری رات
آج مہمان ہی وہ رشک قمر ساری رات

آج سنتی ہین وہ ہی غیر کے گھر جانے کو
مینہ نہ اشکون کا تھمے دیدۂ تر ساری رات

عمر بھر موت کا دنیا مین رہا ہمکو خیال
خواب مین دیکھا مسافر نے سفر ساری رات

زلف کی یاد مین ہر سو نظر آتے ہین سانپ
کاٹے کھاتا ہی مجھے ہجر مین گھر ساری رات

چاندنی ہجر مین ہو جاتی ہے تاریکی قبر
داغ دیتا ہے مرے دل کو قمر ساری رات

یاد پیری سے جوانی مین رہے ہم غمگین
دل مضطر کو رہا خوف سحر ساری رات

اسقدر جانے پہ آمادہ رہے وہ شب وصل
باندہے بیٹھے رہے تا صبح کمر ساری رات

یار کے آنے سے کیا باغ ہوا تھا روشن
شجر طور تھا ہر ایک شجر ساری رات

وہ تو سویا کیے دیکھا کیے ہم حسن اُنکا
کام کرتی رہی عاشق کی نظر ساری رات

چھیڑ کر پوچھتے ہین مجھسے وہ یون از رہ طعن
ہجر مین ہوتی ہے کسطرح بسر ساری رات

الفتِ مال ہی آرام کو کیا کھو دیتے ۔ جاگتے خوف سے ہین صاحبِ زر ساری رات
وہ وہان چنتے رہے ماتھے پہ اپنی افشان ۔ تاری گن کر ہوئی یان ہمکو بسر ساری رات
عطر و آئینہ تھا اللہ رے شبِ عید بناؤ ۔ کنگھی چوٹی مین ہوئی اُنکو بسر ساری رات
نہ سرک جائے کہین نیند مین چہرے سے نقاب ۔ اونکو رہتا ہے شبِ وصل یہ ڈر ساری رات
ہم تری یاد مین بیدار رہا کرتے ہین ۔ چین سے سوتے ہین عالم مین بشر ساری رات
ہوکے بے پردہ شبِ وصل وہ فرماتے ہین ۔ آنکھین پھوٹین تری دیکھے جو ادھر ساری رات
نیند گرمی سے مری غیرتِ گل کو جو نہ آئے ۔ بلبلین اڑکے جھلین باغ مین پر ساری رات
ہای آیا نہ کوئی پوچھنے صبح شبِ دفن ۔ کہو کیونکر ہوئی تربت مین بسر ساری رات
وصل کی شب وہ حیا سے رہے ایسے پنہان ۔ نہ ہوا اپنی نظر کا بھی گذر ساری رات
وار اوس تیغ نگہ کی جو چلی وصل کی شب ۔ بندہ آنکھون سے رہا سینہ سپر ساری رات
صبح کو اٹھکے جو پاس آئے ہو عاشق کے تم ۔ سچ بتاؤ کہ گنوائی ہے کدھر ساری رات
شام ہی سے مجھے بتیاں کیا کیون تو نے ۔ کاٹنی ہے ابھی اے دردِ جگر ساری رات
اشک آنکھون سے شبِ ہجر چلے آتے ہین ۔ دل کے دیتے ہین یہ ہرکارے خبر ساری رات

کربلا مین جو شبِ جمعہ لطافت ہو نصیب
آستانِ شاہ کا ہو اور مزار سر ساری رات

دیکھ کر روح نے تربت مین بدن کی صورت ۔ آہ کی پائی اگر گون جو وطن کی صورت
ہون قفس مین ہمہ تن رنج و محن کی صورت ۔ مین وہ بلبل ہون کہ دیکھی نہ چمن کی صورت
شیفتہ ہوکے لیے باغ مین بوسے مینے ۔ پائی غنچہ مین جو اُس گل کی دہن کی صورت
چاندنی جبکہ سیہ خانے مین آئی شبِ ہجر ۔ میری نظر و نین پھری گور و کفن کی صورت
گھر کو چھوڑے ہوے اک عمر ہوئی ہے مجکو ۔ یاد بھی اب تو نہین اہل وطن کی صورت
اوس گل ترنے لگائے جو ہین سوسن پتی ۔ کھل گئے زخم مرے تن پہ چمن کی صورت

جوشِ وحشت مین ہی یان موت گلو گیر سدا
چاک رہتا ہے گریبانِ کفن کی صورت

خون فشاں آبلۂ پا ہین نئے گل پھولے
ہمنے صحرا کو بنایا ہے چمن کی صورت

افعیِ زلفِ صنم نے یہ ڈرایا ہے مجھے
سانپ سمجھا نظر آئی جو رسن کی صورت

ہجر دلدار مین مُردہ سا پڑا رہتا ہون
پیرہن ہے تنِ خاکی پہ کفن کی صورت

روسیہ غیر نے مُنہ اُس رُخِ روشن پہ رکھا
میری آنکھون مین پھری چاند گہن کی صورت

اسقدر زلف کے سودے مین ہوے آوارہ
ہمنے دیکھا نہ وطن مشکِ ختن کی صورت

بیٹھے بیٹھے قدِ موزون جو ترا یاد آیا
آہ سینہ سے اُٹھے سرو چمن کی صورت

ہی اندھیرے سے عجب توسنِ جانان کا بناؤ
مُنہ پہ کس حُسن سے گھونگھٹ ہے دلہن کی صورت

آہِ سوزان جو کرون رات کو مین گلشن مین
سرو تھالون مین جلین شمع لگن کی صورت

بڑھ کے شیشہ سے بھی شفاف ہی ساقی کا گلا
گفتگو مین نظر آتی ہے سخن کی صورت

لکھدیا لفظِ عدم کھینچ کے نقشہ تیرا
بن سکی جب نہ مصوّر سے دہن کی صورت

باعثِ بغض و حسد ہے مرا عالم مین کمال
قتل کا خوف ہے آہوے ختن کی صورت

صدقے ہونے کے لیے روح لطافت نکلی
نزع مین دیکھ کے سلطان زمن کی صورت

رخِ صنم پہ عرق ہے دمِ عتاب بہت
نہ کیون ہو تلخ کہ ہی تند یہ گلاب بہت

رہیگا وصل کی شب آج مستِ خواب بہت
خدا کے واسطے ای بُت نہ پی شراب بہت

نہ کرارے دلِ خون گشتہ اضطراب بہت
چھلک نہ جاے کہ ساغر مین ہی شراب بہت

مری کفن مین کئی چادرین ہون اے غسّال
گنہگار ہون خالق سے ہے حجاب بہت

مثال دے جو نہ اے گل ترے پسینے سے
کشیدہ ہم سے رہا عطر اور گلاب بہت

سفید بال ہوے مغفرت کا طالب ہو
دعاے سحر کو ہے واللہ مستجاب بہت

ہر ایک چشم ہی تر جب سی دل بھر آیا ہے
اُٹھا ہے قبلہ سے برسے گا یہ سحاب بہت

کھلین گے حشر کو کیا میرے دفترِ اعمال ۔ غضب ہے دن تو ہے تھوڑا مگر حساب بہت
عبث فراق مین نالان ہین آپ حضرتِ دل ۔ سزا ہی عشق سے مانوس تھے جناب بہت
ہمیشہ سوگ ہے گذری ہوئی جوانی کا ۔ پسند ہے دمِ پیری سیہ خضاب بہت
خیال شعلۂ رخسار مین پھنکا دلِ بریان ۔ جلا جو آگ پہ ٹھہرا رہا کباب بہت
گئے حواس وہ رخ دیکھ کر عرق آلود ۔ مضمحل دماغ کہ میرے ہوا گلاب بہت
جو واعظون نے سنا ذکر عینِ نصفِ عسل ۔ بیان کرنے لگے حرمتِ شراب بہت
پکاری عمر غنیمت سمجھ جوانی کو ۔ کہ چند روز مین یاد آئیگا شباب بہت
سدا ہی آتشِ رخسار مشتعل رہتی ۔ نہ کیون ہو گیسوے جانان کو پیچ و تاب بہت
غش آئے مجکو جو عصیان کی یاد مین ہم دم ۔ تو رخ کو ہے عرقِ شرم کا گلاب بہت
وہ بحرِ حسن جو ساحل سے سیر کر کے اٹھا ۔ تو پھوٹ پھوٹ کے رویا ہر اک حباب بہت
جنون ہی عشق مین اک شہسوار کے حداد ۔ گلے کو اب ہے طوقِ طوق ہے رکاب بہت
ہو شروع سبق عشق کا نہ گھبرانا ۔ دلا ابھی تو ہی پڑھنی تجھے کتاب بہت
دکھا کے خشک زبان آبلون سے کہتے ہین خار ۔ پلاؤ پیاس مین پانی کہ ہے ثواب بہت
خیالِ زلفِ پریشان سو جبھی نہ کیون نبی مجکو ۔ دماغ ہو گا پریشان تو ہونگے خراب بہت
خیالِ رخ مین ترا زار کیا کرے تزئین ۔ کہ دیکھنے کو ہی آئینہ مین آب بہت
کہا لگا کے طمانچہ یہ بے ثباتی نے ۔ اٹھا اٹھا کے ہین سر پھوٹتے حباب بہت

زمین نے قصدِ لطافت کیا فشار کا جب
تو کام آیا مرے عشق بوتراب بہت

نہ گریبان ہمین دکھلائے آفتاب بہت ۔ کہ میکدہ مین ہی مستون کو آفتاب بہت
اولٹ دو بام پہ اگر وہ اپنے رخ سے نقاب ۔ غرورِ حسن پہ کرتا ہے آفتاب بہت
جلالِ روئے حسین کا جو مینے ذکر کیا ۔ تو فرِ حشر ہوا گرم آفتاب بہت

مرے حسین سے بڑھکر نہ کوئی پائے گا
چراغ لے کے جو ڈھونڈھیگا آفتاب بہت

رقیب اُس رخِ روشن پہ کیون نہ عاشق ہو
پسند دل سے ہے حربا کو آفتاب بہت

وہ چہرہ خط کے نکلتے ہی تمتمایا ہے
ہوا زوال تو ہے گرم آفتاب بہت

خیال جامِ شراب آرہا ہے مستی مین
فلک دکھا نہ ہمین اپنا آفتاب بہت

فلک پہ مہر تو میخانے مین ہین جامِ شراب
وہان ہے ایک تو اسجا ہین آفتاب بہت

خیال ہے ترے عارض کا سرد آہو مین
مفید ہوتا ہے سرما مین آفتاب بہت

تمہارے عارضِ پُرنور سے نہین بڑھکر
کرین غرور نہ مہتاب و آفتاب بہت

پکا یگا مرا دل عشقِ روے جانان کا
بس اک نمر کے لیے ہے یہ آفتاب بہت

کرینگے پنجتن پاک قبر کو روشن
فلک پہ ایک زمین مین ہین آفتاب بہت

مقام شرم ہے کیا منہ دکھائے دنیا کو
خجل ہے عارضِ جانان سے آفتاب بہت

جنون کے داغ نے عیبونسے مجکو پاک کیا
ہوا جو خاک تو کام آیا آفتاب بہت

زیادہ دیکھہ لطافت نہ وہ رخِ روشن
مضر ہے چشم و بصارت کو آفتاب بہت

ردیف تاے ہندی

آبرو ہوگی دوپٹہ کو نہ اے دلبر لپیٹ
سلک گوہر کے بنی کی جگہ سر پر لپیٹ

عجب و نخوت چھوڑ اے واعظ کفن کی فکر کر
تھان بھر کا روز عمامہ نہ تو سر پر لپیٹ

الفتِ قاتل ہے اے جراح صحت ہو بھی
زخم گردن پر پری بٹی کی جا خنجر لپیٹ

مرکے ای غسال خالق سی ہون مین عاصی خجل
سر کے بدلے تو عمامے کو مرے منہ پر لپیٹ

مرگِ عاشق کی خبر جاتی ہے انکو ہونگے خوش
رکھہ نہ اے کاتب لفافے مین نہ خط لکھکر لپیٹ

عشق سے کہدے کوئی لمرانہ الفت کا لگا
ایسی آفت مین نہ مجکو آگے میرے گھر لپیٹ

الامان اے گیسوے خمدار جانان الامان
بیچ مین لاکر نہ یون میرا دل مضطر لپیٹ

نیزہ پر طیر رہون اے صیاد اور جاون نہ دام
دام سے لیکر کوئی ڈورا کیا بون پر لپیٹ

عشق کی منزل ہے طے کرنی تجھے ہشیار رہ
پر خطر دشوار رستہ ہے کمر کس کر لپیٹ

کیون ہے مین ہر دم کھنچون تیری طرف اے تیغ یار
دام بنکر دل کو لیتے ہین ترے جوہر لپیٹ

مبتلا ہونگے جو شیفہ حشر کو اعمال مین
سب کو اک دامن مین لینگے حضرت بوذر لپیٹ

عشق زلف اے شانہ جانان نہ عاشق کو دکھا
اپنے سر کی یہ بلا ناحق نہ میرے سر لپیٹ

روتے روتے جان دی ہے بعد مردن دے کفن
جسم لاغر کو مرے اے ابر تک کی چادر لپیٹ

اب کہان وہ ولولے جوش جوانی چل بسا
لے چکا درس محبت عشق کا دفتر لپیٹ

سایہ دیوار جانان سے کہتا ہے یہی
جلد اوٹھ کو چہ سے خالی کر جگہہ بستر لپیٹ

سخت جان کو قتل کرنی ہے تو کھینچے چلا
گوشہ چادر مین قاتل اور آں خنجر لپٹ

ای لطافت بہشت کے دن دل کی کیا مہر کی
آپ کو اوڑھ کر میان دامن سیدر لپیٹ

رخ حسین سے ضحم بام پر نقاب اوٹ
بڑھا کے شون ادھر روے آفتاب اوٹ

مقر ہون اپنے گناہون کا بخش اے غفار
کریم تو ہے مراد فتر حساب اولٹ

وہ بحر حسن کرے میگشی جو دریا پر
ہر ایک موج کہے ساغر حباب اولٹ

گیا وہ یار گھر اپنے گذر گئی شب وصل
زمین پہ بیٹھہ ہوئی صبح فرش خواب اولٹ

لحد مین پیسکے سرمہ یہی کرے گی تجھے
نہ دوڑیون نہ زمین کو دم شباب اولٹ

بہار آئی ہے کر میگشی ارے واعظ
شراب خانے مین چل پڑھ چکا کتاب اولٹ

کلائی دیکھ کے عشاق کاٹتے ہین گلے
نہ آستین کو قاتل دم عتاب اولٹ

نہ جان لی مری اے مار گیسوے جانان
نہ ڈس دکھا کے نہ یون اپنا پیچ و تاب اولٹ

بھی یہ رنگ بھی اے جوش فیض بہار دکھا
وفور گل سے چمن مین ہر اک گلاب اولٹ

بہت دنون سے ہین عشاق تیرے طالبِ دید
نہ شرم کر بھی افلاک کی حجاب اولٹ

شبِ وصال ہے چھٹکا دے چاندنی گھر مین
قمر کے رخ سے فلک دامن سحاب اولٹ

اوٹھا ہی بزم سے وہ یار جلد اے ساقی
اُنڈھا دے شیشہ مے ساغرِ شراب اولٹ

قریب شعلہ رخان دل کو کرتہ و بالا
ہوا ہے آگ پہ سُرخ ابتو یہ کباب اولٹ

ذرا تو رحم کر اے جوشِ گریہ فرقت مین
رولا رولا کے نہ یون دیدہ پُرآب اولٹ

جھپک کے یار کی پلکین اشارہ کرتی ہین
کہ عاشقون کی صفین جلد اے شباب اولٹ

اوڑی جو پردہ محمل تو بولا آہ سے قیس
پڑی ہی چہرہ لیلا پہ جو نقاب اولٹ

حجاب کیدا لطافت ہی دید کا مشتاق
شبِ وصال مین تو اے صنم نقاب اولٹ

اے بتو تھہری اوٹھالی چوٹ
عشق مین ہمنے دلپہ کھالی چوٹ

دل کیا ٹکڑے ٹکڑے سینے مین
واہ کیا آپ نے لگالی چوٹ

زندہ خسرو ہے کوہکن نے کہا
اپنے سر آگئی پرالی چوٹ

لب ترے دیکھکر مسی آلود
ہوئی سوسن کبود کھالی چوٹ

وہ پھکیتی مین ہوگئے مشتاق
سیکھہ کر وہی ون مین گھالی چوٹ

جب پڑا سایہ ہما اون پر
ناز سے بولے سر پہ آلی چوٹ

کیا گرا کر فقیر اے مے کو
روز کھلواتی ہے گدالی چوٹ

خط نکلتے ہی ہوگیا جو سیاہ
تیری سیبِ ذقن نے کھالی چوٹ

حال دل پوچھتا ہے جب وہ یار
تو دکھا دیتی ہے صفالی چوٹ

ہمسری میری سینہ کوبی سے
کیا دہل نے ہمیشہ کھالی چوٹ

قشقہ اے برہمن ہے یا کہ ضماد
کھائی کیا وقت جبہہ سالی چوٹ

پائے سرو اجتناب ہے باغ مین لنگ
قد موزون سے کسکے کھالی چوٹ

سینے پر ہاتھ رکھے ہین پس مرگ — عشق مین ہمنے دل پہ کھائی چوٹ
نیلگون ہے فلک نظر آتا — میرے نالون کی ایسی کھائی چوٹ

ای لطافت رقیب ٹل گئے سب
کیا سر معرکہ بچائی چوٹ

ردیف ثاے مثلثہ

چشم خواب آلود مین سرمہ لگاتے ہو عبث — ای صنم سوتا ہوا فتنہ جگاتے ہو عبث
لب پہ آہین آتشین پیر ہین لاتے ہو عبث — سنکے مسرت شعلین دنکو جلاتے ہو عبث
ساتھ لیکر غیر کو گھر میرے آتے ہو عبث — کیلیے دکھتے ہوی دل کو دکھاتے ہو عبث
خط کی قلمین رکھنے سے کیا فایدہ ناصح اسے — داغ گورے گورے گالون کو لگاتے ہو عبث
دیکھ کر خندان گلون کو باغ مین ای غنچہ دہن — پھول تم ہو کیلیے تم کھلکھلاتے ہو عبث
غافلو بچتا وگے تم عاشق دنیا نہو — ایسے ہرجائی سے اپنا دل لگاتے ہو عبث
موت دیتی ہے صدا ہوتے ہین جب پیدا بشر — چند دن کے واسطے مہمان آتے ہو عبث
بی ثباتی نے کہا پھولے جو دریا مین حباب — ایک دم کی زندگی پر سر اوٹھاتے ہو عبث
منعمون سے دہر مین ہر روز کہتی ہے اجل — فکر قبرون کی کرو تم گھر بناتے ہو عبث
عمر بھر گذری تعب مین تھک کے آج آی ہی نیند — دوستو تربت مین تم شانہ ہلاتے ہو عبث
دل کو تڑپاوگے صاحب سنہ لگاوگے نہ پھر — بوسہ دے کر وصل کی لذت چکھاتے ہو عبث
ہم نہا دھو کر ابھی کپڑے بدل کر آے ہین — دفن کر کے خاک مین یارو ملاتے ہو عبث
رعشہ پیری مین صدا دینا ہی بچپانے ہو کیا — سر ہلا کر عمر رفتہ کو بلاتے ہو عبث
حسن کہتا ہے کہ بوسہ جا اجرت لو کبھی — عاشقو فردور بنکر ناز اوٹھاتے ہو عبث
عمر غفلت مین کٹی شانہ نہ تربت مین ہلا — جاگ کاجب ماتھہ سے وقت اب جگاتی ہو عبث

یہ جنازہ بھی اوٹھا ینگے ندا کرو قدم
ای لطافت نازیارونکے اوٹھانیکو عجب

ہر بن مژگان سے سرشک چشم ہی تر کیا باعث
انکھڑیان کسکی ہوئین مد نظر کیا باعث

نالہ بلبل مین اثر کیا باعث
اسکے رونے پہ ہین خندان گل تر کیا باعث

تین سینہ مین جو دل اور جگر کیا باعث
آج سونا نظر آتا ہے یہ گھر کیا باعث

لون سے عاشق ابرو سے کشیدہ ہین حضور
نیمچہ آج ہی کیون زیب کمر کیا باعث

کسکی دانتون کی تڑپنے ہوا ہین تڑپایا
صورت اشک جو غلطان ہین گہر کیا باعث

سبز جوڑا مرے قاتل نے ہی پہنا شاید
کیون ہرے ہوگئے پھر زخم جگر کیا باعث

باغ مین کونسی بلبل کا ہی ماتم گلچین
چاک رہتی ہے قبائے گل تر کیا باعث

خود بخود آپ تڑپ کر نکل آئے گھر سے
میرے نالون کا ہوا آج اثر کیا باعث

کیا کسی مہر کا آیا ہے نظر روئے صبیح
چاک رہتا ہے گریبان سحر کیا باعث

پہلوے غیر مین بیٹھا ہے وہ دلبر شاید
آج شدت سی ہے کیون درد جگر کیا باعث

شاید آئے ہو کسی غیر کے گھر سے مری پاس
نیچی نیچی ہے جو شرمائی نظر کیا باعث

کیا وطن چھوٹنے کا رنج اسی دہر مین ہے
نہین بھرتا کبھی ناسور گہر کیا باعث

دور افلاک پہ ہی بادہ کشی کا کسکی
صورت جام جو ہین شمس و قمر کیا باعث

پھر کسی زلف مین شاید ہین پھنسے حضرت دل
رات ہوتی ہے تڑپ کر جو بسر کیا باعث

میرے خوش چشم کی آنکھین ہوئی ہین کیون ہاے
کار گر ہوگئی ہے کسکی نظر کیا باعث

اشک چشم تر عاشق سے خجل ہی شاید
جو ہری خشک ہی کیون آب گہر کیا باعث

کسی محبوب کی ہی انکو زمانے مین تلاش
ہین جو گردش مین سد شمس و قمر کیا باعث

کیا ہی صیاد کو بلبل کی رعایت منظور
آج باندہے ہین رگ گل سے جو پر کیا باعث

خون بہا ہی یہ کسی بلبل مقتول کا کیا
کف گل پہ ہے دہرا باغ مین زر کیا باعث

کیا سیہ بخت ہین نیرنگیٔ دنیا سے بری ۔ بیخبران ہوتے ہین گلہاے سپر کیا باعث
یہ ماندلی مین جو نہ تم آے جہان تھا اندھیر ۔ اور روئے کا ہوا اے رشک قمر کیا باعث
کیا اوسے بخت سیہ کا ہے اثر اسمین ہوا ۔ کیون نہین ہے شب فرقت کی سحر کیا باعث
سبزئ خط ہے تری سیب ذقن پر اے یار ۔ پختہ سے خام ہوا ہے یہ ثمر کیا باعث
دیکھ کے پہلو سے مرے پوچھتے ہین طعن سے وہ ۔ کیا ہوا کیسلئے تھاے ہو جگر کیا باعث
کیا ہے زر والہ وزان کا ہے شہرہ یہان بھی ۔ دیکھہ کر مجکو بھر کتا ہے سفر کیا باعث
دیکھہ زلف مین قاتل کی ہے کیا قتل ہوا ۔ نہین ملتی دل شیدا کی خبر کیا باعث
کیا رقیبون نے کوئی آکے شگوفہ چھوڑا ۔ باغ جانے کا ہوا اے گل تر کیا باعث
کیا ہوا خاک مین قارون کا خزانہ برباد ۔ گل نکلتے ہین زمین سے لیے زر کیا باعث
زلف دلدار کی خوشبو سے ہوا کیا بہتر ۔ آگ مین لوگ جلاتے ہین اگر کیا باعث
دل دکھانا مرا منظور ہے کیا حضرت عشق ۔ آپ کیون لاے ہین تشریف ادہر کیا باعث
نہین معلوم کہ ہے کونسے قاتل کی تلاش ۔ پھر رہا ہے کسی دن سے مراسر کیا باعث

ہند مین موت لطافت کی ہی کیا اے تقدیر
کیون نجف کا نہین ہوتا ہے سفر کیا باعث

میسے برگشتہ ہین پلکین تری اے یار عبث ۔ اک مرا قتل صفین ہین کئی تیار عبث
ہونگے سب مثل زلیخا کے خریدار عبث ۔ میرا یوسف ہی گیا سیر کو بازار عبث
حال بیتابی دل جبکہ سناتا ہون انھین ۔ ہنسکے فرماتے ہین کرتے ہو مجھے پیار عبث
تشنہ مے کا جو منہ باغ مین ساقی برسے ۔ جانے پاے نہ گھٹا اٹھہ کے دہوان دمار عبث
عشق ہے مذہب حق شیخ و برہمن سن لین ۔ پنج ہے کاٹ کی تسبیح تو زنار عبث
خواب مین ہاے ابھی دیکھہ رہے تھے وہ حسن ۔ بخت خفتہ نے کیا نیند سے بیدار عبث
رحمت حق کی صدا ہے لیت ہولمن مع ۔ فرط عصیان سے ہین گھیرائے گنہگار عبث

لعل لب او ر دندان کا ہی انکے شہرہ — جوہری کیون ہین لگاے ہوے بازار عبث
صانکنے کا ترے عاشق نے کہان قصد کیا — آنکھین دکھلاتی ہین کیون روزن دیوار عبث
حسن ہاتھہ جو مجھہ زار کی گردنمین پڑین — تو نے پہنا ہے صنم کیلیے زنار عبث
دن چڑہے تک مرے پہلو مین وہ سویا کرتا — بوسے لے لے کے کیا رات کو بیدار عبث
ناتوان تھا ترے کوچے مین حسد سے پیدا — بنکے دیوار گرا سایہ دیوار عبث
رخ پہ آمد ہے خط سبز کی یہ باد ہے غرور — آنکھین طوطے کی طرح پھیرتے ہو یار عبث
پاون پیدل ہوے قبر مین ہم سوتے تھی — کر دیا صور سرافیل نے بیدار عبث
آستخوان کہانے کا مجھ سوختہ تن کی کیا خاک — کیون جلاتا ہی ہما مفت مین منقار عبث
تیغین بھی ہین قہر بڑھی اونپہ غضب عین جبین — کیون لگاتے ہین وہ تلوار پہ تلوار عبث
عادت کا دش خرگان ہے وہ دیوانہ ہون — کیون دکھاتا ہے خلش دشت کا ہر خار عبث
کرلی امید کہ نکلے گا ابھی وہ خورشید — سر پہ رکھے ہی فلک مہر کی دستار عبث
حسن پر لوٹ گیین قہر کیا آنکھون نے — کر دیا دل کو مصیبت مین گرفتار عبث
دم بدم ہی تری خرگان کی محبت بڑہتی — دامن دل سے الجہنے لگے یہ خار عبث
تیر تو انکے چلین بڑہ کے نشانہ ہون گا — خندہ زن طعن سی عاشق پہ ہین سو فار عبث
کیا ہوا قتل جو عاشق کو کیا کچھہ نہین غم — خم ندامت سے ہوئی آپکی تلوار عبث
گردش چشم ہے کیون تیز ہے خود ابروے یار — ہر گھڑی سنگ فسان پر ہی یہ تلوار عبث
کب نشانہ نہین اس تیر کا بڑہ بڑہ کے بنا — چٹکیان دل مین مرے لیتی ہین سو فار عبث
انکے جلوے سے غش آیا تو یہ بولے ہنسکر — مثل موسی کے ہوے طالب دیدار عبث
دل مرا یار جو لیتا ہے تو کہتے ہین رقیب — مال مردے کا ہی ہوتے ہو خریدار عبث
صرف کرنے کے لیے دی ہے خدا نے دولت — حسن رکھتے ہو تو ہی وصل سے انکار عبث
عشق گل مین ہے مری طرح جنون بلبل کو — چاک مانند گریبان نہین منقار عبث

وقت تزئین مجھے کب ہوش تری دید کا تھا | بنگیا آئنہ منہ پھیر کے دیوار عبث

عشق مین کہتے ہین احباب لطافت مجسؔ
کر دیا اچھے بھلے دل کو گرفتار عبث

چمن مین سُنتے آیا نالہ و فریاد کیا باعث | خود آیا بلبلون کے دام مین صیاد کیا باعث
ہوا ہی کیا اسیرِ دامِ دود نالہ بلبل | نکلتا باغ سے باہر نہین صیاد کیا باعث
نہین منظور پھلنا پھولنا باغی کا عالم مین | پسند آیا خدا کو گلشنِ شداد کیا باعث
کیے ہین ظلم شاید انتہا کے تو نے بلبل پر | جو غنچہ کا ہی منہ پھولا ہوا صیاد کیا باعث
مجھ کا جاتا ہے سر حاضر ہون ہر دم قتل مینکو | کشیدہ صورتِ شمشیر ہے جلاد کیا باعث
نہین معلوم میخانے مین ہے کس مست کا ماتم | سد اقلقل سے شیشے کرتے ہین فریاد کیا باعث
چھڑایا آکے عزرائیل نے اس قید ہستی سے | رہائی کا ہوا شانِ خدا صیاد کیا باعث
زیادہ حُسن بھی شاید بلا ہے آفتِ جان ہے | سد اہین بھاگتے پریون سے آدم زاد کیا باعث
خدا جانے پڑا ہی صبر کیسا عندلیبون کا | کہ پھلتے پھولتے اکثر نہین صیاد کیا باعث
نہین معلوم انکے سر مین کسکے قد کا سودا ہے | الف ہین کھینچتے ماتھے پہ کیون آزاد کیا باعث
مرے محبوب کی خوبی کا ہے شاید اثر آیا | شرف رکھتا ہی سب پر حُسن آدم زاد کیا باعث
مگر آکر اجل پہلے ہی اپنا منہ دکھاتی ہے | جو پیدا ہوتی ہے روتے ہین آدم زاد کیا باعث
خبر بھی اُسکو شاید جان شیرین اسکی جائیگی | ہمیشہ سرنگون تھا تیشہ فرہاد کیا باعث
حیا آتی ہے شاید مہی چار آنکھین نہین ہوتے | جو پٹی باندہتا آنکھون پہ ہے جلاد کیا باعث
غضب ہی طائرِ رنگ حنا ہاتھون سے اوڑتا ہے | گرفتار اسکو کیون رکھتا نہین صیاد کیا باعث

مگر فولاد سے بڑھکر لطافت قلب انکے ہین
کہ مطلق رحم دل ہوتے نہین جلاد کیا باعث

یہ کیون ابرو پہ بل ہین اوستم ایجاد کیا باعث | ہوا آزردگی کا ہی کوئی ناشاد کیا باعث

سدا تبسّم کی دی کیون جہان شیرین نے کھوتا ہے — بتا سر پھوڑنے کا ہی ارے فرہاد کیا باعث

تمہاری خشمگین آنکھون پہ ابرو ہین تعجب سے — کہ کھنچے ہین نیمچے لڑتے ہین دو جلاد کیا باعث

کسی کی پیرہن کی بو نے مست اسکو کیا شاید — کہ نکہت ہی سدا اوارفتہ و برباد کیا باعث

کسی مژگان کی الفت مین تو سودائی نہین تجکو — جو نشتر خون کے پیاسے ہین اے فصّاد کیا باعث

دلا دھڑکا محبت مین عبث ہی جان جانے کا — بتا تو بیقراری کا ہے اے ناشاد کیا باعث

نہین معلوم دیکھی آنکھ کس طفل دبستان کی — سدا کھولے ہوے ہین چشم حیران صاد کیا باعث

اشارہ صبر کا ہی کشتگان چشم سے شاید — کیا ہی اوسنے فرد عاشقان پر صاد کیا باعث

خدایا کیا کہونگا جب عدم مین لوگ پوچھینگے — نہ توشہ ہے نہ کچھ ہمراہ لائے زاد کیا باعث

ہمارے دل مین کیون اے حضرت عشق آپ نہین — کدھر تشریف لائے کچھ تو ہو ارشاد کیا باعث

اشارہ کرکے حق کا فلسفی سے روح کہتی ہے — ہوے ہین جمع تجھمین کسطرح ضداد کیا باعث

جہان ماتم سرا ہی کونسی عاشق کے ماتم مین — فلک کا نیلگون خیمہ ہی کیون استاد کیا باعث

ترے ہی عشق مین تو حال یہ اپنا بنایا ہی — غضب ہے پوچھتا ہے او ستم ایجاد کیا باعث

خیال انجم کا ہی ہم تو پیدا ہو کے روتے ہین — عزیزو نہین ہے کیون شور مبارکباد کیا باعث

وہ مہر و آئنہ جب دیکھتا ہے ہنسکے کہتا ہے — بیان حیرت کی کیون کرتا نہین روداد کیا باعث

خدا جانے نہان مین آکے چھائی کیا فراموشی — عدم کا ماجرا ہمکو نہین کچھ یاد کیا باعث

سنا جب نام لیلےٰ ہم سے اکر قیس نے پوچھا — ملا جاتا ہے دل سینے مین کے استاد کیا باعث

بر دست ایجنون لوہا ترا مانین تو ہم جانین — پہنتے زیور آہن نہین حداد کیا باعث

حرم مین کونسا نام خدا ایسا صنم آیا — گرے سجدے کو بت طرفہ ہوئی افتاد کیا باعث

غم شبیر نے جنت مین پہنچایا لطافت کو
ہوئی ہے مغفرت کی آہ اور فریاد کیا باعث

ردیف جیم عربی

جھوم کر آئی ہی ساون کی گھٹا مستانہ آج
ساقیا چھلکا دے تو بھی ساغر و پیمانہ آج

آئیگا محفل مین میرا شعلہ رو جانانہ آج
دیکھنا جلنے لگے گا شمع سے پروانہ آج

پوچھتا ہی حالِ میخانہ جو وہ جانانہ آج
کہتا ہے ہر مست سے قلقل لبِ پیمانہ آج

یار کے آنے سے ہی آباد کیا میخانہ آج
پڑھ رہا ہے شعر جامی کے لبِ پیمانہ آج

بزم مین اُس شمعرو کے اوڑھ کے جاؤن مین نحیف
جی مین آتا ہے یہی مانگون پر پروانہ آج

گرمیِ تقریر دیکھی ہے جو شب کو بزم مین
ہی ہماری شمع رو پر شمع بھی پروانہ آج

خلعتِ تن ریگِ صحرا تاجِ سر داغِ جنون
یا دشا ہی وقت کا اپنی ترا دیوانہ آج

ہو گیا سرشار چشمِ مست ساقی دیکھ کر
پھر گئی میری نظر مین گردشِ پیمانہ آج

چاہتا ہون لاکھ فرقت مین مگر آتے نہین
موت بھی کرتی ہی مجھسے نازِ معشوقانہ آج

بعد مدت میرے گھر آنے کو ہے وہ شمعرو
آئے محفل مین نہ پے پروانگی پروانہ آج

دیکھنا اللہ کی قدرت شفق مین ہے قمر
عاج کا دستِ حنائی مین ہے اُسکے شانہ آج

قمریان کرتی ہین گو کو سرو پر گلزار مین
کر دیا ہے کسنے ذکرِ کوچۂ جانانہ آج

ابر ہی ٹھنڈی ہوا ہے گرم ہے بازار مے
پوچھتے پھرتے ہین زاہد بھی رہِ میخانہ آج

کیا کہین افسوس عالم خوابگاہِ دہر کا
جو کہ تھے موجود کل حال اونکا ہے افسانہ آج

دل ہمارا لے کے گالی اُسنے دیکر یہ کہا
کل ملیگی قیمت اسکی پر ہے یہ بیعانہ آج

قبر تنہا مین عروسِ مرگ سے ہون ہم بغل
مر کے ہے پیدا کیا مینے یہ خلوتخانہ آج

دل پھنسا اُس زلف مین جا کر تو سینہ ہی اودا س
صاحب خانہ نہین تو گھر مین ہے ویرانہ آج

دل ہمارا لے کے بولے ہی محبت کی سزا
کل کرینگے قتل تمکو پر ہے یہ حرمانہ آج

آنکھ سے میرے نکل کر نزع مین کہتے ہین اشک
بعد مدت کے اُٹھا ہے یان سے آب و دانہ آج

دل مرا پر آبلہ کر دے گا بڑھ کر عشق خال
خوشہ بنجائے گا کل ظاہر مین ہی یہ دانہ آج

غیرتِ بُرجِ قمر ہوگا مرا کاشانہ آج

کہتا ہی روکے کون سہے گا ہزار رنج — ہی شمع سان لحد پہ مرے اشکبار رنج
دکھلا رہا ہے ہجر مین کیا کیا بہار رنج — ہین داغِ دل کے پھول تو مانند خار رنج
بعدِ فنا ہی قبر مین بھی غمگسار رنج — آیا ہے پوچھتا ہوا میرا فرار رنج
عامل کوئی ملے تو کہین ہجرِ یار مین — مانندِ جن کے سر سے ہمارے اوتار رنج
دو دوستون سے مرکے ہوا ہی ہمین فراق — نکلا ہے دم کے ساتھ دمِ احتضار رنج
ہوتی ہے حسن و عشق مین داد و ستدنی — عاشق کی جان لیتا ہے دیتا ہی یار رنج
صیاد و باغبان خزان خار دام موت — بلبل کی ایک جان حزین ہے ہزار رنج
ساقی کا ہی فراق مہین کیا شراب ہم — غصہ ہمیشہ نشہ می ہے خمار رنج
خطِ غبار مین ہے لکھا نامہ یار نے — تحریر کہہ رہی ہی کہ ہے آشکار رنج
فرقت کی شب یہی مری دو چار ہین اسد — صدمہ قلق ملال الم اضطرار رنج
ہجرِ صنم مین سرت مُردہ کو گاڑ کے — عاشق کے قلب کو ہے بنانا فرار رنج
فرہاد کی ہے جان گئی جیسے بیگناہ — پنہان ہوا ہے سنگ مین بنکر شرار رنج
جب امتحان ہجر مین عاشق کا لے چکا — آخر کو تھک گیا تو ہوا اشر مسار رنج
آتا ہی جب تصوّرِ دندان سیان چشم — اشکون کے موتیون کو ہے کرتا نثار رنج
گھیرے ہوی ہے رخ کو مری آہ کا دہوان — خط کے نکلنے کا نکرا سے گلعذار رنج
لیتا نہین فراق مین افسوس میرا جان — معشوق کی طرح ہے تغافل شعار رنج
عاشق ہی زندہ در گورِ ہجرِ یار مین — مثلِ زمین ہے زیست مین دیتا فشار رنج
وعدہ فراقِ یار مین تھا پر نہ جان لی — جاتا رہا ہمین تو ترا اعتبار رنج
دل پر رکھین گے ہم تو نہ بولینگے آپ سے — کر لینگے جبر کرکے اگر اختیار رنج
گرمی مین دھوپ سے ہین جو پتھر تپک رہے — کرتے ہین کوہکن کے لیے کوہسار رنج

آنسو فراق یار مین پانی ہین دے رہے ۔۔۔ ہوتا ہے دل مین نقل تبر ہستوار رنج
عاشق کے قلب سے ہے بھلا کیا مقابلہ ۔۔۔ کیا جاے دلمین اوسکے رہتا ہی عار رنج
گھبرا گیا جو قید رہا دل مین مدتون ۔۔۔ تھک کر خوشی کا کرنے لگا انتظار رنج
کرتا ہی سیر جسم کے عالم کی ہجر مین ۔۔۔ ہی تخت دل پہ مثل سلیمان سوار رنج
دعوت جو ہجر یار کی ہوتی ہی میرے گھر ۔۔۔ اورون سے مانگ لیتا ہون مین ادھار رنج
سینہ مین چھپ کے طائر جان ڈھونڈنے لگا ۔۔۔ مٹی کی اوٹ کھیلنے آیا شکار رنج

صدقے مین پنجتن کے لطافت کو ہو خوشی
کب تک سہا کرے مرے پروردگار رنج

رخ کو ہی افعی گیسوے بتا نکی احتیاج ۔۔۔ حسن کی دولت کو بھی ہی پاسبان کی احتیاج
گر بہار آئے نہو مال جہان کی احتیاج ۔۔۔ کیا زر گل سے برآئے باغبان کی احتیاج
پوچھتی ہے رازق مطلق سے گلشن مین بہار ۔۔۔ کیا زر گل سے برآئے باغبان کی احتیاج
رے کے منہ مین شمع کا شعلہ کہا گلگیر نے ۔۔۔ شکر خالق اس دہن کو تھی زبان کی احتیاج
ابرو ے دلدار سے ہمسر نہ اسپر بھی ہوئی ۔۔۔ چلے کھینچے پر نہ برآئی کمان کی احتیاج
وقت مطلب راست ہوجاتے ہین انسان کج مزاج ۔۔۔ وضع کھو دیتی ہی دم مین ترچھی بانکی احتیاج
تیغ بن پنجا یا مجھ اہل سخن کا جسم زار نہ ۔۔۔ تھی دہان گور کو ایسی زبان کی احتیاج
قتل عالم کے لیے ہی تیر بنوا تا وہ ترک ۔۔۔ ہی پے سوفار میرے استخوان کی احتیاج
پیر و خم گشتہ ہو نمین ساتھ اپنے رکھلو نوجوان ۔۔۔ تیر کو ہر وقت رہتی ہے کمان کی احتیاج
شمع اور گلگیر دونون ناقص آئے بزم مین ۔۔۔ ہی وہ محتاج دہن اسکو زبان کی احتیاج
ماہ نو بیکار چمکا کر دکھاتا ہے فلک ۔۔۔ کب ہی تیر آہ کو اپنی کمان کی احتیاج
عاشق شیدا ہو نمین لب خشک ہین ترشم ہے ۔۔۔ پوچھتے کیا ہو عیان کو کیا بیان کی احتیاج
چبھ کے کانٹے نے کیا احسان گویا پاؤن پر ۔۔۔ تھی دہان آبلہ کو بھی زبان کی احتیاج

پیش منعم سے کو غیرت نے کیا یہ منفعل ۔ زرد رنگت ہو گئی جسدم بیان کی احتیاج
اہی نے طالع سگان یار آئے قبر پر ۔ کھینچ لائی انکو میرے استخوان کی احتیاج
ہاد تعالی وصف بام یار کچھ موزون کروں ۔ ہی زمین شعر کو بھی آسمان کی احتیاج
سایہ دیوار جانان کی محبت چھا گئی ۔ تھی مکان دل مین انپے سائبان کی احتیاج
دیکھتے ہین جھک کے اپنے مینہ پر داغ کو ۔ ہمکو ہوتی ہے جو سیر بوستان کی احتیاج
تخط لانے کو بیٹھے ہین وہ تقدیر لونگی فرد ۔ ہی پئے قط گیر میرے استخوان کی احتیاج
پر نظر ہو کو ہی زلف ایدل سنجا تنہا دمان ۔ نالے آہین ساتھ لی ہے کاروان کی احتیاج
تلکے چنوائی ہے کیا کیا آمد فصل بہار ۔ بوستان مین بلبلونکو آشیان کی احتیاج
اسکو کہتے ہین کشش جب حضرت یوسف سے ۔ کھینچ لائی چاہ پر خود کاروان کی احتیاج
قصہ میرے بخت خفتہ کا سنو آجائے نیند ۔ تمکو وقت خواب اگر ہے داستان کی احتیاج
دود آہ عاشقان کافی ہے دیکھو ہر دو ۔ اونکے کوچے مین نہین کچھ آسمان کی احتیاج
کیون نہو چاہ زنخدان پر ترے خط کا ہجوم ۔ یوسف دل گر پڑا تھی کاروان کی احتیاج
زلف کی پاکر محبت دل کو چھینا اسنے جب ۔ ہنس کے یہ کہنے لگا تھی عطر دان کی احتیاج
زلف کا عاشق ہو نہین ظاہر پریشانی تری ۔ مشک بو دیتا ہی خود کیا امتحان کی احتیاج
شامیانہ کھنچتے ہی پہنچا جنازہ تا بہ قبر ۔ کشتی تابوت کو تھی بادبان کی احتیاج

تخت شاہی سے بھی ہے بہتر لطافت جانتا
اس گدا کو ہے علی کے آستان کی احتیاج

آتے ہی اس جہان مین ہوا مبتلاے رنج ۔ ہمزاد کی طرح ہین مرے ساتھ آے رنج
بازار عشق مین جو دیا دل تو پاے رنج ۔ ہم خوش خرید شدت سودا ہین لاے رنج
گردش سے اسکی ہاے زمانے مین پاے رنج ۔ دانا نہ کیون فلک کو کہین آسیاے رنج
انجام کار کیون نہ ٹھکانے لگاے رنج ۔ جب ابتداے عشق مین ہو انتہاے رنج

عاشق کے دل مین قید ہے مدت سے ہائے رنج
زندان عجب خدا نے بنایا برائے رنج

دل سے مرے نکلنے کا گر حکم پائے رنج
فرط خوشی سے پھر تو نہ پھولا سمائے رنج

اسراف کا کنہ نہین کہہ سکینگے حشر کو
ہے تو مال وزر کے عوض مین اُٹھائے رنج

پہنا جو خلعت آگئی فوراً کفن کی یاد
[illegible] رہا قبائے خوشی پر عبائے رنج

آدم جو آئے خلد سے دنیا مین یہ کہا
[illegible] نہ تھی یہ انتہائے رنج

مجھ سخت جان کو پیس نہ ہجر بتان مین تو
[illegible] پینا آئیگا اے آسیائے رنج

لکھتا ہون خط مین آج نہین آرزو گی کا حال
کاغذ پہ ہے صریر قلم یا صدائے رنج

مہمان ہوا جنون کا جو زندان مین جاکے مین
بیڑی پنھائی لاکے کہا ہے یہ پائے رنج

بے یار جام مے ہے بنا دیدۂ پُر آب
ہے میکدے مین قلقل مینا صدائے رنج

گردش نصیب کو ہے یہ لغزش نہین مجھے
اچھا ملا ہے قطب پہ آسیائے رنج

عاشق کو سبز بخت کیا اور سرخ چشم
طرفہ بہار آئی چلی جب ہوائے رنج

دل مین بھری ہین خال کے بوسی کی حسرتین
تل رکھنے کی جگہ نہین کسطرح آئے رنج

دل سے اوٹھی جو گرد ملال اور دود آہ
سمجھین یہ فلسفی کہ ہے ارض وسمائے رنج

آزردگی کا خط جو وہ قاتل لکھے مجھے
خنجر ابھی تو بنکے کرے ذبح رائے رنج

سورہ لکھو کفن پہ الف لام میم کا
عاشق ہے کشتۂ الم و مبتلائے رنج

پھر غیر کی طرف نظر مہر ہو گئی
ہی آپ کے ہمارے یہی تو بنائے رنج

آیا ہو بہر وصل تو آزردہ ہے وہ شوخ
چہرے پہ ہے نقاب کے بدلے ردائے رنج

ہلدی ہے آپ نوحہ جو ہون شاخ زعفران
پہنی ہے زرد رنگ کی مینے قبائے رنج

شوریدہ سر کہان ہین یہ سودا خریدلین
فرہاد بیچتا ہے جو سر پر اوٹھائے رنج

داغ جنون کا دے کے عمامہ قبائے رنج
کار عشق نے ہے مخلع کیا ہمین

معدوم ہو کے عشق دہن مین جو آئی موت
احباب نے جنازے کے بدلے اوٹھائے رنج

ملتا ہون راتدن کف افسوس بہر قوت | مجھہ سخت جان کے ہاتھہ مین یا آسیا سے رنج

کہدینگے روز حشر لطافت دم حساب
خون جگر پیا تو سدا ہمنے کھائے رنج ۵

کیا منزلت ہی کیا ہی ترے شہ نشین کا اوج | ہی پست اسکے سامنے عرش برین کا اوج
پایا ہی بام یار نے عرش برین کا اوج | ہی رفعت مکان سے ہویدا مکین کا اوج
کہینچے نہ دور آپ کو خالق جو دے عروج | آخر زمین پہ پھینکتا ہے انگبین کا اوج
میرے بلند قدر کے رخ کا پڑے جو عکس | حاصل ہو ذرہ ذرہ کو مہر مبین کا اوج
دی اسنے نور تن مین جگہہ لے کے آنکھہ سے | دیکھو تو میرے لخت جگر کے نگین کا اوج
ہی عاشق ذلیل سے معشوق کا عروج | دیکھو نگس کی وجہ سے ہے انگبین کا اوج
مضمون بام یار غزل مین جو ہونگے نظم | کر دے گا آسمان کو پست اس زمین کا اوج
بن بن کے گرد باد گئی تا بہ آسمان | اللہ رے خاک عاشق صحرانشین کا اوج
اسفل کشادہ دل ہین تو اعلی ہین تنگ چشم | دامن ہے دور چرخ مین پست آستین کا اوج
تہی پنجتن کے نام سلیمان کی مہر پر | ہوتا نہ شش جہت مین بھلا کیون نگین کا اوج
پھیکون اگر مین نشہ مین ساغر شراب کا | ہو جاے پست کاسہ مہر مبین کا اوج
سر تاج عرش کے شب معراج ہوگئی | اللہ رے کفش پاے شہ مرسلین کا اوج
روشن مرے حسین کے قدم سے ہین دو جہان | جنت مین بس ہے حسن رخ حور عین کا اوج
کیا غم اگر ہے پلہ اعمال کو حضیض | میزان مین اکطرف تو ہی میری یقین کا اوج

اسم علی ہے دل پہ لطافت کے کھد گیا
اس نام کے سبب سے ہوا اس نگین کا اوج

ردیف جیم فارسی

جذب سے اپنی طرف اوسکو کسی تدبیر کھینچ
ای دل شیدا کوئی تو آہ پُر تاثیر کھینچ

ای مصور تو جو مجھ دیوانے کی تصویر کھینچ
سلسلہ وحشت کا باقی رکھ مع زنجیر کھینچ

چشم مین ای ترک مژہ کی کبھی نخچیر کھینچ
اصفہانی قتل عاشق کے لیے شمشیر کھینچ

ہی کشیدہ یار دل سے آہ پُر تاثیر کھینچ
تیز ہین اغیار تو بھی میان سے شمشیر کھینچ

کس قدر تھی سنگدل شیرین کہ فرہاد اسکی
سختیان اے کوہکن تو بہر جوئے شیر کھینچ

ای مصور تو بناتا ہے جو نقشہ یار کا
لطف ہو بیساختہ پن کی اگر تصویر کھینچ

عشق ابرو تیز ہوتا ہے نہ دکھلا تو ہلال
بیگنہ سر پر نہ میرے اے فلک شمشیر کھینچ

ای کمان ابرو تری مژگان نے توڑا دل مرا
پارتو دے کے ہوے ہین اب تو اپنے تیر کھینچ

خاکساری سیکھ سونا مر کے ہوگا خاک مین
صفحہ دل پر یہ عمدہ نسخہ اکسیر کھینچ

ہی تغلی کیلیے اکدن فنا تجکو بھی ہے
آپ کو اتنا نہ دوراے آسمان پیر کھینچ

وصل کی شب کا اگر ہے روز فرقت انتظار
رات ہو اسطرح کا اک نالہ شبگیر کھینچ

زلف جانان کا سراسر وصف انقاش ہے
بدلے بدل کے مرے دیوان پر زنجیر کھینچ

میرے گل کے عارض خوشرنگ سے کی ہمسری
باغبان تو پوست لالے کا دم تعذیر کھینچ

شوق یوسف مین زلیخا روز کہتی تھی یہی
طول مدت تک نہ یون ای خواب کی تعبیر کھینچ

عشق صادق ہے ترا اپنا گلے مین سونے
دار پر اے سرو قمری کو نہ بے تقصیر کھینچ

ہجر مین کر اے کمان لب نشانہ غیر لوہ
ترکش دل سے کوئی آہ رسا کا تیر کھینچ

خاک سے پرہیز کیا مٹی مین ملجائیگا تو
کبھ سے دامن نہ یون اے صاحب توقیر کھینچ

ہمسری کرتی ہے اوسکے شعلۂ رخسار سے
شمع محفل کی زبان لازم ہے اے گلگیر کھینچ

ای لطافت گر نہین ہے کربلا جانیکی کل
صورت مانی تصور ہی مین تو تصویر کھینچ

تمکو یکتائی کا دعوی کیون ہی جانان جھوٹ ہے
آئنہ دیکھو تو کھلجائے مرے جان جھوٹ سچ

حسن کا دعوی بہت کرتی ہین پریان جھوٹ سچ
آوسکے تلوے سے جو ہم سر سون کھلی ہان جھوٹ سچ

گرتے پڑتے جاتے ہین اسکے جب ہم ناتوان
ٹال دیتے ہین غضب ہے کہکے دربان جھوٹ سچ

کاذب وصادق ہوے ہم دیونکے سامنے
صبح ناحق چاک کرتی ہے گریبان جھوٹ سچ

دیکھ لین اوس لب کی سرخی کو تو پھر کھلیگا رنگ
بیچتے ہین جوہری لعل بدخشان جھوٹ سچ

امتحان ہوگا پڑین اوس چاہ زنخدان آمکر
غیر رکھتے ہین ترا عشق زنخدان جھوٹ سچ

عشق زلف اسکی کیا جبکہ پریشان ساعت نے
ہنسکے وہ بولے کہ ہین خواب پریشان جھوٹ سچ

زندہ اب ہوتا تو دیکھ لیتا محبوب ہم
خوب دعوی کر دیا باطل دم عیسی نے

شمع کا ایما ہی ہین گویا نہین اپنی زبان
ہی زبان لیکن نہ غیبت طعن ہتان جھوٹ سچ

دفعتاً ایسی چلی اولٹی زمانے مین ہوا
قہر ہی سچ جانتے ہین جھوٹ انسان جھوٹ سچ

صورت عاشق اگر سکتہ ہو تو فلعی کھلے
دیکھنے کو ہے فقط آئینہ حیران جھوٹ سچ

چشم عاشق کی طرح دریا بہائے تو ہی لطف
ہی برستا چند دن ساون مین باران جھوٹ سچ

میرے گل کی قد کی موزونی نہ پائیگا کبھی
دیکھنے کو راست ہے سرو گلستان جھوٹ سچ

چشمہاے غول گہ روشن کبھی خاموش ہین
نخد مین ہے قبر مجنون پر چراغان جھوٹ سچ

بیچ اوٹھائیگا عبث تقلید زلف یار کی
ہی خدا کی شان سنبل بھی پریشان جھوٹ سچ

سبکو وحشت کی ہوا لگتی ہے باغ دہر مین
ہان شجر بھی کچھ دنون رہتے ہین عریان جھوٹ سچ

صبح صادق اور کاذب سے ہوئی ظاہر یہ بات
ہو گیا پیر فلک کا بھی نمایان جھوٹ سچ

مین ہی دیوانہ ہون جو ہون عمر بھر صحرا نشین
قیس نے کچھ دن بسایا تھا بیابان جھوٹ سچ

ای لطافت تابع احکام حیدر جو نہین
ہی زبانی اونکو عشق شاہ مردان جھوٹ سچ

آشنا ونمین ہین وہ دریا پہ ہے مشکل پہنچ
آہ بنکر تو بھی ایدل تا لب ساحل پہنچ

ہوئے تو بھی نمرہ عشاق میں شامل ہوئے
دلبری کرتا ہے وہ جان جہان اک دل کے بیچ

ہم سریع السیر کیا آہ جو میں تیز کروں
شعلہ سا آہ کی ہی سیکڑوں منزل کے بیچ

دل کو مجھ مجنوں سے بیچ و خم سے حال
حیرت لیلےٰ تری خاطر ہے یہ محمل کے بیچ

گریہ ہی دل مرا پیادہ رشک ابر بہار
بیلہ سے خضر بیابان دم مشکل کے بیچ

وصل کی شب ہے وہ مہ دست دعا سونے کو ہو
طشت بنکر آسمان سے اے مہ کامل کے بیچ

ننگ کا حائل ہے دریا کیا تصور اسکا ہے
لے کے کشتی چشم کی اے دل اب ساحل کے بیچ

ضعف کہتا ہے نہ راہ عشق میں
وہ سلسلہ کہتا ہے بڑھ چل بلکہ تا منزل کے بیچ

[illegible] اوس دے [illegible]
[illegible] یہاں داغ دل کا اسے [illegible]

[illegible] اوس دلبر کو ہم
[illegible] تکرے ہوئے جلد اوس دل کے بیچ

[illegible] دل تک پہنچتی ہے کہاں
[illegible] کیا بڑھکی ہوا کی منزل کے بیچ

[illegible] کو تیغ کی گھات
[illegible] ہر غریق بحر کی ہوگئی ساحل بیچ

ہر بگولے کو دکھا کر فلک سے کہتا ہے غبار
بحر میں وہ دیکھ لیلےٰ کا ہے محمل کے بیچ

[illegible] ہے کشتی
چشم سے تا آبنے کر کس منزل کے بیچ

کوچہ جانان میں اور ترے اطراف جانکنی
خاک ہی ہوجائیگے ہم پھر ہے کیا مشکل کے بیچ

ردیف ہائے ہوز

سہا ہو کام کرے میرا نامہ بر کی طرح
تو اوڑ کے خط اوسے پہنچے ابھی خبر کی طرح

[illegible] وہ کان میں پاتوت سرخ کا پہنا
پہنچ کے لوبن تری اوڑ چلا شرر کی طرح

[illegible] پھر آئیگا ابھی آہ بے اثر کی طرح

کیا ہے الفت موے میان نے زار اسکا
نہان ہوا ہون نظر سے تری کمر کی طرح

خیال لبر سے سا نہیں ہے دل پر داغ
ہمیشہ پاس ترے چاند ہے سپر کی طرح

جنون میں تا بہ کلوے ہے جو اشک کا رہا
ہوا ہے طوق گلے میں مرے بھنور کی طرح

ہوا زبان حریفان سے دل میں جب ناسور
تب آبروہی جہانمیں ملی گہر کی طرح

ادھر نہ سوے مہ نو یہ پر خیال انگشت
ہلال شق ہو نہ ایجان جان قمر کی طرح

قریب سوے میاں ہاتھ جو وا ہے میں ہم
چمک ہے آپ کی تلوار میں کمر کی طرح

جو وقت صبح وہ خورشید بام پر آئے
زوال مہر کو ہو جائے دوپہر کی طرح

عجیب ہے لب شیریں یار کی تاثیر
مٹھاس پاکی ہے مسواک نیشکر کی طرح

بشر جہان میں کسی دن نبوت کو پہنچے
ہمیشہ ساتھ ہی کافر ہو سحر کی طرح

دو تیرہ بخت ہو نہیں ہوں پاد شمن دولت
سدا ہوں خانہ بدوش اسکندر کی طرح

بلاے پاس اشارے سے چشم کی وہ یار
تو جاؤں دور کے آنکھوں سے میں نظر کی طرح

وہ بہر قتل ہے تیار سلطنت کا ہے لطف
کہ تیغ سر پہ کھنچی ہے ہما کے پر کی طرح

خیال ہی ترے دندان کا آنسو میں ہوں خوش
تن نحیف و ارشتہ گہر کی طرح

شب فراق ہوا انتظار صبح کا جب
تو کان بجنے لگے ہر گھڑی گجر کی طرح

ملا یہ دشت میں سودائے خام سے مجھے پھل
دو بار ماندس و خاشاک میں ثمر کی طرح

کمال محنت و گردش سے ہاتھ آتا ہے
پھرائے سر کو شب و روز جب قمر کی طرح

فراق یار میں خاموش بیٹھا رہتا ہوں
زبان سے نطق بھی جاتا رہا اثر کی طرح

غرور و کبر سے سلطان جو تاج پہنے ہے
یہ اک جنون کا تمغہ ہے داغ سر کی طرح

ہمارے گھر میں لطافت ہے چاندنی چھٹکی
بکھر کے آئے ہیں وہ رات کو قمر کی طرح

جو روؤں الفت دندان میں ابر تر کی طرح
زمیں پہ اشک ہوں غلطاں ابھی گہر کی طرح

پھلا کلام تو بہیودہ اعتراض ہوے
گلائے سنگ گراں نخل پر ثمر کی طرح

رقیب آئے ترے پاس ہون وہ سوختہ تن ۔ کہ سنگِ فرش مین چھپ جاؤنگا شرر کی طرح
جہانمین دولتِ منعم ہے دیکھنے کی بہار ۔ کبھی کا کام نہ نکلا گاون کی زر کی طرح
ہر ایک دن ہے ہزارون برس کا فرقت مین ۔ ہر اک گھڑی ہے قیامت کی دوپہر کی طرح
بناہون لاغری وضعف سے تماشا مین ۔ اوڑائی پھونک کے وہ طفل کیون نہ پرکی طرح
کہا جو مے سیان کو عدم تو حال کھلا ۔ صنم نے کھینچ کے باندھا مجھے کمر کی طرح
اوٹھائے بار طلا سر پہ بنکے ہندو کون ۔ کسے دماغ رکھے تاج یا نور کی طرح
عیان ہے نور کا اوس گرد ن سپید پہ خال ۔ چمک رہا ہے عجب انترِ سحر کی طرح
گیا ہے صبح شبِ وصل یا رہو ماتم ۔ سحر ہے سینہ زنی چاہیے گجر کی طرح
بخیل جو ہین برا کیون سخی کو کہتے ہین ۔ رہن کو بند رکھین کاش اپنے زر کی طرح
گلے سے اوسنے لگایا نہ وقتِ رخصت ہے ۔ یہ داغ لے کے چلے توشہ سفر کی طرح
کہا تھا شام کو آؤنگا آئے پچھلے پہر ۔ تمہارے وعدہ ہین کاذب ہوئے سحر کی طرح
خدا کمال اگر دے تو انکسار کرے ۔ زمین پہ سر کو جھکائے پھلے شجر کی طرح
فشارِ قبر سے آغوشِ مادر آیا یاد ۔ تپک تپک کے سلایا مجھے پسر کی طرح
صدا دہان صدف سے یہ روز آتی ہے ۔ نکل کہان سے تو ہے آبرو گہر کی طرح
مین آیا صبح کو کب جھوٹ سچ کہا کسنے ۔ خبر نہ کاذب و صادق صنم سحر کی طرح
نہ مجھ تک آئے ہایا میرے قاتل کو ۔ یہ بخت تیرہ رہا بیچ مین سپر کی طرح
سحر سے کوچۂ جانان مین گرم ہے بازار ۔ کھنک رہا ہے کٹورا یہان گجر کی طرح

جہان مین سبز لطافت نہ کیون ہو کشتِ عمل
غمِ حسین مین روتا ہون ابرِ تر کی طرح

عشق ہی تیری بھوون کا تیز او آرام روح ۔ بنگیا ہے تیغ ابرو کا نیام اندام روح
دل کی صورت آج پہلو مین ہے وہ آرام روح ۔ عیش و عشرت سے مبدل ہوگئی آلام روح

تیری زلفون کا ہے سودا ابتو اور آرام روح
اندنون شاید سیہ ہے بخت نافرجام روح

پاؤن قاتل کے پڑے ہین جب اور اُٹھے آتش سر
کیا قدم جاتا ہی اپنا تو سن خوش گام روح

یون شراب سرخ شیشہ مین ہے ساقی نے بھری
ہو دل شفاف سی جیسے عیان اندام روح

ہجر قاتل مین یکائے بھی عدو ہو جائیگے
تیر ہو ہو کر پھر یگی حلق پر صمصام روح

زلف جانان سے دل مُردہ نکل کر یہان کھیلے
کھیلتے ہین ہم شکار اکثر بچھا کر دام روح

موت بھی آفاق مین در دکفن سے کم نہین
خاک کر کے تن برہنہ کر دیا اندام روح

ساقیا فصل بہار آئی ہی بھر سب مین شراب
چشم کے پیمانے دو ہین شیشۂ دل جام روح

حکم حق سے کعبۂ دل مین نکیون داخل ہو
غیب کے پردے سی آیا جامۂ احرام روح

ہجر کی شب ہر گھڑی آتی ہے نالونکی صدا
دل کا ہی گھڑیال بجتا جب ہی بھرتا جام روح

جسم خاکی سے سفر کا قصد ہے سوئے عدم
نالے ہر دم ہجر مین لاتے ہین یہ پیغام روح

کندنی رنگونکی الفت بھی عجب اکسیر ہے
پکا سونا دل بنائے گا طلائے خام روح

ہو گرفتار اپنی آرائش مین او جان جہان
ہو دوپٹہ تیرا گلشن لیٹ کا گلدام روح

فصل خالق سے فضا ہی خوب ہوتی ہے بسر
دل ہے گھر در ہے دہن سینہ ہی میرا بام روح

عشق گلرخسارگان کی کھٹک سے یہ بہت بیچین ہی
پاؤنمین کانٹی چبھے ہین اُٹھ سکے کیا گام روح

دل کا بیٹہ استخوانون کا نیستان مل گیا
جھومتا پھرتا ہے ہر سو جسم مین ضرغام روح

سیلی بالون کی نہین سینہ پہ اُنکے تابہ ناف
ہی تن شفاف سی ظاہر ہوا اندام روح

زندگی تو ہے لطافت کی فقط دیدار پر
شکل تیری دیکھ کر جاتی رہی آلام روح

بنگیا گہوارہ دل جاتے رہے آلام روح
عشق صادق مین ہی ڈھرکن باعث آرام روح

لاغری سی بحر مین ہے جان جلنا آشکار
شمع ہو فانوس مین یا جسم مین انداز روح

آب و دانہ کھینچ کر دنیا مین لے آیا مجھے
جسم خاکی پھنس گیا فوراً بچھا تھا دام روح

دل جو اُڑا فرقت دلدار مین طوطی بولا
چشم سے آنسو ہوے جاری چلاک کر جلم روح

گریوہین اشکون کے دریا کا رہے گا شور
ڈیلا نا جائیگا اُن دن کنارہ خاموش روح

جسم مین آئے عدم سے تن سے جنت ہے گئی
ڈیلا نا آنا سے تر ہوا انجام روح

رند و سیری جان کی ہے ساتھ مثل
دل سے تیرے سے ہار جاتے ہم روح

آمد و شد ہے نفس کی نزع مین کیون
آرہے ہے کیا تماشا دیکھنے روح

جسم خاکی مین نہین رہنے کو اسکے
نور فرقت دیدہ آہ سے روح

آرزو پائے جو تیرا عشق زندان تن سے
نا دیا دل ہر دار سے روح

میرے سب احباب کو تڑپا دیا بسمل کیا
کھینچکر خنجر سے ابرو سے روح

عرش اعلے سے دل شہید اکر اسکی قدر ہے
روح یان ہے عرش پر جبریل ہے ہمنام روح

کیون مسلمان ہو نہ پیدا ہوتے ہی عضو
کعبہ دل سے مرے شایع ہوا اسلام روح

عشق مین افعال بد اغیار نے ایسے کیے
دل کی سنتا ہون ملامت راندن شتنام روح

دل مین سبکی آرزو ہر دم بھری ہے مثل جان
ہم عدد بھی آرزو سے ہے نام روح

بارش اشک مسلسل نے ہماری جان لی
کیا خضر و نداتھا کو نہی کا قصہ خام روح

آسمان نے زندگی مین اسقدر صدمے دیے
کانپ اوٹھے زیر زمین ہم سن یا بے نام روح

حرف اسکے ہین جدا ڈر ہے نہ جاے ذبح
صبح او مہ کر دیل مین نیتا نہین مین نام روح

دیکھ بچتا ہے گا آخر کو نہ یون ہر دم ستا
جان دے دیگا ادا فرقت تجھے او آرام روح

ہے رہے جو عشق مین ہم تار کی طرح
ہے بت کے پرے نرے زنار کی طرح

ساقی سے پایین ست قدح کر لیا کرے
رکھین اوب سے فرقہ دستار کی طرح

کرتے ہین وہ بنا و نظر جا سے
آئے سدراہ سے دیوار کی طرح

کیا بلبل آئی بھیس بدل کر بہار مین
کانٹا ہے گل کے پاس جو منقار کی طرح

استعارہ میرے منگنے نہ کیر نکلین ہو — گویا زبان دہن مین ہے تلوار کی طرح

بجیس ہو نین جہان مین نقطے کی ہے — گرد آسمان ہے خطِ پرکار کی طرح

صحرا کی ریگ ملصقہ زرین نے جسم پر — مجنون ترا ہے دشمن زردار کی طرح

آرام پاؤں آبلون نے دی ہے پاؤن — قسمت کے بیچ سر پہ ہین دستار کی طرح

کانٹے ہین منہ چڑاتے یہ بلبل سے کہتے ہین — جھنے اوڑائے کیا ترے منقار کی طرح

ہوتے ہین قتل شرم سے کیا ہم کرین گلہ — بائے طلب ہے حلق پہ تلوار کی طرح

تفسیر یار پارہ گلا دورا ہوے ہین — زیب گلو ہو رشتہ زنار کی طرح

منعم ہو مسکن اپنا یہ تعلی خدا سے ڈر — رکھہ آسمان نہ فرقہ دستار کی طرح

کوچہ مین اوسکے سایہ فگن ہون کراہ کر — حیرت بڑھی تو اٹھونگا دیوار کی طرح

بلبل سے بحث باغ مین کرتے ہے کیا بجا — پہلی کلی جو ہوتی ہے منقار کی طرح

[illegible] — تلوار بیچ مین رہی دیوار کی طرح

دنیا [illegible] — دو پاؤن جمے پائے ہین پرکار کی طرح

کس ہے مجال برہمن سے خلاف کرے — تسبیح ہر اک گلے مین ہے زنار کی طرح

بنتے ہین لوگ کوچہ جاناں مین بیخبر — حیرت سے ہون جو قہقہہ دیوار کی طرح

کس مہ کے ابرون نے بنایا ہے برجیس — مالا سر و سیو نمین ہے زنار کی طرح

ہی چاندنی جو بھاگتی تجھ تیرہ بخت سے — کیا سیکھے اُنکے سایہ دیوار کی طرح

ہی جستجوے قبر عناصر ہین کھینچتی — یہ نفس مردہ کوہین لیے چار کی طرح

حائل طمع ہے قرب خدا کیا نصیب ہو — دستِ دعا ہین بیچ مین دیوار کی طرح

تابوت کے ہین زیب مرے اشک و دو آہ — سہرے کے مثل یہ ہین وہ دستار کی طرح

نایاب کسطرح نہ لطافت کے شعر ہون
مضمون بندہ گئے کمرِ یار کی طرح

تن سے نکلی ہے جو عشق گل رخسار مین روح
قبر مین زیر زمین جسم ہے گلزار مین روح

دل کے ہمراہ گئی گیسوے دلدار مین روح
آج کل سیر کیا کرتی ہے تاتار مین روح

کون سا غیرت یوسف سر بازار آیا
بدسے بیعانہ کسے ہی ہے خریدار مین روح

دیکھتا ہے جو مجھے جان کے گھٹ جاتا ہے
ای پری کیا ہے ترے سایہ دیوار مین روح

فصل گل مین نہ چمن سے اسے لیجا صیاد
بلبل زار نہین ہے تن گلزار مین روح

جائے کس طرح نکل کر کہ عناصر مین ہی قید
آ کے فردوس ہوی کیا گھر گئی ان چار مین روح

باطنی حسن ملی خوبی سیرت پائی
حور پرستان مین نہان ہے کہ تن یار مین روح

یا خدا جلد کسی غیرت یوسف کو بھیج
بیچنے نکلی ہے دل عشق کی بازار مین روح

حضرت عشق نے کیا تفرقہ ڈالا افسوس
گھر مین تن زلف مین دل کوچہ دلدار مین روح

بیوفا یار پہ دے کوئی نہ جان شیرین
بعد فرہاد یہی کہتی ہے کہسار مین روح

زندہ زاہد پہ برابر ہے عطاے خالق
دیکھو کیسان ہے تن غافل و ہشیار مین روح

زندگی بادہ کشی کے ہے سہارے پہ مدام
مے ہے شیشہ مین بھری یا تن میخوار مین روح

تیر جوڑا کس ادا سے ہے کمان مین تمنے
بوسے لیتی ہے نگاہون کی آئی جو سوفار مین روح

پھر گلگشت پہ کرتی ہی بہار آتی ہے
کوئی بلبل ہے قفس مین کہ تن زار مین روح

باہین ڈالونگا گلے مین جو ترے مین لاغر
برہمن سمجھین گے ای بت کہ ہی زنار مین روح

غول کے غول ہوے چال کے پیرو ہمراہ
پائی ہر نقش قدم نے تری رفتار مین روح

چلنے پھرنے سے سر معرکہ ہوتا ہے ثبوت
دم شمشیر نہین ہے تری تلوار مین روح

وعدہ وصل پہ ٹھہرا مرا مرنا جینا
موت آئی تری انکار مین اقرار مین روح

ای لطافت اوسے سمجھون مین حیات ابدی ہے
تن سے نکلے جو رواق سر ابرار مین روح

ردیف خاے معجمہ

آمد ہے خط کی ہے وہ رخ لاجواب سُرخ — وقتِ طلوع جیسے کہ ہو آفتاب سُرخ
ہی گلرخون کے ہجر مین چشم پُرآب سُرخ — برسے گا خوب جم کے اُٹھا ہے سحاب سُرخ
ہوگا لہو سے آج ہراک شیخ و شاب سُرخ — چہرہ ہے میرے تُرک کا وقتِ عتاب سُرخ
کیا وصل و میکشی مین گذرتی ہے رنگ سے — معشوقِ سبزہ رنگ بغل مین شراب سُرخ
خوناب چشم عیب گلون کی کشش مین جان — ہی نقص کی یہ بات کہنچے گر گلاب سُرخ
پھوٹا ہی رنگ گل سے ترے عارضو کا کیا — شوخی سے عکس پڑ کے ہوئی ہے نقاب سُرخ
پھولی شفق جو شام کو سمجھے یہ بادہ کش — شیشہ مین آسمان کی بھری ہی شراب سُرخ
دھانی ہی جوڑا اوسکا تو رخسار لال لال — اک شاخ سبز پر ہین کھلے دو گلاب سُرخ
رویا مین دیکھا ہمنے کسی لالہ رو کو کیا — آنکھین بغیر وجہ نہین بعد خواب سُرخ
اے شہسوار آتشِ رنگِ حنا ہے تیز — رکھتی ہے پاؤن دم مین نکیون ہو رکاب سُرخ
بوسہ لیا ہی مینے جو اُس لالہ فام کا — زردی کے بدلے رخ ہی ہو وقتِ حجاب سُرخ
ہونا ہے رتی رتی کا پیش خدا سوال — آجائیگی شمار مین وقتِ حساب سُرخ
اعلیٰ ہی نشۂ مے کا عجب رنگ و کیفیت — آنکھون کو پہلے کرتی ہے دیکھو شراب سُرخ
بھڑکی ہی دل مین آگ حرارت کی ہے دلیل — پوشاک ہے پسند جو وقتِ شباب سُرخ
صحبت کوئی ہو جو ہر ذاتی کا پر ہے رنگ — مانند خون کے تیغ کو کرتا ہے آب سُرخ
ایما ہی قتل کرنے کا سمجھا یہ نامہ بر — کاغذ منگایا اُسنے جو بہر جواب سُرخ
تارِ شعاعِ مہر پہ لکنہ شفق کا ہے — ریشِ سفید پیرِ فلک پر خضاب سُرخ
نہلا کے اُسنے خون مین لٹایا زمین پر — پوشاک کیا ہوئی ہے ہماری خراب سُرخ
لکھے ہین وصف چہرۂ رنگین یار کے — یہ وجہ ہے ہوئی جو ہماری کتاب سُرخ

کیا فصل گل مین رنگ سے گذری بہار ہو
بھردے گلابیون مین جو ساقی شراب سرخ

گلنار محرم آج ہے اوس سبزہ رنگ کی
دریاے سبز مین او بھر آئے حباب سرخ

عاشق کا خون پیا تو ہے کیسا برس رہا
ابر ے پھل اوسکی تیغ کا ہے یا سحاب سرخ

گرم آنسو دنمین سیخ مژہ پر ہین لخت دل
انگارون پر ٹھہرکے ہوے یہ کباب سرخ

یکرنگ رہ لطافت توحید آل مین
جنت مین جلے دینگے تجھے بوتراب سرخ

پھولون سے رنگ پر ہے نہال چمن کی شاخ
فصل بہار مین ہے شبیہ انجمن کی شاخ

بیمثل نازکی مین ہین دست صبیح یار
صدقے ہے انپہ یاسمن ونسترن کی شاخ

زلف سیاہ یار ہے خوشبو مثال مشک
ہو کنگھیو نمین صرف غزال ختن کی شاخ

اوس سبزہ رنگ کے جو تصور مین رُون مین
ہو جاے سبز بزم مین شمع لگن کی شاخ

وہ نازنین جو بال بنائے شب وصال
کنگھی بناؤن توڑکے نازکبدن کی شاخ

زیبا ہی قد یار پہ دھانی لباس کیا
تازہ ہری بھری ہے یہ سرو چمن کی شاخ

ایسی چمن مین جھک گئی پھولونکے بوجھ سے
دکھلاتی ہے بہار مین صورت دولھن کی شاخ

پھولون مین چاندنی کے لگایا ہی اسنے داغ
گلشن مین تیرگی ہے دکھاتی گہن کی شاخ

ظالم ہین دور چرخ مین سرکش ہو اسقدر
خنجر کا کام کرتی ہے ہر کرگدن کی شاخ

مسواک تیری دیکھکے آتا ہی مجکو رشک
کیا سونگھتی ہی شوق سے خوشبو دہن کی شاخ

پھولون سے ہے بھری ہوئی ڈالی نہ تو رین آپ
دکھلاتی ہے چمن مین بہار انجمن کی شاخ

غربت مین گرچہ باغ ہو لیکن ہی مثل دشت
پھولون کی اک چھڑی ہی نہال وطن کی شاخ

جھولا درخت مین ہے پڑا جھولتا ہے یار
جھک جھک کے لے رہی ہین بلائین سنکی شاخ

طوبی سے حلہاے جنان شیعہ پائینگے
تدبیر بس کریگی ہر اک پیرہن کی شاخ

کیا رنگ پر بہار مین ہے ہر درخت باغ
پتے زمرد ین ہین عقیق یمن کی شاخ

ہون ناتوان بتون کی محبت مین دو عصا
ہو قطع دیر سے شجرِ برہمن کی شاخ

آیا ہے خطِ یار بنانے تو ہے بہار
حجام کا ہی ہاتھ کہ سیبِ ذقن کی شاخ

ہوا متحان طبع لطافت تو لطف ہے
موزون کرو تمام غزل مین کفن کی شاخ

دیکھو خلش رکھی ہے جو نازکبدن کی شاخ
ہی دہجیان لحد مین اوڑاتی کفن کی شاخ

بلبل نے آشیان مین قضا کی خزان سے ہائے
تدبیر چھال دے کے کرے اب کفن کی شاخ

آئے جو سمت مرقدِ عاشق تو پھل یہ پائے
ہر ساق پا ہو سوکھ کے دُرد کفن کی شاخ

مثلِ قضا جو آئی خزان مُردہ کر دیا
شبنم سی باغ مین ہوئی طالب کفن کی شاخ

بادِ خزان چلے گی تو بدلیگا رنگ باغ
سمجھے گی زرد پتون کو چادر کفن کی شاخ

ہندو کے مُردے لپٹے مشجر مین پھنک گئے
کیا جل اوٹھی ہر ایک درخت کفن کی شاخ

گر سدرِ صحن شہ سے لطافت تجھے ملے
تا حشر پھر ہو باعثِ عزت کفن کی شاخ

سوکھی ہی یون خزان مین نہالِ چمن کی شاخ
جیسے ہو خشک دشت مین ہر اک ہرن کی شاخ

آتا ہوا سکی چشم و مژہ کا جو مجکو دھیان
کارِ سنان ہی دشت مین کرتی ہرن کی شاخ

سرمہ جو چشم یار مین دُنبالہ دار ہے
وحشی پکارتے ہین کہ دیکھو ہرن کی شاخ

وحشی وہ ہون جو برسے مرے آنسو ونکا مینہ
ہو جاے سبز دشت مین ہر اک ہرن کی شاخ

خوش چشم ہو حسین ہو بناتے ہو بال روز
بنواؤ شانے یا رنگا کر ہرن کی شاخ

مین آہِ آتشین جو کرون دشت جل اوٹھے
روشن ہو مثل شمع کے ہر اک ہرن کی شاخ

نکلی سواری آپ کے وحشی کی دشت مین
آگے ہے برچھیان لیے ہر اک ہرن کی شاخ

وحشت مین مار زلف صنم آئے گا جو یاد
ناگن بنے گی دشت مین ہر اک ہرن کی شاخ

نکلا مہاسہ ابروے جانانہ قرب چشم
کوپل ہے تازہ ہمکو دکھاتی ہرن کی شاخ

سو دا کسی کی زلف کا انکے سر و نہین ہے
خمدار پیچ دار ہے ہر اک ہرن کی شاخ

وحشی کو تیرے دین یہ کفر اور جرید تین
دامن اوڑھا ئین دشت کا رکھین ہرن کی شاخ

وحشی کو کیا علائق باغ جہان سے کام
بی برگ و بے ثمر ہے ہمیشہ ہرن کی شاخ

وحشت مین چشم یار کے لکھتے ہو گر ثنا
خامہ بناؤ لے کے لطافت ہرن کی شاخ

ردیف دال مہملہ

دل مین رکھے گا اسے کون سدا میرے بعد
غم بہت روئے گا آکر مری جا میرے بعد

کوہکن کو وہ پہنچا مری جا میرے بعد
جانشین لو مرا شاگرد ہوا میرے بعد

ستم ایجاد یان عاشق ہی کے دم تک ہین فقط
نرہیگی تری بیداد و جفا میرے بعد

خون عاشق کا بہایا تو ہوا دونا حسن
رنگ لائی ترے ہاتھون کی حنا میرے بعد

حسن کہتا ہی حسینون سے غنیمت سمجھو
منہ لگائے گا تمھین کون بھلا میرے بعد

قبر پر جمع ہین رونے کو مثال احباب
حسرت و یاس و غم و رنج و وفا میرے بعد

قتل عاشق کو جو کرتے ہو برا کرتے ہو
کون اٹھائے گا کہو ناز بھلا میرے بعد

جای عبرت ہی جوانون سے یہ کہتا ہی شباب
یاد برسون ہی کروگے نجدا میرے بعد

کرلے کانٹون کی زبان خوب سے سیراب اے دشت
مجھسا آئے گا نہ پھر آبلہ پا میرے بعد

کہکے عاشق مرے دلبر نے پکارا سر قبر
مستجاب آج ہوئی میری دعا میرے بعد

کوے جانان مین مری خاک کو پہنچا دینا
کرنا احسان یہ اے باد صبا میرے بعد

دے کے فقرہ جو نکالا مجھے اپنے گھر سے
آپ کے پاس رقیب آئیگا کیا میرے بعد

پوچھتا ہے گل تر باغ مین ہر بلبل سے
کہہ خزان مین ترا کیا حال ہوا میرے بعد

قیس نے آکے کہا خواب مین مجھ وحشی سے
کون دنیا مین ہی اب تیرے سوا میرے بعد

روح قالب سے نکل کر یہ صدا دیتی ہے — ہائے ویران رہیگی یہ سرا میرے بعد

زیست کہتی ہی لطافت سے کہ کر نیک اعمال
جز پشیمانی و افسوس ہے کیا میرے بعد

چشم جانان مین عجب حسن دکھلاتی ہی نیند — یہ وہ شیشہ ہی پری بنکر اوتر آتی ہے نیند
بعد مدت کے مری آنکھونمین جب آتی ہے نیند — چشم پرنمرگان کا گھونگھٹ لے کے شرماتی ہی نیند
صورت معشوق کیا عاشق کو ترساتی ہی نیند — غمزہ و ناز و ادا سے ہجر مین آتی ہی نیند
ہین وہ کم سن وصل کی شب جلد آجاتی ہی نیند — شرم بنکر انکھڑیونمین شام سے آتی ہے نیند
عشق خال روے جانان مین کسے آتی ہی نیند — رات بھر تارے گنا کرتا ہون اوڑ جاتی ہی نیند
چشم جانان پر ہی بیجاتی اگر آتی ہے نیند — سرمہ بنکر بر کسی آنکھونمین رہجاتی ہے نیند
منتظر رہتا ہون پہرون پر نہین آتی ہی نیند — ہجر کی شب کس جگہہ پر جاکے سو جاتی ہے نیند
حال دل کہتا ہون جب کم سن ہین سو جاتے ہین وہ — کس مزے کی ہی کہانی سنکے آجاتی ہے نیند
بعد مدت کے شب وصلت جو ہوتی ہی نصیب — بخت خفتہ کا برا ہو شام سے آتی ہے نیند
شبکو بی معشوق سوتے کیا ہین مر رہتے ہین ہم — ہجر جانان مین اخ الموت ایسی کہلاتی ہی نیند
ٹھنڈی سانسین بھرتے بھرتے ہجر مین آہی خوش — سرد ہوتی ہی ہوا جب مجکو آجاتی ہے نیند
نزع مین یسین پڑھتے ہی نکلجاتا ہے دم — جب کہانی یار کی سنتے ہین آجاتی ہی نیند
پوچھتا انسے اگر ملتے مجھے اصحاب کہف — کس طرح تمکو فراق یار مین آتی ہی نیند
وصل کی شب خواب غفلت سے نہین وہ چوکتے — چشم کو کیا جان کر گہوارہ سو جاتی ہی نیند
اُس حسین کا ہی تصور رات بھر رہتا مجھے — بدگمان ہوتا ہونمین آنکھونمین کیون آتی ہی نیند
عاشق و معشوق مین ہوتی ہین باتین رات بھر — میرے خلوتخانے مین کیا آئے شرماتی ہے نیند
آنکھین ملکر ہی وہ قاتل صبحدم اوٹھ بیٹھتا — صیقل اُس تیغ نگہ پر خوب کر جاتی ہے نیند
وصل کی شب آنکھین تلوون سے ترے ملتا ہون مین — پای نازک سے سحر تک ٹھوکرین کھاتی ہے نیند

ہم شب اول لپٹ کر قبر سے یون سوئے ہین
جس طرح نوشہ کو پہلی رات آجاتی ہے نیند

اونگھہ کر گرتے ہین مجمع بزم مین کس حسن سے
جاگتے ہین بخت میرے اُنکو جب آتی ہے نیند

گذری غفلت مین جوانی آئی پیری ابتو چونک
رات بھر تو سوچکا تو دن کو بھی آتی ہے نیند

دیکھ لی ہی چشم خواب آلود میرے گُل کی کیا
دیدۂ نرگس مین گلبچین کیون نہین آتی ہے نیند

دارِ دنیا مین عجب خود رفتگی ہے کیا کہین
وای غفلت قہر ہے سولی پہ بھی آتی ہے نیند

جھومنا انگڑائیان لینا ہمین کرتا ہے مست
نشہ کی کیفیتین ساقی کی دکھلاتی ہے نیند

قمریان سوتی ہین شب کو سرو پر گلزار مین
اہل غفلت دار پر بھی دیکھہ لو آتی ہے نیند

وصل کی شب ناز سے لیتے ہین وہ انگڑائیان
کہہ رہے ہین چلکے ہم تم سو رہین آتی ہے نیند

وقتِ موت احباب روتے ہین تو سمجھاتا ہو مین
چُپ رہو کیون غُل مچاتے ہو مجھے آتی ہے نیند

ای لطافت چشم جانان کی لطافت کیا کہون
بند آنکھون کو کیے ہے پر نظر آتی ہے نیند

قفس مین بند ہوا جب کھلی زبان صیاد
ترے ستم کے سوا کیا کرون بیان صیاد

اگر گلاب سے دھووے مری زبان صیاد
تو گل کا حال کرون رنگ سے بیان صیاد

جو سوز دل کی کرون داستان بیان صیاد
مثال شمع کے جلنے لگی زبان صیاد

گلون کے ہجر مین کی اسقدر فغان صیاد
کہ سوکھ کر ہوئی کانٹا مری زبان صیاد

کبھی ہو چشم کبھی زلف مہوشان صیاد
ملی ہین بلبل دل کو کہان کہان صیاد

پھنسی ہے بلبل نالان عجب بکھیڑے مین
قضا قفس کی ہے دربان نگاہبان صیاد

بہار مین دل بلبل کے پار ہوتے ہین
یہ تیلیان ہین قفس کی کہ برچھیان صیاد

خدا کے واسطے کر خوف آہ بلبل سے
کہ توڑتا ہے غضب تیر بے کمان صیاد

قفس کی طرح سے ہے آشیان مین بند کیا
بنی ہے بلبل گلزار کو خزان صیاد

گلون کا عشق بھرا ہے پھنسے گی ہر بلبل
لگائے دام مین عاشق کی استخوان صیاد

فراق گل مین ہوا ہے تڑپ تڑپ کے یہ حال
قفس مین چند نفس کا ہون میہمان صیاد

یہ عندلیب کے اک مشت پر کی خواہش ہے
کہ روز لڑتے ہین آپسمین باغبان صیاد

نہین ہے یاد کوئی داستان اسیری مین
سناؤن پڑھ کے گلستان و بوستان صیاد

وہ عندلیب ہون بعد فنا بھی ہون نہ رہا
قفس بنائے مرے پر کے استخوان صیاد

اجل کو روح نے تن مین بلا لیا شب ہجر
جو میزبان ہوئی بلبل تو میہمان صیاد

قفس کے چاک سے نکلی جو بلبل لاغر
پھڑک پھڑک کے پکارا کہان کہان صیاد

فراق گل مین ہے بلبل نحیف بند نکر
قفس ہے اسکے لیے آہ کا دھوان صیاد

نہوگی بلبل و گل پھر خزان جب آئیگی
چمن مین اور رہین کچھ روز میہمان صیاد

پھڑک رہی ہے گلون کے الم مین بلبل روح
قفس بنی ہین مرے تن کی استخوان صیاد

قفس مین بند ہی بلبل تو نیلگون پوشش
نئی زمین نیا اب ہے آسمان صیاد

گلون کے عشق مین پانی کی جا گلاب دیا
یہ بلبلون کا ہوا ہے فراخ دان صیاد

مین وہ ہون بلبل خوش نغمہ باغ کی رونق
بناتے ہین مرا آ آ کے آشیان صیاد

قضا جو آئی تو سمجھا کہ دم چرایا ہے
ملا ہے بلبل نالان کو بدگمان صیاد

گلون کے ہجر سے بلبل کو ہے قفس مین جنون
پنھا منگا کے رگ گل کی بیڑیان صیاد

جو دیکھے پھول سے تلوے پھڑک گئی بلبل
بنے ہین دام ترے پاؤن کی نشان صیاد

بدن مین روح کی حافظ ہے ای لطافت سوت
ہمیشہ ہے پے بلبل نگاہبان صیاد

جو سنکھہ دیر مین کعبہ مین ہے اذان فریاد
غرض ہے عشق مین دونون جگہہ فغان فریاد

نکل کے لب سے گئی تا بہ لامکان فریاد
اب آگے بڑہ کی بھلا جائیگی کہان فریاد

کرون فراق مین کس سے مین ناتوان فریاد
بمشکل آئی ہے سینہ سے تا زبان فریاد

عروج پر شب فرقت ہے ہر زمان فریاد
گرائے کیون نہ رقیبونپہ بجلیان فریاد

نشانہ مجکو بنائے جو بخیطا وہ ترک ۔۔۔ زبان تیر سے کرنے لگی کمان فریاد
اثر دکھائے گا گر سوز عشق پر وانہ ۔۔۔ کرے گا بزم مین گلگیر بیزبان فریاد
جو کھینچون آہ ترے در پہ ہو جہان تاریک ۔۔۔ سمجھکے رات کہون ساری پاسبان فریاد
گلون کے عشق کا طفلی سے ہوگا دل پہ اثر ۔۔۔ کرونگا پڑھکے گلستان و بوستان فریاد
جو زرد ہوکے کرے نالے آپ کا بیمار ۔۔۔ بلند ہوکے بنے شاخ زعفران فریاد
فراق یار مین یہ سب رفیق ہین اپنے ۔۔۔ بکا ملال قلق یاس غم فغان فریاد
جو بیٹھکر لب ساحل اڈھیگا وہ ہم حسن ۔۔۔ کرے گا شور جو دریا تو مچھلیان فریاد
گلون کو دینگے اگر عندلیب کا پرسا ۔۔۔ کرینگے باغ مین ہم قرب آشیان فریاد
ہماری آہ ضعیف آسمان تلک پہونچی ۔۔۔ بنی فراق مین گر مثل نردبان فریاد
زمین پہ یون ترے نالان کو پیتا ہی فلک ۔۔۔ کہ آسیا کی ہو جس طرح درمیان فریاد
لرز رہے ہین جو اعضا تو آرہی ہے صدا ۔۔۔ تپ فراق مین کرتے ہین استخوان فریاد
تمہارے عشق مین پردہ ہے ابر کا رکھا ۔۔۔ زبان برق سے کرتا ہے آسمان فریاد
سفر بھی شور کرے گا جلا جلا اُف اُف ۔۔۔ کرینگے نارین جب ہم شرر فشان فریاد
جو عشق کوے حسینان انھین ستائے گا ۔۔۔ کرینگی سرو پہ کوکو سے قمریان فریاد
ہر ایک در پہ لگائے ہے اسلیے زنجیر ۔۔۔ اگر مکین سے ہو خالی کرے مکان فریاد
ہوا نہ ضبط کہ تھا خام عشق پروانہ ۔۔۔ جلا جو شمع پہ کرنے لگا فغان فریاد
ہوا سے باغ مین ہی برگہائے خشک کا شور ۔۔۔ گلون کے حال پہ کرتی ہے یہ خزان فریاد
بلند شور ہے قلقل کا مئی جو گھٹتی ہے ۔۔۔ مری طرح سے ہین کرتے صراحیان فریاد

فلک نے ظلم سے پیسا ہے اب لطافت کو
دوہائی حق کی ہے یا صاحب الزمان فریاد

وصال یار کی خاطر جو ہے فغان فریاد ۔۔۔ تو میرے دل سے نکلتی ہے تو امان فریاد

فراق مین ہو نہ ایسی شرر فشان فریاد
جلے جلے مرے اُف اُف سب استخوان فریاد

سب آسمان کہین جل کے الامان فریاد
کرون جو پہلے پہل بہر استخوان فریاد

ہلا یا قلب و جگر یار کا رسائی سے
اثر دکھانے لگی ہے کہان کہان فریاد

بہار آئی گلستان مین رو غل ہوگا
کرینگی بلبل و گلہجے ہین پاسبان فریاد

خیال رات کا رہتا ہے واہ ری غفلت
جو دن کو خوبی تلوار کی زبان فریاد

جو دل جلون کا پیے خون چھالے پڑجاین
کرے ہے کرتی ہین دریا کی مچھلیان فریاد

جو ہم لگاتے ہین نالون سے آگ ساحل پر
کرے گا بن کے دہن خالی آشیان فریاد

قفس مین جاکے پھنسے گی جو بلبل من
رسا ہے خود نہین محتاج نردبان فریاد

پہنچ گئی مرے منہ سے ہی تا عرش
نہوتی گر ترے عاشق کے درمیان فریاد

یہ اشک ہم ہین زمین آسمان ملا دیتے
یہ لوٹتا ہے دل و ہوش و صبر و جان فریاد

پڑا ہی عشق کا ڈاکا دوہائی ہی یارب
لگائے دل پہ مرے غم کی برچھیان فریاد

خیال یار کی قرگان کا ہو جو فرقت مین
پڑا جو آگ پہ چھینٹا ہوئی فغان فریاد

ہے جو اشک محبت مین دل ہوا نالان
کہ اُٹھے کے دل سے ہمارے بنے دہوان فریاد

خیال زلف مین کیون آنکھ سے نہ ٹپکین اشک
ہوئی ہے عشق مین ایسے فراجدان فریاد

بنے فراق مین نالے تو قہقہہ شب وصل
کرے نہ کیون صفت ناقہ ساربان فریاد

ہوئی سوار جو لیلی تو میں یاد آیا
جرس کے جیسے ہو ہمراہ کاروان فریاد

عدم کے قافلے والو نمین یون ہو نہین نالان
بہت دنون سے ہے عاشق پہ مہربان فریاد

فراق یار مین ہر دم لبون پہ رہتی ہے
غضب ہے کرتے ہین ہر طرح باغبان فریاد

بہار مین ہین ثمر اور خزان مین رنج و الم
تمام رات ہے ہمراہ پاسبان فریاد

مین دن کو ساتھ رقیبون کے غل مچاتا ہون
کٹورہ ڈوب گیا جب تو کی فغان فریاد

مری طرح سے ہے گھڑیال رحم دل شاید

ای زہے بخت لطافت جو مجھے حشر کے دن
خلد مین رہنے کا دین ساقی کوثر کا غذ

لقمہ جو کرتی ہے تو ہر زمان لذیذ
لاون کہان سے روز طعام ای زبان لذیذ

مدت ہوئی بھرا سر مژگان اسمین عشق کا
کیونکر نہ اسے ہما ہون مری استخوان لذیذ

انسان کو گر جہان مین قناعت کا ہو مزہ
نعمت کے بدلے بھوک مین ہو قرص نان لذیذ

دشنام کس مزے سے ہین عشاق کھا رہے
شیرین دہن ہے یار تو ہین گالیان لذیذ

اکل حرام پر نکرا اے منعم افتخار نہ
تانخی نہ چکھہ عذاب کی کر کے دہان لذیذ

یون عشق رخ سے دل مین مرے آگیا مزہ
جیسے ہو دھوپ سے ثمر بوستان لذیذ

دنیا پھنسا کے مثل مگس کرتی ہے ہلاک
بیکار شہد سمجھے ہین پیر و جوان لذیذ

افسوس زندگی کا مزہ لے گیا شباب
جب دانت ہی نہین تو غذا کو کہان لذیذ

لون بوسہ کیون نہ مین لب شیرین یار کا
کھاتا ہے چنکے باغ سے پھل باغبان لذیذ

دیکھو مزہ نہین دہن زخم چھوڑتے
تیرون کے پھل ہین کیا مرے ابرو کمان لذیذ

کھاتے ہین ہم مزے سے غم و غصہ ہجر مین
جو پیش خلق تلخ ہے وہ ہے یہان لذیذ

دنیا مین کیون ہے راحت و نعمت کی جستجو
زندان مین کب ہی چین غذا مین کہان لذیذ

پیدا ہوے تو شیر کی عادت ہوئی انھین
ڈھونڈہین طعام کیون نہ سب اہل جہان لذیذ

دنیا مین آکے خواہش نعمت کرو نہین کیا
کرتا نہین طعام طلب میہمان لذیذ

دنیا کی لذتون سے لطافت کر اجتناب
کھانے اگر ہین میوہ باغ جنان لذیذ

ردیف رائے مہملہ

ل سے ہونٹون تلک آئی ہے مشکل کیونکر
ضعف مین آہ نے طی کی ہے یہ منزل کیونکر

ہجر کی رات چھپے گا مہ کامل کیونکر
ہائے سینہ سے ہٹے گی مری یہ سِل کیونکر

آتشِ حسن ہے بھڑکی ہوئی ماشاء اللہ
تیرے عارض پہ سیہ رنگ نہ ہو تل کیونکر

ابروے یار کھنچے رہتے ہین باہم ہر وقت
دونون آپس مین نہون مدمقابل کیونکر

پا بہ زنجیر ہوے جوش جنون مین صد شکر
ہمنے طے کی یہ کڑی عشق کی منزل کیونکر

رشک آتا ہے کہین دیکھ نہ لے چشمِ حباب
لا مین اوس پردہ نشین کو لبِ ساحل کیونکر

کیون نہ منعم کی جسارت پہ تعجب ہو مجھے
دیکھتا آنکھ سے ہے خجلتِ سائل کیونکر

چھپکے تارے جو شبِ وصل کہا اوس مہ نے
شرم آتی ہے مین لپٹون سرِ محفل کیونکر

شرم اونکی نگہِ بد سے نہان رہتی ہے
سات پردہ ہون نہ ہر آنکھ مین حائل کیونکر

جمع ہین غیر ترے در پہ رسائی ہے محال
طے کرون وادیِ پُرخار کی منزل کیونکر

عشق سی حسن موافق ہو تو عقدہ یہ کھلے
گوشِ گل ہین پے آوازِ عنادل کیونکر

رخِ دلدار کے نظارہ سے محروم رہے
ہائے آئینہ ہوا بیچ مین حائل کیونکر

میری محبوب مین ہین جمع ہر اک طرح کے حسن
بندہ کیا چیز خدا بھی ہو نہ مائل کیونکر

پوچھتا ہو نہین قناعت سے بوقتِ حاجت
ہاتھ پھیلاکے بشر ہوتے ہین سائل کیونکر

گر گئے دانت جو پیری مین ہوے بال سفید
ہو گئی صبح نہ برخاست ہو محفل کیونکر

سیر گلزار نجف کا ہے لطافت پھر شوق
ہند مین رہ کے نہ گھبرائے مرا دل کیونکر

پھیر لیتے ہین نگہ حور شمائل کیونکر
ایسے ہرجائیون سے عشق پھر امدل کیونکر

ایسا بیہوش ہوا ہائے خبر بھی نہ رہی
ہون مین حیران لیا اُنسے مرا دل کیونکر

آپ تو پاس سے تشریف لیے جاتے ہین
یہ تو فرمائیے بہلے گا مرا دل کیونکر

وہ ہین عیار تو مین بھی کوئی نادان نہین
باتون باتون مین چُرا لینگے مرا دل کیونکر

کیا کرین غیر کے پہلو مین اگر جا بیٹھو
بیوفا جان کے دین تمکو بھلا دل کیونکر

ایماہی تھی یہانپہ سدا بیخبتن کی یاد
لازم ہے مرنے والی ابھی ہی کفن کی یاد

عشق رضا مین طوس کا رہتا ہے دل کو دھیان
غربت مین ہر گھڑی ہے لطافت وطن کی یاد

ردیف دال ہندی

اس حسن عارضی پہ نکر اسقدر گھمنڈ
کرتے ہین سبز ہوکے چمن مین شجر گھمنڈ
مٹ جایگا یقین ہے وقت سحر گھمنڈ
کرتا برس برس کے ہے کیون ابر تر گھمنڈ
کرتی تھی نازکی پہ تمھاری کمر گھمنڈ
کرتے ہین کیون کمال پہ اہل ہنر گھمنڈ
کیون چار پھول پاکے ہے کرتی سپر گھمنڈ
کرتا تھا اپنے حسن پہ بیجا قمر گھمنڈ
کرتے ہین باغ مین شجر پر ثمر گھمنڈ
شرمندہ کرکے تجکو جھکائے گا سر گھمنڈ
کرتا چمک چمک کے ہے نجم سحر گھمنڈ
کیونکر کرین نہ حسن پہ اپنے بشر گھمنڈ
کرتے تھے آبرو پہ نہایت گہر گھمنڈ
دولت پہ اسقدر نکرین اہل زر گھمنڈ

پامال وہ ہوا ہے لطافت جہان مین

جسکو ہوا ہے کبر سے تذہیب نظر گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

حال رونے کا لکھون ہی یہی بہتر کاغذ
نامہ بر ہو کہین ابری جو میسر کاغذ

عارض صاف کی مدحت سے بنا آئینہ
ہوگیا وقت رقم صنع سکندر کاغذ

میرا دیوان رقم ہوتے ہی ہر جا پہنچا
کیا ہر اک طائر مضمون کا ہے شہپر کاغذ

قتل ہونے کی ہوس ہے انھین لکھتا ہون خط
اشتک گلگون سے کرون خون کبوتر کاغذ

سختیان ہجر کی جھیلو یہ لکھا اوس نے
ناتوان ہون مرے سینہ پہ ہے پتھر کاغذ

کچھ نزاکت رخ رنگین صنم کی لکھون
رگ گل ہو جو قلم برگ گل تر کاغذ

حال لکھونگا جو مین اپنے دل سوزان کا
حرف بنجائینگے انگارے تو مجمر کا غذ

نامہ اوس گل کا جو قاصد نے لکھا خوش ہوئی روح
قبر عاشق پہ بنا پھولون کی چادر کا غذ

سوزش ہجر کا احوال جو نامہ مین لکھا
لے اوڑا بدلے کبوتر کے سمندر کا غذ

اس رخ صاف کے آگے اگر آئینہ آئے
گھٹ کے خجلت سے ہو یہ صنع سکندر کا غذ

بخت خفتہ کا نقاہت کا جو حال اونکو لکھون
حرف خوابیدہ نامہ کو ہو بستر کا غذ

خط و رخ کا ترے مین حال جو نامہ مین لکھون
مثل آئینہ کے پیدا کرے جوہر کا غذ

طبع سے میرے ادہر فوج مضامین ہے بڑھی
دستہ دستہ ہے ادہر کو لیے لشکر کا غذ

ہو مرے قتل کا تیار جو محضر پہ حشر
خون کی بوندین جو مہرین ہون تو خنجر کا غذ

اونکی تصویر جو چھپتی ہے تو یہ عالم ہے
جذب الفت سے نہین چھوڑتا پتھر کا غذ

تیری تصویر تصور مین جو کھینچی ہمنے
ورق دل سے نیا یا کوئی بہتر کا غذ

خضر دیکھین وہ خط سبز تو بندہ ہو جائین
لکھ دے عارض کی غلامی کا سکندر کا غذ

ای زہے عز و شرف یار مجھے خط لکھے
کبھی انکھون پہ ہون رکھتا کبھی سر پر کا غذ

ٹھہر ٹھہر کے ہے لامکانیہ ضعف مین تو — کہ نو فلک ہین بنے تیری نردبان فریاد
گرا ہے یوسف دل اوس چہ زنخدان مین — نکال آکے اب اے خط کی کاروان فریاد
بہت غرور سے تنتے ہین خیمۂ افلاک — اشارہ کردون کرے دم مین دہمیان فریاد

یہ مغفرت کا لطافت بڑا وسیلہ ہے
غم حسین مین لازم ہے ہر زمان فریاد

روان ہین اشک دلا تو بھی کر فغان فریاد — جرس کے چاہیے ہمراہ کاروان فریاد
جو اس قمر کے تصور مین ہو فغان فریاد — بلند ہو کے کرے ماہ کو کتان فریاد
جو سینہ عشق سے ہے گرم ہے فغان فریاد — سدا ہے داخل حمام تو امان فریاد
خموش بیٹھے ہین بت ہوگی رائگان فریاد — عبث ہے دیر مین ناقوس کی فغان فریاد
ارز کے ڈر کے کرین ساتون آسمان فریاد — فراق یار مین ہو آئے تا زبان فریاد
زمین سے چرخ پہ اور چرخ سے گئی تا عرش — کریگی اور کہان تک بلندیان فریاد
جو اوسکے کوچہ مین نالے کیے تو بوسہ ملا — ہوئی ہے کیا سبب رزق پاسبان فریاد
وہ سنگ دل ہے تو کیا موم نالے کردینگے — کریگی صلح مرے اوسکے درمیان فریاد
ہم اونکی وصل کے لوٹین تمام رات مزے — گلے مین غیر کرے بنکے پاسبان فریاد
چباتے ہین سگ جانان تو آرہی ہے صدا — فنا کے بعد بھی کرتی ہین استخوان فریاد
اگر سنی گاہ نازک مزاج ہوگا خفا — کریگی عشق کی محنت کو رائگان فریاد
بڑھا کے دست سوال آبرو جو ہم کھوئین — کرین ہتیلیون کی کیون نہ مہپلیان فریاد
پڑا اگر ترے نالان کا اے پری سایہ — کریگی قہقہہ دیوار ہی فغان فریاد

قطعہ

اگر جہان مین ہو حسن اور عشق کی دھوم — ہر ایک بند کرے کان ہو فغان فریاد
مچای شور اودھر خوب ہی تری خلخال — ادھر جنون مین کرین میری بیڑیان فریاد
نحیف و زار وہ بلبل ہون اور نہین سکتا — پھنسا ہون دام مین جب سے بنی ہون فریاد

لبون تک آتی ہی مشکل سے ناتوانی مین — نفس کو تھک کے بناتی ہی زبان فریاد
بتون کے عشق کو مخفی رکھا ہے ڈرتا ہون — شرر ہی سنگ مین سینہ مین یا نہان فریاد
اگر ہی قوت کی خواہش تو حل بھرائے نادان — یہ روز صبح کو کرتی ہین چکیان فریاد
سُنے جو نالہ عاشق تو اُنکو نیند آئی — بنائی بے اثری نے ہے داستان فریاد
جب آئینہ مین ہے اوس شعلہ رو کا پرتو عکس — چٹک کے کرتے ہین جوہر سپند سان فریاد
نہین گہن نے چھپایا ہی بدر کو شب ہجر — خیال زلف مین بنکر گئی دھوان فریاد
فلک کو وصل کسی کا نہین گوارا آہ — ہمیشہ رکھتا ہی دو لب کے درمیان فریاد

علی بہشت مین پہنچا مین گے لطافت کو
کرے گا حشر مین عصیان سے جب فغان فریاد

بلبل کو تھی میان قفس یہ چمن کی یاد — بن بن کے داغ رہگئے دل مین وطن کی یاد
کیا پنجہ جنون نے کیا بڑھ کے چاک چاک — بھولے سے دل مین آ ہوگئی پیرہن کی یاد
کیونکر نکل کے جسم سے پھر آئی حشر تک — تکلیف سب ہے روح کو زندان تن کی یاد
شبنم اڑا ئیگی گل تر مردہ پر جفا — گھاتین ہین آفتاب کو دزد کفن کی یاد
پابند ہوگیا نظر آیا جو پیچ و تاب — کر لی ہے زلف یار نے بندش رسن کی یاد
یون غافلو خیال رہے قبر کا سدا — دل مین مسافرون کے ہی جیسے وطن کی یاد
قرآن پڑھا جو عالم طفلی مین یہ کہا — کی ابتدا سے ہمنے عبارت کفن کی یاد
دنیا نے ہر جوان کو ہے عاشق بنا لیا — اس پیر زال کو ہین ادائین دولہن کی یاد
لاکر اندھیری قبر مین سب بند کر گئے — ہی بیرو تی مجھے اہل وطن کی یاد
جھک جھک کے دیکھتا ہون جو زلف مین ہی رخ — کیسی نماز ہے مجھے سورن گہن کی یاد
غنچہ نہ منہ سے پھوٹین گے ای عندلیب کچھ — لب بند ہین جو ہی کسی شیرین دہن کی یاد
آئی بدن مین حشر کو جب روح یہ کہا — آخر وطن مین کھینچ کے لائی وطن کی یاد

دوست یہ پوچھتے ہین دیکھکے مضطر مجکو
کیسہ عاشق ہوے آیا ہے کہو دل کیونکر

میرے پہلو مین تو بیتاب رہا کرتا تھا
کہیے پاس آپ کے ٹھہرا ہے مرا دل کیونکر

بعد مدت کے شب وصل صنم آئی ہے
حوصلے آج نکالے نہ مرا دل کیونکر

کیا کہون ہاے حنائی نظر آئے وہ ہاتھہ
مل گیا دیکھہ کے پہلو مین مرا دل کیونکر

حال پوچھون مین اگر قافلہ آئے کوئی
کوچۂ زلف مین کرتا ہے بسر دل کیونکر

مشعلین نالۂ سوزان کی جلاین لاکھون
کیا کہین کوچۂ گیسو سے ملا دل کیونکر

اوٹھہ کے پہلو سے شب وصل وہ فرماتے ہین
ہم بھی دیکھین کہ تڑپتا ہے ترا دل کیونکر

جب تھا عشق تو ہم پوچھتے تھے یارون سے
جان کیون جاتی ہے آتا ہے کہو دل کیونکر

ہنسکے وہ کہتے ہین فرق آئیگا دلداری مین
پھیر دین لے کے محبت مین ترا دل کیونکر

میرے پہلو مین بٹھا کر اوٹھین غیرون نے کہا
ہمنے دیکھا نہین تم توڑتے ہو دل کیونکر

طعن کرکے وہ زلیخا پہ یہ فرماتے ہین
قہر ہے مرد کو عورت نے دیا دل کیونکر

کیا کہون کوچۂ گیسو سے مرے سینہ تک
پوچھتا پوچھتا آیا ہے مرا دل کیونکر

دید بازی کا لطافت نہین چھٹتا پیکاں
اچھی صورت پہ نہ آجاے مرا دل کیونکر

بزم مین آئی ہے معشوق پریرو ہوکر
سر سے نکلا ہے دہوان شمع کا گیسو ہوکر

بزم ساقی سے جو اوٹھہ جاے خفا تو ہوکر
چشم ساغر سے بہے مے ابھی آنسو ہوکر

مین سیہ کار جو ہون عاشق ابرو ہوکر
نامۂ عصیان کا بڑھے زلف پریرو ہوکر

یاد کرکے جو خزان باغ مین موت آجاے
روح بلبل کی گل ترمین رہے بو ہوکر

چرخ ہشتم پہ گیا نالۂ موزون میرا
برج میزان مین رہا تیسرا ترازو ہوکر

زلف کی یاد مین آہو نکا دھوان ہو جو بلند
حسن رخسارۂ خورشید ہو گیسو ہوکر

دست رنگین سے چھوے تو نے جو اے رشک بہار
گل تر باغ مین شرمائے لجا لو ہوکر

تم جو آئے تو اوڑا رات کو یہ باغ کا رنگ
رہگیا لالہ چمن مین گل شبو ہو کر

عشق مین لاغری وضعف سے یہ رنگ ہوا
چھوٹے اس گل سے تو برباد رہے بو ہو کر

جوش سودا یہ ہوا عشق مین وحشت پہ مری
بھاگتا مجھسے ہے سایا مرا آہو ہو کر

ہجر ابرو مین جو دیکھون مہ نو گردون پہ
نیستن زن ہو دل بیتاب پہ بچھو ہو کر

باغ سے تم جو چلے غم کا ہوا یہ سامان
رہگئے موتیے کے پھول سب آنسو ہو کر

بلبلین مست ہو مین جھومتے نکلے میخوار
خبر موسم گل جبکہ اوڑی بو ہو کر

ہجر مین ہمنے یہ سیکھے ہے نشست و برخاست
درد بن بن کے اٹھے گر پڑے آنسو ہو کر

کون سی مست کی شیشے کو لگی ہائے نظر
مئی گلے سے نکل آتی ہے جو اچھو ہو کر

یاد ابرو مین گلابن پہ ہون جو دوڑاتا ہاتھ
خار کا ڈنک لگا دیتے ہین بچھو ہو کر

مدحت زلف مین جو شعر لکھے کاغذ پر
حسن رخسارہ مضمون ہوے گیسو ہو کر

گورے گالون کا ترے نہر مین گر پڑتا عکس
غنچے فوارے کے کھلتے گل شبو ہو کر

ہم وہ مظلوم ہین قاتل نے بنایا جو ہرف
تیر بھی چشم کمان سے چلے آنسو ہو کر

مست عشاق ہوے مشک چھپانا نہ مہین
گیسو ون کا ترے شہرہ جو اوڑا بو ہو کر

سرمہ کا یار نے دنبالہ بنایا جب سے
شاخ وحشت کی لگی چشم مین آہو ہو کر

ہمکو آنکھون پہ حسینون نے جگہ دی صد شکر
خم و لاغر کی یہ عزت ہوئی ابرو ہو کر

غیر آیا تو ہوا لاغری وضعف مین وصل
چھپ رہے پیر ہن یار مین ہم بو ہو کر

سرمہ آنکھین جو لگا کرتے ہین بھونکو دیتین
چشم کو کرتے ہین تسلیم خم ابرو ہو کر

اس زمانے مین ہوا جوہر ذاتی بھی بلا
جان لی آہوون کی مشک نے خوشبو ہو کر

تل سیہ دے کے ان آنکھون کو کہا صانع نے
چاہیے نافہ بھی آئے ہین یہ آہو ہو کر

شمع اس بزم سے جب بجھ کے چلی رو کے کہا
سر خرو آئے تھے ہم نکلے سیہ رو ہو کر

حسن جس یار مین جتنا ہے سمجھ لیتا ہون
تول لیتی ہین مری آنکھین ترازو ہو کر

یار کے گھر کا اشارے سے بتاتے ہین پتا
اسطرف ہجر مین جاری مرے آنسو ہوکر

نور یعقوب کی آنکھون کا جو رونے سے گیا
جامۂ حضرت یوسف مین رہا بو ہوکر

نہر پر آکے ہنسا مین جو وہ فوارون کو
منہ سے پانی نکل آئے ابھی اچھو ہوکر

نقطۂ بیض نہین صبح شب وصلت اے مہ
نور نکلا ہے تری آنکھ سے آنسو ہوکر

کالی آندھی مرے آہونکی اگر اٹھیگی شب
مہر و مہ خوف سے اوڑھ جائینگے جگنو ہوکر

بخیۂ زخم جگر کو مرے آئے گا جو تار
چشم سوزن سے نکل جائیگا آنسو ہوکر

مین سیہ بخت ہوا زار لطافت جب سے
گیسوے یار مین رہتا ہون سدا بو ہوکر

اہل دل تھا تو رہے زینت پہلو ہوکر
موت بھی آئے تو معشوق پر یرو ہوکر

زار ایسے ہین کہ ہم عاشق گلرو ہوکر
باغ مین جنکے بہار آئی چلی بو ہوکر

قالب ماہیت اگر مہر کی صورت ہے تو کیا
حسن کیا نام ہوا جبکہ سیہ رو ہوکر

کبھی کھینچی تھی مرے آینہ رو نے تلوار
عکس اسکی کا ہی عیان آجتک ابرو ہوکر

چشم بد دور عجب حسن ملا آنکھون کو
جسکو مین دیکھہ رہے خم ترے ابرو ہوکر

کاجل آنکھون کا لگا کر لیے جاتا ہی نہین
لے چلے ہین کہین آراستہ گیسو ہوکر

صبح لکھنے کو ہون اس چشم سیہ کی تعریف
بان دوات آئے یہان دیدۂ آہو ہوکر

سبزۂ الکن نہ چرا آپ کے رخسارون کا
چشم پوشی ستم آنکھونکی ہے آہو ہوکر

جمع ہوتے تو خدا جانے ستم کیا کرتے
بین بلا دل کو پریشان ترے گیسو ہوکر

خوب کاجل کا حسینون نے بچھایا ہے طوق
تو خیان کرتی تھین آنکھین بہت آہو ہوکر

اسلیے نرگس مین ہم بند کیے ہین آنکھین
لطف نکلے نہ تری دید کا آنسو ہوکر

بے اثر باغ مین اے گوش گل تر نہ سمجھ
کیا خطا نالۂ بلبل کی اگر تو ہوکر

نامہ دے جاکے جو قاصد اسے مجھ گریان کا
دائرے چشم ہون نقطے ہین آنسو ہوکر

بادہ کش خواہش مے مین جو گیا میخانے
مل گیا دستِ سبو ہونٹ سے چھلو ہو کر

کاجل آنکھو مین لگاتا ہے جو وہ آئنہ رو
عکس اوسی کا نظر آجاتا ہے ابرو ہو کر

پھر تو عاشق ترا گھبرائے نہ سر ٹکرائے
ہجر کی رات جو آئی شبِ گیسو ہو کر

چاندنی مین مہ کامل کا یہ اس سے ہی سوال
دو اگر حکم رہون تکیہ زانو ہو کر

عاشقِ چشم کی تربت پہ بنا جب روضہ
غائب آنکھون سے ہوا گنبدِ آہو ہو کر

غسلِ پروانے کی میت کو کسی نے نہ دیا
گھل گئی شمع اسی رنج مین آنسو ہو کر

روشنی شمع اگر بانٹ دے تھوڑی تھوڑی
روز پروانے اوڑین رات کو جگنو ہو کر

طائرِ قبلہ نما کا ہے نشیمن تسبیح
دیکھہ ایدل کہ یہ عزت ہوئی نیکو ہو کر

ہائے کیا غم ہے جوانی کے گذر جانے کا
گر پڑے دانت اسی رنج مین آنسو ہو کر

چاندنی چاند کی دیکھی تو کہا اس رخ نے
ظرف چھوٹا ہے چھلک جاتا ہے ہلکو ہو کر

پاس آئینے کے جب آئنہ دیکھا ہنسنے
بیٹھنا آپ کا یاد آیا دوزانو ہو کر

ان حسینون کی جوانی بھی عجب وحشی تھی
کبک کی چال تو آئی گئی آہو ہو کر

ای لطافت ہو سدا سجدہ کہ مخلوقات
در سرور پہ رہے خاک اگر تو ہو کر

غیر منقوطہ ذو قافیتین

گھر سدا مارا سحرِ وصل وہ مہر وسو کر
دھوم ہو کاسہ کر اس مہر کا مملو رو کر

صدمہ و درد و الم دور ہو آرام ہو واہ
مار ڈالو اگر اس دل کو ہلاکو ہو کر

رکھہ دلا کاکلِ دلدار کا سودا ہمراہ
رہا آوارہ سدا مسک کو آہو کھو کر

وہم اس دل کا سوا اور ہوا او دلدار
گر کھلا حالِ کمر کا گرو مو ہو کر

ماہِ کامل کو گلا دہر کا ہر ماہ رہا
کاسہ ڈہلکا مرا رسوا ہوا مملو کر

آ ادہر آ ادہر اس سر کو الگ کر للہ
اور اک وار ہو صمصام کا مہرو دو کر

کھا کر اک لمحہ ہوا ہر سحر اُسکا گھوڑا ۔ گاہ طاؤس ہوا گاہ اوڑا آہو ہو کر
کس طرح اُسکا گلہ او دل آوارہ ہوا ۔ الم و صدمہ کہا روح کا ہر سو رو کر
وہ دل آرام اگر دور ہوا اک لمحہ ۔ آہ آوارہ ہا دل مرا ہر سو رو کر

مسک کا عطر ہر اک عطر کو کر دو ہو دھوم
گرہ طرۂ طرار کو گلرو دھو کر

تمھین عاشق نے دیکھا ہے وہان پر ۔ کلیم اللہ کو غش آیا جہان پر
جوان پیری مین ہو مثل زلیخا ۔ جو عاشق ہو فلک اُس نوجوان پر
جلی بلبل جو نالون سے قفس مین ۔ چلی سوے چمن بنکر دھوان پر
کہا سینے پہ رکھ کر پاؤن اُسنے ۔ بتاؤ درد ہوتا ہے کہان پر
سُنائے کیون نہ ہمکو تیز فقرے ۔ رکھی اڑھ اُسنے خنجر کی زبان پر
ہوا سے گل مین دوڑی بلبل زار ۔ بنی ان گشتیون کی بادبان پر
مرے تلوون کا خون جب سے پیا ہے ۔ مزہ اب تک ہے کانٹون کی زبان پر
یہ کسکے قتل کی منت ہے اے تیر ۔ بندھا ہے آجتک چلہ کمان پر
جلے کانٹے مرے تلوے جو تھے گرم ۔ پڑے ہین آبلے نوک زبان پر
عصا ہے ہاتھ مین پیری سے ہون خم ۔ نیا چلہ چڑھایا ہے کمان پر
جلی بلبل جو غنچہ مسکرایا ۔ گری بجلی یکایک آشیان پر
چمن مین کی جو اُوس مسی کی تعریف ۔ او واہٹ آلی سوسن کی زبان پر
مرے لب پر سدا رہتا ہے نالہ ۔ ہمیشہ لیس ہے تیر اس کمان پر
عجب دریا دلی ساقی نے کی ہے ۔ تنا ہے موج ساغر کی زبان پر
نشانہ کر کے مجکو کیون نہ خم ۔ خطا کا بار ہے پشت کمان پر
اسی تقریر پر نازان تھی بلبل ۔ مقابل ہے اس کچی زبان پر

جہان تیرہ ہوا یہ روز فرقت | نظر آئے ستارے آسمان پر
ہما سے کہہ دو منہ پھیلائے ہے کیون | سگِ جانان کا ہے دانت استخوان پر
یہ ایما ہے عصا کا رکھ کے اے پیر | کہ اک دن دفن ہونا ہے یہان پر
مقدر نے کیا مرکر بھی زخمی | نہر ارون قط لگے اک استخوان پر

لطافت اک مسیحا پر ہون عاشق
دماغ ابتو ہے چوتھے آسمان پر

باغ سے گلچین گئے جتنے گل تر ٹوٹ کر | بلبلِ شیدا کے اوتنے ہی گرے پر ٹوٹ کر
کم ہوئی جب انکی افشان وقت زینت رات کو | آسمان سے گر پڑے دس بیس اختر ٹوٹ کر
اپنے عاشق پر نہ ہر دم دانت پیسا کیجیے | دیکھیے بے قدر ہو جائین نہ گوہر ٹوٹ کر
ذبح کا تنکر یہ تیرا سخت جان کرنے کو ہے | ہو زبان بہرِ دہانِ زخم خنجر ٹوٹ کر
دفن ہونے کو ہے تازہ کشتہ چشم یار کا | پھول ہین نرگس کے آئے بہر چادر ٹوٹ کر
مینے رکھا ہے دلِ نازک بھی خط مین ہوشیار | گر نہ جاے راہ مین یہ اے کبوتر ٹوٹ کر
ٹکڑے ٹکڑے دل ہوا جب سر تبین کشتہ ہوئے | پائی افسر نے شکست فاش لشکر ٹوٹ کر
چاہیے یونہین شکستہ خاطرون کو اتفاق | جیسے ہوتے ہین بہم شبنم کے گوہر ٹوٹ کر
سامنے میرے فسون گر کے جو خط لیجائے گا | گنڈے بازو سے گرینگے اے کبوتر ٹوٹ کر
آبرو داروں کو ہی گھٹنے مین بھی عزت حصول | بہر انگشتر نگین بنتے ہین گوہر ٹوٹ کر
خط اوسے دیکر جو ہوگا ذبح تو ہوگی خبر | پاس میرے آئینگے پر اے کبوتر ٹوٹ کر
عاشقِ لاغر کی گردن کے لیے پھانسی بنا | دستِ مشاطہ سے تارِ زلفِ دلبر ٹوٹ کر
قبر مین میری وہ اترے ہین قدم لینے کو ہون | ہاتھ نکلے ہین کفن سے بند چادر ٹوٹ کر
خط اوسے دیکر یہ بالیدہ ہوا ہنگامِ ذبح | پنجنی اوتری مگر پائے کبوتر ٹوٹ کر
کچھ نہ آئے گا نظر گا لونپہ جز خطِ سیاہ | یہ طلسمِ حسن اکدن بندہ پرور ٹوٹ کر

قبر عاشق سے وفا کی بو جو پائی یار نے
گجرے ہاتھون کے بنے پھولون کی چادر ٹوٹ کر

چھوڑ دین گر ساتھ اسفل جوہر اعلے کھلین
لعل معدن سے عیان ہوتے ہین تیشہ ٹوٹ کر

نشہ اوتاری کھولے لب ان دانتون کے بوسے لیے
چوری اس گھر مین ہوئی یون قفل اکثر ٹوٹ کر

حسن نے چادر چڑھائی طرفہ میری قبر پر
وہ جو آئے گر پڑا پھولون کا زیور ٹوٹ کر

پھوٹے منہ سے یون دئی دیتے ہین سائل کو جواب
جیسے درہم نکلے مہر کیسہ زر ٹوٹ کر

دونون کھل کھیلے جوانی مین عجب او دم مچائی
شرم اونکی میری توبہ نے برابر ٹوٹ کر

سرخ عارض ہوگئے بوسے جو عاشق نے لیے
پڑ گیا رنگ چمن پھول اے گل تر ٹوٹ کر

درد سر دی پھر تپ فرقت کی دیتا ہے خبر
پھر مرا ایک ایک بند اے جسم لاغر ٹوٹ کر

ہم بھی نالون کے دکھاتے تنکے کبھی تیر شہاب
سیر دکھلاتے ہین تارے اوسکو شب بھر ٹوٹ کر

قبر مین تیری ذقن کے عشق کا یہ پھل ملا
سیب جنت آئے ہین بہتر سے بہتر ٹوٹ کر

ہی ادب تیرا دم زینت وگرنہ آہ سے
آئنہ کیا گر پڑے سد سکندر ٹوٹ کر

چودھوین شب کی گذرتی ہے مہ کامل گھٹا
رات ہی بھر مین ہوا ناقص یہ ساغر ٹوٹ کر

جب تپ فرقت گئی بوسے عجب نعمت ملے
آپ کے بیمار کا پرہیز دلبر ٹوٹ کر

اے ہوا اے آہ دکھلا آج تو اپنا اثر
گر پڑین ہند نقاب روے دلبر ٹوٹ کر

بوسہ چاہ ذقن سے ہوتے ہین سیراب غیر
یہ کنوان اندھا ہوا اے ماہ پیکر ٹوٹ کر

آنکھ سے گرتے ہین جو بنکر بگڑ جاتے ہین یون
یہ اشارہ کرتے ہین استخون کی گوہر ٹوٹ کر

میری تربت پر جو اس پیکر کے ٹپکین نہ اشک
گر پڑی فورا گلے سے سلک گوہر ٹوٹ کر

ای لطافت اوس قد موزون نے دی ایسی شکست
گر پڑے گلزار مین جڑ سے صنوبر ٹوٹ کر

میخواری و مستی کا مزا دل مین بڑھا پھر
ہان بادہ کشو جھوم کے آئی ہے گھٹا پھر

الفت مین جلانا مجھے منظور ہے کیا پھر
ہی مہر تری مجھپہ مرے مہر لقا پھر

خون ہونگے ہزارون کے چمن مین نجد پھر
ہاتھون مین لگاتا ہے وہ گل آج حنا پھر

اس دار محن ہی مین ہے اندیشہ اجل کا
جب اوٹھ گئے دنیا سے نہ آئیگی قضا پھر

جس سمت کو اوس بت کا دلا کعبہ رخ ہے
تو بھی اوسی جانب صفت قبلہ نما پھر

ہو مثل خضر وشت نوردی جو ہمیشہ
کیا بحر جہان مین مزہ آب بقا پھر

عادت ہی جلانے کی دلا شمع رخون کو
پروانے کے مانند نہ تو گرد سدا پھر

آمادہ مرے قتل پہ ہان آج تو ہین آپ
لیکن مین کہے دیتا ہون پچتایے گا پھر

افراط نزاکت ہی نہ جوبن پہ زوال آئے
یون دھوپ مین گرمی کی نہ اے ماہ لقا پھر

اے حضرت دل خوب سزا آپ نے پائی
بتلایئے ہان عشق کا چکھیے کا مزا پھر

شاہی سے ہے نفرت ترے سایہ سے ہے وحشت
آ آ کے فقیرون کے سرون پر نہ ہما پھر

وصف قد موزون جو کیا ہنسکے وہ بولے
کیا خوب ہے مصرع اسے پڑھیے گا ذرا پھر

کی حسن خداداد کی عاشق نے جو تعریف
ہنسکر وہ صنم کہنے لگا آپ کو کیا پھر

بوسہ جو لیا مینے تو جھنجھلا کے وہ بولے
یہ بے ادبی ہمسے نہ کیجے گا ذرا پھر

بیمار محبت سے ہے پرہیز مسیحا
بتلایئے کس درد کی ہین آپ دوا پھر

مینے جو دیا وصل کا پیغام وہ بولے
جس سے مجھے نفرت ہے وہی ذکر کیا پھر

دل ہند مین گھبراتا ہے واللہ لطافت
دکھلائے خدا روضہ شاہ شہدا پھر

دیکھنا گیسوے یار تو جوان بالاے سر
چڑھ گیا ہے کان کی لو کا دھوان بالاے سر

چاند سورج ایک جا پر ہین عیان بالاے سر
ہی لگائے چھپکہ میرا نوجوان بالاے سر

ہو سر موبھی خم سر کٹنے کا قاتل شکر ادا
گرنے ہر بال مانند زبان بالاے سر

بھاری جوڑا پاون مین ہی اونگی افشان مانگ مین
ہین ستارے زیر پا اور کہکشان بالاے سر

دام گیسو مین پھنسا تو پائی چوٹی کی جگہہ
طائر دل نے بنایا آشیان بالاے سر

آنکھین نرگس نے بچھائین باغ مین آیا جو تو
رکھے سبزہ نے قدم ایجانِ جان بالائے سر

ایک بیک جوشِ جنون نے لا غرا ایسا کر دیا
طوق پہنچا زیر پا اور بیڑیان بالائے سر

ہو گیا رشکِ گلِ خورشید پھولا سر و مین
تاج زرین ہے رکھے وہ جانِ جان بالائے سر

فرقتِ جانان سے تنگ آیا ہو نہین جاؤن کہان
زیر پا فرشِ زمین ہے آسمان بالائے سر

عشق مین خاموش جلتا ہون نہین گویا دہن
شمع کے مانند رکھتا ہون زبان بالائے سر

کر کے منت کیون لون اونکا بوسہ مین نازک مزاج
ہو گا اک احسان کا بارِ گران بالائے سر

چار دن کو اس جہان مین پادشاہی کی تو کیا
فخر کیا گر تاج آیا میہمان بالائے سر

لطف ہی ہے جبر صنم مین تیر آہون کے چلین
ہی خمیدہ آسمان مثلِ کمان بالائے سر

کوچۂ جانان تلک پہنچا ہماری ہڈیان
تاج کی جا ای ہمارے کھ استخوان بالائے سر

دھجیان اوڑ جائینگی فصلِ بہار آنے تو دو
ہے عمامہ شیخ جی کا میہمان بالائے سر

کی جو کنگھی اوسنے گھر سارا معطر ہو گیا
حلقۂ گیسو ہین یا ہین عطردان بالائے سر

ٹھوکرون مین کاسۂ سر اڑتے ہین اے چرخ پیر
تاج رکھتے تھے سدا جو نوجوان بالائے سر

کیا عجب گر فرق پر ہے داغِ سودا کا مقام
چاہیے تھی سج ہے جائے میہمان بالائے سر

ہی غرور حسن بل کرتے ہین بال اُس حور کے
بڑھ گئی ہین کس قدر یہ ناتوان بالائے سر

خم نہو کس طرح پیری مین کمر انسان کی
دفترِ عصیان کا ہے بارِ گران بالائے سر

آشیان مین پاؤن رکھنے بھی نہائی عندلیب
کس قدر جلد آ گئی فصلِ خزان بالائے سر

اوٹھ سکون کوچہ سے تیرے کس طرح مین ناتوان
سایۂ دیوار ہے بارِ گران بالائے سر

تاج شعلہ کا پہنکر افسری کرتی ہے شمع
ہی چنور کی طرح محفل مین دھوان بالائے سر

جا بجا ہے اے لطافت مصحفِ ناطق کا وصف
میرے دیوان کو رکھین اہلِ زبان بالائے سر

عاشق ہین کسکی ابرو کے سب جمال پر
اوٹھتی ہین انگلیان جو ہمیشہ ہلال پر

بیجا غرور و کبر ہے دنیا کے مال پر
انسان کو غور چاہیے اپنے مآل پر

ہو اعتنا ہر ایک کو دنیا کے حال پر
کیا کیا جوان فریفتہ ہین پیر زال پر

دل مستعد ہے بوسۂ ابرو و خال پر
اک روز نوبت آئیگی تلوار ڈھال پر

عبرت جہان مین چاہیے قارون کے حال پر
مصروف کیون ہین صاحب زر جمع مال پر

ہمراہ یار لطف سے گذری شب وصال
تھے لب پہ لب کبھی تو کبھی گال گال پر

رفتار یار دیکھ لے تو کھائے ٹھوکرین
خود رفتہ کیون ہے کبک دری اپنی چال پر

امید زندگی پہ ہین منتی عمارتین
یہ بندوبست و پختگی اک احتمال پر

ہو زاہدون کو ڈر غضب کردگار کا
نازان ہین بادہ کش کرم ذوالجلال پر

سنگ فسان کی طرح جو پھرتا ہے آسمان
رکھتا ہے باڑھ قتل کو تیغ ہلال پر

اوڑ کر قفس سے جاؤنگا گلزار کی طرف
صیاد تو کتر نہ مرے بعد سال پر

قبضہ ہے زر پہ منعم موذی کا اس طرح
جیسے بنا کے سانپ بٹھاتے ہین مال پر

کھوتا ہے قدر عزت و توقیر مانگنا
مر جایئے کسی سے نہ کیجے سوال پر

کیونکر دہانہ عاشق مضطر کی ہو قبول
کھاتا ہے غم معاش ہے اکل حلال پر

رہتا ہون گرم چین سے سرما مین رات بھر
کمل کو میرے فوق ہے منعم کی شال پر

جب وحشیو نمین ذکر ان آنکھون کا آگیا
صحرا مین چشمگین ہوئین چشم غزال پر

ہے آجکل بہار پہ کیسی سیہ گری
پھل تیغ مین ہے پھول ہین قاتل کی ڈھال پر

آئی بہار غنچۂ دل سب کے کھل گئے
کیا بلبلین نہال ہین ہر اک نہال پر

ناخن سے یار کے نہین کرتا برابری
نازان نہ اے سپہر ہو اپنے ہلال پر

بخشے تمام عمر کے اک آن مین گناہ
رحم آگیا خدا کو مرے انفعال پر

آنسو بہائیے کہ ہوا رنج یار سے
پانی چھڑکیے اشک کا گرد ملال پر

مدت ہوئی کہ عشق لطافت سے چھٹ گیا

عادت قدیم تھی نہ گئی دیکھ بھال پر

ہوس دیکھو تعلی اور رونے کی فنا ہو کر
غبار اپنا اوڑا ہے جانب گردون گھٹا ہو کر

جو نکلے ہین مری آنکھون سے آنسو قافلا ہو کر
تو نالہ بھی چلا ہے ساتھ آواز درا ہو کر

خیال اسکو ہو بارش کا بجائے وہ ہوا ہو کر
دھوان آہون کا پھیلے اسطرح ہر سو گھٹا ہو کر

شب وصلت لپٹ کر وہ سوئے اپنے عاشق سے
غضب ہے انکھڑیون مین نیند بھی آئی حیا ہو کر

مرے مرنے سے اوضاع جہان بدلے ہے ایسے
فلک کھا کے پڑا تربت پہ اک نیلی ردا ہو کر

ریاض دہر مین یکرنگ رہنا آئی مصیبت ہے
کف حسرت سین ملتی ہین پابند حنا ہو کر

ہمیشہ یاد دلوا ہے کسی کے عارض روشن
مہ و خورشید نے پیسا مرا دل آسیا ہو کر

بلا خاصت ہو سرکار چمن سے تیرے عریان کو
رگ گل ٹھیک آئی جسم لاغر پر قبا ہو کر

جو نکلی حب دنیا ہے زبان مین روح شاہونکی
نہ کیونکر استخوان کھانے کی عادت ہو ہما ہو کر

دل شیدا کو مین نفرین جو اہون تو کہتا ہے
تمھارا کوسنا تا عرش جائیگا دعا ہو کر

ہزارون ٹھوکرین کھائین نہ چھوٹے ناتوانی سے
زمین کوے جانان پر جو بیٹھے نقش پا ہو کر

اگر ہے شوق مہندی کا تو بلبل لے لینے دو
ابھی ڈورے گی سرخی ہاتھ مین رنگ حنا ہو کر

ہمہ تن زرد ہے ہجام رعب حسن جانان سے
کترکے سبزۂ خط لیچلا ہے کہربا ہو کر

نہ بعد قتل چھوڑا بیکفن عاشق کے لاشے کو
چھپایا تن کو دامن دار زخمون نے ردا ہو کر

بتاتے ہین پتا ٹھیک اس بت بیکنا کے کوچے کا
مری آنکھونکی دونون پتلیان قبلہ نما ہو کر

دل عاشق چلا اوس کو پہ گیسو مین یہ کہکے
سنا ہے بادشا شب کو نکلتے ہین گدا ہو کر

چلا ہے دل مرا گرنے کو اوس چاہ زنخدان مین
مدد اے خضر خط سبز کیجے رہنما ہو کر

مزا ہی سلطنت کا قتل ہونے ہم جو بیٹھے ہین
کہنچی ہے تیغ قاتل فرق پر بال ہما ہو کر

فقیر و مست و عریان ہون بہار اچھی نظر آئی
ہوئین گلکاریان تن پر نقوش بوریا ہو کر

گیارہ ذی جدائی شکر ہے آئی شب وصلت
مبارکباد نالہ دے رہا ہے قہقہا ہو کر

نہ مہندی مل کے مہرے کی انگوٹھی ہاتھ مین ہنوز
لگائیگی حنا مین داغ یہ مُرد حنا ہوکر

سفیدی سر مین آتی ہے حرارت سب گئی دل کی
سحر ہوتے ہی بھاگا شمع سے شعلہ جدا ہوکر

گلون کے عشق مین وقت سحر گر موت آئیگی
کفن بلبل کو دیگی باغ مین شبنم روا ہوکر

وہی تو چاندنی ہے چودھوین شب کی نہ ہمین
ہوا اترا ہے دوپٹہ اُس قمر کا ملگجا ہوکر

دکھائے رنگ کیا کیا وصل مین گرمی محبت نے
پسینا ہاتھ مین آیا ترے عطر حنا ہوکر

جو گھر مین مجھ فقیر وزار کے وہ شاہ حسن آیا
ادب سے خاک پر بچھ بچھ گیا مین بوریا ہوکر

حسینون کی محبت مین ہوا سودا تو موت آئی
ہمارے سر پہ آئین کیملنے پریان قضا ہوکر

نہ کیون ہمراہ لیلی مر گیا دیوانہ مجنون تھا
ڈبویا عاشقی کا نام اسنے بیوفا ہوکر

فقیر وزار ہون ہوگی جو سیر آب کی خواہش
بچھینگی صفحہ دریا پہ موجین بوریا ہوکر

حسینون کو رکھے سرسبز خالق مہر خرد ہمکو
دعا دیتی ہے گلشن مین زبان برگ حنا ہوکر

تاسف آجتک فرہاد کے مرنے کا باقی ہے
کف افسوس ملتے رہ گئے ہین آسیا ہوکر

خضاب سُرخ بنکر ریش تک پیری مین پہنچیگا
پریدہ نوجوانون ہاتھ سے رنگ حنا ہوکر

مزہ پایا ہے ایسا ذبح ہونے مین ارے قاتل
تہ خنجر پڑے جاتے ہین سب اعضا گلا ہوکر

مقام رشک تھا شب بھر رہی کیا وصل کا لونڈی
مرادل اونکے گاتکیون نے پیسا آسیا ہوکر

لطافت حشر کو شیعہ کہینگے جاکے جنت مین
مزے کیا کیا اوٹھائے ہین محب مرتضے ہوکر

غیر منقوطہ و ذو قافیتین

رہا گرد و راک لمحہ ہوا صدمہ گرا رو کر
سرور آرام او دلدار اوڑا دل کا ہوا ہوکر

سدا احوال گرد راہ آسا ہوگا اوڑا اوڑکر
دلا آگاہ ہو للہ کہ حرص و ہوا کو کر

رسالہ حال دل کا اوس ملک کو گر لکھا ہمدم
اوڑا ہدہد ہما ہوکر اوڑا ہدہد ہما ہوکر

ہر اک لمحہ رہا اہل دول کو مال کا دھڑکا
ہوا آسودہ و مسرور ہر دم ہر گدا سو کر

مطر آسا ہوا رحم و کرم اللہ کا وارد
مراطو مار اعمال اسطرح سادہ ہوا دھو کر

مرا دل آدما آدما حصہ درد و الم ہوگا
ادھر آ دار صمصام ادا کا اک لگا دو کر

غزل ذو قافیتین

وہ شوخ اکثر یہ پوچھا کرتا ہے مجھسے خفا ہو کر
طبیعت کسپہ آئی ہے بیان کچھ ماجرا تو کر

چمن سر پر اوٹھاتی ہے عبث بلبل سدا رو کر
اثر ہرگز نہین ہونے کا گوش گل ہین یار و کر

ہنسا بوسہ جو مین لے کے تو وہ بولے خفا ہو کر
ارے بے تیرم لازم ہے گنہ کر کے حیا تو کر

دو ہائی نوح کی دیتے ہین مردم شور برپا ہے
ٹھہر اے دیدۂ گریان نہ یون طوفان اٹھا رو کر

ہماری خاک لیجائے اوڑا کر کوے جانان مین
نہایت آرزو ہے حکم یہ یارب ہوا تو کر

پیام وصل سنکر ہے اشارہ چشم جانان کا
نکل آئیگا مطلب کچھ دنون تو التجا تو کر

چھری چلتی ہے کسپر کون دیکھین قتل ہوتا ہے
الٰہی خیر ہو وہ قاتل عالم اٹھا سو کر

شفق الیشوخ چھولی ہو تماشا دید کے قابل
زمین کو آسمان کر دے حنائی دست و پا دو کر

یہ وہ ظلمات ہے جسمین ہزارون قافلے گم ہین
عبث ہے کوچہ گیسو مین دل کو ڈھونڈتا پھر کر

رخ روشن پہ زلفین آئین دونون وقت ملتے ہین
قبول اسوقت ہوگی اے دل مضطر دعا جو کر

سدا ہین ملتجی دریا مین رہتے سانپ پانی کے
کبھی زہر ہلاہل بانٹتے زلف دوتا ہو کر

سنا ہے اے حسین مینے غضب سے بڑھ کے رحمت سے
اگر اکبار ہو مجپر خفا بوسے عطا دو کر

مرا دل پھیر دیتے ہین نہ دلبر جان لیتے ہین
ہمیشہ ہاتھ ملتا ہون جوانی کا مزا کھو کر

جلانے مردہ عاشق کا جو وہ اٹھلا کے آتے ہین
صدا اچھا گل ہی آتی ہے لگا ٹھوکر لگا ٹھوکر

قضا جب آئیگی رہجائیگا سب مال اے منعم
لحد مین کسطرح لیجائے گا سیم و طلا ڈھو کر

بتون کے عشق مین اسکو نہ کر برباد اے غافل
جوانی پھر نہ آئیگی بہت پچھتائے گا کھو کر

نہ شاہِ شہیدان مین لطافت اشتک جاری رکھ
کرینگے پاک یہ دفتر ترے اعمال کا دھوکر

غزل سہ قافیہ

دلا رکھہ عشق مین عزت خریدارِ بلا ہوکر
اک آہِ پُر شرر سے گرم بازارِ وفا تو کر

دل و جان و جگر کی کیا حقیقت سونچ اے نادان
بہت کم ہے شبِ وصلت نثارِ دلربا جوکر

دکھا ای آستخوان سوزِ محبت بعد مرنے کے
جلا کر خاک مان اک روز منقارِ ہما تو کر

چمن مین ہو کے جب مغرور اوسکے ساتھہ سوتے ہین
لگاتی ہے ہمارے سر کو رفتارِ صبا ٹھوکر

کیا پُر داغ میرے دل کو اپنی للکین جھپکا کے
نرالے گل کھلائے آپ نے خارِ جفا بوکر

تمنا ہے کہ اکدن خواب ہی مین وہ نظر آئے
کیا کرتا ہون کہ انتظارِ دلربا سوکر

اگر سمجھو بڑی محنت ہی قربان ایسی زیست کے
اوتارو دستِ نازک سے صنم بارِ حنا دھوکر

وہ زلفین خواب مین دیکھین بڑھا سودا پریشان ہوں
یہ کیا معلوم تھا ہونگا گرفتارِ بلا سوکر

مٹا کر داغِ الفت دل سے یون حیران پھرتا ہون
پریشان جسطرح مفلس ہو دینارِ طلا کھوکر

سہے صدمے جو فرقت مین تو آیا موسمِ پیری
جوانی نے بھی چھوڑا ساتھہ یارِ بیوفا ہوکر

ملا ہی مجکو عریانی مین کیا خلعت مشجر کا
بنائے جسم پر نقشِ ونگارِ بوریا سوکر

نہ پھر باقی رہیگا اشتیاقِ گلشنِ جنت
لطافت چلکے تو سیرِ بہار کربلا تو کر

محفل مین حسینون کو خریدار سمجھکر
عشاق ہین دل بیچتے بازار سمجھکر

مجھہ زار نے گردن مین صنم ہاتھہ ہین ڈالے
رہنے دو خدا کے لیے زنار سمجھکر

رزاق اوسے جان کے کرتا ہے ہین توکل
کرتا ہے گنہ جیسے کہ غفار سمجھکر

پردہ یہ تمہارا ہے نیا واہ ری شوخی
چھپتے ہو مجھے طالبِ دیدار سمجھکر

عشاق کے دل آپ کے کوچے مین پڑے ہین
رکھیے گا قدم خاک پہ اے یار سمجھکر

ای درد نہ الفت مین جدا ہو مرے دل سے
پہلو مین ہے رکھا تجھے غمخوار سمجھکر

نرگس کو تری چشم پہ صدقے نہ اوتارا
پھیکا اُسے گلزار مین بیمار سمجھکر

تم حکم سزا دوگے مین کرلون گا زیارت
عاشق کو بلاؤ تو گنہگار سمجھکر

گلشن مین گلے عاشق شیدا نے لگایا
ہر سرو چمن کو قد دلدار سمجھکر

دیدون گا مین جان اپنی یہ ہے زہر مرے پاس
اب کیجیے گا وصل کا انکار سمجھکر

کیا جان کے پہلے مرے پہلو سے لیا تھا
اب رونمتے ہو دل مرا بیکار سمجھکر

جانباز بہت کیجے گا کس کس کو بھلا قتل
ہان لیجیے گا ہاتھ مین تلوار سمجھکر

جنت کو تری دیکھ لیا جاتے ہین رضوان
آئے تھے اسے کوچہ دلدار سمجھکر

اب دل جگر انکو جو دیے پاس بٹھایا
پہلے نہ مخاطب ہوے ناچار سمجھکر

رحمت پہ تری ناز ہے جو چاہے سزا دے
کرتے ہین گنہ ہم تجھے غفار سمجھکر

دل اسمین لطافت کا کئی شب سے ہے اولجھا
سلجھا ئیے گا زلف کو اے یار سمجھکر

خبر دیتا ہی مجمع موج دریا کا روان ہوکر
چلے ہین ہم اوسی کی جستجو مین کاروان ہوکر

لگائے جام ہو ٹون سے اگر وہ شادمان ہوکر
ہنیا بول اوٹھے ہر موج مئی مثل زبان ہوکر

بناوٹ یہ نہین بیساختہ آنسو نکلتے ہین
تصور زلف جانان کا رولاتا ہے ہون اون کر

مسافر چونک اٹھو صبح پیری سر پہ آپہنچی
ارادہ کوچ کا رکھتے ہین دندان کاروان ہوکر

روان کہتی ہے بحر غم مین ہر اک چشم کی گشتی
فراق یار مین اشکون کی چادر بادبان ہوکر

صدائے قلقل مینا ہے بڑ مجذوب کی بنکے
پیالہ پی مرید حضرت پیر مغان ہوکر

وہ بحر حسن دریا مین جو گھوڑا ڈال دیتا ہے
گلے کا ہار بنجاتی ہین ہیکل مچھلیان ہوکر

تماشا ہو اگر رندون مین سوے میکدہ آئین
تبرک ہو عمامہ شیخ جی کا دھجیان ہوکر

پڑھین گے رام ہو کر بت جو اس محبوب کا کلمہ
صدا نکلے گی ناقوس برہمن سے اذان ہو کر

وہ ایذا دوست ہین ہم سخت جان قطع گیر کرنی
مزے سے زخم کھالیتی ہمہ تن استخوان ہو کر

تواضع ہی وہ خصلت رتبہ عالی جس سے ہوتا ہے
جھکے مغرور تو پائے بلندی آسمان ہو کر

بنا کر بال گلشن مین جو میرا شعلہ رو آیا
خجالت سے اوڑا کیا رنگ سنبل کا دھوان ہو کر

علی بند آپ نے پہنا بو ہین دست حنائی مین
کیا پابند کیا دزد حنا کو بیڑیان ہو کر

چلے جب قافلے عشاق کے اوس کوچہ کیجانب
تو پہنچا خاکسار اول ہی گرد کاروان ہو کر

گنہ سے باز رہ غافل کہ دشمن ساتھ ہین تیرے
گواہی دینگے اعضا حشر کو ساری زبان ہو کر

گلون کا عشق بہر عندلیب زار اسیری ہے
قفس بنتا ہے طرفہ جمع نالون کا دھوان ہو کر

جو وہ تشریف لائے دیکھنے سیر اپنے روضہ کی
تڑپتے لخت دل آنکھو مین آئے مچھلیان ہو کر

جنون نے بند و بست اپنا رکھا صحت مین بھی باقی
بنی بند قبا کپڑے جو اترے دھجیان ہو کر

مدد اے حضرت پیر مغان تشنہ دہانی ہے
زبان خشک کے کانٹے بھی سائل ہین زبان ہو کر

سنو تو کہہ رہے ہین سامنے غیرون کے وہ کیا کیا
لطافت تم نہین دیتے جواب اہل زبان ہو کر

علی اعلا نکیون ہون افتخار مرسلان ہو کر
عروج اک صاحب معراج دے جب نردبان ہو کر

اگر دین حکم گویا وہ لب معجز بیان ہو کر
ابھی گرم سخن ہو شمع کا شعلہ زبان ہو کر

فراق یار مین ہر دوست ہے ایذا رسان میرا
جو نکلی آہ بھی تو آرزوے دشمنان ہو کر

روانہ قافلہ فرقت مین انکو نکا ہوا جسدم
غبار دل ہوا ہمراہ گرد کاروان ہو کر

سر فرہاد و پائے قیس کی ہین پٹیان منتین
نہین ضایع لباس اپنا جنون مین دھجیان ہو کر

عرض قیمت کے سب بازار مین تیغہر لگاتے ہین
ہوا بیقدر سودا اپکو تیرا گران ہو کر

چمن مین مل کے مسی گر لب معجز بیان پوچھو
دعا مین دے ہر اک برگ گل سوسن زبان ہو کر

لحد تک کشتی تابوت کو کیا جلد پہنچایا
پہنچا صندوق پر جب شامیانہ بادبان ہو کر

وہ زار و ناتوان ہون بام جانان تک رسائی کی
کیا گیا کام دو دِ آہ دل نے نردبان ہوکر

دلِ عشاق کا مجمع تمھاری زلف نے توڑا
پریشان ہوکے پھر آئے گئے تھے کاروان ہوکر

کلامِ سخت سے پرہیز کر ایما ہے صانع کا
دہن مین اسلیے آئی زبان بے استخوان ہوکر

نکالا یوسفِ دل کو تری چاہِ زنخدان سے
ہوے موئے سیاہِ خط جو وارد کاروان ہوکر

خبر دیتی ہین موجین ریگِ دشتِ نجد کی اب تک
لباس اوترا ہے یان مجنون کا یونہین دیوانہ ہوکر

حلیم الطبع تو اعدا مین ہو تو بات رہجاے
بسر نرمی سے کرتیس دانتون مین زبان ہوکر

غزالِ چشمِ جانان کیا ہمارے خون کا پیاسا ہے
جو نکلا سرمہ کا دنبالہ ہے سو کھنچی زبان ہوکر

جرس بنکے دلِ نالان بھی آگے آگے چلتا ہے
نکل آتے ہین فرقت مین جو آنسو کاروان ہوکر

جہان سے قبر مین آیا خدایا اب کہان جاؤن
زمین بھی پستی ہے ہاے مجکو آسمان ہوکر

زبانِ حال سے ہر نیشکر کہتا ہے دیوانو
لباس اوترا ہے اس وحشت کدے مین بیزبان ہوکر

زہے قسمت کہین تجکو فرشتے بوترابی ہے
لطافت رہ درِ حیدر پہ خاکِ آستان ہوکر

طبیعت ہوگئی مائل گناہونکی جسارت پر
غضب مین مبتلا ہون نازکر کے تیری رحمت پر

یہ کیا آفت ہے اس جوشِ جوانی اس طبیعت پر
لڑین جسوقت آنکھین پس گیا دل اچھی صورت پر

گناہون کے سبب یہ دل ہوا مائل جو رقت پر
خدا کو رحم آخر آگیا میری ندامت پر

پڑی ہے آج کل یہہ اوس بازارِ محبت پر
کہ بکتا ہے دلِ مشتاق دو بوسونکی قیمت پر

جو خوفِ نازسے جلتا ہے دل عصیان کی کثرت پر
ٹپک کر اشک کہتے ہین نظر کر اوسکی رحمت پر

خدا جانے وہ کیا شے ہے جو دل کو چھین لیتی ہے
نہین ہوتوف الفت گوری رنگت اچھی صورت پر

ہوے کشتون کے پشتے دل ہمارا ہے کہ مقتل ہے
پڑی ہے آرزو پر آرزو حسرت ہے حسرت پر

بھلا اس عشق کے پھندے مین پھنسکر کوئی بھی نکلا
بری عادت ہے دل کا لوٹ جانا اچھی صورت پر

علی نے پشتِ احمد پر جو رکھا پاے نورانی
نگین درِ نجف کا جڑ دیا مہرِ نبوت پر

سبب پوچھا جو میرے وصل کا اغیار نے اُنسے
کہا شرما کے ہمکو آگیا رحم اوسکی منت پر

مذمت عشق کی گھر بیٹھے کرتے ہین بہت واعظ
تماشا ہو نظر پڑ جاے گر اک اچھی صورت پر

حسینانِ جہان کے ناز اوٹھاکر بوسے پاتی ہے
لسبر کرتے ہین عشاق آجکل اوقات اجرت پر

گئی جب سے جوانی بھول کر اک دن نہ پھر آئی
حسینو بیوفائی ختم ہے اس بیمروت پر

بھلا اوس بھیڑ مین اچھی طرح دیکھے گا کیا عاجز
اوٹھا رکھا ہے دیدار اپنا کیون تونے قیامت پر

گنا ہون مین بسر کرتا ہے غافل زندگی اپنی
بھروسا اس قدر اس بیوفا اس بیمروت پر

خدا چاہی تو ہو جاے ہنر ہر عیب بندے کا
بنے موسیٰ کلیم اللہ پیار آیا جو لکنت پر

لطافت حق تو یہ ہے صفت ہمکو مل گئی جنت
گواہی دے کے وحدت پر رسالت پر امامت پر

کہا کرتے ہین لوگ افسوس کر کے میری غربت پر
میسر ہو نہ چادر بھی جسے خاک ایسی تربت پر

فلک کے ہاتھون اب تک ہے جدائی کا اثر باقی
درخت بید مجنون بھی نہین لیلیٰ کی تربت پر

وہ دیوانہ ہون وصلت دوست کر مجکو حکومت ہے
بنی تصویر لیلیٰ نجد مین مجنون کی تربت پر

حسین کھنچ کھنچ کے بہر فاتحہ ہر روز آتے ہین
کوئی تعویذ جب ہے لوح کی جا میری تربت پر

محبت مر کے بھی ان مغبون کو زر کی باقی ہے
پڑی رہتی ہے چادر اشرفی بوٹی کی تربت پر

شب فرقت جو نکلی چاندنی مین مردہ دل سمجھا
پڑی ہے ململی چادر کسی بیکس کی تربت پر

گری گر فاتحہ پڑھنے مین افشان اسکے ہاتھ سے
تو ہو طرفہ چراغان عاشق بیکس کی تربت پر

وہ وصلت دوست بہتر ہے جو دیوانہ کی فرقت پہ رحم آیا
جلا مین قبر پر جب شمع فانوس آئی تربت پر

تری رحمت نے اے غفار کیسی پردہ پوشی کی
بچھائے آکے شہپر قدسیون نے میری تربت پر

مین ایسا کشتۂ فرقت ہون شب بھر جمع ہین بلبل
رہا کرتا ہے مجمع دن کو پروانون کا تربت پر

نہایت بیمروت بیوفا معشوق ہوتے ہین
ہوئی اک شب نہ روشن شمع پروانے کی تربت پر

وہ عاشق تن ہون مین دیوانہ موت آ کر مجکو
حسین لڑکے لگائین بیٹھ کر دن کے ڈھیر تربت پر

غضب ہی دفن کرکے سب یگانے تو ہوے راضی
نقط ہے سبزہ بیگانہ مجھ بیکس کی تربت پر

ہوا ہون جب سے شادی مرگ لطف وصل جانا ہین
مرادین مانتے ہین آکے عاشق میری تربت پر

مرے سینہ پہ رکھ کر ہاتھ جب دیکھا دل مُردہ
کہا شوخی سے اوسنے فاتحہ پڑھتا ہون تربت پر

لطافت بھی اوسی کوچہ مین یارب خاک ہوجاے
جہان مردے پہ مُردہ دفن ہے تربت ہے تربت پر

ردیف راے ہندی

شکوہ نہ کر جفا کا نہ دلدار سے بگاڑ
پھر کیا بنائے گا جو ہوا یار سے بگاڑ

اے شیخ تو نہ وضع کو اس بار سے بگاڑ
ہیئت نہ اپنی جبہ و دستار سے بگاڑ

قاتل لگا وہ ہاتھ کہ سر تن سے ہو جدا
سستی کا یہ گھر و ندا ہے تلوار سے بگاڑ

وہ بوسہ دے کے مانگتے ہین دل کے ساتھ جان
اتنی سی بات پر نہ خریدار سے بگاڑ

برگشتہ مردمک سی وہ پلکین ہین خوف سے
اچھا نہین ہے فوج کا سردار سے بگاڑ

مینے نشان قبر بنایا ہے اسلیے
ہی آرزو کہ تو کبھی رفتار سے بگاڑ نہ

جیسے ہین اُنکے دوست بنی خلق ہے خدا
جب یار سے ملاپ ہے اغیار سے بگاڑ

کوئی پسا ہوا ہے تو برباد ہے کوئی
کس سے نہین ہے چرخ ستمگار سے بگاڑ

گل مُنہ سے بولتے نہین نالان ہے عندلیب
مفلس کے حق مین زہر ہے زردار سے بگاڑ

جب بغیر ض تھے ملتے تھے جھک جھک کے سب حسین
ای دل غضب کیا کہ ہوا پیار سے بگاڑ

دیتا نہین زکوۃ جو اے منعم بخیل
مل مل کے سکہ درہم و دینار سے بگاڑ

ای چشم تر بنا گئے ہین غیر اپنی شکل
آ لنسو بہا کے یار کی دیوار سے بگاڑ

بوسہ نہ دے کی دل کو خفا یار نے کیا
پرہیز کو کہا تو ہے بیمار سے بگاڑ

بکتے ہین کھوٹے داموں پہ یوسف لقا حسین
اس نرخ کا ہے مصر کی بازار سے بگاڑ

لوگ اسطرح سے بھی ہین لطافت جتاتے ہین
احمد کے دوست حیدر کرار سے بگاڑ

ابرو تھا ابتو تو ہے اے دل مستانہ توڑ
گر نہین ساقی تو قفل در میخانہ توڑ

بیگانہ گلچین نہ عاشق کا دل دیوانہ توڑ
پھول گلشن مین نہ پیش بلبل مستانہ توڑ

پھینک مت شیشہ کو نہ تو اے محتسب پیمانہ توڑ
آہ سے مظلوم کے کر خوف دل میرا نہ توڑ

عشق کر میرے صنم کا سنگدل اتنا نہو
پھیک یہ پتھر کے بت ای برہمن بتخانہ توڑ

آبرو کھوئی اوٹھیم کر ہو گیا خود چاک چاک
گیسوون کے پیچ کا لایا نہ کوئی شانہ توڑ

دل مین آیا ہے غم جانان فدا اے روح ہو
آئے گر مہمان مروت کو نہ صاحب خانہ توڑ

پہلے عاشق کے دل مشتاق کو تو وہ بنا
آزما تیر نگہ کا تو جو اے جانانہ توڑ

نقد جان ہے پاس میرے اے صنم لے لیجیے
عشق کے جھگڑے کا کیجے لے کے یہ جرمانہ توڑ

ساقیا یہ بدچلن کہتا ہے رندون کو بہت
زور و اعظ کا دکھا کر لغزش مستانہ توڑ

بند و بست اوس مجد مشکین کا نہ کچھ تجویز کھلا
شانہ مین سے کوئی کہدے استخوان شانہ توڑ

وصل سے ہے اونکو یہ نفرت مجھے دیتے ہین حکم
شمع روشن کو محفل مین پر پروانہ توڑ

وحشیون مین ہی جنون کہتا تھا دشت نجد سے
قیس کو اپنی طرف دکھلا کے یہ ویرانہ توڑ

حق یہی اے شیخ ہے کر مذہب عشق اختیار
سو طرح کے ہین بکھیڑے سبحہ صد دانہ توڑ

ہای عجب بے دید یہ منہ دیکھنے قابل نہین
کھوئی یکتائی تری آئینہ اے جانانہ توڑ

اشک جاری کر کے پانی پانی کر دونگا بھی
میری چشم تر کو دکھلائے بہت دریا نہ توڑ

زیست کی کیا کیفیت اے محتسب بی شغل مے
دے چلانے کو مجھے شیشہ کا گر بیمانہ توڑ

وصل کی شب یار شرماتا ہے گل کر شمع کو
ایصبا چل کر طلسم الفت پروانہ توڑ

وصل کا وعدہ ہے اُنسے پہلے اک بوسہ ملا
دل کی قیمت کا کیا ہے دے کے یہ بیعانہ توڑ

مہربان ہو جائیگا جب تو بہت پچتائیگا
جوڑنا مشکل پڑے گا یار دل میرا نہ توڑ

شغل مے نوشی لطافت ہی کے دم تک تھا فقط
ساقیا سنگِ لحد سے شیشہ و پیمانہ توڑ

ردیف زاے معجمہ

آتا ہے سیر باغ کو وہ نونہال روز
امید دل بر آئی شجر ہین نہال روز

پڑھتے ہین حرمتِ مے گلگون کا مال روز
تیغ زبان سے کرتے ہین واعظ حلال روز

ہی صبح حشر کا مرے دل کو خیال روز
اک رستخیز ہر کاے ہی نظر مین جمال روز

ہو گی ضرور ترک ملاقات دیکھنا
ہوتا ہے ہمسے یار سے ابتو ملال روز

لاکھون کو قتل کرتا ہے اوس حور کا بناؤ
پھر سیکڑون بگڑتے ہین بنتے ہین بال روز

آنکھون سے آنکھ ہوتے ہین دل عاشقون کے صید
کرتے ہین کارِ تیر کا ہین یہ غزال روز

کسطرح یار کے رخ روشن سے دون مثال
ہوتا ہے آفتاب فلک کو زوال روز

کالی بلا کہین شبِ فرقت کی دور ہو
ہو عید کی خوشی جو دکھاے جمال روز

کیا انتظارِ وصل مین ہے دل کو اضطراب
گر اک مہینہ شب ہے تو ہے ایک سال روز

خوش چشمون کی کشش مجھے بعد فنا بھی ہے
چرتے ہین مرغزار لحد مین غزال روز

آئی بہار پیچتے پھرتے ہین گل بکوٹ
سر پر سبو شراب کے رکھے کلال روز

اب تک بچا ہوا ہو نمین دنیا کے مکر سے
لاتی ہے اپنے دام مین یہ پیر زال روز

باندھی ہے یون مین تیغ کمر مین تو لطف کیا
دو چار عاشقون کو تو کیجے حلال روز

کہتے ہین وہ کہ دیکھنے جاؤن کہان کہان
رہتا ہے عاشقون کا یون ہی غیر حال روز

پھر کربلا کے سمت لطافت روانہ ہو
درگاہ ذوالجلال مین ہے یہ سوال روز

اسطرح روے کتابی پر ہے خطِ یار سبز
گرد قرآن کے ہو جیسے جدول نگار سبز

ہو نقاب سبز مین یون ابرو سے دلدار سبز
جس طرح سبزے مین جوہر دار ہو تلوار سبز

رشک نیرنگ جہان ہے ان حسینون کا لباس
زرد رخ بھی گلابی کاسنی گلنار سبز

یار نے بوسہ جو خط سبز عارض کا دیا
آج کل شاید ہے بخت عاشق بیمار سبز

قتل کرنے آتے ہین شمشیر زہر آلود سے
سرخ خلعت دے کے تن کردیگی وہ تلوار سبز

کسقدر رکھتی ہے سمیت ہوا سے باغ دہر
خاک سے ہوتے ہی پیدا ہوگئے اشجار سبز

حسن شاید عاشق مظلوم کا ہے سوگوار
گورے گالون پر نہین ہوجہ خط یار سبز

اللہ اللہ ہی وہ طفل برہمن کیا سبزہ رنگ
جسم کی تاثیر سے گردن مین ہے زنار سبز

نرم دل ایذا رسان بھی ہین یہ ہے فیض بہار
کم ہین تیزی مین خاشاک ہین جتنے خار سبز

طرفہ نیرنگی دکھاتی ہے ہمین فصل بہار
سرخ اودے زرد گل پھولے ہے کچنار سبز

باغ کو سے یار نہین ہے کسقدر جوش بہار
ہے سیہ ہونے کے بدلے سایہ دیوار سبز

سبزہ رنگون کو زمرد کے ہے زیور کی تلاش
آج کل رہتا ہے سارا جوہری بازار سبز

ہو مرے رشک چمن کی چال بھی طرفہ بہار
معجزے سے ہی زمین ہو تی ہے رفتار سبز

کیا زمرد کی ہرین دکھلا رہی ہین اپنا رنگ
پھوٹ پڑکر ہوگیا ہے سرخیون کا ہار سبز

دھوم ہے ملک ختن مین آگئی فصل بہار
گیسوے مشکین سیہ تا ہین یار کی دستار سبز

کرے جانان مین جو میرے اشک کا دریا چڑھا
کیا طراوت تھی ہوے خار سر دیوار سبز

فصل گل آتے ہی آئی بادہ خواری رنگ پر
ہی شراب سرخ خم مین خانہ خمار سبز

زہر کھانے کی اجازت چاہتا ہون یار سے
نامہ لکھنے کے لیے کاغذ ہوا در کار سبز

خط کا ہالہ ہے رخ دلدار پر کتنا صحیح
بھر دیا ہے رنگ گویا پھیر کر پرکار سبز

اسطرح کے زہر قاتل مین مجھے ہین اونکے تر
بدلے سرخی کے اثر سے ہین لب سوفار سبز

زہر کھاکر سبزہ رنگون پر ہے مینے جان دی
قبر پر میرے ہے زیبا چادر دستار سبز

خط کے سبزے نے ترے سیب ذقن کی کھوئی قدر
خام کہتے ہین اسے جو ہو ثمر نارسبز

اے لطافت جو کہ روتے ہین غم شبیر مین
کرتے ہین کشتِ عمل اشکون سے وہ دیندار سبز

ردیف سین مہملہ

ہی دل کو قید زلف گرہ گیر کی ہوس
دیوانہ کو ترے ہوئی زنجیر کی ہوس

نقشہ رخ حسین کا کھینچا دل مین شکر ہے
اس آئنہ کو تھی تری تصویر کی ہوس

ملنے کا شوق تھا خط توام مین خط لکھا
در پردہ وصل یار کی تحریر کی ہوس

تھا عیش وصل غیر کی قسمت مین یا خدا
رکھی تھی کیا فقط مری تقدیر کی ہوس

پایا نہ لطف دشت نوردی بہار مین
نکلی کبھی نہ بستہ زنجیر کی ہوس

ہوتی ہین منتین مری پوری بہار مین
رہتی ہے سال بھر مجھے زنجیر کی ہوس

ہی لن ترانیون کا مرے دل کو اشتیاق
تحریر کیا کرون تری تقریر کی ہوس

حیرت مین جو ہین اونکو بہار و خزان سے کیا
نکلی کبھی نہ بلبل تصویر کی ہوس

دل سے رقیب کے ہوئی پار میری آہ
پوری ہوئی جہان مین نہ اس تیر کی ہوس

ہی موج بوے گل مجھے گلشن مین کھینچتی
ہوتی ہے گر بہار مین زنجیر کی ہوس

ہی حیرت و سکوت مین برسون سے آئنہ
رکھتا ہے کسکی طوطی تقریر کی ہوس

پر نور کر لگائیے اللہ تیر مین
جان آئی نکلی آپ کی نخچیر کی ہوس

باہین گلے مین ڈال دو رکھو نہ دل مین فاصلہ
ہے آرزو بے طوق تو زنجیر کی ہوس

پیری مین خم ہوئی تو ہوا شوق آہ کا
جب ہم کمان بنے تو ہوئی تیر کی ہوس

پھر سر مین کربلا کی لطافت ہوا بھری
پھر دل کو ہے زیارت شبیر کی ہوس

کوچہ یار ہے مجھے عاشق ناشاد کے پاس
دشت و کہسار ہی گر قیس کے فرہاد کے پاس

لے کے یہ تحفہ گئے اوس ستم ایجاد کے پاس
تھا نہ کچھ اور سوا نالہ و فریاد کے پاس

سخت جانی ہے نہ مین ذبح سے محروم رہون
یا خدا تیغ بھی خنجر بھی ہو جلاد کے پاس

مژہ و گیسو و ابرو ہی و ہان یان اکدل
تیر بھی دام بھی خنجر بھی ہے صیاد کے پاس

تھی الف سے قد دلدار کے مشتاق ہوے
پڑھنے بیٹھے تھے جو مکتب مین ہم اوستاد کے پاس

یاد آتا ہی جو فرقت مین وہ قد موزون
جا کے ہم باغ مین رو لیتے ہین شمشاد کے پاس

کیا زبان کھول کے آفت مین پھنسی ہے بلبل
چار دن باغ مین پھر قید ہے صیاد کے پاس

نجد کے دشت کا پابند نہ رہتا مجنون
درس لیتا جو جنون کا کسی استاد کے پاس

اسقدر محو ہو بیدام پھنسی ہر بلبل
میرے گلرو کی جو تصویر ہو صیاد کے پاس

باب پنجم نے بتائی تھی محبت کی راہ
جب گلستان کا سبق پڑھتے تھے اوستاد کے پاس

عمر اندوہ و غم و رنج و الم مین گذری
نہ خوشی بھول کے آئی ترے ناشاد کے پاس

ناتوان ہم ہین جنون کو ہو کوئی دم آرام
مژہ یار کا نشتر ہو جو فصاد کے پاس

توڑ ڈالین ترے دیوانے نے کیا زنجیرین
کہی خط لکھ کے سکست آئے ہین جداد کے پاس

وعدہ وصل وہ یہ کہہ کے اوڑا دیتے ہین
کام انسان کا بھلا کیا ہے پریزاد کے پاس

تیز کر دیتے تھی کس شوق سے خود حضرت عشق
گند ہوتا تھا جو تیشہ کبھی فرہاد کے پاس

سخت جان تھی ترے عاشق جو بہت اے ظالم
التجا لے کے گئے خنجر فولاد کے پاس

زار ہون فصل بہاری مین جنون ہی نے فصد
رگ گل سا کوئی نشتر ہو جو فصاد کے پاس

واے تقدیر جدا عشق نے اوس سے بھی کیا
جان شیرین بھی جو معشوق تھی فرہاد کے پاس

رنگ سے کھنچتی ہے تصویر جو گل بوٹون کی
مو قلم کیا پر بلبل کا ہے بہزاد کے پاس

کون سی حسن کی ہی بات جو دلبر مین نہین
ہان فقط پر تو زیادہ ہین پریزاد کے پاس

قید بلبل کی ہے تدبیر گلون کو ہے غم
باغبان آتے خوشامد کو ہین صیاد کے پاس

چشم جانانہ لڑکپن سے نظر رہتی تھی
صاد کی مشق کیا کرتے تھے اوستاد کے پاس

مین وہ بیمار ہون کہ مشتاق تفقد ہے مرا
اوڑکے پر بہر طلب جاتے ہین صیاد کے پاس

صنعت انسان کی ہے بے مدد حق ناقص
جب بنا باغ نہ دروازہ تھا شداد کے پاس

بدگمان وہ ہون کہ اسبات کا رہتا ہے خیال
غیر کی یاد نہ ہو دل مین تری یاد کے پاس

ایک بلبل کی ہے جان اور خریدار کئی
زر گل ترہین ہے دام ہین صیاد کے پاس

عشق مجنون نے تو لیلی کی ادا مین کہین
دونون کیا خوب پڑہے ایک ہی استاد کے پاس

ہوگیا بعد امانت کے لطافت شاعر
نہ گیا بہر تلمذ کسی اوستاد کے پاس

ردیف شین معجمہ

بلا ہے یار کی چشم سیاہ کی گردش
تڑپ ہے برق کی یا ہے نگاہ کی گردش

دکھاتی ہے ز حل کینہ خواہ کی گردش
ہماری کوکب بخت سیاہ کی گردش

قریب گھر کے اوت لاکے آہ پھیر دیا
مرے نصیب نے کیا خوب واہ کی گردش

بچاکے رہرو مہ آسمان سے خالق نے
مرے نصیب مین تحریر آہ کی گردش

فراق مین مرے دوران سر سے کیا نسبت
نہین ہے کچھ فلک کینہ خواہ کی گردش

تمام عمر رہی گی تھکے عاشق
بلا ہے کوچہ گیسو مین راہ کی گردش

کسی کی بزم کا وہ دور بام یاد آیا
نظر جب آگئی تارون مین ماہ کی گردش

قصور کون سا مجھسے ہوا ہے زیر فلک
عبث زمانے نے ہی بیگناہ کی گردش

نہ پھیر یار کو عاشق سے اسقدر ایچرخ
پسند آتی ہے بس راہ راہ کی گردش

تمہارے کوچہ مین سب سے ہو کے آئے ہین
اوٹھائی حاجیون نے مفت راہ کی گردش

ہوئی ہے تیز ہے تس تیغ ابرو کی
فسان بنی تری چشم سیاہ کی گردش

حضور بزم مین ہر اک کو مست کرتی ہے
شراب پینے کے بعد اس نگاہ کی گردش

ہلاتے مردمِ دیدہ ہین آجکل برچھا | نہین ہے یار کی ترچھی نگاہ کی گردش
بنا ہی کاسۂ سر میرا جام مے اے چرخ | گئی نہ مر کے بھی بختِ سیاہ کی گردش

کسی حسین کی انھین جستجو لطافت ہے
عبث نہین یہ سدا مہر و ماہ کی گردش

دیر مین پہنچے حرم مین جا کر کی تلاش | تھی جو اے معشوق ہر جائی ترے گھر کی تلاش
نام ساقی کا ہون لینے کو طہارت چاہیے | کلی کرنے کے لیے ہی آب کوثر کی تلاش
جب سے قول مصطفےٰ الفقر فخری سن لیا | پادشاہون کو فقیرون کی ہی بستر کی تلاش
جو کہ ہین صحرا نشین ہشیار ہین بیشک وہی | ہین وہ دیوانے جنہین دنیا مین ہے گھر کی تلاش
حال لکھا ہی اسے اپنے دل بیتاب کا | بھیجنے کو خط ہے سیمابی کبوتر کی تلاش
چبھ گئی نوکِ مژہ دل مین تو سودا کم ہوا | تھی ترے دیوانے کو ایسے ہی نشتر کی تلاش
رنج عصیان مین ہے جاتا سنگ اور دل خیال | پھوڑنے کو سر اگر ہوتی ہے پتھر کی تلاش
ہون وہ دیوانہ لیے پھرتی ہے یارو نکو مری | طوق کی زنجیر کی زندان کی نشتر کی تلاش
ڈھونڈہ آیا کعبہ و دیر و کلیسا و کنشت | دل مین پایا اسکو جسکی زندگی بھر کی تلاش
گرنہ ہو ادنیٰ بہت مشکل ہے اعلیٰ کی شناخت | ہی جواہر تولنے سے پہلے پتھر کی تلاش
زاریہ عشق کر مین ہون نہ اسکو ہی ملا | ڈھونڈہ ڈالا موت نے بھی آکے بستر کی تلاش
الصنم اطفال دیوانہ کو تیرے دیکھ کر | بت اٹھا لاتے ہین ہوتی ہے جو پتھر کی تلاش
ایجنون کب بے سبب چاک گریبان ہو گیا | تا بہ دامن اسکو لائی ہے رفوگر کی تلاش
دے کے آئینہ حسینون کو کیا مغرور حسن | بہر شکوہ ہمکو رہتی ہے سکندر کی تلاش

کیا کرے بد ذائقہ بد بو نجس دنیا کی مگس
ہی لطافت کو شرابِ حوضِ کوثر کی تلاش

ردیف صاد مہملہ

ٹلتی نہین جو سر سے بشر کے بلائے حرص
زنجیر مین طمع کے پڑا کیا ہے پائے حرص

افسوس عمر بھر کی مشقت مٹائے حرص
انسان کے سارے نیک عمل ہوین غذائے حرص

تنبیہ ہو بشر کو نہو مبتلائے حرص
محرومی اسلیے ہے بنائے سزائے حرص

خانہ نشین ہون پاس مرے کیونکر آئے حرص
دنیا سے ہاتھ کھینچ کے توڑے ہین پائے حرص

کرتے ہین جمع مال کو انسان بے ثبات
طرفہ حباب بنتے ہین بھر کر ہوائے حرص

نیت کے قبضہ مین ہے سدا آدمی کا دل
گھر عشق کا ہے جائے قناعت سرائے حرص

بوسے کئی لیے تو کہا ہنسکے یار نے
یہ مال مفت کا نہین اسے مبتلائے حرص

منعم کے واسطے ہے جو ارث حرام مال
کھایا اسے تو اور بڑھی انتہائے حرص

ہین اشرفی کی چادر تربت پہ بوٹیان
ہی منعمو یہ بعد فنا بھی بقائے حرص

کیا جلد دوڑتے ہین زر و مال کی طرف
اے بیخبر یہ دست طمع ہین کہ پائے حرص

زاہد نہ پڑھ نماز طمع پر بہشت کے
مزدور کا یہ کام ہے اے مبتلائے حرص

کیونکر نہ مبتلائے مصیبت رہے حریص
رہتی ہے اسکے ساتھ ہمیشہ بلائے حرص

رزق کی طلب مین ہے کف افسوس مل رہا
یہ ہاتھ ہین بخیل کے یا آسیائے حرص

سکہ پہ زر کے چشم قناعت سے کر نظر
افسانہ ہے طمع کا رقم ماجرائے حرص

کیا چین سے بسر ہو لطافت جہان مین
دل مین اگر جگہہ ہو قناعت کے جائے حرص

گیرے ہوے ہین ہائے مجھے اسقدر حریص
غم ہی اگر ہین کھاؤن لگا ہین نظر حریص

کھاتا ہی خوان نعمت منعم پہ بیحساب
کچھہ اپنی جان کا بھی نہین تجکو ڈر حریص

یہ جانتے ہین کام نہ نکلے گا کچھہ مگر
گلشن مین تاکتے ہین ہر اک گل کا زر حریص

وہ رنج دین کہ تیغ ادا کی لگا ہین وار
ہین داغ و زخم کھانے مین قلب و جگر حریص

بعد فنا سوائے کفن کچھہ نہ پائے گا
بے سود مال جمع نکر اسقدر حریص

دن رات آنکے رخ سے طلبگار نور ہین
اللہ کسقدر ہین یہ شمس و قمر حریص

جامِ گلی مین جذب نہوئی یہ ہے خیال
مجسا نہین ہے رندون مین کوئی مگر حریص

رزقِ حلال کیا نہین ممکن جہان مین
اکل حرام سے تو نہ یون پیٹ بھر حریص

دل عاشقون کے لیتے ہین ہر روز بیشمار
دنیا مین یہ حسین بھی ہین کسقدر حریص

اب تیرا مال لینے کی اورون کو فکر ہے
یہ بھی خبر نہین تجھے او بیخبر حریص

ہی حرص خوان نعمتِ منعم کو دیکھ کر
بیٹھا ہوا ہے مثل مگس بے خطر حریص

کوئی انھین بُرا کہے یا ہون کہین ذلیل
باندھے ہوے ہین حرص پہ اپنی کمر حریص

سائے کی طرح ہوتے نہین ایک دم جدا
ہی حرص ساتھ ساتھ ہی جائے جدھر حریص

کیا بارور ہے عشق مین نخلِ مراد غیر
پتھر اسے لگائین کہو ہین کدھر حریص

اک بوسہ لے کے مانگا لطافت جو بوسہ اور
وہ ہنسکے بولے آپ بھی ہین کسقدر حریص

ردیف ضاد

روے یوسف پہ بنا حسن و بہارِ عارض
میرے محبوب نے جھاڑا جو غبارِ عارض

گرمیِ حسن مین ہے طول بہارِ عارض
خال ہو گھٹ کے نہ کیونکر شبِ تارِ عارض

ای حسین خال سے ہے حسن دوقارِ عارض
طفل زنگی ہے شہنشاہِ دیارِ عارض

گرمیِ حسن سے بھڑکی ہے جو نارِ عارض
بُندے یاقوت کے ہین یا کہ شرارِ عارض

خط سمجھتے ہین جسے عاشقِ زارِ عارض
ہو گئے گرد نگاہون کے یہ بارِ عارض

دم ہے خط سیہ خال سیہ دانہ ہے
طائرِ دل ہو نہ کسطرح شکارِ عارض

حسن دکھلاکے ہین کہتے ترے گوشِ نازک
قابلِ دید ہے یہ فیضِ جوارِ عارض

خط جوانی مین سیہ ہوتا ہے پیری مین سفید
رات دن دیکھتے ہین لیل و نہارِ عارض

وصل مین کیون نہ ہو آکے اولٹ دے ہزار — نازکی مین ہی نقاب آپکی بارِ عارض

خط نکلتے ہی سیہ حسن حسینون کا چلا — اسپ تنکی پہ چڑہا شاہ سوارِ عارض

دیکھہ کر جو ہر آئینہ وہ رخ کہتا ہے — ہین مرے عکس مین چبھتے ترے خارِ عارض

خوب خورشید قیامت کے مزے لوٹے گا — اُنگلیان سینکے گا ہر اک عاشقِ زارِ عارض

بالیون کا ہے طلا سرخ ہمیشہ اے یار — گوش پُر نور ہین یا شعلۂ نارِ عارض

آنکھہ کہتا ہے شتابی سے نہ چھوٹینگے کبھی — زلف کا صید ہے تو ہم ہین شکارِ عارض

نزع مین قبر مین کہدونگا جو آئینگے علی — کہ ازل ہی سے ہو نمین عاشقِ زارِ عارض

حسن اپنا ہین دکھاتے کہ ہر اک بوسے لے — کرتے ہین چاند سے تلوے ترے کارِ عارض

ای لطافت جسے سب کہتے ہین باغِ فردوس
اُس حسین نے یہ دکھائی ہے بہارِ عارض

دیکھہ کیون نہ ہون عاشقِ زارِ عارض — میری طینت ہے حسینون کا غبارِ عارض

غسل ہو اور گڑی عاشقِ زارِ عارض — دو جو ماتھے کا عرق اور غبارِ عارض

جستجو مین جو کسی مہر کے ہے سرگردان — داغ ہین ماہ فلک مین کہ غبارِ عارض

ہو یہ عشاق کی تقدیر کا لکھا اے یار — پڑہ سکے خاک کوئی خطِ غبارِ عارض

میرے دلبر سے حسین بھی ہین لگاوٹ کرتے — سرمہ آنکھون کا بناتے ہین غبارِ عارض

مر کے بھی بوسۂ رخسار کا پکا نہ گیا — خاک ہو کر ہون حسینون کا غبارِ عارض

مین ندامت کے سبب قبر مین گڑ جاؤنگا — دے کے مٹی جو وہ جھاڑینگے غبارِ عارض

اوج خورشیدِ فلک دیکھہ کے کہتا ہے وہ یہ — ہے یہ اک ذرہ بقدر غبارِ عارض

ننگ کندن ساتمہارا جو سوس دیکھین — مانگین اکسیر بنانے کو غبارِ عارض

اُسکی تصویر کا خاکا جو بنائے بہزاد — صبح جنت کا سفیدہ ہو غبارِ عارض

گھر سے آیا ہے گلستان مین مرا مشک بہار — جھاڑ دے دامنِ گل پڑہ کے غبارِ عارض

ہائے وہ مرکے دبے سیکڑون سن مٹی مین — تھا گران جنکو نزاکت سے غبارِ عارض
صورتِ آئنہ ہوجاتے ہین صاف اور وہ گاہ — لطف غازے کا دکھاتا ہے غبارِ عارض
اس بہانے سے بلا لیتے ہین رُخِ دلدار کی لین — دور سے آئے ہو جھاڑون تو غبارِ عارض
طالبِ دید کے گھر آکے وہ فرماتے ہین — جھاڑئے پنجۂ مژگان سے غبارِ عارض
پھر نہ اندھا ہو عجب حُسن کی قاعی ہوجائے — آئنہ مانگ لے اُس سے جو غبارِ عارض
غیر کے ساتھ کیا کرتے ہو کوچہ گردی — صاف دیتا ہے خبر مجھکو غبارِ عارض
پڑھنے پر سورۂ اخلاص کے بگڑا جو وہ بت — تو کہا پھونک کے جھاڑا ہے غبارِ عارض
واہ رے حسن عجب چہرۂ جانانہ ہے نور — دھوپ پڑتی ہے تو بنتی ہے غبارِ عارض
تیرے اعضا کی صفائی سے ہے آئینہ بھی گرد — کہ قضا سے نظر آتا ہے غبارِ عارض

سر خرو قبر سے اُٹھین گے لطافت شیعہ
حشر کو خاکِ شفا ہوگی غبارِ عارض

محتسب خون بہا تو مئے احمر کے عوض — چور کر شیشۂ دل کو مرے ساغر کے عوض
ہو یہ ظاہر نہ کدورت تھی کسی سے دل مین — میری تربت پہ ہو نصب آئینہ پتھر کے عوض
واہ جس در پہ دھرین پاؤن کے بدلے سر ہم — بے ادب غیر دھان پاؤن رکھے سر کے عوض
میری تربت پہ وہ جب آئے تو بولے منکر — ہین مرے نقشِ قدم پھولونکی چادر کے عوض
بعد مرنے کے تو لازم ہے تمہین حسرت دو — ہائے تم کہہ کے چلا دو مجھے ٹھوکر کے عوض
ہجر ساقی مین مجھے دیتے ہین طعنہ احباب — پیجیے خون جگر ایک مئے احمر کی عوض
اُنکے عاشق سے یہ رضوان نے کہا مشیر مین — آجنان دین تجھے ہم کوچۂ دلبر کے عوض
عشقِ مژگان مین جنون ہے مجھے سن اے فصاد — کھول تو فصد مری خار سے نشتر کے عوض
غیر نے زیست مین پایا جو مکان فخر نہین — قبر پائینگے ترے کوچہ مین ہم گھر کے عوض
ہونگے عشاق حلال آئی ہے عید قربان — لیکے نکلے ہین چھری آج وہ خنجر کے عوض

اب مجھے صبر نہین ابر دہ اُٹھا ساقی ۔ دونون جلاو مرے بھر دے کہین سا غر کے عوض
بھیجتا ہون جو کبھی اُس شہ خوبی کے پاس ۔ نامہ دیتا ہون ہما کو مین کبوتر کے عوض
آئینہ اسنے بنایا ترے چہرے کی مثال ۔ آئینہ گر کو سزا دیجے سکندر کے عوض
کھو اطفال سے اُس چشم کا دیوانہ ہون ۔ ڈھیلے آنکھون کے لگاؤ مجھے پتھر کے عوض
وہ نہین آپ کے قابل اُسے لیجے صاحب ۔ ہی کلیجہ مرا حاضر دل مضطر کے عوض
نازنین آپ ہین بوجھ اسکا اُٹھے گا کیونکر ۔ رکھیے پھولون کی چھڑی ٹھہ مین خنجر کے عوض
دستو گور غریبان مین وہی ہے مری قبر ۔ کانٹے جس قبر پہ ہین پھولونکی چادر کے عوض
اُنکا قاصد بھی ہے کیا شوخ کہ خط دے کر مجھے ۔ مانگتا نقد دل انعام مین ہے زر کے عوض
پشت پر ہے جو مرے دفتر اعمال کا بوجھ ۔ ہائے پیری مین کمر جھک گئی ہے سر کے عوض

خوف کفار علی کو نہ لطافت کچھ تھا
بستر خواب پہ سوئے تھے پیمبر کے عوض

ردیف طاے مہملہ

اچھا تو ہے جو دفن کیوقت اُنکا آئے خط ۔ احباب شاد ہون مرا مردہ جلائے خط
قاصد نے اُسکے رنج دیا کیون دکھائے خط ۔ اپنا تو ایک بھی نہین سب ہین پرائے خط
اُس بُت نے دیکھتے ہی کیا پُرزے پُرزے کیون ۔ شاید خدا کے نام سے تھی ابتدائے خط
تلقین کے عوض اُسے پڑھ دینا دوستو ۔ شاید ہمارے دفن کے وقت اُسکا آئے خط
بھیجون گا وصف چہرۂ رنگین مین لکھکے شعر ۔ درکار ہے مجھے ورق گل برائے خط
نامے ہمارے اُنکو دکھانا نہ قاصدا ۔ جسطرح ہمکو غیر کے تونے دکھائے خط
جوش جنون ہے نامہ لکھین قاصد اُسکو کیا ۔ لیجا ہماری جیب کا ٹکڑا بجائے خط
ہمنے جو نامہ بھیجا تو اُنکو دکھا دیا ۔ غیرون نے لکھکے بھیجے تو ہمسے چھپائے خط

قاصد کو بھیجین ہم کہ کبوتر کو بھیجین ہم ۔ کیا خوب وہان حلال ہو جوے کے جائے خط
اے یار ہاتھہ کانپتے ہین رعب حسن سے ۔ حجام کسطرح سے تمہارا بنائے خط
اب ہی یقین کہ قتل کرے گا وہ کل مجھے ۔ گر دنپہ آج تیغ اُٹھا کر لگائے خط
قاصد جواب لایا ہے تو اُنکے پاس سے ۔ پھر لون مین تیرے گرد تو ہونگا فدائے خط
ہمکو تو ایک نامہ بھی لکھا نہ یار نے ۔ غیرون کے پاس ہائے غضب خط پہ آئے خط
جو مین نہ کہہ سکون گا کبھی وہ کہے گا یہ ۔ دے جاکے دل مرا انھین قاصد بجائے خط
قاصد یہ مجھہ سے کہتا ہے وہان ہم بجائینگے ۔ جو ہاتھہ دھوئے جان سے وہ لے کے جائے خط
دھوکے مین نامہ پھیر دیا ہے جو یار کا ۔ ہر وقت ہاتھہ مل کے مین کہتا ہون ہائے خط

لکھنا ہی حال گر یہ لطافت اگر اسے ۔
پہلے منگاؤ کاغذ ابری برائے خط

غیر واقف نہین کہ کیا ہے شرط ۔ دل لگانے کو حوصلا ہے شرط
اچھی صورت ہو تو نہین معشوق ۔ غمزہ و عشوہ و ادا ہے شرط
بہر تسکین عاشق بے صبر ۔ وصل معشوق مہ لقا ہے شرط
میری جانب ضرور وہ دیکھین ۔ مگر اے عشق سا منا ہے شرط
باغ ہو اور پاس ہو معشوق ۔ پھر تو پینا شراب کا ہے شرط
اونکے سُنتے یہ کچھہ نہین موقوف ۔ عاشقو عرض مدعا ہے شرط
حوصلہ دل مین چاہیے ہے ضرور ۔ جیسے کشتی کو ناخدا ہے شرط
دل پُر آرزو مین چاہیے عشق ۔ شہر مین جیسے بادشاہی شرط
ظلم کرتے ہین تو کرین معشوق ۔ عاشقون کے لیے وفا ہے شرط
نالہ بھی چاہیے جو اشک ہین ۔ کاروان کے لیے درا ہے شرط
وقت آرائش ان حسینون کو ۔ غازہ کاجل مسی حنا ہے شرط

استخوان دل جلون کی شوق سے کہا — کہہ نہ اُف اُف یہ اسے ہماسے شرط
بعد مرنے کے قبر پر میرے — جائے لوح اُنکا نقش پا ہے شرط
وصل پر وہ ضرور ہون راضی — عاشقون سے التجا ہے شرط
آج گھر سے نکل کے وہ بولے — چال سے حشر ہو بپا ہے شرط
عمل نیک کچھ مفید نہین — یا علی آپ کی ولا ہے شرط

ہجر مین مستعد ہین مرنے پر
اے لوا نت اگر قضا ہے شرط

ولیف فنا و معجمہ

اگر ہی آب کی حاجت پے وضو واعظ — شراب خانے سے بھر لاؤن مین سبو واعظ
بُرا شراب کو رندون مین کہہ نہ تو واعظ — کہین نہ خاک مین ملجاسے آبرو واعظ
سنی ہے وعظ تو میخوار ہین عدو واعظ — جو بس چلے تو بہائین ترا لہو واعظ
ارے بہار مین بنت العنب حرام نہین — کسے دماغ کرے کون گفتگو واعظ
نماز روزہ و تقوا و وعظ کچھ نہ رہے — وہ حسن ایک نظر دیکھ لے جو تو واعظ
ارے حرام ہین دو نو شراب اور غیبت — یقین کر نہین فرق اسمین ایک سو واعظ
رہے اگر یو ہین پیر مغان کا دور اور — پکارتا پھرے تو بھی سبو سبو واعظ
قسم بھی کھائے اگر یہ ہمین یقین نہین — شراب مفت ملی اور پیے نہ تو واعظ
نماز کیا پڑھین پانی تو میکدے مین نہین — جواز ہو تو کرین مے سے ہم وضو واعظ
حواس جاتے رہے اُس حسین کو دیکھتے ہی — نماز پڑھنے لگا آج بے وضو واعظ
ہمارے سامنے پیر مغان کو بد کہنا — میان وعظ یہ بیہودہ گفتگو واعظ
میان صحبت وعظ آج ہے فساد ضرور — کہ بد مزاج ہین رند اور تند خو واعظ

رہیگی فصل بہاری مین سیکشی گھر گھر
ہزار وعظ کہے روز کو بکو واعظ

نہ بچکے جائیگا بیڈھب پھنسا ہی رندون مین
شراب پی لے تو رہجاے آبرو واعظ

تباہ رند نہونگے نہ میکدہ ویران
یہ تیرے دل کی نہ نکلے گی آرزو واعظ

بھلا حلال ہے ایسی شراب بھی کہ نہین
کہ جسمین کچھہ نہ فرا ہو نہ آئے بو واعظ

نہ پاک دھبون سے ہو جامہ پارسائی کا
اگر ہزار کرے اسکی شست وشو واعظ

نہ ہم شراب کرین ترک اور نہ تو غیبت
جو ہی ہماری یہ عادت وہ تیری خو واعظ

جو رند آتے ہین مسجد مین منع کرتا ہے
خدا کے گھر پہ بھی قابض ہوا ہے تو واعظ

وہ رند ہون کہ نہو ناگوار کچھہ بھی مجھے
مین وعظ روز سنون ہو جو خوش گلو واعظ

لطافت آکے جو دیکھے بہار کوچۂ یار
کرے نہ سیر جنان کی پھر آرزو واعظ

عشق مین ہے مجھے جس حور شمائل کا لحاظ
اسکو بھی چاہیے مجھہ عاشق بیدل کا لحاظ

سامنے انکے نہ پھر شمع پہ اے پروانے
بے ادب تجکو نہین صاحب محفل کا لحاظ

اور عشاق کے دل سیکڑون پامال کیے
جانکر کعبہ وہ کرتے ہین مرے دل کا لحاظ

بے حقیقت سمجھہ اور ونکے دلونکو اے شوخ
جسمین الفت تری رہتی ہے کر اس دل کا لحاظ

نہین معلوم صبا کہہ گئی ہے باغ مین کیا
غنچے ہین دم بخود ایسا ہی عنادل کا لحاظ

بیان سے جب یہ نکلتا ہے جھکاتا ہون سر
کہ ہے قاتل سے سوا خنجر قاتل کا لحاظ

ہاے مقتل مین تڑپنے ندیا بسمل کو
قتل کے بعد یہ مانع ہوا قاتل کا لحاظ

دور سے دیکھہ کے ناقہ نہ پکارا ہوتا
قیس کو چاہیے تھا صاحب محمل کا لحاظ

پردۂ ابر مین چھپکر تمہین دیکھا شب بھر
قابل دید تھا صاحب مہ کامل کا لحاظ

ظلم مظلوم پہ کرتا ہے جو تو اے ظالم
تجکو ہی خوف نہ کچھہ خالق عادل کا لحاظ

خون کی چھینٹ پڑی کوئی نہ دامن پہ ترے
ذبح کے بعد ذرا دیکھہ تو بسمل کا لحاظ

دیکھا یہ چاند سا چہرہ تو چھپا ابر مین ماہ
چاہیے آپ کو بھی اپنے مقابل کا لحاظ

کبھی کامل نکرے بحث کسی ناقص سے
جو کہ ناقص ہے اُسے چاہیے کامل کا لحاظ

وحشی نجد نہ آتے تھے قرین ناقہ کے
قیس کیوجہ سے تھا صاحب محمل کا لحاظ

ہاتھ پھیلائے ترے سامنے ہے اے منعم
مُنہ سے کہتا نہین کچھ دیکھہ تو سائل کا لحاظ

ہاے دربان ٹھہرنے نہین دیتا دم بھر
چاہیے ہے ترے دروازے کے سائل کا لحاظ

اہل دنیا کا عجب طور لطافت دیکھا
پاس حق کا نہین کچھہ ہے بھی تو باطل کا لحاظ

ردیف عین مہملہ

صدقے ہوگی بزم مین گر رخ جانانہ شمع
پردہ فانوس سے نکلی ہے بیتابانہ شمع

بس یہی ہین عاشق و معشوق مشہور جہان
سرو قمری بلبل و گل آپ مین پروانہ شمع

ہجر کی شب ایک میری نیند آنیکے لیے
صبح تک بالین پر کہتی رہی افسانہ شمع

اسلیے تربت پہ میری شبکو گھیرے ہین پتنگ
تیرگی کے خوف سے بھاگے نہ بیتابانہ شمع

ہم تو کیا ہین اور کے عاشق سے بھی ضد ہی رہی
کہتے ہین آئی مری محفل مین بے پروانہ شمع

ہجر کی شب آکے میرے گھر در و دیوار سے
پھوڑتی ہے اپنے سر کو صورت دیوانہ شمع

قمری و پروانہ و بلبل تصدق ہون تمپر
سرو قامت پھول ہے رخ ساعد جانانہ شمع

ہون وہ عاشق دنکو بلبل نے چڑہائے آکے پھول
رات کو لایا ہی میری قبر پر پروانہ شمع

یون دل تاریک میرا داغ سے پُر نور ہے
جس طرح کرتی ہے روشن رات کو کاشانہ شمع

بزم مین اُنکے اگر تیری رسائی ہو کبھی
سامنے اُنکے بیان کرنا مرا افسانہ شمع

رات کو آئی تو مجھہ اہل سخن کی بزم مین
رعب لیکن اسقدر چھایا ہوئی گویا نہ شمع

مین وہ سودائی ہون بعد مرگ میری قبر پر
شب کو روشن کرنے آتا ہے ہر اک دیوانہ شمع

وصل کی شب ہین جو پردے مین ادہر ہم اور آپ
اُسطرف فانوس مین مضطر ہے بی پروانہ شمع

شام سے مسجد کے دروازے پہ جلتا ہی چراغ
ساقیا رکھہ تو بھی بالائے درمیخانہ شمع

روشنی تو ہے تمھارے چہرۂ پُرنور کی
جلتی ہے ناحق بجھا دو بزم مین جانانہ شمع

انجمن مین اُنکی شب کو ہین قرینہ سے یہ سب
آئنہ گلدستہ ساغر تو تلین پیمانہ شمع

شام سے یہ اپنی محفل مین دیا ہے اُسنے حکم
بے ادب آئین نہ پروانے نہ گستاخانہ شمع

ہجر کی شب خوف تھا تنہا نہ آئے میرے گھر
ساتھہ اپنے لے کے آئی سیکڑون پروانہ شمع

اے لطافت بھیڑ پروانون کی لاکر شبکو ساتھہ
کرتی ہے آباد یہ اُجڑا ہوا کاشانہ شمع

دیکھتے ہو رات کو جب سامنے آتی ہے شمع
کیا تمھارے چہرۂ روشن سے شرماتی ہے شمع

کیا مرے گھر ہجر کی شب آکے گہراتی ہے شمع
اپنا سر فانوس سے تا صبح ٹکراتی ہے شمع

اہل محفل کو محبت اپنی دکھلاتی ہے شمع
دیکھو پروانے جلاکر خود بھی جلجاتی ہے شمع

میری تربت پر جو گورستان مین آتی ہے شمع
گہبراتی ہے شب کو تاریکی تو گہبراتی ہے شمع

سمجھو یہ مطلب ہی جو فانوس مین آتی ہے شمع
عاشقون پردے مین چھپنا اُنکو سکھلاتی ہے شمع

جنبش شعلہ نہین یہ صاف صاف اکہتی ہین
یہ تمھارے رعب سے محفل مین تھراتی ہے شمع

ذکر ہم عشاق کا تو کیا اسے کہتے ہین حکم
رو نہین سکتی تری محفل مین جب آتی ہے شمع

آہ ہین جو کرنا ہو عاشق اُسکو محفل سے اُٹھاؤ
دیکھو روشن ہو کے جب آتی ہے بجھجاتی ہے شمع

عشق میرا اور تمھارا حسن ہے مشہور خلق
ہین خجل پروانے مجھسے تمسے شرماتی ہے شمع

صبح ہی نزدیک رات آخر ہوئی اے اہل بزم
دو گھڑی اب اور دنیا کی ہوا کھاتی ہے شمع

ہمسری کی اُنکے رخ سے تو ہوا سر بھی جدا
اب سزا پائی ہے محفل مین تو پچھتاتی ہے شمع

بعد مردن ہوتی ہے معشوق کو عاشق کی قدر
مردۂ پروانہ کو اشکون سے نہلاتی ہے شمع

واہ میرے دوستون کے ساتھہ اکثر شام کو
پہلے ہی سے قبر پر روتی ہوئی آتی ہے شمع

بعد مردن عشق صادق یون دکھاتا ہے اثر
غم مین پروانون کے رفتہ رفتہ گھل جاتی ہے شمع

رات کو جاتا ہے جسکی بزم مین وہ شعلہ رو
تا لبِ فرش اسکے استقبال کو آتی ہے شمع

اک ہماری ہی مناہی آپکی محفل مین ہے
آپ بھی آتی ہے پروانونکو بھی لاتی ہے شمع

اے لطافت بزم مین اُس شعلہ رو کو دیکھکر
آتشِ رشک و عداوت سے جلی جاتی ہے شمع

ردیف عین

آئی ہے ابکی جوش پہ ایسی بہار باغ
مانند سبزہ سبز ہے ہر ایک خار باغ

مینھوار و اب ہی آمدِ فصلِ بہار باغ
لو ابر اُٹھا بٹھانیکو گرد و غبار باغ

سو جان سے نیکون ہون عنادل نثار باغ
جوبن پہ اندنون ہے عروسِ بہار باغ

تاراج سارا باغ ہوا آتی ہے خزان
باقی بس ایک سرو رہا یادگار باغ

اُس رشکِ گل کی دیکھی سواری جو باغ مین
سمجھی یہ عندلیب کہ آئی بہار باغ

خط سے بڑھی ہے اُس رخِ رنگین کی آبرو
دیوار کے سبب سے ہے دونا وقار باغ

فصلِ بہار پر تجھے بیکار ناز تھا
گلچین کہان ہین اب وہ گلِ بیشمار باغ

اے عندلیب حُسنِ عروسانِ باغ دیکھ
تو کیا ہے خود نثار ہے اِنپر بہار باغ

جھولا پڑا ہے اُنکے لیے جس درخت مین
سچ تو یہ ہے وہی ہے درخت افتخار باغ

اُس سپ خوشخرام کی بس ہے یہی مثال
بالکل سبکروی مین نسیمِ بہار باغ

سامان اگلے سال کا ہے یاد ابھی تلک
وہ ابر و وہ ہوا وہ مے خوشگوار باغ

جب مستفیض ہو چکے فصلِ بہار سے
تسلیم کو جھکے شجرِ میوہ دار باغ

چارون طرف سے اُسنے گھیرا ہے باغبان
اتبو نکل کے جا نہین سکتی بہارِ باغ

گلزار مین یہ بادِ صبا کی ہے بندوبست
اُلجھی کبھی نہ چادرِ شبنم سے خارِ باغ

دیکھے لطافت آکے اگر کوے یار کو
بلبل کی آنکھ مین نرسے کچھ وقار باغ

باہر اگر میان سے مقتل مین اٹھلاتی ہے تیغ
عاشقون کو ناز معشوقانہ دکھلاتی ہے تیغ

ای ستمگر کیا نزاکت اپنی دکھلاتی ہے تیغ
آج کیون مقتل مین چلتے چلتے رکجاتی ہے تیغ

جب نکل کر میان سے غصہ مین بل کھاتی ہے تیغ
خوب قاتل معرکہ مین آگ برساتی ہے تیغ

دیکھہ رہکر ڈاب مین تاثیر صحبت ہوگئی
جب لچکتی ہے کمر تیری تو بل کھاتی ہے تیغ

اوڑنجائین اے ستمگر بسملونکی مرغ جان
دام جوہر اسلیے مقتل مین پھیلاتی ہے تیغ

جان نثارون مین تمھارے جبکہ ہوتا ہے فساد
میان سے کیا فیصلہ کرنے نکل آتی ہے تیغ

ہجر ساقی مین جو قصد میکشی کرتا ہون مین
صاف ہر اک موج مئی ساغر مین بنجاتی ہے تیغ

ہاتھہ مین آئینہ لے کر اے ستمگر دیکھہ تو
یہ تبسم ہے تیری ابرو پر کہ بل کھاتی ہے تیغ

دیکھتا ہون چشم حسرت سے جو مین ہنگام قتل
دیدۂ جوہر سے مجکو آنکھین دکھلاتی ہے تیغ

اب پس و پیش اس کمر کی عاشقونکو ہے عبث
راستا سیدھا عدم کا انکو بتلاتی ہے تیغ

قتل ہو بلبل نہ کیونکر آتی ہے فصل خزان
سوکھہ کر ہر شاخ گل گلشن مین بنجاتی ہے تیغ

صحبت اہل سخن مین کیون زبان کھولون کہ مین
معرکہ مین اپنے جوہر خوب دکھلاتی ہے تیغ

میرے دامن دار زخمون مین چھپائے کیون نہ
اے ستمگر مجکو بسمل کرکے شرماتی ہے تیغ

عجز میرا اسکی نخوت دیکھہ اے قاتل ذرا
جون جون اپنا سر جھکاتا ہون کھنچ جاتی ہے تیغ

اے لطافت ہجر ابرو مین جو پڑتی ہے نظر
کیا مہ نو کی مری گردن پہ پھر جاتی ہے تیغ

ردیف فا

بڑہ بڑہ کے اس حسین کی کمر تک جو آئے زلف
سب عاشقون کو راہ عدم کی بتائے زلف

اے تو سہی دل اُسکا بھی ہو مبتلائے زلف
تصویر مین جو تیری مصور بنائے زلف

اِک دل تھا دوست وہ بھی ہوا مبتلائے زلف
الفت مین جان لیگی ہماری بلائے زلف

اُس رُخ سے گر نقاب اوڑائے ہوائے آہ
بکھری کچھ اسطرح سے کہ چہرہ چھپائے زلف

گر آپ حکم دین تو سنوارون مین ہاتھ سے
شانہ کی احتیاج نہین کچھ برائے زلف

کوئی نہ تم سے بزم مین بوسہ طلب کرے
گر تازیانہ ایک کو بڑھکر لگائے زلف

شہر حلب سے ملک ختن جاؤن ہے یہ قصد
تعریف رُخ کی بعد کرونگا ثنائے زلف

برہم نہون کہین کہ وہ نازک مزاج ہین
مشاطہ خوب سوچ سمجھ کر بنائے زلف

اے یار طائر دل عشاق کیا بچین
کاکل کے پھندے قہر غضب حلقہ ہائے زلف

غش آئے اُنکے حسن کے نظارے سے اگر
بڑھ بڑھ کے نخلبند مجھے اپنا سونگھائے زلف

وہ آئے دیکھنا گل و سنبل کو باغبان
رُخ پر کوئی نثار ہے کوئی فدائے زلف

بے اذن یہ بکھر گئے رُخ پر تمھارے کیون
جوڑے مین کسکے باندھو یہی ہے سزائے زلف

عشاق کی زبان پہ دن رات ہجر مین
گہہ ہائے ہائے رُخ ہے کبھی ہائے ہائے زلف

ایدل چھٹا ہی ایک سے گر عشق مین تو کیا
گیسو و کاکل اور بھی دو ہین سوائے زلف

کہتا ہی مجھسے بال بنا کر وہ شوخ آج
اب دیکھہ دل کو تھام کے اے مبتلائے زلف

بوسہ تم اُنکے رُخ کا لطافت سمجھکے لو
مار سیہ کی طرح کہین بل نہ کھائے زلف

دیکھتا ہے جو رخ تابان دلبر کی طرف
پھر نظر کرتا نہین وہ مہر انور کی طرف

پیش داور دعوئے خون کرکے مین جھوٹا ہوا
ہو گئے سب اہل محشر اُس ستمگر کی طرف

صحبت ساقی مین گو بیٹھا ہوا ہو نمین خموش
جانب شیشہ ہے دل آنکھین ہین ساغر کی طرف

عاشقون کو اپنے کوچہ سے نکالا سنے جب
کچھہ گئے بتخانے کچھہ اللہ کے گھر کی طرف

ابتدائے روز فرقت سے الٰہی خیر ہو
اٹھتی ہے رہ رہ کے ہوک اس قلب مضطر کی طرف

ایک دن اُس شوخ نے جھانکا تھا برسوں ہو گئے
اب ہین لاکھون کی نگاہین روزن در کی طرف

بوسہ لینے کی ہے مجکو آرزو ہنگام ذبح
کیا کرون خنجر کا منہ ہے اُس ستمگر کی طرف

سیر کیجے باغ کی سرو چمن سے کیا غرض
لاکھ اکڑی دیکھیے کیون اپنے ہمسر کی طرف

ای خوشا قسمت رہے عزو شرف حجاج کا
جاتے ہین کعبہ سے ہو کر کوے دلبر کی طرف

دیکھہ قاتل اشتیاق ذبح کہتے ہین اسے
خود بخود گردن کھنچی جاتی ہے خنجر کی طرف

ہای کیا جانین یکایک دل مین کیا سوجھا اوہ شوخ
پھر گیا یہان آتے آتے غیر کے گھر کی طرف

وہ دل پر داغ میرا دیکھتے ہین اسطرح
جیسے مفلس کی نظر ہو کیسہ زر کی طرف

عاشقون کو مبتلا کرتی ہے خوشبو پھیل کر
دل کھنچے جاتے ہین اُس زلف معنبر کی طرف

دیکھہ ظالم خون کی پیاسی ہے تیری تیغ تیز
دیکھتی ہے چشم جوہر سے مرے سر کی طرف

قبر سے اُٹھا مین دیوانہ فرشتو ہوشیار
ہاتھہ دوڑاتا ہون اب دامان محشر کی طرف

اے لطافت ہم وہ ہین مست مے حب علیؑ
خلد مین گھر ہوگا اپنا حوض کوثر کی طرف

ردیف قاف

عکس رخ اُسکا ہے کھا کر دھوپ سونے کا ورق
شاعر وہے خاک پتھر دھوپ سونے کا ورق

باغ پر فصل خزان مین بھی ہے اک طرفہ بہار
ہو گیا ہر برگ کھا کر دھوپ سونے کا ورق

مرغ زرین بنگیا خط دے کے شاہ حسن کو
بنگئی ہر کبوتر دھوپ سونے کا ورق

نقرئی گنبد پہ گر چاہے ملمع وہ حسین
بام پر ہو بہر زیور دھوپ سونے کا ورق

ذبح مین ہے کیا سنہرے رنگ کا قاتل نے عکس
ہو گئی ہے زیر خنجر دھوپ سونے کا ورق

وصل کی دولت سے مالا مال ہون ہے راندن
چاندنی چاندی کا پتر دھوپ سونے کا ورق

کیا ملمع سازیان اپنی دکھاتا ہے فلک
چاندنی چاندی کا پتر دھوپ سونے کا ورق

صبح کو کہنچون جو اُس ملبوس گلگون کی شبیہ
ہو شفق خونِ کبوتر دھوپ سونے کا ورق

ہان سنہری رنگ کا اُس مہر کے لکھنا ہی وصف
اے فلک بنجائے آکر دھوپ سونے کا ورق

گُل پہ ہو لطفِ مرصع کاری ای فصلِ بہار
قطرۂ شبنم ہو گوہر دھوپ سونے کا ورق

نقرئی قبضہ پہ اُس شمشیر کے عاشق کا خون
بنگیا کیا خوب کھا کر دھوپ سونے کا ورق

قہرِ عاشق کی جو ہے پوشش چھپی دونا ہی حسن
بنگئی ہے بہر چادر دھوپ سونے کا ورق

نامہ اُس خورشید رو کو لکھ کے فارغ ہون جو میں
آئی بہرِ لوح بنکر دھوپ سونے کا ورق

تربتِ عاشق کا ہی گنبد طلائی ہر سحر
ہی شفق تانے کی چادر دھوپ سونے کا ورق

زیبِ پشتِ آئنہ کرتے ابھی خورشید رو
کاش ہوتی اے سکندر دھوپ سونے کا ورق

سوئے گر صبحِ شبِ وصلت لپٹ کر محبے وہ
آکے اُلٹی قربِ بستر دھوپ سونے کا ورق

نقرئی اُسکی سہری تک جو پہنچی صبح کو
آرزو سے ہو لپٹ کر دھوپ سونے کا ورق

بام پر آئین گلوری لے کے سرما مین جو وہ
کس لگاوٹ سے ہوا کر دھوپ سونے کا ورق

اے لطافت عکسِ روئے یار کو مین کیا کہون
ماہِ تابان مہر انور دھوپ سونے کا ورق

ہجر کی رات رہے ہم یہ سحر کے مشتاق
شام سے کان تھے ہر وقت گجر کے مشتاق

زلزلہ آئے پھنکے صور کہ برپا ہو حشر
نہ اُٹھے ہین نہ اُٹھینگے ترے در کے مشتاق

آنکھ اُٹھا کر کبھی اس سمت بھی دیکھ اوظالم
ہم بھی بیٹھے ہین تری ایک نظر کے مشتاق

جو پسند آئیگا اِن دونون مین وہ لے لینگے
دل مرا دیکھ چکے اب ہین جگر کے مشتاق

ہوئی شہرت مرے مرنے کی تو اِک عید ہوئی
کان اغیار کے تھے ایسی خبر کے مشتاق

کچھ سمجھتے نہین نادان ہین ناواقف ہین
نخلِ الفت سے ہین کیون لوگ ثمر کے مشتاق

کیا قباحت ہے اگر اتنی اجازت دیدے
سیر کر لین ترے کوچے کی ٹھہر کے مشتاق

ہی جو کعبہ سے سوا آپ کے در کی حرمت
کچھ خبر ہے ادہر آئے ہین اودھر کے مشتاق

واہ خود اونکی کمر کا تو بھلا ذکر ہی کیا
رفتہ رفتہ ہوے معدوم کمر کے مشتاق

ایک گالی تری کھا کر یہ ملی ہے لذت
اے صنم دیر سے ہین بار دگر کے مشتاق

اونکے بیمار محبت ہین یہ جینے سے تبنگ
کہ دوا پی کے ہین کمبخت ضرر کے مشتاق

انجمن مین نگہِ لطف اودہر کی تو نے
ہی غضب رہگئی محروم ادہر کے مشتاق

اپنے گھر مین ہم ادہر غیر کے گھر مین وہ ادہر
شام سے جاگتے ہین دونون سحر کے مشتاق

مجکو تڑپا کے وہ اغیار سے بولے ہنسکر
تھے یہ مدت سے مری تیر نظر کے مشتاق

اے لطافت نہین اب ہمکو کسی بات کا شوق
ہین فقط وصل بت رشک قمر کے مشتاق

ردیف کاف

مدتین گذرین پہ ہے عشق کا چرچا اب تک
قیس و فرہاد زمانے مین ہین رسوا اب تک

سنتے ہین جب مرے نالونکی صدا وہ شب ہجر
کہتے ہین ہنسکے یہ کمبخت ہے زندا اب تک

آپ کے سایۂ دیوار نے ممنون کیا
تھا نہ سر پر مرے احسان کسی کا اب تک

اے صنم رسم محبت کو زمانہ گذرا
واہ اٹھانہ تری شرم کا پردا اب تک

نزع کیوقت یہ انسان کو دہیان آتا ہے
ہاے ہم کیلیے آئے تھے کیا کیا اب تک

اگر جلانا مرے مردے کا ہی منظور انھین
آئین رکھا ہی سر قبر جنازا اب تک

کوے قاتل مین بڑی بھیڑ ہے جانبازونکی
قتل لاکھون ہوے پر بند ہے رستا اب تک

ایکدن ہجر مین دل کھولکے رویا تھا مین
مدتین گذرین پہ ہے جوش پہ دریا اب تک

برسون گذرے ہین مجھے عشق فرہ ترک کیے
پر ہے کانٹا سا مرے دل مین کھٹکتا اب تک

دوستو ہوتی نگاہ اونکی اگر دزدیدہ
میرے پہلو مین نہ رہتا دل شیدا اب تک

ہاتھ رکھکر مرے سینہ پہ وہ دیکھین پس مرگ
دل دھڑکتا ہے اچھلتا ہے کلیجا اب تک

کہتے ہین قبر پہ میری غم و ارمان و ملال ۔ دیکھہ ہم سب نے ترا ساتھہ نچھوڑا اب تک
ذکر جب قیس کا ہوتا ہے وہ فرماتے ہین ۔ ہمکو ایسا نہ ملا چاہنے والا اب تک
ہاے برسون ہوے بیمار ہو نہین عاشق چشم ۔ اوسنے جھوٹون بھی کبھی حال نہ پوچھا اب تک
ایجنون قیس کے ماتم کو زمانہ گذرا ۔ صف بچھاے ہوے ہے جادۂ صحرا اب تک
موشگافی تو بہت کی شعرا نے اے یار ۔ نہ کھلا بھید مگر تیری کمر کا اب تک
ذکر جانبازیٔ فرہاد پہ وہ کہتے ہین ۔ سُنتے آئے ہین پہ کوئی نہین دیکھا اب تک
آج کی رات بھی تم آئے بہت خوب کیا ۔ بدگمانی رہی سوچا کیے کیا کیا اب تک
میکشو پیر مغان کیا ہمین سمجھائے گا ۔ خود ہی معنے خطِ ساغر کے نہ سمجھا اب تک
گو تم اچھے سہی یوسف سے مگر کیا کہیے ۔ نہوا کوئی خریدار تمھارا اب تک

آجکل طرزِ سخن گو کہ لطافت ہے کچھہ اور
شعر گوئی مین وہی رنگ ہے اپنا اب تک

آرام و عیش مین تو ہر اک دوست تھا شریک ۔ وقتِ مصیبت آکے نہ کوئی ہوا شریک
آسمان تو کیا ہے پہونچتے ہین عرش تک ۔ نالون مین ہے ہماری جو آہِ رسا شریک
آتی ہے لاش عاشقِ شیدا کی دھوم سے ۔ گھر سے نکل کے آپ بھی تو ہون ذرا شریک
مقبول بارگاہِ الٰہی کبھی نہین ۔ زاہد تری نماز مین تو ہے ریا شریک
پھر تو نقاب چہرۂ دلدار اوڑھے ضرور ۔ گر ہو ہماری آہ مین کچھہ بھی ہوا شریک
یارب مبرّہ اور منزّہ ہے تیری ذات ۔ تو لاشریک ہے نہین کوئی ترا شریک
اے توبہ اُنکے حسن پہ عاشق نہو کوئی ۔ گر ہون نہ آکے غمزہ و ناز و ادا شریک
کیا کم تھے عاشقون کے لیے آپ کے ستم ۔ بیکار آسمان کو صاحب کیا شریک
جب میری لاش اُٹھنے کی لوگون نے دی خبر ۔ ہنسکر وہ بولے ہوتی ہے میری بلا شریک
الفت کسی سے کرکے بلا مین پھنسا ہو نمین ۔ احباب ہین معین نہ ہین اقربا شریک

اوس در پہ ہو ضرور رسائی کبھی کبھی
گر آ کے ہم فقیرون مین ہو بادشا شریک

اللہ کیا پڑی تھی مصیبت شبِ فراق
تھا دل سا دوست پاس پہ وہ بھی نہ تھا شریک

یہ منع کرنے آئے ہین یا پینے آئے ہین
ساقی کچھ آج بزم مین ہین پارسا شریک

روندا مرا فرار مگر پڑھ کے فاتحہ
کیا خوب ہی وفا مین بھی اُنکی جفا شریک

مجھہ میکش مریض کو ساقی نے دے کے جام
اتنا کہا شراب مین کر لی دوا شریک

تنہا تو ایکدن نہین کھاتا مین اے کریم
ہر روز میری رزق مین ہے آسیا شریک

ہون دفن کربلا مین لطافت جو بعد مرگ
ہو بیشک اپنی خاک مین خاکِ شفا شریک

ردیف گاف

فرقت مین نہ اشکون کی بھی پانی سے بجھی آگ
دل مین ترے عاشق کے بھڑکتی ہی گئی آگ

وہ مہندی ملے پاؤن کو دھو کر جو مین اُٹھے
دریا مین تلاطم ہو اساحل پہ لگی آگ

روتا ہو امحشر مین جب آیا مین گنہگار
مالک نے جہنم سے صدا دی کہ بجھی آگ

اللہ کی قدرت سے بچے خوب براہیم
گرمی نہ رہی نام کو یہ سرد ہوئی آگ

کیسا نفسِ سرد عنا دل نے بچایا
گلشن مین کبھی آتشِ گل سے نہ لگی آگ

دوزخ سے لپکتے نظر آتے نہین شعلے
ہی ہمکے گنہگارون کے لینے کو بڑھی آگ

اے صل علے حبکہ محمد ہوے پیدا
روشن تھے جو آتشکدے اُن سکی بجھی آگ

دوزخ مین نہ آیا تھا مجسا کوئی عاصی
رکھا جو قدم مینے بہت تیز ہوئی آگ

آرام ملا ہجر مین کب سوز درون سے
جب بجھہ گئی دل مین تو کلیجے مین لگی آگ

مین سوختہ تن حشر کو دوزخ مین جو پہنچا
مالک تو نکل آیا مصیبت مین پڑی آگ

یہ قلب و جگر پھنک رہے تھے سوز درون سے
اب اشک کے دریا نے بجھایا تو بجھی آگ

نالے شرر افشان جو کیے مینے شب ہجر
ہر سمت ہوا انور ارے آگ لگی آگ

میت جو گڑی قبر مین مجمہ سوختہ تن کی
اوس شوخ نے غیرون سے کہا دفن ہوئی آگ

تم آئے بڑی خیر ہوئی جان بچی خوب
دل اور کلیجے مین بھبکتی تھی ابھی آگ

تن ناریون کے اور بھی پھنکتے تھے لطافت
برساتی تھی جنگاہ مین جب تیغ علی آگ

ردیف لام

آئے وہ سیر کو جب باغ سے جائے بلبل
بدرنگا ہین کہین اس گل پہ نہ ڈالے بلبل

منہ سے ہین بولتے جو نشخط مرے دیوان کی حرف
اس گلستان مین خوش آواز ہین کالے بلبل

بینوا ہم ہین سنا اوس گل تر کا قصہ
ہان بھلا ہوگا فقیرونکی دعا لے بلبل

گل تر خشک خزان مین ہوے جیتی ہی نہ
کچھ جو غیرت ہو نہ پھر نام دفا لے بلبل

بولے وہ کوچہ مین عشاق کی روحین پاکر
ہمنے کیا خوب ہین اس باغ مین پالے بلبل

باغ مین دیکھتے ہی اوس گل تر کے گیسو
ڈس نہ لین تجکو کسی روز یہ کالے بلبل

جسم سے روح مری کی ملک الموت نے قبض
باغ چھوٹا پڑی صیاد کے پالے بلبل

ہو یہ بازار محبت مین مرے دل کی صدا
چھپے سنلے کوئی حور لقا لے بلبل

باغ عالم مین موافق جو ہوا چل جائے
خود بخود گل ہون ترے چاہنے والے بلبل

باغ سے جاتا ہے وہ سرو قد و گل اندام
قمریان لوٹتی ہین دل ہین سنبھالے بلبل

بہر صید آئے جو گلشن مین وہ صیاد حسین
کہل کہلا کر کہے ہر گل او ہر آلے بلبل

رفتہ رفتہ مرے گل پر ہوے عاشق کیا خوب
پیٹ سی پانون بہت تونے نکالے بلبل

اسقدر جلد نہ جا باغ سے اے فصل بہار
حسن گل دیکھ لے گلزار مین آلے بلبل

پر نکلتے ہی گلستان پہ ہے قبضہ ہوتا
تیری شہپر چمنون کے ہین قبالے بلبل

باغ مین سیر کو آتا ہے مرا پردہ نشین ۔ پر ذرا دیدۂ نرگس پہ اوڑہا لے بلبل
باغبان خار ہی گلچین سے چمن مین کہاتا ۔ اب تو پھوٹے دل مغموم کے چھالے بلبل
ہی شب وصل چمن مین ابھی ہونا نہ خموش ۔ داستان سُنکے تری نیند اُسے آلے بلبل
لے چلا باغ سے صیاد تو ہر گل نے کہا ۔ تجکو اللہ کے کرتا ہون حوالے بلبل
کیا قیامت ہی نہین باغ سے مُلتا صیاد ۔ ہی طمع اور کوئی دام مین آلے بلبل
غیرتِ باغ سمجھتی ہے تجھے گر پوچھون ۔ عارضِ گل کی قسم باغ مین کھالے بلبل
قد کھلجائیگی ہم چل کے وہین بچھین گے ۔ فصلِ گل ابکی برس باغ مین آلے بلبل
باغ پھرتا ہی تری آنکھون مین آتی ہے خزان ۔ دیدۂ تر شجرِ گل کے ہین تھالے بلبل
گل کی تو فصل بہاری مین پرستش کرلے ۔ سرو گویا چمنون مین ہین شوالے بلبل
پھر گل سرخ گلستان مین کہلے آئی بہار ۔ زخم دل پھر ترے ہو جائینگے آلے بلبل
بدنگہ سے تو مرے گل کو نہین دیکھا ہے ۔ پھول کو بہر قسم سر پہ اوٹھالے بلبل
آتش گل ہے بہت باغ مین بھڑکی ابکی ۔ دیکھہ کر چل نہ پڑین پاؤنمین چھالے بلبل
عشق گل کا جو بڑھا خون اُگلنے لگے تو ۔ رنج کھانے نہین کچھہ مُنہ کے نوالے بلبل
بہر گلگشت گلستان مین بُلائین اُسکو ۔ منتظر ہم ہین کہ گلزار سے جالے بلبل
چمنون مین ہین گل سرخ کی ہر سمت صفین ۔ کیا مجسم ہوے سوزان ترے نالے بلبل
کیا چمن مین ہے یہان آئے تو دل ٹھنڈا ہو ۔ دیکھے گلکاریون کے اوسکے دوشالے بلبل

روضۂ شاہ مین نالان ہین لطافت زائر ۔
رشک فردوس وہ گلشن ہے ترا لے بلبل

ہی فصل گل مین پیر مغان کی دکان پہ قفل ۔ گویا دیا ہے بادہ گشتون کے دہان پہ قفل
کہتا ہون نسترن مین مہ تابان کو دیکھہ کر ۔ کسنے لگا دیا ہے در آسمان پہ قفل
زندان کے در پہ طفل دبستان ہوے ہین جمع ۔ اسجد کا کیا کسی نے لگایا یہان پہ قفل

محروم سیر سے ہین ندے فصل گل مین ہزار
اے باغبان لگا نہ درِ بوستان پہ قفل

ہونٹون مین وہ دبا کے گلوری کو چپ ہو
پایا عجیب رنگ کا اُنکی دہان پہ قفل

قارون کے سر پہ مال نے آکر یہ دی صدا
دوڑے نگاہبان ہوے مانع نہ یا نپہ قفل

بلبل ہے بند و بست جو کرتی بہار مین
غنچہ کا چاہیے ہے درِ آشیان پہ قفل

حیران ہون اُسکی ناف و کمر دیکھ کر کمال
دسواس کا لگا دیا صانع نے یان پہ قفل

آنگیا کی گھاٹ پر ہے وہ ہیرے کی دہگدگی
دیکھو جڑاؤ ہے درِ گنج نہان پہ قفل

کھٹکا ہوا کہ غیر اُسے لیگئے ہین سا تھ لے
دیکھا جو مینے جاکے صنم کے مکان پہ قفل

دیکھی ہے اُسکی ناف تو ہون دیر سے ملول
گویا لگا دیا ہے کسی نے دہان پہ قفل

مُلکِ عدم پہ بھی ہے کیا اُسنے بند و بست
ہر دم ہے ڈاب کا کمر جانجان پہ قفل

صد شکر ہے کلید اوسی کی زبان پر ہے
ہی زیرِ عرش جو درِ گنج نہان پہ قفل

دروازہ کھول کر وہ بلانے کو تھا مجھے
طالع کا پیچ دیکھیے بگڑا کہان پہ قفل

دستِ سخی مین آکے صدا دے رہا ہزار
کیون منعمو نہ آکے لگایا یہان پہ قفل

حُبِّ علیؑ کے پاس لطافت کی ہے کلید
کیا غم جو ہو گا حشر کو باب جنان پہ قفل

چشم پروانہ مین مقتل ہے بنی ہر محفل
شمع کا ظلم سے کرتی ہے جدا سر محفل

مست ہین موسمِ گل مین ہے مقرر محفل
بادہ خواری کی رہا کرتی ہے گھر گھر محفل

کی مرے قبر پہ احباب نے مل کر محفل
رو کے اشکون کی چڑہا جائیگی چادر محفل

آئے وہ شمع تو پروانہ ہو اُسپر محفل
بنکے فانوس خیالی کرے چکر محفل

مرگیا دیکھ کے اوس حور کی دم بھر محفل
صف بچھائے مرے ماتم مین دلاہر محفل

شعلہ رو کو مرے دیکھین نظرِ بد سے اگر
روسیہ غیر ہون ہیند تو مجمر محفل

خاک پر ہم ہین پڑے قبر کے اندر تنہا
کی ہے بیفائدہ احباب نے باہر محفل

متصل دیگا جو ساقی مرا بھر بھر کے شراب — باغ فردوس مین ہوگی لب کوثر محفل
ہی تماشا مرے گھر آئنہ رخسار ہین جمع — فرط حیرت ہوا گر دیکھیے سکندر محفل
مہ رخ جوڑے کا مرے گل کے اگر عکس پڑے — ہوش اوڑے دیکھ کے ہو خون کبوتر محفل
بزم مین یار جو آیا تو بڑھی قوت روح — ہوگئی جسم کی خوشبو سے معطر محفل
عاشقان رخ و قامت ہین ترے باغ مین جمع — ہی قرین کل کے کبھی قرب صنوبر محفل
بادہ خواری مین خفا ہو کے جو اٹھ جاے وہ بت — مے کے شیشون پہ لگاتے لگے پتھر محفل
ہین نکیرین علیؑ اور مرے سب اعمال — قابل دید ہوئی قبر کے اندر محفل
شب معراج نبیؐ تھے جو وہان عرش نشین — دیکھتے یہان سے علیؑ تھے سر بستر محفل
بھیجا اوس بزم مین خط پر یہ پھڑکتا ہے دل — مین تو محروم رہون دیکھے کبوتر محفل
بزم مین آئے بھو و نپر ہو چھڑک کر افشان — ہی غرض نیچون کی دیکھے ہے جوہر محفل
کس شہید ستم و ظلم کا ماتم ہے بپا — ہی ستارون کی فلک جو کہلے سر محفل
ساغر مے نظر آیا ہے ہمین رات کو ماہ — جانتے نشہ مین ہین مجمع اختر محفل
نالے کیون کرتے ہین ناقوس تبون کے آگے — نہ اثر ہوگا کبھی دل کی ہی پتھر محفل
بزم مین پنجہ مرگان پہ ہین آنسو اے یار — نذر دیتی ہے تجھے اشک کی گوہر محفل
شمع کے اشک لگن مین ہین عوض مہرون کے — خون پروانہ سوا دیکھے ہے مخضر محفل
کھولتے ہین وہ اگر زلف کی ناگن سر بزم — پوچھتی چشم سے ہے سانپ کے منتر محفل
قبر صوفی پہ ہی گلدام پھنسین تا کہ اسیر — جانتے دہوکے سے ہی پھولون کی چادر محفل
بڑھ گیا خضر کا سن دیکھ کے بزم جانان — کشتی عمر روان کو ہوئی لنگر محفل
بزم مین دست حنائی جو دکھائیگا وہ ترک — جان جائیگی مرے خون کی مخضر محفل
بزم ہوتی ہے جو روشن ترے آجانے سے — اوٹھ کے شمعون کو لگا دیتی ہے ٹھوکر محفل
بزم مین یار پہ رومال جھلے جاتے ہین — اوڑ چلے کیون نہ کہ رکھتی ہے پر محفل

حلقہ حلقہ ہین سدا گرد سلاطین جہان ہے
تیرے کوچہ کے فقیرون کا ہی بستر مخمل ہے

اے لطافت یہ ہوا حکم خدا روز غدیر ہے
دین خلافت بہ علی کر کے پیمبر مخمل ہے

اپنی محرم کو چھپاؤ کہ ہے دلبر مخمل ہے
ہو کے بدمست جو دیکھیگی یہ ساغر مخمل ہے

جمع رندون کو کیا ہے تو پلا آ کے شراب
ساقیا ہیچ ہے بے شیشہ و ساغر مخمل ہے

بادہ خواری جو کرے بزم مین وہ عالی نظر
لائے نوروز کو خورشید کا ساغر مخمل ہے

بھر کے شیشہ مین جو لائے مرا ساقی مے سرخ
لے کے آنکھون سے بڑھے چشم کی ساغر مخمل

دل لگانا تری آنکھون سے ہے یاد آجا
پاس شیشہ کے دکھاتی ہے جو ساغر مخمل ہے

آخری دور ہے ساقی ہے مرا جانے کو
دیکھتا دیدۂ حسرت سے ہے ساغر مخمل ہے

بزم عشاق مین وہ پھول پیے گر آکر
گل کہین باغ مین لے لے مری ساغر مخمل

بزم مین منہ سے لگالے جو ہمارا ساقی
برکت جان کے چومے لب ساغر مخمل ہے

بزم مین آپنے پی ساتھ رقیبون کے شراب
دل مرا دیکھ گیا بنکے ہے ساغر مخمل ہے

مست آنکھین مرے ساقی کی اگر آئین نظر
پھینک دے بادہ گلرنگ کی ساغر مخمل ہے

جلترنگ آکے بجاتا ہے جو وہ زہرہ جمال
جمع کر لیتے ہین کیا بول کے ساغر مخمل ہے

بے ثباتی کی خبر دیتی ہین دریا کے حباب
اوٹھ گئے چھوڑ کے اولٹے ہوئے ساغر مخمل ہے

اے لطافت نہ کر اب کاسۂ سر کو خالی
کر چکا نظم بہت طرح سے ساغر مخمل ہے

کیا باغ باغ ہین جو کھلے ہین چمن مین گل
کر کے سفر عدم کا ہین آئے وطن مین گل

اندھیر دو آہ سے یون ہے شب فراق
جیسے ہو شمع ماہ فلک پر گہن مین گل

جکڑینگے دست محکو رسن تاب سے کہو
دیوانہ ہون گلون کا بنائے رسن مین گل

ساقین یار سے جو ہٹے شب کو پائنچے
شمعین حیا سے جل کے ہوئین انجمن مین گل

روئے ہین خون قبر مین آنکھون سے ہی بہار
کافور کے بنائے ہین ٹکڑے کفن مین گل

کمھلا کے یاد کرتے ہین بلبل کے چہچہے
شب بھر جو باتین سنتے ہین دولھا دلھن مین گل

کس نوجوان کے عشق مین جلتا ہے روز و شب
تارے ہین یا کہ ہین تن چرخ کہن مین گل

وہ غنچہ لب جو بزم مین چاہے چمن کی سیر
بنجائین آنسو شمع کے گر کر لگن مین گل

بیوجہ کب ہے بلبل تقریر یار تیز
گویا کہ رنگ پان سے زبان ہے دہن مین گل

شرمندہ رنگ رخ سے چمن مین ہین ڈوبتی
پاتے جو پانی آپ کے چاہ ذقن مین گل

تختہ مین ہے گلاب کے سنبل کا بند و بست
جوش جنون سے کیا جو بندے ہے ہین رسن مین گل

دیوانے تیرے دشت مین طرفہ بہار ہین
تلوون مین خار خاک سر و نیشکر ہین گل

پژمردہ دل ہوا ہے جو غربت مین دوستو
خط کے عوض سکھا کے ہین بھیجو وطن مین گل

ہمسر ہوے تھی رخ سے ترے پائی یہ سزا
تشہیر شہر مین ہوے بند ہکر رسن مین گل

ہنس ہنس کے کھیلتا ہے وہ رشک چمن سکار
ہین گولیون کے زخم کہ خندان ہر تنین گل

شب بھر گلے کا ہار ہین رہتے زہے نصیب
پاتے ہین بھینی بھینی جو خوشبو دہن مین گل

بلبل تو کیا کسی کی نہین رفع احتیاج
زر سے ہوی ہین ہمسر قارون چلن مین گل

چھلا دیا ہی قہر و غضب سے جو یار نے
خورشید حشر سے ہین زیادہ جلن مین گل

دل میرا چاک ہو کے گیا ہے جو دیر مین
پیش بتان بنا ہے کف برہمن مین گل

ہم سے شکستہ خاطرون کا ٹکڑے دل ہوا
تورے جو عشق دلبر پیمان شکن مین گل

دین گر اجازت آپ تو یہ باغ مین ہے شوق
پیوست تخم بنکے ہون سیب ذقن مین گل

تاثیر مان جائین تری اے بہار ہم
کلیون کے ساتھ کلین جو بلبل کے تن مین گل

سرسون ہماری آنکھونمین پھولی جنون بڑھا
دیکھے جو زرد زرد بیونکے بن مین گل

اندھا ہوا ہے دیکھ کے زلف سیاہ یار
دون قرب چشم خال سے کالے کے پن مین گل

وہ سوگئے ہین اسلیے ہارون پہ رکھ کے منہ
بس جائین بوسے تازہ سیب ذقن مین گل

آیا وہ رشک باغ تو پھولے یہ ہاتھ پاؤن
ہمنے لگائے شمع کے بدلے لگن مین گل

نکلا خط اُنکے رخ پہ پڑے میرے دل مین داغ
گلزار مین ہین خار ہوے جمع بن مین گل

بادِ خزان سے کہدو کرے دفن اوڑا کے خاک
شبنم نے مُردہ پا کے لپیٹے کفن مین گل

کہتا ہون چشم یار کو آہو جو باغ مین
شاخین نکالتی ہین ہزارون ہرن مین گل

پژمردہ ہوگئے تھے جو تیزی سے دہوپ کے
کیا باغ باغ ہوتے ہین سورج گہن مین گل

چادر ہے میری قبر پہ پھولون کی بعد مرگ
مار کسی نے مفت بندھے ہین رسن مین گل

عشق علی کی مرکے لطافت بہار ہے
کیا داغہائے دل سے کھلے ہین کفن مین گل

بلبل کھائے آتش گل سے بدن مین گل
ہم سیر کو گئے تو یہ پھولا چمن مین گل

اوڑ جائے رنگ دیکھین جو عاشق کی تن مین گل
کرتی ہین شوخیان بہت اپنے چمن مین گل

دندان و ساعد و رخ جانان سے ہین خجل
گوہر صدف مین بزم مین شمعین چمن مین گل

قلیان کشی جو کی مرے رشک بہار نے
بلبل اُٹھا کے لیگئی اپنے چمن مین گل

دل بلبلون کے غم سے نکل آئے ہو کے چاک
فصل خزان مین بھی نظر آئے چمن مین گل

روشن رہا یو ہین جو مرے داغ دل کا نام
ہوگا چراغ لالہ احمر چمن مین گل

ثابت نہین کہ عشق مین کسکے ہے چاک چاک
سینہ مین قلب زلف مین شانہ چمن مین گل

مضمون ہین جو تازہ و رنگین بہار پر
دیوان ہے مرا کہ کھلے ہین چمن مین گل

ای تیغ ترک خون مرا جو ہرون مین ہو
طرفہ بہار ہو جو کہلین ہر چمن مین گل

دیتے ہین کیا بہار مین بلبل کا خون بہا
ہین زر بکف زمین سے نکلتے چمن مین گل

مینے جو رو کے باغ کو دریا بنا دیا
ترتے ہین بلبلون کی طرح ہر چمن مین گل

کہتے ہین وہ پہنکے کرن پھول قرب رخ
الماس کے کھلے ہین ہمارے چمن مین گل

مدح عذار یار لطافت ہو کیا بیان

اس رنگ کے نہونگے جنان کے چمن مین پھول

دل رقیب نہین تیر یار کے قابل
حرام طیر کہان ہے شکار کے قابل

امام عصر نہ کیونکر ہون شاد شیعون سے
یہی گروہ ملا انتظار کے قابل

سوا نبی کے اٹھاتا علی کو دوش پہ کون
رسول ہی تھے امامت کے بار کے قابل

نزع کیلئے آ کے عیادت کے بار احسان کو
نہین یہ بوجھ مرے جسم زار کے قابل

مری لحد پہ چڑھائی جو اسنے چادر اشک
کہا یہ تحفہ ہے ایسے مزار کے قابل

گلے لگا کے یہ کہتی ہے کربلا کی زمین
نہین حسینؑ کا زائر فشار کے قابل

گلون کو دیکھ کے لیلی سے قیس کہتا تھا
تو ایک میرے لیے یہ نہار کے قابل

جہان مین احمدؐ و عیسی کے امتحان مین ہی فرق
ہوے یہ عرش کے لائق وہ دار کے قابل

قفس مین ہائے وہ بلبل ہون مردہ دل صیاد
خزان کا رنج نہ سیر بہار کے قابل

تری فرہ کے ہین مشتاق دیدۂ پر اشک
یہ آبلے وہ نہین جو ہون خار کے قابل

پنکے طوق یہ کہتی ہے سرو پر قمری
گنا ہگار محبت ہین دار کے قابل

وہ بولے اس دل مردہ کو ہل کے تلوون سے
کہ میت ایسی ہے ایسے فشار کے قابل

جھٹک کے خاک گنہگار کی وہ کہتے ہین
نہین یہ دامن پاک اس غبار کے قابل

وسیع ہے تری رحمت مرے گناہ کثیر
حساب اسکا نہ یہ ہین شمار کے قابل

سوال بوسۂ دندان پہ یار کہتا ہے
نہین فقیر درشاہوار کے قابل

کفن پہنتے ہین ہم غیر کی نظر نہ لگے
کہ ہے یہ وضع عدم کے دیار کے قابل

شراب طیب و طاہر کا جام دے ساقی
نجس یہ مے نہین مجھ بادہ خوار کے قابل

منگائین ہم خبر ہروان ملک عدم
پیام بر جو ملے اس دیار کے قابل

ہر ایک گیسوی مشکین تراختن کا ہی مول
ہر ایک تار خراج تتار کے قابل

بنا کے سرمہ مری خاک آنکھین جھپکا دو
پسا ہوا ہو نہین ایسے فشار کے قابل

سزا ملی ہے یہ گندم کو صبر آدم سے
کہ ہے جہان مین بس پس کے نار کے قابل

مرے تڑپنے کو کافی کہان ہی عرصۂ حشر
یہ تنگ جا نہین مجھ بیقرار کے قابل

یہ رو کے صاحبِ محفل سے شمع کہتی ہے
سمجھا کہ مین رہون تیرے فرار کے قابل

کمان گرچہ خمیدہ ہے پر ہے تیر افگن
عدو کا عجز نہین اعتبار کے قابل

تمھاری آنکھ کے سرمہ مین گر گیا مین زار
نئی زمین نکالی مزار کے قابل

زہے نصیب لطافت ملے جو وہ مخلد
بنے جو مومن و پرہیزگار کے قابل

تم ہو گلشن مین مقرر ہین شہا معبودی کے پھول
ملتجی ہین عارض رنگین سے بہبودی کے پھول

باغ کی دکھلائی ابراہیم کو تو نے بہار
بنگئے صحرا مین شعلے نار نمرودی کے پھول

فرش بزم یار پر ہے باغ کی گویا بہار
تختہ سوسن کا بنے ہین مخمل عودی کے پھول

بعد مرنے کے یہ دولت خاک مین ملجائیگی
ای دنی نفسے نہ کھا کھا کر زر سودیکے پھول

بلبلین کہتی ہین سنبل سے پریشان ہوگا تو
حسن دکھلا کر نہ اپنے گیسوی دودی کے پھول

اسقدر کیون جلد جاتی ہے تو اے فصل بہار
باغ مین بلبل سے شاکی ہین ترے رودی کے پھول

مات ہو بلبل سناؤ باغ مین تم زمزمے
ہین بہت مشتاق اے گل لحن داؤدی کے پھول

وصل مین گر چٹکیان لے ناز سے وہ گلبدن
نیل میرے جسم پر عودی ہون داؤدی کے پھول

عشق مین جانا خلیل اللہ کا تھا طرفہ بہار
فرسخون جاتے تھے اڑ کر نار نمرودی کے پھول

ہجر مین اس گل کے جب آٹھا مرا طوفان اشک
کیا اثر تھا سنگریزے ہوگئے جودی کے پھول

باغ مین منعم کسی کو آنے کیون دیتا نہین
کیا ہوا شرفیان سمجھتا زرد داؤدی کے پھول

دیکھتے ہی دیکھتے آنکھون سے غائب ہوگئے
تھی بہار ابکی انار خاک و بار ودی کے پھول

آہنین صیاد کا دل آہ سے کر دو جو نرم
عندلیبو ہون مقرا عجاز داؤدی کے پھول

وہ شگفتہ دل ہو نہین بتی اگر کی جب جلے
جا بجا گر کر لحد پر بنگئے عودی کے پھول

ای لطافت اوسنے مسی ملکے جب کین گلیان
باغ مین کیا پھولے عودے عودی داودی کے پھول

ردیف میم

سنسان بعدِ قیس ہوا جبکہ بن تمام
آیا ہمارے حصہ مین دیوانہ پن تمام

شیرین وشون کے عشق مین مرنیکی ملتی داد
افسوس ہمسے پہلے ہوا کوہ کن تمام

چشمان یار کی جو مین وحشی کرون ثنا
آنکھین چُرائین دشت مین مجھسے ہرن تمام

مینے جو ہجر یار مین کی آہِ آتشین
جلکر زمین پہ تن سے گرا پیرہن تمام

وہ گلبدن اکڑکے چلا ہے جو باغ مین
گڑگڑ گئے ہین شرم سے سرو وچمن تمام

جلوا مرے صنم کا اگر دیکھین اک نظر
توڑین بتون کو دیر مین خود برہمن تمام

شیرین نے کی نہ بات نہ دیکھا اُٹھا کے آنکھ
آخر اسی ہوس مین ہوا کوہ کن تمام

کیا بات ہی دہان صنم کی خدا گواہ
ہین تنگ اسکے وصف مین اہلِ سخن تمام

گر وہ اُلٹ دین چہرۂ شفاف سے نقاب
حیران مثل آئنہ ہو انجمن تمام

دستِ جنون سے چھوٹے پس مرگ بھی نہ ہم
ہی چاک چاک مثل گریبان کفن تمام

ہو شاخِ آبنوس اگر شمع جلکے آئے
ایسا سیاہ ہے مرا بیت الحزن تمام

وہ گل جو بات ناز سے کرتا ہے بزم مین
ہوتے ہین تنگ دیکھ کے غنچہ دہن تمام

دورِ فلک مین واسطے کامل کے ہے زوال
پڑتا ہے دیکھو بدر پہ اکثر گہن تمام

سوز و گداز دیکھو جو پروانہ مرگیا
جل جل کے غم سے ہوگئی شمع لگن تمام

زندہ سدا رہیگا لطافت جہان مین کون
جب آکے شش جہت مین ہوے پنجتن تمام

جاتے ہین سوے ملکِ عدم اہلِ جہان سب ہم
اب تنگ آگئے ستم آسمان سے ہم

بعدِ فنا لحد بھی ہماری نہیں بنی ۔ بیٹھے تو پھر اُٹھے نہ ترے آستان سے ہم
باہر نہیں اطاعتِ پیرِ مغان سے ہم ۔ دادن دخت رز پہ نگہ ڈالیں کیا مجال
گر حکم ہو ہٹا دیں اسے درمیان سے ہم ۔ آئینہ دیکھنے نہیں دیتا ترا جمال
ہیں پیچھے پیچھے گردِ پسِ کاروان سے ہم ۔ سب رہروانِ ملکِ عدم آگے بڑھ گئے
لائیں اب ایسا چاہنے والا کہاں سے ہم ۔ کہتے ہیں میرے بعد مجھے یاد کر کے وہ
پوچھیں گے ایک کسی اہلِ زبان سے ہم ۔ کھلتا کسی طرح نہیں انکے دہن کا بھید
غافل ہیں ایسی موت کے خوابِ گران سے ہم ۔ آوازِ صور سے بھی نہ چونکیں گے حشر کو
اے عشق عاجز آئے ہیں اس بدزبان سے ہم ۔ دیتا ہمیں بے خطا ہیں ہر وقت گالیاں
کچھ ہو مگر دبیں گے نہ اس آسمان سے ہم ۔ ظلم اک طرف یہ سنگ حوادث بھی لگ گئے
رہ جائیں گے مگر ہیں جاتے ہیں اس جہان سے ہم ۔ کافی بس اپنی آہِ رسا لاغری ہیں ہے
اس دل پہ چوٹ کھا کے ہیں آئے کہاں سے ہم ۔ یارو نہ پوچھو ہائے تمہیں کیا پتا بتائیں
اب قصد ہے کہ ساز کریں پاسبان سے ہم ۔ کمبخت اوسکے ڈر سے اوٹھاتا ہے رات کو
مطلب یہ ہے کہینگے نہ اپنی زبان سے ہم ۔ وہ آج مانگتے ہیں اشارے سے دل مرا
یہ ہیں تحفہ لائے ہیں یارو و مان سے ہم ۔ سینہ پہ داغ درد ہے [illegible] جگر میں زخم

ناقدر سے جہان میں لطافت غرض نہیں ۔
لینگے سخن کی داد کسی قدردان سے ہم ۔

ردیف نون

ہوئی قیدِ حیات آفت عزیز و ہجر جانکاہیں ۔ ہمارے جسم میں ہے [illegible] سے ہم زندانیں
ہوئی اجلاف ہمسر ہے دورِ چرخ گردانیں ۔ کہ جیسے سنگ ہم پلہ جواہر کے ہو میزانیں
نہیں افشاں کے ذرے حسن کی اس زلف پیچاں میں ۔ تماشا ہی نظر آتے ہیں جگنو بسنتا نیں

ملک مین ہی نہ پریونمین نہ حور ونمین نہ غلمانمین
اداؤ غمزہ و ناز و کرشمہ ہے و السا نمین

پر یرو تیرے دیوانہ کے مرنے سے ہی ویرانہ
پہاڑ و نمین بیابانو نمین بازار و نمین زندانمین

حنا بستی ہی تم شاد ہین پامال ہوتے ہین
وہ جب اٹھکھیلیون کی چال چلتی ہین گلستانمین

محبت سی قسم کھاتے ہین میرے سر کی کیون قاتل
دبا جاتا ہو نمین غیرت کے ماری بار احسانمین

رخ و پیشانی و گیسو و لب کا انکی شہرہ ہے
عرب مین چین مین تاتار مین شہر بدخشانمین

کیا جوش جنون نے لاغری مین کیا مجھے عاجز
نہین موے سیہ پشت لب رنگین جانانمین

دہوان اے جوہری ہے آتش لعل بدخشانمین
تری زلفون کے سودے مین نہ صحرا سے کہین نکلا

بناز خیبر پا مجکو ہر اک جادہ بیابانمین
لپٹ کر رات بھر کیا چین سے ہم ساتھ سوئے

بہت صحبت ہے گرم اوس آتشین خو نسی مستانمین
پھڑک کر ہجر گل مین دم نکلجاے جو بلبل کا

تو اے صیاد اسکو دفن کر دینا گلستانمین
جو مین داغ غریبان سے کے آیا فاتحہ پڑھنے

ہوا لطف چراغان رات کو گور غریبانمین
بنا کر قبر اپنی چین سے سوؤن قیامت تک

ملے اے آسمان دو گز زمین گر کوے جانانمین
صفت اس چشم کے صحرا مین لکھون شاخ آہو سے

سیاہی ہے دو اتونکی طرح چشم غزالانمین
دل پر داغ مین جلوہ ہے اسکے وی روشن کا

گل خورشید پھولا دیکھنا سرو چراغانمین
ترا احسان بعد مرگ اے باد صبا ہوگا

ہماری خاک پہنچانا اوڑا کر کوے جانانمین
گمان ہوتا ہو مجکو ہین کنوین مین حضرت یوسف

نہایت حسن سے ہے خال اس چاہ زنخدانمین
الٰہی خیر دیکھین آج سر کٹتا ہے کس کس کا

سحر کو اوٹھ کے منہ قاتل نے دیکھا تیغ عریانمین
اٹھائین دھوپ گرا کر روز محبہ مجنون کی صحرا کی

پڑین کانٹے زبان خشک ہر خار مغیلانمین
نہ کیون یہ شش جہت تا زندگی زیر نگین رہتے

جناب پنجتن کے نام تھے مہر سلیمانمین
جنون مین بھی مرے عزت ہے خالق کی عنایت سے

قدم لیتے ہین کس تعظیم سے کانٹے بیابانمین
قدم جوش جنون مین جانب صحرا جو بڑھتا ہے

ہمارے پاؤن پڑتی ہے ہر اک زنجیر زندانمین

دلا کیا فخر جائے سفلہ گر محفل مین اعلے ہے
ہمیشہ سے سبک بالا گران پایئن ہی میزان نہین

لڑکپن مین بھی وصل عاشق و معشوق ہی خوش تھا
پر بلبل کی رکھتا تھا نشانی مین گلستان نہین

وہ رشکِ مہر تل بیٹھا ہے صدقے ہی دلِ عاشق
منجم کہہ رہے ہین آفتاب آیا ہی میزان نہین

میسر وصل و لبر کا نہین ہوتا لطافت کو
گذرتے ہین یونہین دن ہجر کے امیدوار نہین

دلا صنم کی کمر کا خیال ہے کہ نہین
لگی ہے چوٹ تو شیشہ مین بال ہے کہ نہین

دکھا کے چاند کو داغی وہ فخر سے بولے
بتاؤ حسن کو میرے کمال ہے کہ نہین

دکھا کے آئنہ کہتا ہون یارِ نوخط سے
اس آفتاب کو دیکھو زوال ہے کہ نہین

وہ ترک قتل مجھے کر کے طعن سے بولا
بتاؤ بوسہ کا اب بھی سوال ہے کہ نہین

بتون کے ہجر مین برسون سے دل تڑپتا ہے
مرے نصیب مین یارب وصال ہے کہ نہین

عدم مین جاؤن گا تو شاعرون سے پوچھونگا
بتاؤ وصف کمر کا محال ہے کہ نہین

دکھا کے چاند کو اونگلی سے وہ قمر بولا
بتاؤ ہمسرِ ناخن ہلال ہے کہ نہین

کسی کے کہنے کا انکو اگر یقین نہو
خود آ کے دیکھین مرا غیر حال ہے کہ نہین

عوض مین بوسہ کے دل لے کے میرا وہ بولے
بتاؤ عاشقو ارزان یہ مال ہے کہ نہین

دکھا کے کان کی بجلی وہ مجھسے کہتے ہین
بتاؤ حلقہ بگوش اب ہلال ہے کہ نہین

مریضِ ہجر سے وہ بعدِ وصل پوچھتے ہین
مزاج ابتو تمھارا بحال ہے کہ نہین

تہ زمین کوئی قارون سے پوچھ لے جاکر
وبال واسطے انسان کے مال ہے کہ نہین

ہمیشہ انکو ہے اٹھکھیلیونکی چال سے کام
نہین خیال کوئی پائمال ہے کہ نہین

بشر سے نزع کے عالم مین موت کہتی ہے
گنہ سے اب بھی تجھے انفعال ہے کہ نہین

گلے لپٹ کے لطافت سے بولے وہ شبِ وصل
بتاؤ ہجر کا اب بھی ملال ہے کہ نہین

سودا کے داغ سر سے پا تک ہین میری تن مین
مجنون سے کوئی کہدی پھولا ہے ڈھاک بن مین

ہی عشق بھیس بدلے حاضر ہر انجمن مین
پروانہ مخملون مین بلبل ہے ہر چمن مین

ثمر گان کہی ہین دل پر کیا عشق گلبدن مین
پھولون کی بدلے کانٹے بوئے ہین اس چمن مین

باندھا ہی اس خطا پر اسنے مجھے رسن مین
بے آبرو ہوا ہون گر کر چہ ذقن مین

آوارہ تھے جو عشق گیسوے پرشکن مین
مانند مشک آئے پھر کر نہ ہم وطن مین

مشغول ہون جو وصف دندان سیم تن مین
ہی آبرو بھرے ہین موتی مرے دہن مین

گر چشم دل ہو بینا جاؤن نہ مین چمن مین
ہی چار باغ عنصر کی خود بہار تن مین

دندان قرب لب ہین اس شوخ کے دہن مین
شان خدا ہے موتی پیدا ہوے ہین ہین

دندان کا ہی تصور ہین چشم تر مین آنسو
کیا پھول موتیے کے پھولے ہین اس چمن مین

دیکر فشار جسم خاکی سے قبر بولی
کیون ہم بغل نہون مین آیا ہے تو وطن مین

کانٹے خط سیہ کے بڑہ کر نکالتے ہین
دل گر پڑا ہے کسکا انکے چہہ ذقن مین

وہ زار ہون کہ مجکو وصل حسین سدا ہے
بن بن کے بو رہا ہون یوسف کے پیرہن مین

سر پھرتے پھرتے میرا فرقت مین تھک گیا ہے
بیٹھا رہا اوٹھائے رنج سفر وطن مین

کیا توسن صنم کی چالا کیون کو لکھون
چھل بل نہ یہ پری مین شوخی نہ یہ ہرن مین

چوٹی مین اوس پری کے مو باف نقرئی ہے
بجلی چمک رہی ہے کس حسن سے ختن مین

کس درجہ صبح فرقت بے نور چاندنی تھی
مین مردہ دل یہ سمجھا کافور ہے کفن مین

ہی تنگ تیرا عاشق کس طرح وصف لکھے
اک نقطہ کی سمائی مشکل سے ہے دہن مین

خط رخچہ ہے نمایان للہ بوسے دیجے
خیرات کیجیے کچھہ خورشید ہے گہن مین

بولی دوات لکھا جب وصف اون لبون کا
شکر بھری ہوئی ہے گویا مرے دہن مین

گردش جو ہے ہمیشہ کہتی ہے چشم جانان
حاصل ہے ہمکو دیکھو سیر سفر وطن مین

فرہاد فیض عشق پروانہ کیک بلبل
شاگرد میرے یہ سب ہین عاشقی کے فن مین

اسلام کے ہی پردے مین کفر شیخ پنہان
تسبیح ہے پردئی زنار برہمن مین

آئینہ ہاتھہ مین ہے آنکھین ہین وہ لڑتے
نرگس کی سیر ہوئی ہے حسن کے چمن مین

وابستہ کربلا سے ہے دل ترا لطافت
کام آئے گا یہ صرّہ بعد فنا کفن مین

گل کی لیے ہوئی ہے فرقت جو روح و تن مین
بلبل کے پھول کر دے اے باغبان چمن مین

کیا شاد حشر کو ہی عاشق کی روح تن مین
جیسے سفر سے آئے پھر کر کوئی وطن مین

لین چٹکیان جو اُسنے تو نیل ہین بدن مین
سوسن کا تختہ پھولا ہے خوب اس چمن مین

اُف اُن غضب کی سوزش سودی ہی بدن مین
صورت سے میری جلتا ہے ہر چنار بن مین

لیلی کی بوسے عاشق حسرت سے رو رہے ہین
ہی آنسوون کا پانی اُنکے چہرۂ ذقن مین

عبرت کی جا ہی دیکھو وہ خاک مین دبے ہین
مٹی کا عطر جنکو تھا بار پیرہن مین

حسرت سی ہاتھہ اپنی کیونکر ملے نہ عاشق
ہیہات ہاتھہ اُسکا ہو دست برہمن مین

ہر ایک سی صدف مین ہے یہ صدا گہر کی
بے آبرو رہیگا جب تک ہی تو وطن مین

بلغ جہان ہے فانی بلبل نہ دل لگانا
غنچہ چٹک کے ہر دم کہتے ہین یہ چمن مین

مجھہ زار کو جنون ہے عشق بتان مین یارو
بدلے رسن کے باندہو زنار برہمن مین

پہلے پہل جو آیا صحرا مین تیرا مجنون
تعظیم کو بگولے ہر سو اُٹھے ہین بن مین

اللہ رے بعد مردن تاثیر آہ سوزان
چنگاریون کی صورت کافور ہے کفن مین

ہی رعب دشمنون پر خاموش گو کہ مین ہون
شمشیر میان مین ہے یا ہے زبان دہن مین

عشق بتان مین ہم ہین بعد فنا بھی نالان
ہین صرف ہڈیان بھی ناقوس برہمن مین

منہ سے جو منہ ملایا بس ہو گیا معطر
خوشبو گلاب کی ہی اُس گل کی دہن مین

منعم کی کیون نہ میت ہو قبہ مین برہنہ
بنات کہہ رہے ہین اک بُردہے کفن مین

اُوس شعلہ رو کو محفل مین رات بھر دعا دی
گر شمع کی زبان ہو گلگیر کے دہن مین

دودِ دلِ بیتاب کی بتی کا پھول اُو سنے رکھے
ثمرہ ملا تو کیا کیا پھولا ہی ڈھاک بن مین

شکریہ اپنے قاتل کا کچھہ ادا کرین ہم
گر تیر کے زبان ہو ہر زخم کے دہن مین

تسبیح پاس اُسکے زنّار اُسکا بانا
بے شبہ رشتہ داری ہی شیخ و برہمن مین

فانوس مین ہے جیسے خاموش شمع جلتی
یُھلکتا ہی تن ہمارا اسطرح پیرہن مین

آیا خزان کا موسم کانٹو گلون کو اپنے
یہ برگ خشک خنجر ہین بلبلو چمن مین

دیوانون کو ہوا ہے صحرا مین کیا تماشا
اگ آگ سی لگی ہے پھولا ہی ڈھاک بن مین

رائج ہوے ہین جیسے دینار داغ دل کے
خورشید و ماہ دونو کھوٹے ہوے چلن مین

جی جاؤن مرکے شاد رہی روح کیا فرا ہو
دم نکلے اے لطافت گر عشق پنجتن مین

ہو کے صد چاک کہا دل نے کہ حیران ہونمین
کسی دیوانے کا شاید کہ گریبان ہونمین

لاغری جیسے بڑھی بندہ احسان ہونمین
ساتھہ رہتا ہون ترے سایہ مین نہان ہونمین

تیری بیباکیون سی بزم مین حیران ہونمین
قہر ہے بوسے تو لے غیر پشیمان ہون مین

ہجر کی رات نہین صبح کا خواہان ہونمین
شام سے مثل سحر چاک گریبان ہونمین

آئنہ دیکھہ کے نیرنگ جہان کہتا ہے
آنکھہ جس روز سے کھولی یونہی حیران ہونمین

چاندنی آکے ہر اک گھر مین ہی کہتی شب کو
زینت خانہ ہون ناخواندہ وہ مہمان ہونمین

دست وحشت ہین جو گستاخ تو کہتا ہی ہلال
کیون نہ پوشیدہ رہون نکل کر یبان ہونمین

نازسے کہتے ہین وہ ہجر کا کیون شکوہ ہے
یہ تو ظاہر ہے کہ دل مین ترے پنہان ہونمین

ہتکڑی سے یہ مرے طوق نے وحشت مین کہا
آستین تو ہے جنون مین تو گریبان ہونمین

نازسے کہتی ہی وہ تیغ مثال معشوق
کیا گلے لوگ لگاتے ہین جو عریان ہونمین

آج بوسے لب رنگین کے لپٹ کر لون گا
وہ خفا ہونگے تو کہدونگا پشیمان ہونمین

مومنون سے یہ صعوبت مین ہے دنیا کہتی
طالب عیش نہو مجھہ مین کہ زندان ہونمین

شمع پر جلکے کہا بزم مین پروانے نے
جامے سر پہ ناخواندہ وہ مہمان ہونمین

آتے جاتے انھین دیکھون نہ رقیب آنے پاے
کیا مزا ہو جو دربار کا دربان ہونمین

دانۂ خال یہ کہتا ہے نہ کیونکر ہون سیاہ
آتش حسن رخ یار سے بریان ہونمین

میرے محبوب کو دیکھا تو کہا یوسف نے
نام کو خلق مین مشہور حسین ہان ہونمین

روح تالب مین جو پہلے پہل آئی تو کہا
صاحب خانہ ہوے آکے وہ مہمان ہونمین

استخوان ہین فقط اعضا مرے گر مرجاؤن
کیا مزا ہو دہن گور مین دندان ہونمین

شمع کہتی ہے ہر اک بزم مین نامحرم ہین
کیون نہ پروانے جلین دیکھ کے عریان ہونمین

چشمہ عاشق ہی عجب رشک سی کہتی شب وصل
لوٹتا دل ہے مرے اوزگہبان ہونمین

بعد وصل اونکو بھی کہکے منا لیتا ہون
توبہ توبہ ہوئی تقصیر پشیمان ہونمین

غفلت عشق یہ کہتی ہے کہ ہشیار رہو
موت تبسیر ہے وہ خواب پریشان ہونمین

عشق کا راز جو تھا دل مین ہوا وہ افشا
ہاے رونا تو اسی کا ہے کہ گریان ہونمین

شرم کہتی ہے غنیمت ہے یہ نیچی نظرین
چند دن یار جو کم سن ہے تو مہمان ہونمین

شکر ہے فخر سے کہتا ہے وہ محبوب حسین
پیار کرتے ہین لطافت مجھے نازان ہونمین

طلب ہون بہر سزا حسن پر نگاہ کرین
ارادہ ہے عمداً ہم ترے گناہ کرین

دہان تنگ پہ انکے اگر نگاہ کرین
نشان بوسۂ عاشق کا اشتباہ کرین

تمھارے مصحف رخسار پر نگاہ کرین
ثواب ہو جو ہم اسطرح کا گناہ کرین

لحد مین کاسۂ سر پر اگر نگاہ کرین
مجال کیا ہے جو فرق گداؤ شاہ کرین

فرشتے لکھ کے عجب کیا جو واہ واہ کرین
اگر کرین بھی تو ہم عشق کا گناہ کرین

وہ زلفین ممنون کو بڑھ کے روسیاہ کرین
سزا ملے جو رخ یار پر نگاہ کرین

غضب ہے جان کے رزاق اسے نہین قانع
رحیم جان کے اللہ کو گناہ کرین

نہ دوست درہم و دینار کو رکھا نے منعم
مثال کیسہ کہین دل نہ یہ سیاہ کرین

ادا سے آئے وہ خوش قد تو ملکے سب زاہد
بلند نعرۂ قد قامت الصلوٰہ کرین

یہ جل کے کہتا ہی شیطان خبیث نفسون سے
غضب ہی نام تو میرا ہو خود گناہ کرین

جفا و ظلم کے شکوے سنے تو اُسنے کہا
حضور اب کوئی معشوق خیر خواہ کرین

اشارے دیر سے ہم کر رہے ہین دلکو لیے
ادہر وہ ناز سے کب دیکھیے نگاہ کرین

بتون کا عشق کیا دل نے شاہد آنکھین ہین
بپا نہ حشر قیامت مین یہ گواہ کرین

بڑہا تھ کھینچ کے تحیہ کرے توکل پر نہ
درِ فقیر کا دربار بادشاہ کرین

سکھاتے بزم مین عشاق کو ہین پروانے
کہ یون خموش جلین عشق مین نہ آہ کرین

بنا ہی فقر کی دولت سے بوریا مسند
فقیر کیون نہ لقب اس جہانمین شاہ کرین

چلے ہین دشت کو لین ساتھ مجمع اطفال
جنون مین شاہ ہین بھرتی نئی سپاہ کرین

یہان تیرہ مین ہم یون فقیر آئے ہین
گدا کا رات کو جس طرح بھیس شاہ کرین

جنون مین آبلے یہ پاؤن پڑکے کہتے ہین
کہ ہم عطا سر ہر خار کو کلاہ کرین

وہ بوسی یار کے لین اور مین جلون اے عشق
سزا ملی مجھے اغیار جب گناہ کرین

سمجھ کے غیر وہ میرے گلے لپٹ جائین
عجب فرا ہو کسی دن جو اشتباہ کرین

مجھے ہی خوف نہ عاشق کہین نبی سمجھین
حسین تم ہو نہ یوسف کا اشتباہ کرین

سکھا کے اشہدان لا الٰہ الا اللہ
خدا کی شان ہے بندے کو وہ گواہ کرین

خدا کے رحم پہ نازان ہون کاتبِ اعمال
تو اب چھوڑتے جائین رقم گناہ کرین

نہ بحرِ غم مین ہو آہون سے دل تہ و بالا
ہوا کے جھونکے نہ کشتی کہین تباہ کرین

فلک نے عشق مین اُسکے دکھا کے صبح کیا
کبھی تو آٹھ پہر بعد ہم بھی آہ کرین

عدوتہِ فلکِ سبز سبکی دنیا ہے
تصور اسکو سدا آبِ زیر کاہ کرین

خموش عشق مین بیٹھے ہوے ہین دل پکڑے
حضور کہیے اجازت ہی ہم بھی آہ کرین

یہ مہر کرتی ہے فریاد اہل دنیا کے ۔ کہ اپنا نام ہو اور مجکو روسیاہ کرین
اوٹھے گا بوجھ نہ کاجل کا اُنکی آنکھون سے ۔ قرین ہے زلف سیہ ناز سے نگاہ کرین
تمھارے چاہنے والون کو حور سے کیا کام ۔ نہ جائین خلد مین اس قصد سے گناہ کرین

مشاعرون کا نیا رنگ اے لطافت ہے
رفیق لاتے ہین شاعر کہ واہ واہ کرین

تیشۂ مے جھجک کر ای پیر مغان ملتا نہین ۔ جب گلے سے ساغر تشنہ دہان ملتا نہین
مین جو کہتا ہون کہ بوسہ جان جانان ملتا نہین ۔ ہنسکے کہتے ہین ڈھٹائی سی کہ ہان ملتا نہین
کیا کہین جانا کسی صورت وہان ملتا نہین ۔ چاہتے ہین لاکھ لیکن پاسبان ملتا نہین
ہی زبان پیری مین دندان کا نشان ملتا نہین ۔ چاہ مین یوسف تو ہی پر کاروان ملتا نہین
تیرے کہ امداد کے محتاج کب ہین اہل خیر ۔ کشتی سائل کو زور باد بان ملتا نہین
نازہ داغ تھے بناتے قبر اپنی ہم وہین ۔ کیا کہین اُس پا سے نازک کا نشان ملتا نہین
کون کون اسکی جفاؤن سے ہین پوند زمین ۔ خاک مین اسے آہ کیون یہ آسمان ملتا نہین
اب کہان دندان ذہن مین ہو چکا سر بھی سفید ۔ دن کو اے غافل سرا مین کاروان ملتا نہین
عارض شفاف جانان ہین مثال آئنہ ۔ لاکھ بوسے لے کوئی لیکن نشان ملتا نہین
کیون تعجب ہی صف مژگان نپہ آئے ہین جو اشک ۔ راہ مین کیا کاروان کو کاروان ملتا نہین
عشق کا دل پر لگا ہے تیر ہو کیونکر علاج ۔ زخم وہ پنہان ہے یہ جسکا نشان ملتا نہین
مانگتا ہون دل تو ہنسکر ناز سے کہتے ہین وہ ۔ کیجیے فریاد ڈھونڈا ہمنے ہان ملتا نہین
وہ پیام وصل پر انکار کرتے ہین سدا ۔ خبر نہین ہمکو جواب اگر و زبان ملتا نہین
دل لگانیکا ہوا ہی شوق پیری مین ہمین ۔ کیا کہین کوئی حسین نوجوان ملتا نہین
کیون تقاضا ہی کہانسے لاؤنمین تیرے لیے ۔ خوش مزہ عزت سے لقمہ اے زبان ملتا نہین
عشق ہی نیرنگیان اپنی دکھاتا ہر گھڑی ۔ بنکے یہ ہر رنگ مین پائی کہان ملتا نہین

عشق گل مین کسقدر بلبل ہی گم کردہ حواس
چھوٹتی ہی جب قفس سے آشیان ملتا نہین

ہجر کا جاگا ہون مانگون گر ملین اصحاب کہف
ہوگیا سو داگران خواب گران ملتا نہین

قتل کرکے محکو اسنے اپنے کوچہ مین کہا
ٹھنڈی ٹھنڈی جائیے رہنا یہان ملتا نہین

گر پڑینگے ایکدن چاہ ذقن کی چاہ مین
قبر سے بہتر کوئی اندہا کنوان ملتا نہین

زار تھے ہم بام پر آئے تو حیران کیون ہوتم
سایہ دیوار جائے زد بان ملتا نہین

خط مرا دیکھا تو اسنے گالیان دے کر کہا
اور کچھہ انعام اے قاصد یہان ملتا نہین

پھر گلستان مین کھلے گل پھر چلی باد بہار
پھر ہوا پر ہے مزاج باغبان ملتا نہین

پیر کی تائید سے ہین بہرہ ور ہوتے جوان
تیر کو ہرگز نشانہ بے کمان ملتا نہین

واہ چھوٹا منہ بڑی بات ایسی کج بحثی بری
اس دہن کی کچھہ بھی غنچہ کا دہان ملتا نہین

چار دن کا ہی نشا ای غافل اسکو رکھہ عزیز
روٹھہ جاتا ہے تو پھر یہ میہمان ملتا نہین

شعلہ رویون کی محبت مین ہون جلکر مثل شمع
اور کچھہ تن مین مرے جز استخوان ملتا نہین

اس بہانہ سے وہ کرتے ہین مراد چاک چاک
ڈہونڈہتا ہون تیر مین اپنا یہان ملتا نہین

ہجر کی بندہ نوازی ہی عجب احسان ہے
ناتوان ہون خواب بھی مجکو گران ملتا نہین

قبر سے اندہے کنوئین مین ڈالکر سب چل بسے
کیا کہین کرتے گلہ وہ کاروان ملتا نہین

عشق کا طرفہ اثر دیکھا کہ ہی نایاب وصل
لب سی لب اس لفظ مین بھی ای زبان ملتا نہین

پار اوترنا بحر عصیان سے ہے مشکل ای نجیل
ہاتھہ سے سائل کے جبتک ہاتھہ یان ملتا نہین

ای لطافت فکر کر اب وہ سفر درپیش ہے
کوئی جزا اعمال رستے مین جہان ملتا نہین

کئی دلبر ہین کسی ہوش ہے پہچانے کون
لیگیا دل مرے پہلو سے خدا جانے کون

مہر و مہ دیکھہ کے ساقی سے کہا مستی مین
بھر گیا مے سے یہ بلور کے پیمانے کون

آنکو عشاق سے نفرت ہی تو کرتے ہین تلاش
ساتھہ لے آیا مری بزم مین پروانے کون

چاہنے والے کا دیوانہ رکھا تنے خطاب
سچ ہی نادان کی باتوں کا برا مانے کون

نوان غم بھر کے یہ عشاق سے کہتا ہی فلک
آئیگا دیکھیے الفت مین اسے کھانے کون

وشت دکھلا کے یہ مجنون سے جنون کہتا تھا
کہیے دلچسپ پسند آئے ہین ویرانے کون

آج اترائی ہوئی کیون ہے نسیم سحری
صبح کو باغ مین آیا تھا ہوا کھانے کون

سخت جان اُسنے کہا مجکو کٹے دل مین رقیب
دیکھنا کسکی ندمت ہو برا مانے کون

ہاے ای شمع نہ اتنا بھی سحر کو پوچھا
مرگئے جلکے بچے بزم مین پروانے کون

کہتے ہین تیر فرہ میری کمان ابرو کے
کسکو فرصت ہے چھنے دلکو ترے چھانے کون

کہا اُس مست نے دیکھی لب دریا جو حباب
اوٹھ گیا چھوڑ کے اولٹے ہوے پیمانے کون

کچھہ بنائے ہوے گھر بیٹھے ہین کچھہ دشت نشین
عاقلو سوچکہ دنیا مین ہین دیوانے کون

انتظار اُسکا شب وصل یہ تھا جو آیا
بڑھکے ہر مرتبہ پوچھا دل شیدانے کون

شمع کہتی ہے برہنہ ہین جو محفل مین ہم
چلنے والے ہین عبث بزم مین پروانے کون

آسیا صبح کو چل پھر کے یہ دیتی ہے صدا
کسکی تقدیر کے ہین کھایگا یہ دانے کون

چلّو ون سے جو شراب اُسنے پلائی تو کہا
شکر کر کون ہے ساقی ترا پیمانے کون

آستین چاک ہے چیکن مین گریبان نہین
ایسی پوشاک کے موجد ہوی دیوانے کون

پوچھہ لون گا مین اُنسے لطافت دم حشر
مول لیتا گہر اشک کے ہے دانے کون

بلبلون کی نہ اسیری گئی بازار ونمین
کہ لگائے گئے دام آکے خریدار ونمین

جب جوانی تھی مزے اوڑتے تھے دلدار ونمین
جشن تھے قہقہے تھے چہچہے تھے یار ونمین

نام کو ابکی بہار آئی تھی گلزارون مین
چھپے بلبلون کے رہگئے منقارون مین

چرخ کہتا ہے انھین دیکھہ کے دلدار ونمین
آپ یکتا ہین زمانے کے ستمگار ونمین

اک نہ اک ظلم طبیعت سے ہی ہر وقت ایجاد
آپ یکتا ہین زمانے کے ستمگار ونمین

اک نہ اک ظلم طبیعت سے ہی ہر وقت ایجاد
آپ یکتا ہین زمانے کے ستمگار و نمین

وہ ستم دوست ہون یہ پوچھ کے دل دیتا ہون
آپ یکتا ہین زمانے کے ستمگار و نمین ۔

عشق گل کر کے ہی یون برگ خزان مین بلبل
جسطرح کوئی گنہگار ہو تلوار و نمین ۔

داغ حسرت دل سوزان مین جو ہین آہ نکر
عیب کی جا ہے دہوان ہو اگر انگار و نمین

کیون نہ دمارے انھین دریا شہادت کی کہون
گھاٹ بھی باڑہ بھی ہے آب بھی تلوار و نمین

خیر حسرت زدہ ہین تم نہ لڑاو آنکھین ۔
نفع کیا ڈھیلے لگاتے ہو جو دیوار و نمین ۔

سیکھہ لی کیا ترے عاشق کی نشست و برخاست
بیٹھنے اوٹھنے کی عادت ہے جو دیوار و نمین ۔

پرزے پرزے خط رنگین جو مرا اوسنے کیا
بلبلین جان کے گل لیگئین منقار و نمین ۔

سرو استادہ ہین یون باغ مین گل تخت نشین
حال مفلس کا ہو جس طرح سے زردار و نمین ۔

تنگنین فرش کی زندان ہین تری رقت مین
قید ہون لاغری و ضعف سے دیوار و نمین ۔

کیا کسی بت کے ہین دیوانے برہمن سارے
جکڑے جاتے ہین زنکپن سے جو زنار و نمین

دل پہ جو کچھہ کہ گذرتی ہے خبر دیتے ہین
اشک اے دیدہ تر ہین مرے ہرکار و نمین ۔

داغ الفت سے سدا ہے مرے دل کو آرام
چین ہے مثل سمندر اسے انگار و نمین ۔

جذب الفت سے مری طرح جو دم گل کا بھرو
بلبلو پھول کی بو ہو ابھی منقار و نمین ۔

وہ گنہگار ہین احسان نہو اقبر کا بھی ۔
دب کے ہم رہگئے اعمال کے پشتار و نمین

مٹھیان بند ہین غنچون کے کہلے دست حنا
مفلسو نمین ہے کرم نخل ہے زردار و نمین ۔

کیا بھرے گا اسے خون فہدا سے ایچرخ ۔
صورت کاسہ خالی ہے جو تلوار و نمین ۔

پیری آتے ہی گئے دانت ستارہ بدلا
جو کہ ثابت تھے وہ شامل ہوے سیار و نمین

نظر آتا ہے پریشان جو چمن مین سنبل ۔
ہی یہ کس شستہ گیسو کے غزادار و نمین ۔

گل فروش اوس گل تر تک ہو رسائی شاید
جسم لاغر مرا ڈورے کے ہو جا ما رو نمین ۔

اوسکی دانتون کا ہنسی مین جو پڑے عکس نظر
آب گوہر نظر آئے مجھے فوارون مین ۔

دل جلون کو جو سد اقتل ہین کرتے قاتل ہ
چھالے اسو جہ سے پڑ جاتے ہین تلوار و نہین ہ

او سکی مژگان کا رہا بعد فنا بھی مجھے عشق
ہڈیان صرف ہوئین تیر کے سو فار و نہین

باغ عالم مین بد دن سے ہے ہر اک کو کھٹکا
ما تھہ ڈالا نہین گلچین نے کبھی خار و نہین ہ

بوی گل دیکھہ کے بر باد عنادل نے کہا
ہو بہار آ کے یہ بسبجاے جو منقار و نہین ہ

داغ جو کھاتے ہین دنیا مین نہین انکو خلش
پھول دیکھا نہین لالے کا کبھی خار و نہین

گل ہین تر مردہ خزان سے تو عنادل مین بشور
نسل میت ہین اٹھاے ہوے منقار و نہین

حشر مین ہو گا نہ ہرگز وہ لطافت گریان
جو حسین بن علی کے ہے عزادار و ن ہین ہ

دلا محبت گیسوے مشک بو تو نہین ہ
ہزار شکر پریشان کو بکو تو نہین ہ

چمن مین ہم گل و بلبل سے پوچھتے ہین کہ آئین
وصال و ہجر کی آپسمین گفتگو تو نہین ہ

ہم اپنی جان نہایت عزیز رکھتے ہین
نہان کہین دل پر آرزو مین تو تو نہین ہ

وہ بدگمان صنم آیا جو لاش پر تو کہا
یہ دیکھنا ہے کہین لاش قبلہ رو تو نہین

ہزار جان سے بلبل فدا ہے کیون اسپر
گلون مین رنگ محبت وفا کی بو تو نہین

جو پھینے پھولون کے مار اسکو بھیجے تو بولا ہ
یہ پوچھہ لو کہ محبت کی انمین بو تو نہین ہ

ہمین ہے وصل کی شب عید کا دن ایساقی ہ
بتا کہ شیشہ مے گریہ در گلو تو نہین ہ

بھرا ہی حسرت و ارمان سے یون تو دل میرا
ہزار شکر کہ دولت کی آرزو تو نہین ہ

وہ دل کو روند نے آئے تو پہلے یہ پوچھا
بتاؤ اسمین کہین میری آرزو تو نہین ہ

کہا یہ روند کے شیرین نے لالہ کہسار ہ
کہین یہی سر فرہاد کا لہو تو نہین

سنا کسی کا جو مرنا تو دل نے مجھسے کہا
خبر منگاؤ کوئی میری آرزو تو نہین ہ

جو فصد لی ترے مجنون کی ہمدمون نے کہا
ٹپک رہی ہین فقط حسرتین لہو تو نہین ہ

نکل وطن سے تو ہو قدر جب کہین وانا
کہ ہی صدف مین گہر جبتک آبرو تو نہین ہ

نشانہ کرکے مرا دل وہ دیکھنے آئے
کہ نکلی تیر کے ہمراہ آرزو تو نہیں

مری شراب کا لینا ہے نام سنبر پر
یہ پوچھ لے کوئی واعظ سے بادضو تو نہیں

سبب یہ ہی جو مجھے نزع میں وہ دیکھنے آئے
کہ نکلی دم کے بہانے سے آرزو تو نہیں

علی کو کہیے خدائی کا مالک ومختار
لطافت اتنا سمجھ لیجیے غلو تو نہیں

زبان کب رنگ پان سے سرخ ہو دندان لب سے
خلانے کی ہے پیدا لال نہ پہلی آب گوہر میں

تمایاں ہیں رگیں اس طرح میرے جسم لاغر میں
وصال ایدل ہے جیسے صفحہ قرطاس وسطر میں

مزے ہیں جشن میں کیفیتیں ہیں دور ساغر میں
پڑی جس روز سے ہے دخت رز مجھ مست کے گھر میں

شب فرقت ہی کیا ہے نورانی چاندنی گھر میں
سفیدی جس طرح بے نور ہو مرقد کی چادر میں

تصور ہے جو ان دانوں کا یہ ہے دیدہ تر میں
دُر شہوار آتے ہیں نظر سب کو سمندر میں

یہ عالم لاغری کا اب تو پہنچا ہجر دلبر میں
نمایاں پتلیاں کب ہیں ہمارے دیدۂ تر میں

ہوا ہے اب تو ایسا حال میرا ہجر دلبر میں
نہ خون تھمیں نہ سینہ میں کلیجہ ہے نہ ان میں

چھڑکنے سے لگے دھبا لہو کا خاک شبنم میں
قفس میں خشک ہے بلبل کا خون یا دل تر میں

فلک سے کہدو نکلا ہے مرا خورشید رو باہر
سپند اختر کا ڈالے مجمر مہر منور میں

سمجھ کر شانہ کرنا اب کہے دیتے ہیں مشاطہ
پھنسا ہے دل ہمارا یار کی زلف معنبر میں

فنا ہو دم جدائی میں اگر اوس بحر خوبی کے
تو کفنا ئیں مجھے سب آشنا پانی کی چادر میں

خرامان ہو کبھی اے سرو قامت باغ میں چلکر
نہیں دیکھی لڑائی ہمنے قمری وصنوبر میں

رہائی قید غم سے عاشق صادق کو ہی مشکل
سہ اقمری اسیر طوق ہے عشق صنوبر میں

نہیں اس غنچہ لب کی سرخ آنکھیں نشہ مے سے
مئی گلگوں بھری ہے دیکھ نرگس کے ساغر میں

گمان مجکو ہوا کوئی پری جلپن میں بیٹھی ہے
نہ نرگان نظر آئی جو پتلی چشم دلبر میں

مرے اشکون سی ہین لختِ دلِ سم خوردہ وا ترزمرد کی ٹہرین کیا خوشنما ہین سلک گوہرین
گلستان کی حکایت کیا کہون نادیدہ مین تمثیل اسیر و آنکھ ہے میری کھلی صیاد کے گھر مین
نکل ہا ہر حسینون سے مقابل ہو کہلین جوہر عبث حیران بیٹھا ہے مثالِ آئنہ گھر مین
کوئی دیوانہ ہے کیا گھر بنانے کا ہوا موجد کہ باقی ابتلک ہی سلسلہ زنجیر کا در مین
نہ کر تیرہ دلِ شفاف اپنا حرص دولت سے سیاہی دیکھہ آجاتی ہے فوراً کیسہ زر مین
مری تربت پہ شبنم نے ہین ٹانکے رات کو موتی زرِ گل سے تہلون کا لطف ہی پھولونکی چادر مین
کفن مین دیکھہ کر مجکو فرشتے ہین بہت حیران سمجھتے ہین گناہونکی بندہی ہے پوٹ چادر مین
بڑی دولت ہے یہ ہوکے رہنا بیقرارونکا جگہہ ہے طائرِ قبلہ نما کے خانۂ زر مین

نہ خائف ہو جہنم سے نہ کر اندیشہ میزان کا
مبین ہونگے لطافت چاردہ معصوم محشر مین

اب کہان وہ تپش میرے دلِ بیتاب مین بانٹ دی کچھہ برق مین ہے اور کچھہ سیماب مین
آتشِ عشقِ حسینان ہے دلِ بیتاب مین شعبدہ ہی آگ لور کہتے ہین ہم سیماب مین
چاندنی مین اوس قمر نے جب دیا جام شراب آفتاب آیا نظر ہمکو شبِ مہتاب مین
منعمون کی ہی لحد کو بھی زرِ دنیا کی چاہ اشرفی کی بوٹیان ہین قبر کی کمخواب مین
دیکھہ تو اے جوہری سلکِ دُرِ دندان یار خاک ہوگی یہ صفائی موتیون کی آب مین
موشگافی کر رہا ہون پیچ یہ کھلتا نہین دام مین عنقا ہے یا اُسکی کمر ہے ڈاب مین
دشمنِ ہمجنس سے ہرگز خلش ہوتی نہین خار چبھتا ہے کہان برگِ گلِ شاداب مین
آرسی مین دیکھیے سلکِ دُر دندان نہ آپ آب گوہر مل نہ جائے آئنہ کی آب مین
جب مجھی آیا ہی اونکے ساتھہ سونیکا خیال ہجر کی شب رات بھر رویا کیا ہون خواب مین
دوست گر مجھہ زار کے لاشے کو دریا مین بہائین کھٹکے تنکا بنکے برسون دیدہ گرداب مین
دن کو یون آنے مین حیلہ ہی نزاکت کا نہین لیکن آیا کرتے ہین راتون کو اکثر خواب مین

پڑ رہا ہی اونکے دندان مین لب رنگین کا عکس
آتش یاقوت دیکھو موتیون کی آب مین

چاندنی مین رات کو سویا ہون جب مین ناتوان
جسم لاغر چھپ گیا ہے چادر مہتاب مین

آنکھ اپنی جب دُر دندان جانان سے لڑی
ناؤ ہمچشمون نے دیکھی موتیونکی آب مین

ہی لطافت کی دعا یہ کربلا مین موت آئے
صحن مین دم نکلے میرا دفن ہون سرداب مین

بنی مری آہ و چشم گریان فلک پہ بجلی مین یہ باران
نہ کسطرح ہو جہانمین حیران فلک پہ بجلی مین یہ باران

وہ مجکو تڑپا رہی ہی دیکھو یہ ماہ لوا رہا ہے یارو
فراق مین ہی غضب کا سامان فلک پہ بجلی مین یہ باران

وہ اپنی کوٹھی پہ ہنس رہا ہی مین اُسکے کوچہ مین رو رہا ہون
ہر اک ہی کہتا کہ ہی نمایان فلک پہ بجلی مین یہ باران

عجیب کیفیتین ہین ہر سو صنم ہے سانون ہی یکسانی ہے
ہر ابھر ہے ہر اک گلستان فلک پہ بجلی مین یہ باران

ہوا یہ ثابت ہمین جہانمین از لسی شادی و غم مین یوم
کوئی ہی خندان کوئی ہی گریان فلک پہ بجلی مین یہ باران

تمھارے کانون کی بجلیونکا تمھارے جھانونکا سنکے شہرہ
سحاب و بحر مین ہی پنہان فلک پہ بجلی مین یہ باران

بلند ہی قدر دان جلونکی ہی رونیوالونکا پست رتبہ
جسے نہ باور ہو دیکھ لے ماہ فلک پہ بجلی مین یہ باران

سناؤن کر زار اپنا نالہ دکھاؤن اک روز اپنا رونا
بہت ہی جوبن پہ اپنی نازان فلک پہ بجلی مین یہ باران

صنم ہی آنمین عذر کرتا مہینا ساون کا اک برس ہے
گھٹا ہی اُمڈی لگی ہین جھڑیان فلک پہ بجلی مین یہ باران

دوپٹہ زنگاری لچکا کا ہی وہ اوڑھ کر آج منہ کو دہوتا
دکھا رہا ہی عجیب سامان فلک پہ بجلی مین یہ باران

بخا وللہ میری گھر سے کہ دوپہر رات آگئی ہے
اوٹھے ہو کیون دیکھ لو مرجان فلک پہ بجلی مین یہ باران

زمانہ وصل اے لطافت مجھے ہی رہ رہ کے یاد آتا
فراق مین او سکے ہے نمایان فلک پہ بجلی مین یہ باران

عجب بدبخت ہین وہ جو کسی سے دل لگاتے ہین
مثل ہے دن بُرے آتے ہین تو کیا کہکے آتے ہین

سوال مے پہ ساقی ہر گھڑی آنکھین دکھاتے ہین
ہمارے شیشہ دل پر نئے ڈھیلے لگاتے ہین

قد موزون جانانکا زبان پر وصف لاتے ہین
چمن مین مصرع شمشاد پر مصرع لگاتے ہین

ہوی مزدوری اب بوسے عوض اُجرت کی پاتے ہین — حسینانِ جہان کے آجکل ہم ناز اُٹھاتے ہین
حنائی ہاتھ سے وہ اپنی زلفونکو بناتے ہین — شبِ تاریک مین لطفِ شفق ہمکو دکھاتے ہین
جو وہ تلوار اداسے کینچکر مقتل مین آتے ہین — تو ہم بھی جان کے محراب کعبہ سر جھکاتے ہین
محبت ترک کرکے اُنکے دل مین خفہ لاتے ہین — کلیسا چھوڑتے ہین ہم تو کعبہ کو جاتے ہین
ہوا ہی شمع خانوس اور پروانے سے یہ روشن — حسینان جہان در پردہ عاشق کو جلاتے ہین
دلِ بیتاب ہمارا آپکے گھر مین ہے اے آیا — ہوئی تقصیر جانے دیجیے جاتے ہین جاتے ہین
[illegible] ہے جسکو یہ ہین اُس ہرجم کے جاکر — ہم اپنے دل کو بہلا کر بڑی مشکل سے لاتے ہین
[illegible] وعدہ [illegible] نکو اگر یاد دلوایا — تو شرما کر کہا مجبور ہین ہم بھول جاتے ہین
[illegible] ہے اُن جگر کے [illegible] — ذرا سی بات پر دو رہ روٹھتے ہین ہم مناتے ہین
[illegible] ہے صیاد کرتا ہے — قفس سے چھوٹکر راہِ گلستان بھولجاتے ہین
[illegible] عاشقون کا نام ہے — زرِ گل کی چراغی قبرِ بلبل پر چڑھاتے ہین
[illegible] — نیا ہی شعبدہ لاے کو نا فرمان بناتے ہین
[illegible] ہوتی ہے — کمال ایدل جنہین منظور ہے وہ سر جھکاتے ہین
[illegible] کی چشم [illegible] — ہم اکثر چھیڑکر سوتا ہوا فتنہ جگاتے ہین
[illegible] ہے — کبھی آتے بھی ہین تو قبر پر تیوری چڑھاتے ہین
[illegible] — یہ شعلہ رو جلاتے ہین گھلاتے ہین رُلاتے ہین
[illegible] — لحد پر آکے احباب اشک کی چادر چڑھاتے ہین
[illegible] ہے — دیا ہے کون سے دلبر کو دل ہم بھول جاتے ہین
[illegible] — کبھی گرتے ہین تو معشوق آنکھوسے اُٹھاتے ہین

قدِ موزون جو اوسکا ے لطافت یاد آتا ہے
گلستان مین صنوبر کو گلے سے ہم لگاتے ہین

دل جو کہتا ہی محبت مین ضرر کچھہ بھی نہین ۔ اشک کیون آنکھو سے بہتے ہین اگر کچھہ بھی نہین
آگے اُن دانتون کے الماس و گہر کچھہ بھی نہین ۔ جوہری چھوٹے ہین خود اُنکی نظر کچھہ بھی نہین
غم یار آئیگا مہمان مرے گھر کچھہ بھی نہین ۔ پاس عاشق کے دل و جان و جگر کچھہ بھی نہین
زلف بڑھ بڑھ کے ہی لوموے کمر سے اُلجھی ۔ حسن پر ایسے ہو مغرور خبر کچھہ بھی نہین
شور عالم مین سمندر کی ہے طغیانی کا ۔ آگے اس دیدۂ گریان کے مگر کچھہ بھی نہین
انکھڑیون نے ترے بیجا ہمین کیا عاشق کو ۔ ہم سمجھتے تھے کہ جادو ہین اثر کچھہ بھی نہین
راتدن یوہین بسر کرتے ہین ہم فرقت مین ۔ شغل رونے کے سوا اٹھہ پہر کچھہ بھی نہین
قبر کا دہیان جب آتا ہی تو کہتا ہو نہین ۔ ہاے منزل ہے کڑی زاد سفر کچھہ بھی نہین
منفعل ہوکے جو روئینگے تو بجھہ جائیگی آگ ۔ زاہدو عاصیون کو خوف سقر کچھہ بھی نہین
ہی عبث خاک کے پتلے کو غرور و نخوت ۔ اصل خلقت کو جو دیکھو تو بشر کچھہ بھی نہین
آج ہم خوب سی دلبر ترے بوسے لینگے ۔ جان دینے کا ہوا قصد تو ڈر کچھہ بھی نہین
ہین شب زلف پہ مغرور حسینان جہان ۔ جس گھڑی آگئی پیری کی سحر کچھہ بھی نہین
احتیاج اور خریدار جہان مین جو نہو ۔ بد تر از خاک ہے پھر تبۂ زر کچھہ بھی نہین
یونتو ظلم و ستم و جور ہین اونکے بجید ۔ سامنے وصل کی لذت کی مگر کچھہ بھی نہین
یون تو ہے رنج و ملال و غم و اندوہ و الم ۔ آگئی جبکہ تری شکل نظر کچھہ بھی نہین
کعبہ و دیر کلیسا مین نہ ڈہونڈہ اُس بت کو ۔ اے دل گم شدہ جاتا ہے کدھر کچھہ بھی نہین
اسقدر چرخ ہے کیون نور قمر پر نازان ۔ چاندنی چھپ گئی جب دقت سحر کچھہ بھی نہین
جام پر جام تو غیرون کو ہے دیتا ساقی ۔ واے محرومی تقدیر ادہر کچھہ بھی نہین
سامنے میرے رقیبون سے گلے ملتے ہو ۔ ایسے بیباک ہوے تم مرا ڈر کچھہ بھی نہین
بات کی اُسنے تو ہنسنے کا ہوا شک دل کو ۔ دہن یار تو کچھہ ہے پہ کمر کچھہ بھی نہین
ہمسے اُس بت سی ہوا معرکہ دیکھین کیا ہو ۔ اُوس طرف ساری خدائی ہے ادہر کچھہ بھی نہین

خواب مین دیکھتے تھے رات کو اُس مہ کا وصال
کھل گئی آنکھ جو مین وقت سحر کچھ بھی نہین

تجھسے شرمندہ ہون اے پایۂ میزان عمل
ہاے او دہر بارگنہ اور ادہر کچھ بھی نہین

اے لطافت شبِ فرقت کو گذر جانے دے
رات ہی بھر کا یہ صدمہ ہے سحر کچھ بھی نہین

ذرا تجھہ سے یوسف کو نسبت نہین
یہ شوکت یہ صورت یہ سیرت نہین

کسی سے سوا تیرے الفت نہین
مجھے جھوٹ کہنے کی عادت نہین

جو برہم ہو وہ زلف ہے آپ کی
جو بدلی وہ میری طبیعت نہین

نہین عشق جسمین وہ دل سنگ ہے
جو الفت نہین آدمیت نہین

گئے ہین مزے سب جوانی کے ساتھہ
وہ دن وہ سن اور وہ طبیعت نہین

گل تر کو مل دل کے پھیکین نہ آپ
مرا دل یہ حضرت سلامت نہین

ہین دیر و حرم مین بھی اے عشق آپ
کہان آپ کا دخل حضرت نہین

اشارہ یہی چشم نرگس کا ہے
ترے دید کی کسکو حسرت نہین

جو اوڑتی ہے ہر ایک کے ہاتھہ سے
یہ پردار ہے چیز دولت نہین

بدن سے نکلتی ہے کیا جلد روح
مروّت نہین کچھہ محبت نہین

خجل ہو کے پریان چھپین قاف مین
کہان حُسن کی تیری شہرت نہین

یہ دنیا ہے مومن کو دار المحن
سوا رنج و ایذا کے راحت نہین

فشار و سوال نکیرین ہے
ہمین تو لحد مین بھی راحت نہین

خدایا میسر ہو وصل بتان
سوا اسکے اب کوئی حسرت نہین

وہ بولے سنا ذکر فرما دجب
مرے عاشقون مین یہ ہمت نہین

مزا شعر گوئی کا جاتا رہا
لطافت جہان مین امانت نہین

ہمارے گھر مین جو مہمان رات بھر کے ہین
طریقے آپنے پیدا کیے قمر کے ہین

شبِ فراق عجب اضطراب ہی دل کو
غضب ہی شام ہی سے منتظر سحر کے ہین

شبِ وصال بھی عاشق سے اونکو نفرت ہے
جو سوئے بھی ہین تو پہلو سے میرے سرکے ہین

جو مین جہان مین آیا تو بولی جنت و نار
کہان کا قصد ارادے کہو کدھر کے ہین

عیان ہی سر مین سفیدی عدم کا قصد کرو
اوٹھو مسافر و آثار یہ سحر کے ہین

سدا ہی موت پہ تکیہ ترے فقیرون کا
ہمیشہ سوتے کفن کو سرہانے دھر کے ہین

خمارِ خواب ہی انگڑائیان وہ لیتے ہین
گئے تھے غیر کے گھر جاگے رات بھر کے ہین

عدم کا حال سناتا ہے کیون ہمین زاہد
بند ہے ہوے یہ مضامین کسی کمر کے ہین

نکال دو انھین جا مین یہ دیر و کعبہ مین
تمھارے کوچہ مین جو لوگ ادھر اودھر کے ہین

نہ دو شراب و کباب اپنی بزم مین ہمکو
امیدوار فقط لطف کی نظر کے ہین

حضور دیکھیے تو کون ہی سوا خوشتر نگ
وہ لعل اور یہ ٹکڑے مرے جگر کے ہین

وہ ذی وقار زمانے مین ہے مرا محبوب
فرشتے سیکڑون دربان جسکے در کے ہین

تمھارے گھر پہ وہ آتے ہین یہ کہے کوئی
ہمارے کان تو مشتاق اسی خبر کے ہین

ہی آج رنگ زمانے کا اور کل کچھ اور
یہ شعبدے فقط اس چشم فتنہ گر کے ہین

لطافت اشک بھرے ہین جو میری آنکھون مین
ہر ایک کہتا ہے دو لکے ابر تر کے ہین

اومنڈتا ہی اگر دل اشک آنکھون سے ٹپکتے ہین
جو خالی شیشہ ہو جاتا ہی تو ساغر چھلکتے ہین

دمِ تزئین سیہ زلفون پہ وہ افشان چھڑکتے ہین
تماشا ہی شبِ تاریک مین جگنو چمکتے ہین

معاذ اللہ جمالِ یار عاشق دیکھ سکتے ہین
سنی ہی لن ترانی جب سے غش آئے ہین سکتے ہین

وہان گلزار مین رہنا مبارک مصفیرون کو
اکیلے ہم قفس مین یان پھڑکتے ہین

ارے قاصد پتہ یہ یاد رکھنا کوے قاتل کا
ہزارون ہین وہان دم توڑتے لاکھون سسکتے ہین

بھڑکتی ہی ہماری تل سے ایسی آتش فرقت
جگر اور دل مین پہلو مین کہ انگارے دہکتے ہین

کسی کے ہجر مین ہی مال سی باریک جسم اپنا
یہ باعث ہی کہ چشم غیر مین ہر پل کھٹکتے ہین

تری مژگان کے سودے مین یہ کی ہی دشت پیمائی
ہمارے پاؤن کے چھالون سی کانٹے بھی کھٹکتے ہین

سمجھتے ہین جسے تیر شہاب آسمان مردم
یہ میری آہ کے شعلے سوے گردون لپکتے ہین

گذر جس راہ سی ہوتا ہے میرے غیرت گل کا
بسی رہتی ہین گلیان تین دن کو چہ مہکتے ہین

بیابان مین پہنچتا ہی جو وحشی چشم جانان کا
تو استقبال کو آنکھون سی سب آہو لپکتے ہین

انا الحق کہتے کہتے مر گیا منصور سولی پر
می عرفان کو پیکر رند مشرب یون بہکتے ہین

دل عشاق کھا کر داغ فرقت کرتے ہین نالے
شگفتہ جب یہ گل ہوتے ہین تب بلبل مہکتے ہین

کیا تھا حسن روئے یار سے بل تو سزا پائی
کہ پیچ و تاب اب تک گیسو و نکو ہی لٹکتے ہین

رخ شفاف کسکا اے سکندر دیکھ پایا ہے
کہ آئینون کو اب تک حیرتین ہین اور سکتے ہین

وہ پتلا آگ کا مین دل جلا ہون بعد مرنیکے
جہنم دور ہی سے دیکھ کر مجکو بھڑکتے ہین

مخل ہین کاتب اعمال دونو اپنی خلوت کے
نہین دم بھر مثال سایہ پہلو سے سرکتے ہین

مجھے گریان جو دیکھا اے لطافت دوست یہ بولے
جھڑی ساون کی ہے یا آنکھ سے آنسو ٹپکتے ہین

پڑا ہی قالب خاکی جو روح تن مین نہین
اجاڑ شہر ہوا بادشاہ وطن مین نہین

مرا نظیر کوئی عاشقی کے فن مین نہین
یہ وہ کمال ہے جو قیس و کوہکن مین نہین

لیا ہی کون سی دلبر نے دل جو تن مین نہین
چمن مین پھول نہین شمع انجمن مین نہین

بیان یہ دوستون کا ہی جو مین وطن مین نہین
چمن مین پھول نہین شمع انجمن مین نہین

ستم جو کرتے ہین گلچین ہم اور گلگیر
چمن مین پھول نہین شمع انجمن مین نہین

ہوا ہی بلبل و پروانہ پر جو ظلم فلک
چمن مین پھول نہین شمع انجمن مین نہین

ہرا ہی سبزہ رخسار یار پھر کیونکر
سنا ہی نام کو پانی چہ ذقن مین نہین

مثال شمع کے جلتا ہون شب بھر استادہ
جو بیٹھنے کی اجازت اس انجمن مین نہین

فشار دے کے ملا ای زمین نہ خاک مین تو
ابھی تلک کوئی دھبا مرے کفن مین نہین

جہان مین خاتمہ تجھپر ہے بیوفائی کا
یہ وجہ ہے جو صنم چاہ بھی ذقن مین نہین

خجل یہ کرکے تری چشم نے کیا نا پید
کہ نرگس آنکھہ لگانے کو بھی چمن مین نہین

گذر ہوا چمن کو سے یار مین شاید
سماتی آج ہو اگل کے پیرہن مین نہین

ہماری دل مین ہی بلبل ہجوم داغون کا
سو اگلون کے کوئی خار اس چمن مین نہین

خدا کے سامنے جائے ہر ایک خالی ہاتھہ
یہی ہے وجہ کہ جو آستین کفن مین نہین

جلی کٹی کہین پروانہ سے نہ بزم مین ہو
زبان اسلیے گلگیر کے دہن مین نہین

گہر صدف سے نکل کر صدا یہ دیتا ہے
کہ آبرو پئے دانا کبھی وطن مین نہین

کبھی گئے جو لطافت کمال شوق مین ہم
وہ بولے تیری جگہہ میری انجمن مین نہین

پہلو سے وہ اٹھے ہین کسیطرح کل نہین
کہتا ہی درد تھام کے دل کو سنبھل نہین

کہتا ہی میری قالب بیجان سے یہ کفن
دم مین ملین گے خاک مین کپڑے بدل نہین

پیری مین بھی ہی الفت گیسو سے پیچ و تاب
رسی تو جل گئی پہ گیا اسکا بل نہین

لینگے بلائین زلف کی ہوگا جو دسترس
شانے کی طرح شکر خدا ہاتھہ شل نہین

دنیا مین اغنیا ہین مگس کی طرح پہنسے
لیتا ہے جان زہر سے کم یہ عسل نہین

نیرنگ باغ دہر تو قابل ہنسی کے ہے
گلزار مین خنیدہ گل بے محل نہین

حاضر ہین کہیلیے دل عشاق کا شکار
زلف سیاہ تاب سے بڑہ کر رفل نہین

اس آفتاب حسن کو برگشتہ یون نکر
ای دہر رنگ صورت حربا بدل نہین

فرہاد و قیس عالم فانی کو چل بسے
افسوس کیا نصیب مین میرے اجل نہین

عاشق ہوے ہین دست حنائی پہ کی خطا
مہندی کی طرح یون دل عشاق مل نہین

پتھر بت حسین نہ لگائینگے جب تلک ۔ سودا مرا جہان مین ضرب المثل نہین
جوہر ہی زلف یار کا خم اور پیچ و تاب ۔ بیکار بحط ہی وہ رسن جسمین بل نہین
بھڑکی ہوئی ہے آتش رخسار سے یہ پیچ ۔ بیوجہ روئے یار پہ زلفون مین بل نہین
عاشق ترا ہے ضعف و نقاہت مین بیمثال ۔ پڑتی ہے چوٹ طاقت ضرب المثل نہین
عشاق سخت جان ہین کیسے قتل سیکڑون ۔ اسپر بھی تیغ یار کی ابرو پہ بل نہین
دل پہلے ہو تیر تو پہلو پہ اک لگاؤن ۔ کیا شکر ہم کرینگے کہ نعم البدل نہین
تلوار کھینچکر جو وہ آئے ہین بہر قتل ۔ سر شوق سے جھکائے ہون ابرو پہ بل نہین
بولے وہ عین نزع مین عاشق کو دیکھکر ۔ بے دید میرے سامنے آنکھین بدل نہین

مشکل کشا کا نام لطافت زبان سے لے
مشکل وہ کون سی ہے جو دم بھر مین حل نہین

سمت میخانہ چلو سرد ہوا ئین آئین ۔ سیکشو مژدہ وہ ساون کی گھٹائین آئین
مئی جو پی اسنے ہنیا کی صدائین آئین ۔ بنکے موجین لب ساغر پہ دعائین آئین
عجب انداز سے آج اسنے بنائین زلفین ۔ قاف سے لیکے کوہ یان بھی بلائین آئین
باغ مین پھر مئی گلرنگ کا مینہ برسے گا ۔ شوق مستون کا بڑھانے کو گھٹائین آئین
مرگیا کیا دل بیمار مرا سینے مین ۔ کئی دن سے نہین آہو نکی صدائین آئین
قتل عشاق پہ جب حسن ہوا آمادہ ۔ کیلئے سر پہ پری بنکے قضائین آئین
پھر خدا خیر کرے عشق کا پھر جوش ہوا ۔ پھر جنون خیز بیابان کی ہوائین آئین
زلف جانان شب فرقت لحد تیرہ و تار ۔ سر پہ عشاق کے کیا کیا نہ بلائین آئین
نہین معلوم کہ ہے کون سکھانے والا ۔ تمکو کسطرح مریجان یہ جفائین آئین
غل مچاتے ہوئے میخوار گھرون سے نکلے ۔ جھوم کر باغ مین مستانہ گھٹائین آئین
حال دل مجھسے جو پوچھا مرے ساقی نے کبھی ۔ دہن شیشہ سے قلقل کی صدائین آئین

آمدِ فصلِ زمستان ہی حسینون سے ہو وصل
ہان بغل گرم رہے سرد ہوائین آئین

تم جو اٹھلاکے چلے ہوگئی عاشق پامال
تمنے سیکھین جو ادائین تو قضائین آئین

ہم ہین روتے وہ لگاتے ہین لبونپر مسی
مینہ برستا ہی بدخشان مین گھٹائین آئین

ہاتھ اُٹھاتے ہین جو مظلوم تو کہتے ہین ملک
کھولدو بابِ اجابت کہ دعائین آئین

نکلے وہ گور غریبان کی طرف سے جو کبھی
اسطرف آوٗ یہ قبرون سے صدائین آئین

باغ مین چلیے لطافت وہین ہو آج پسین
مینہ برستا ہی دہوان دار گھٹائین آئین

ہم اِس نگاہ سے ہر شعر تر کو دیکھتے ہین
کہ جیسے پیار سے لختِ جگر کو دیکھتے ہین

وہ کس طرح چلے جاتے ہین گھر کو دیکھتی ہے
ہم آج آہ رسا کے اثر کو دیکھتے ہین

کمالِ عیب کو ہو تو ہنر سے ہے بڑھ کر
بشوق لوگ گہن مین قمر کو دیکھتے ہین

نظر نہین نہین آتی جو یار کی صورت
مثالِ آئنہ حیرت سے گھر کو دیکھتے ہین

یہی نہین ہی شبِ ہجر یا کہ جان نہین
ہم آج شدتِ دردِ جگر کو دیکھتے ہین

قفس سمیت اوڑینگے اسیرے صیاد
کچھہ آج تول کے سب بال و پر کو دیکھتے ہین

خدا کا شکر صفائی سے دن گذرتا ہے
بجاے آئنہ وہ رُخ سحر کو دیکھتے ہین

وہ ترک دیکھہ کے لالے کی سیر کہتا ہے
ہم آج باغ کے زخمِ جگر کو دیکھتے ہین

یہ سیم تن ہین فقط زر کے آشنا سچ ہے
گلے مین ڈال کے باہین کمر کو دیکھتے ہین

اوٹھائین شوق سے اب آپ اپنے رخ سے نقاب
کہ ہمنے تھام لیا ہے جگر کو دیکھتے ہین

ذقن پہ اونکی نہ کسطرح ہاتھہ دوڑائین
کہ مول لینے سے پہلے ثمر کو دیکھتے ہین

مجھے یہ خوف ہی کم سن ہین ڈر نجائین وہ
بغور کیون مرے زخمِ جگر کو دیکھتے ہین

ضرور اُسنے ہے خنجر پہ باڑھ رکھوائی
خمیدہ ہم کئی دن سے جو سر کو دیکھتے ہین

بھلا مقابلِ عشاق ہونگے کیا حجاج
یہ اُسکو دیکھتے ہین اور وہ گھر کو دیکھتے ہین

ہمیشہ عالم پیری مین گرد ہین دلسوز
پتنگ یاس سے شمع سحر کو دیکھتے ہین

دکھا کے حسن وہ ہین لوٹ مین پڑے کیسے
کہ دل تو چھین چکے اب جگر کو دیکھتے ہین

لحد مین شانہ ہلاتے ہین جب عزیز احباب
سنا ہی کھول کے آنکھہ اپنے گھر کو دیکھتے ہین

بچشم یار کی فرمائش اے غم فرقت
ہم اپنے سینے مین دل کو جگر کو دیکھتے ہین

شب فراق لطافت یہ شوق صبح کا ہے
کہ آدہی رات سے نجم سحر کو دیکھتے ہین

رقم آنکھون سے کرتے چشم جانانکی مثالونمین
نہوتی شاعر و گر شاخ وحشت کی غزالونمین

دورنگی اک طلسم تازہ ہی ان خوشجمالونمین
نہایت کالے کالے تل ہین گوری گوری گالونمین

بلا کے پیچ پھندی قہر کے حلقہ ہین آفت کے
اولہجکر رہ گیا حسن اونکے گھونگھرالے بالونمین

قیامت کا نمونہ دھوپ ہی صحرای وحشت کی
چھپے آآکے کانٹے بھی مرے تلوونکے چھالونمین

تصور مین کسی عاشق نے شاید لے لیے بوسے
نہین یہ وجہ سرخی نازکی سے اُنکے گالونمین

کلیجہ منہ کو آیا دل گیا اُس زلف کیجانب
جدائی عشق نے ڈالی مرے نازونکے پالونمین

برہمن کو مبارک دیر یہ پتھر کی تصویرین
ہمارے بت ہین وہ رہتے ہین جو دلکے شوالونمین

جلانے کو کہا گلگیر نے گل شمع کی لیکر
عجب لذت ہی پروانو مرے منہ کے نوالونمین

لگا جوبن مین دہبا اور بوسے غیر کو دیجے
نہین خط سیہ ہی اُسکے رخ کا عکس گالونمین

جنون نے دشت گردی مین خمیدہ کردیا اتنا
کہ بنکر خار پلکین چبھ گئین تلوونکے چھالونمین

دم زینت وہ حسن آئینہ اور مہندی سی کہتا ہے
کہ تو مسہ دیکھنے والونمین ہی یہ پامالونمین

تمھاری ابرو ونمین چاند نیکی جب نظر آئی
ہوا ثابت کہ فرق اک ماہ کا ہی دو ہلالونمین

حباب بحر کہتے ہین کہ آؤ غافلو دیکھو
بھری ہی بے ثباتی ہر عبرت ان پیالونمین

مرے محبوب پر ہین جان دیتی دیکھیات اپنی
خضر ہین زہر کھانے والے عیسی مرنیوالونمین

خلاف قاعدہ ہین اس غزل مین قافیے موزون

لطافت کیا کرین یہ رہم ہے صاحب کمالونمین

ہجر کی شب مر گئے روئے سحر دیکھا نہین
طول ایسا ہمنے قصہ مختصر دیکھا نہین

برہمن کعبہ کے در پر کہہ رہا ہے شیخ سے
ہمکو بھی دکھلاؤ کیسا ہے یہ گھر دیکھا نہین

کہتی ہین آپسمین پریان حسن اُنکا دیکھکر
ہم سے بھی اچھا ہی ایسا تو بشر دیکھا نہین

اونکو یکتائی کے دعوی پر نہایت ہی غرور
اس نظر سے آئنہ بھی بھول کر دیکھا نہین

تو دکھادے نوح کے طوفان کا ہی اشتیاق
سنتے آتے ہین مگر اے چشم تر دیکھا نہین

آہ اے دل تو نکر نا شاید آئے گا وہ یار
استخارہ اشتک کر دانو نپہ کر دیکھا نہین

اہل عزت کے لیے ہی شرط ناسور جگر
آبرو سے ہمنے بن بید ماگھر دیکھا نہین

ڈر گئے ہو اک مری بیتابی دل دیکھکر
شکر ہی تمنے مرا زخم جگر دیکھا نہین

اپنی دولت سے بخیلان جہان ہین بے نصیب
بخل کہتا ہی کسی جا جمع کر دے کھا نہین

ہجر کی شب بے سحر اسواسطے مشہور ہے
زندہ رہتے کوئی عاشق رات بھر دیکھا نہین

تو وہان سے آتے ہی انعام کا طالب ہوا
مینے خط بھی کھولکر اسے نامہ بر دیکھا نہین

جب ڈوپٹہ ہٹ گیا سینہ سے پوچھا یار نے
کھا قسم آنکھون کی تونے تو ادھر دیکھا نہین

طعن سے وہ عاشقونمین اپنی فرماتے ہین آج
سنتے ہین پر عشق صادق کا اثر دیکھا نہین

زاہد اُنکو دیکھکر رہتا بھلا پابند شرع
آگیا غش اسلیے بار دگر دیکھا نہین

ای لطافت دیکھیے تدبیر لینے کی ذرا
کہتے ہین وہ دیکھکر دل کو جگر دیکھا نہین

وہ کم سن ہین تو اُٹھکر نیند سے آنکھونکو ملتی ہین
نگہ کے پیچھے عاشق پیچ قل ہو کے چلتے ہین

چلے ہین غیر کے گھر آج وہ کپڑے بدلتی ہین
بہانہ ہوگیا ہم عطر لیکر ہاتھ ملتے ہین

محبت مین ہی ایسا زخم کھانے سے مزہ پایا
تمھاری تیر کی پیکان سے عاشق دل بدلتی ہین

زیادہ ہجر سے ہی وصل مین پروانونکو ایذا
تڑپتے دن کو یا شمع مین ہین شبکو جلتے ہین

نہین معلوم جلوہ کس حسین کا ہے نظر آتا
جو مرنے والے عین نزع مین آنکھین بدلتے ہین

وہ ذکر غیر کرتے ہین گلے مین ڈال کے باہین
بظاہر دل تو ٹھنڈا ہی مگر باطن مین جلتے ہین

مقام رشک ہی کیا دیکھتا ہی یار کا جوبن
ہم آئینہ سے اپنا دیدۂ حیران بدلتے ہین

ہماری عشق صادق سے ہی پروائی کو کیا نسبت
جو وہ ظاہر مین جلتا ہی تو ہم باطن مین جلتے ہین

کہان ثابت گریبان وحشیونکے موسم گل مین
رفو ہوتے ہین اک جاسی تو سو جاسی نکلتے ہین

ہوائے گلشن آفاق مین سمیت ایسی ہے
شجر ہین سبز ہو جاتے زمین سے جب نکلتے ہین

نکلتے ہین جو باری باری مہر و ماہ اب سمجھے
ہمارے زخم دل کا آسمان پھاہا بدلتے ہین

مرے دل مین جناب عشق آتے ہین مبارکہو
پھر آہین لے کے استقبال کو آنسو نکلتے ہین

خجل مجکو کیا ہی ذبح مین اس سخت جانی نے
کٹا جاتا ہون مین ہر بار وہ خنجر بدلتے ہین

پریشان کیون نہو عاشق بلا ہی طول و دونکا
شب فرقت سی بھی کچھ آپ کے گیسو نکلتے ہین

فلک ہی وصل کا دشمن بڑا کر ضعف کہتا ہی
حسد کی جا ہی کیون عاشق کف افسوس ملتے ہین

جو کم سن ہین کسی کے جھانکنے کا شبہہ ہوتا ہی
مکدر ہو کے وہ ہر بار آئینہ بدلتے ہین

حنا کہتی ہے یاد آتی ہی جب پیری جوانونکی
کبھی سر پر چڑہا ینگے ابھی پاؤنمین ملتے ہین

کبھی محفل مین پروانہ کبھی بلبل گلستانمین
جناب عشق ہر جا بھیس اک طرفہ بدلتے ہین

غضب کی شوخ ہین چالاک ہین عیار ہین بیحد
الگ بیٹھے ہین چپکے دل مگر سینہ مین ملتے ہین

ستم ہی ہین جو روتا ہون تو وہ کہتے ہین ہنس ہنس کے
دہوان ہی آہ کا اسوجہ سی آنسو نکلتے ہین

ترا تیر نگہ دل توڑ کر نکلا جو پہلو سے
کہا فوارۂ خون نے ٹھہریے ہم بھی چلتے ہین

ابھی ہو جاے ثابت بیثباتی ہی سو اسمین
حباب بحر سے ہم زندگی اپنی بدلتے ہین

چبا کر پان پھینکا جب اگال اسنے کہا مجسے
تماشا ہی زمرد کھا کے ہم یاقوت اگلتے ہین

اشارہ وصل کا ہین جوڑ کر ہاتھ اسنے ہم کرتے
کوئی دیکھے گا کہدینگے کف افسوس ملتے ہین

لطافت ہون جو فہمل اعتراض اشعار خوش ہو

برستے ہین اُنھین پر سنگ جو اشجار پھلتے ہین

مصرعہا بر مصرع مشہور حسب فرمایش جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر

اعلی اللہ مقامہ

دل سی بڑہ کر لوح کوئی آجتک پائی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کہنچوائی نہین

آنکھین دیکھین حسن دل نے تاب یہ پائی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کہنچوائی نہین

مانی و بہزاد کی منظور رسوائی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کہنچوائی نہین

عشق صادق ہی جنہین ہرگز تماشائی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کہنچوائی نہین

وصل ہو کاغذ سے دیکھین ایسی سودائی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کہنچوائی نہین

ہمتو کیا موسی کو نظارے کی تاب آئی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کہنچوائی نہین

ناز و غمزہ اور بن سکتے خود آرائی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کہنچوائی نہین

آنکھہ اُٹھائین ضعف مین اتنی توانائی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کہنچوائی نہین

وہ تلون سی بری ہی اور ہرجائی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کہنچوائی نہین

بوسی لین گے بے ادب ہو کر شکیبائی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کہنچوائی نہین

وصل ہی ہر وقت نوبت ہجر کی آئی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کہنچوائی نہین

غیر کی تقلید بیجا یہ پسند آئی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کہنچوائی نہین

روح کی ماہیت انسان نے کبھی پائی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کہنچوائی نہین

ای مصور ہی عدم موئے کمر عنقا دہن
اسلیے تصویر جانان ہمنے کہنچوائی نہین

خود تصور ہی مصور ہے کرین کیون التجا
اسلیے تصویر جانان ہمنے کہنچوائی نہین

لے قلم بوسے مصور حسن دیکھے قہر ہے
اسلیے تصویر جانان ہمنے کہنچوائی نہین

نازنین ہی وہ کشش کا نام بھی ہے ناگوار
اسلیے تصویر جانان ہمنے کہنچوائی نہین

دل تو کھو بیٹھے کرینگے حسن رُخ پر کیا نشاں
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین

جب نظر ٹھہری نہ دم بھر حسن پر کیا فائدا
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین

ہاجر کا سامان کرنا وصل مین ہے فالِ بد
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین

بیخبر ابتک ہی جوبن پر کہین نازان ہو
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین

بعد مرنے کے نہین معلوم آئے کسکے ہاتھ
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین

برہمن پوجینگے بوسے غیر لینگے رشک ہے
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین

شوخ ہی چالاک ہی دم بھر ٹھہرنا ہی محال
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین

مردمِ دیدہ سی کہدو رشک ہی دیکھین نہ حسن
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین

ای لطافت خود ہو جو بے مثل کیا اسکی مثال
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین

ردیف واو

بناؤ آئینہ مین زلف پیچان دیکھتے جاؤ
حلب کی سیر لطفِ سنبلستان دیکھتے جاؤ

ادہر آؤ مرا وحشت کدہ ہان دیکھتے جاؤ
ہی یہ دلچسپ چھوٹا سا بیابان دیکھتے جاؤ

خیالِ زلف مین اُلجھن ہے جانان دیکھتے جاؤ
ذرا ٹھہرو مرا حالِ پریشان دیکھتے جاؤ

مثالِ چشم جوہر آئنون کے پاکے کہتا ہون
زہی قسمت جمالِ ہمجبینان دیکھتے جاؤ

نقابِ رُخ اُلٹکر عاشقون سے یار کہتا ہی
نکالو آج اپنے دل کے ارمان دیکھتے جاؤ

مرے ہمدم ہین کہتے دیکھہ کر اُس رشکِ عیسیٰ کو
قریبِ مرگ ہی بیمارِ ہجران دیکھتے جاؤ

تلاشِ کوی جانا نمین جو مین نکلا قیامت کو
کہا رضوان نے جنت کا گلستان دیکھتے جاؤ

تمھاری چشم کا عاشق ہوا ہون در پہ بیٹھا ہون
مجھے آنکھین دکھاتے ہین نگہبان دیکھتے جاؤ

ہماری لختِ دل آنکھون مین آکر اُنسے کہتے ہین
بہت سے اور ہین لعلِ بدخشان دیکھتے جاؤ

ہوئی صبح شبِ وصلت ٹھہر جاؤ کوئی لحظہ
کرینگے چاک اب ہم بھی گریبان دیکھتے جاؤ

جنون مین چشم بنکر آبلے تلوونسے کہتے ہین
ذرا کیفیت وسیر بیابان دیکھتے جاؤ

شبِ وصل آتے ہی بنی لگین آئنہ مین رخ نے
تماشا پھر وہی جنجال جانان دیکھتے جاؤ

دمِ تزئین یہ اُنسے جوہرِ آئینہ کہتے ہین
بڑھاؤ آبرو میری جوہ دندان دیکھتے جاؤ

لڑا کر غیر سے آنکھین مرا خوش چشم کہتا ہے
دکھائے گردشین جو چرخ گردان دیکھتے جاؤ

بدنپر داغ سودا چشم بنکر مجھسے کہتا ہے
تماشا رہگذر کا حسن طفلان دیکھتے جاؤ

کیا ہی لعل کو ہمسر لبِ رنگین جانان سے
تم اپنی شوخیان اہلِ بدخشان دیکھتے جاؤ

مرا دل آرزو وحسرتِ مُردہ کا مدفن ہے
ادہر آؤ ذرا گورِ غریبان دیکھتے جاؤ

رقیبون سے مخاطب اسقدر ہوتے ہو محفل مین
گنہگارون کو بھی مُڑکے جانان دیکھتے جاؤ

بلایا پھر رقیبون کو اشارہ کرکے مژگان کا
لگاتے ہو دلِ عاشق پہ چرکان دیکھتے جاؤ

نقابِ رخ اُلٹ کر حسن جانان ہے صدا دیتا
خریدار و چلو سیرِ زنخدان دیکھتے جاؤ

سیاہی اور سفیدی چشم کی ہر وقت کہتی ہے
دورنگی اپنی اے گبر و مسلمان دیکھتے جاؤ

اشارہ وقت پیری ہے یہی قدِ خمیدہ کا
مقامِ قبر بالائے زمین ہان دیکھتے جاؤ

دمِ جامہ دری مین شاعر و اشعار کہتا ہون
ہر اک مصرع مرادست و گریبان دیکھتے جاؤ

مری زنجیر کہتی ہے جنون طرفہ تماشا ہے
ہمہ تن اسلیے ہون چشم زندان دیکھتے جاؤ

نکل کر گھر سے شوقِ دید مین آئنہ کہتا ہے
ہوے جوشِ جنون مین ہم بھی عریان دیکھتے جاؤ

عدم کے جانیوالون سے اجل کہتی ہے دنیا مین
یہ دلچسپ اک سراہی رہ کے مہمان دیکھتے جاؤ

شبِ قدر اُنکے گیسو کی دکھا کر رخ کو کہتی ہے
دعا مین عاشقو مانگو یہ قرآن دیکھتے جاؤ

ترا دیوانہ ہے مشہور ایسا حسن مینی مین
بلاتے ہین کھلانے والے پریان دیکھتے جاؤ

مہ نو کا ہر اک سے اے لطافت یہ اشارہ ہے
فلک کھینچے ہوے ہے تیغ عریان دیکھتے جاؤ

مژدہ دیتی ہی صبا آکے یہ میخوارون کو
فصل گل آئی چلو جھومتے گلزارون کو

خط سے کیا حسن ملایار کے رخسارون کو
لطف ہے گھیر لیا سبزہ نے گلزارون کو

آج بازار مین آیا ہی وہ رشک یوسف
حسن سے کہدو کہ لے آئے خریدارون کو

برہمن حسن خداداد کی عاشق ہوکر
کلمہ پڑہتے ہین ترا توڑکے زنارون کو

صدمۂ ہجر مین مرتے ہین تو جی جاتے ہین
موت ہے مثل مسیحا ترے بیمارون کو

آنکھین اسطرح سے جلتی ہین ترے گریکی
جیسے پانی مین بجھائے کوئی انگارون کو

سنکے تعریف اُن آنکھونکی کہا نرگس نے
واہ کیا چشم نمائی ہوئی بیمارون کو

پاؤن کے آبلون کی خوب ہی رکھی ہے سیل
ترزبان سمجھے بیابانین کیا خارون کو

یون مکدر دل عاشق مین ہین داغ فرقت
راکھہ مین جیسے دبائے کوئی انگارون کو

ناتوان ہجر مین اسدرجہ ہوا ہون ابتو
توڑ سکتا نہین مین آنسوون کے تارون کو

سر پہ ہی آبلۂ پا کی بنھائی دستار
خلعت سرخ لہو کا جو دیا خارون کو

جوش سودا سے بیابان مین قضا کی افسوس
میرے مرنے کی خبر بھی نہوئی یارون کو

چمن دہر نے سبکو بدون سے کہٹکا
نہ چنا باغ مین گلچین نے کبھی خارون کو

نکہت گل سی قفس مین ہے عنادل کہتے
شاد کر آکے کسی روز گرفتارون کو

عشق مژگان کا ہوا تھا نہین کیا اے قاتل
تیر باران جو کیا اپنے گنہگارون کو

آتش گل پہ بہار آتی ہی بھڑکی ابکی
کردیا مات گل سرخ نے انگارون کو

دوش پر لے گئے تا قبر جنازہ افسوس
مجھپہ احسان ہوا تکلیف ہوئی یارون کو

گل کو نظر و نپہ چڑہائے نہ کبھی پھر بلبل
آکے سونگھے جو ترے اترے ہوے ہارون کو

قتل کرکے کسے بشاش ہین یہ اے قاتل
خندہ لب دیکھتے ابتک ہین جو سوفارون کو

پائے پر آبلہ صحرا مین سرون پر رکھے
میری تعظیم جو منظور ہوئی خارون کو

گردش چشم سے ابرو ہین ترے برق بنے
تیز یہ سنگ فسان کرتی ہے تلوارون کو

عشق ابروی حسینان ہے دل شیدا ہین
ہمنے اک میان مین دیکھا کئی تلوارون کو

مختلف قافیہ تو نظم لطافت سی ہوے
اب سنائے نئے عنوان سے منقارون کو

کبک پاتی ہین جو گرم آپ کی رفتارونکو
آگ کھاتے ہین مزا ملتا ہے منقارون کو

بلبلین نام تو لیتی ہین ہمارے گل کا
پہلے پھولون مین بسالین کہو منقارونکو

دست صانع کو بھی تھا عشق عناد ل کا خیال
صورت غنچہ بنایا ہے جو منقارون کو

شام سے چیختی ہین مرغ سحر وصل کی شب
لطف ہو موت کرے بند جو منقارون کو

بلبلین گل کے لیے سوکھہ کے کانٹا ہوئین
کر دیا خار خزان آتے ہی منقارون کو

تن لاغر مرا تنکا سا چمن مین پا کر
بلبلین دوڑتی ہین کھول کے منقارونکو

مانتی ہم تری تاثیر ہے اے فصل بہار
سبز کر دیتے عنادل کی جو منقارون کو

استخوان کھاتی ہین مجھہ سوختہ تن کی حق
کیون جلاتی ہی ہما مفت مین منقارون کو

بلبلین سچ تین گی کیا اُنسے نہین مُنہ ایسا
دیکھہ لین آئنہ آب مین منقارون کو

بلبلین کہتی ہین کچھ راز دل اپنا شاید
گوش ہر گل سے ملائے ہین جو منقارون کو

فصل گل باغ سے کیا جلد گئی ہی ابکی
بلبلین کھولنے پائین بھی نہ منقارون کو

بلبلو شاخون کی شمعونپہ ہین گل کے شعلے
تم بھی گلگیر صفت کھول دو منقارون کو

بلبلین چیختی ہین باغ مین سوتا ہی وہ یار
رگ گل لے کے کوئی باندہ دی منقارونکو

بلبل طبع لطافت نہ کر اب گل ریزی
کر چکا نظم بہت طرح سے منقارون کو

للہ الحمد اولو العزم ہین دلبر گیسو
لائے ہین مصحف خط بنکے پیمبر گیسو

ساتھہ سوتا ہے وہ گل جبکہ بنا کر گیسو
تختہ سنبل کا بنا دیتے ہین بستر گیسو

خوف آتا ہی بہت رکھتے ہین گھونگھر گیسو
اُلجھین مشاطہ نہ آئینہ کے جوہر گیسو

پاؤن مین یار کے مہندی ہے تو سر پر گیسو
آتش رنگِ حنا کا ہے دھوان ہر گیسو

ہاتھ دھونے لگے اُنکے جو بنا کر گیسو
پاؤن پڑنے کے لیے بڑھ کے گیا ہر گیسو

بل کی لیتے ہین اُلجھ پڑتے ہین اکثر گیسو
چڑھ گئے ہین بہت اُس حور کے سر پر گیسو

زندگی مین نظر آئے ترے دلبر گیسو
سنبلِ باغِ جنان سے بھی ہین بڑھکر گیسو

حورین کہتی ہین ترے پاکے معطر گیسو
سنبلِ باغِ جنان سے بھی ہین بڑھکر گیسو

رات کو یار نے بالو نپہ ہی افشان چھڑکی
شبِ یلدا کی طرح رکھتے ہین اختر گیسو

زلفِ جانان کی ہین پیچیدہ مضامین خطِ نسخ
بدلے چوٹی کے نکالے گا کبوتر گیسو

بال کھولے جو وہ گل فاتحہ پڑھنے آیا
قبرِ عاشق پہ بنی پھولون کی چادر گیسو

حسن کا دونون کو دعوی ہی لڑائی ہی نئی قطعہ
بحث آپسمین ہی کرتے رخِ دلبر گیسو

روئے زیبا کی طرف فوج لگا ہونگی ہے
ساتھ لائے دلِ عشاق کا لشکر گیسو

سیرِ ظلمات کی خواہش نہ سر مو رہتی
دیکھتا گر مرے دلبر کے سکندر گیسو

فرصتِ وصل اُنھین آئنہ شانہ سے نہین
سارے دن پیشِ نظر رخ ہی تو شب بھر گیسو

جوبن اور چلتا ہی جب بال بناتے ہین وہ
طائرِ حسن کے بنجاتے ہین شہپر گیسو

پھنس گیا دام مین پاس اُنکے جو خط کے کیا
پھندے بالون کے بنے بہر کبوتر گیسو

داغ دینا دلِ عاشق کو جو ہوتا ہے پسند
بندے یاقوت کے کر دیتے ہین اکثر گیسو

ربط دل نے مرے صد شکر دکھائی تاثیر
سر چڑھا اُنکے دھوان آہ کا بنکر گیسو

کاکلِ زلف سے بال اُنکے جو بچ رہتے ہین
کنگھی کر دیتی ہے مشاطہ بنا کر گیسو

کشتیان ابروے جانان کی تلاطم سے بچین
بنگئے بحرِ حسن کے دریا مین جو لنگر گیسو

کہینگے آہ ترے حسن کو ہم دیکھتے ہین
روے روشن سی ہٹا دیگی یہ صرصر گیسو

کس شہیدِ ستم و ظلم کا غم ہے قاتل
جو ہرون کے ہین جو کھولے ہوے خنجر گیسو

دیکھہ کر جلوہ جو اُس رخ کا غش آجاتا ہے
لغلغہ مجکو سنگھا دیتے ہین بڑھکر گیسو

کج ادائی مری معشوق کی ہی طرفہ سمان
بل بھوین رکھتی ہین خم زلف تو گھونگھر گیسو

دلِ عاشق کی شکایت ہی مگر مشاطہ
کان مین یار کے کچھ کہتے ہین جھک کر گیسو

کان گوہر وہ دہن معدن جادو آنکھین
رخ سکان حسن کا خوشبو کے نبی گھر گیسو

پیچ و تاب اپنا جو موجون نے دکھایا مجکو
یاد اُس حور کی آئی لب کوثر گیسو

حسن دلدار نے رکھی ہی دکان عطار
صندلی رنگ ہی رخ کا تو معنبر گیسو

مثل عاشق کے کیا حسن نے انکو بھی اسیر
خوب زنجیر بنی پاون کی بڑھ کر گیسو

عشق کاکل مین سراسر ہین سیہ اور طویل
بنگئے کیا مرے اعمال کے دفتر گیسو

میرے میخانہ کی افتاد بھی ہی حسن کے ساتھ
بال پڑجائین تو پیدا کرے ساغر گیسو

ای لطافت وہی سر شمہ نے کاٹا افسوس
جسکے دھو یا کیے جبریل و پیمبر گیسو

دکھاؤن کے مصور وصل کی کیفیت اُس گل کو
گل تر کے ورق پر کھینچ دے تصویر بلبل کو

جا سہ گلزار مین کیون باغبان ذی ہی سنبل کو
دھوان در کار تھا کیا عندلیب آتش گل کو

سمجھ کر فرض کہہ دیتے ہین ساقی کے تغافل کو
او مرجاتی ہین بادہ کش شیشون کی قلقل کو

قلم ای باغبان کرتا ہی شاخ سنبل و گل کو
یہ تیری کاٹ چھانٹ اکدن کریگی ذبح بلبل کو

قناعت مین غنی ہو کر بڑھایا ہے تجمل کو
بنایا ہمنے مسند صبر کو تکیہ توکل کو

ہوی عشاق مین بدنام غیرت آئی بلبل کو
خوشی سی دیکھتی شب بھر ہی وصل شبنم و گل کو

بلا کی پیچ دعوی بل بی آرائش کاکل کو
پریشان کر دیا تمنے چمن مین جاکے سنبل کو

عروسان چمن نے جب سی دیکھا اونکے کاکل کو
او ہوان کہہ کے اوڑایا چٹکیون مین حسن سنبل کو

محبت عارضی ہی ظاہری ہی گل سے بلبل کو
نہ کیون منقار مین اکدن اٹھایا شمع کی گل کو

چمن مین کچھ تو باقی رکھہ کہ ہو تسکین بلبل کو
او ٹھاسر پر نہ قارون کی طرح گلچین زر گل کو

چمن کی ہجر مین موت آئی اتو وصل حاصل ہو
کفن دے دامن گل کا ارے صیاد بلبل کو

مرا دل چھین کر وہ پوچھتے ہین کیون تڑپتے ہو
کیا ہی حسن نے تعلیم اس طرفہ تجاہل کو

نگاہون پر چڑھا تا ہی گرامین اونکی نظرون سے
بہت جھیلی ہوے ہون اس ترقی اس تنزل کو

تری چاہِ ذقن کے معجزے جان بخش ہوتے ہین
فسونگر بھول جائین کیون نہ سحرِ چاہِ بابل کو

گذرگاہِ نگاہِ عاشقان صاف نے ٹھرائی
جگہہ آنکھون پہ دی ہر ابروے دلدار کے پل کو

شبِ وصل اُسنی پوچھا شام ہی سی رات کتنی ہے
کوئی دیکھے تو عیاری کو شوخی کو تجاہل کو

جنون کا داغ سر پر تاج تن پر ریگ کا خلعت
کد ہر ہی قیس دیکھے دشت مین میرے تجمل کو

ترا انکار کرنا ذبح کرتا ہے ارے ساقی
رگِ گردن سی میرے باندہ اپنی شیشہ دل کو

نکالی روح عزرائیل نے تن سے جوانی مین
چمن سے لیچلا صیاد فصلِ گل مین بلبل کو

نگاہین میٹھی میٹھی بزم مین پڑتی ہین ایسا قی
پیے جاتے ہین آنکھون مین شرابی ساغرِ مل کو

نگار اسنی کیا جو مرغ مضمون سامنے آیا
قلم سے میرے کچھہ نسبت نہین شاہین کی چنگل کو

کہین گے حشر کو عاشق ابھی تربت مین سوتے ہین
ہوے بیچین سنکر صور اسرافیل کے غل کو

غریبِ بحرِ عصیان مر کے واماندون سے کہتے ہین
سمجھہ کر طے کرو دنیاے ناہموار کے پل کو

ہوئی ہی شرطِ حسن و عشق مین طرفہ تماشا ہی
بڑہاتے ہم ہین وہ وہ آہ کو وہ اپنی کاکل کو

کبھی گہوارہ مسکن تھا زمین مین گاہ مدفن تھا
جہان مین آئے تھے ہم اس ترقی اس تنزل کو

کمان کی پشت ہی سمتِ عدو لیکن ہے تیر اگفکن
خطا ہے جاننا بیکار دشمن کے تغافل کو

ہوا کیسی چلی ہے سنجل کے گلزارِ عالم مین
کہ ہر غنچہ نے مٹھی مین دبایا ہے زرِ گل کو

دوئی معشوق و عاشق سی اُٹھی بس ایک ہو جانا
ملی مانند غنچہ ایسلیے منقار بلبل کو

کنارے گور کے پہنچے اگر بہرِ شہادت ہے
اری سفاک طے کر کے تری تلوار کے پل کو

دو عملے مین پھنسا ہون ہاے مین کس کا کہا مانون
بڑہاتے ہین طمع کو حاجتین غیرت توکل کو

شرابِ حوضِ کوثر کا فقط خواہان لطافت ہے
لگائے گا نہ منہ اس تلخ و بدبو بدمزہ مل کو

نہ چھوڑا غم نے مجکو آشنا گر ہو تو ایسا ہو
جو مونس ہو تو ایسا ہو جو یار ہو تو ایسا ہو

نئی دلہن بنی کا مہ لقا گر ہو تو ایسا ہو
خضر سے چھین لے دل کو جو دلبر ہو تو ایسا ہو

لحد مین پاؤن پھیلائے عجب راحت سے سوتے ہین
نہ نکلے مر کے انسان حشر تک گھر ہو تو ایسا ہو

مری تقدیر کی کہا کر قسم عشاق کہتے ہین
کیا معشوق کو عاشق مقدر ہو تو ایسا ہو

سنا کر حال دل انپا رجوع اسکو کیا ہمنے
جو جا دو ہو تو ایسا ہو جو منتر ہو تو ایسا ہو

کیی ناقوس نے ہر چند نالے دیر مین لیکن
نہ پگھلا ان بتون کا دل جو پتھر ہو تو ایسا ہو

شب فرقت صدائے پاسبان تکبیر مین سمجھا
اذان کا اشتیاق اللہ اکبر ہو تو ایسا ہو

کیا منہ پھیر کر قاتل نے مجکو ذبح خنجر سے
دم آخر بھی برگشتہ مقدر ہو تو ایسا ہو

پلائی دل لگا کر مجکو چلو سے شراب آسنی
جو شیشہ ہو تو ایسا ہو جو ساغر ہو تو ایسا ہو

در مضمون ترے دندان کا میرے دلمین پنہان ہے
صدف گر ہو تو ایسی ہو جو گوہر ہو تو ایسا ہو

بنا مسجود خلق اللہ سنگ آستان تیرا
بتون نے بھی کیا سجدہ جو پتھر ہو تو ایسا ہو

نہ وقت ذبح بھی منہ سے کہی تکبیر او قاتل
غرور و کفر و کبر اللہ اکبر ہو تو ایسا ہو

مری اوسکی محبت دیکھکر اغیار کہتے ہین
جو قسمت ہو تو ایسی ہو مقدر ہو تو ایسا ہو

کسی گل کے ہین عاشق دل شگفتہ ہو تربت
ہماری قبر پر پھولون کی چادر ہو تو ایسا ہو

جگہہ اب فضل خالق سے ہی اس دلدار کی دلمین
اگر ہم خانمان برباد کا گھر ہو تو ایسا ہو

ہوا مین ذبح ابرو کا اشارہ جب کیا تیغ
چھری گر ہو تو ایسی ہو جو خنجر ہو تو ایسا ہو

فرہ نے اسکے چہہ کر دلمین یہ تاثیر دکہلائی
ہوا سودا ہمارا تیر نشتر ہو تو ایسا ہو

بلا گردان پر پر و پر رہا خط دیکے عاشق کا
پھڑکنے کی یہ باتین ہین کبوتر ہو تو ایسا ہو

لطافت کا دکہا کر حال وہ غیرون سے کہتے ہین
مقام رشک ہی عاشق جو ہمبر ہو تو ایسا ہو

آرزو تھی صید ہونے کی تری نخچیر کو
قسمین دے دے کہ لہو کی ہی بلا یا تیر کو

قتل کا مژدہ دیا جب عاشقِ دلگیر کو
نامہ بر شوخی سے قاتل نے بنایا تیر کو

توڑ کر کہتے ہین قلبِ عاشقِ دلگیر کو
آشیان در کار تھا مدت سے مرغِ تیر کو

دو اجازت بوسے لینے کی مجھہ دلگیر کو
گر سکھاتے ہو لبِ معشوق ہونا تیر کو

جذب دل آہن ربا سے چھین کر تاثیر کو
کھینچ لانا غیر کیجانب سے اونکے تیر کو

نازسے بولے وہ بسمل دیکھہ کر نخچیر کو
توڑیے گا دم کے دم ہوکے سی نہ میرے تیر کو

دیکھنے آتے ہین تیر انداز مجھہ نخچیر کو
خوف ہے پہنچے نہ چشم زخم اونکے تیر کو

نوجوانو چاہیے سمجھو غنیمت پیر کو
ہی کمان کی وجہ سے قوت زیادہ تیر کو

چشم عاشق پر نہین ہو وجہ مژگانکی صفین
دی ہے آنکھون پر جگہہ قاتل کے ہر اک تیر کو

نوجوانو موت کچھہ موقوف پیری پر نہین
دوڑتے آگے کمان سے دیکھتے ہین تیر کو

چھیڑ کے میرا دل نکل آیا تو قاتل نے کہا
مل گیا لو اور اک پیکان ہمارے تیر کو

نوجوانو اپنے قدِ راست پر نازان نہو
ایکدن پیری بنائیگی کمان اس تیر کو

دل کو لیکر ناتوانی مین لبون تک آئی آہ
مل گیا سوفار و پیکان دیکھنا اس تیر کو

آہ سنتے ہی نگاہِ تیز سے دیکھا مجھے
تیر پر روکا مری ابرو کمان نے تیر کو

نیچی نیچی اونکی نظرون کا اشارہ ہی یہی
ہان جبھی جانین کہ دل پر روکیے اس تیر کو

وہ اگر پوچھے گیا کیونکر دلِ عاشق سے صبر
چھوڑ کر قاصد دکھا دینا کمان سے تیر کو

پوچھتے کیا ہو جوانی کے گذر جانیکا حال
چھوٹتے دیکھا کمان سخت سے ہے تیر کو

سخت جانی سے مرے ہے بدگمانی اسقدر
یار نے کہہ کر خدا حافظ ہے چھوڑا تیر کو

صید گہہ مین قاتل و مقتول دونون ہین حزین
ہم ہین اپنی جان کو روتے وہ اپنے تیر کو

لین بلائین کسنے مژگان کی نکالو سبکے نام
ہاتھہ عاشق کا پکڑیے حکم ہو گر تیر کو

صید ہو کر مین تمھاری رعب سے تڑپا نہین
پوچھہ لو دو حکم گویائی زبانِ تیر کو

چشم قاتل مین ستم ہے سرمۂ دنبالہ دار
دیکھہ لو گوشے سے چلتے اس کمانمین تیر کو

ای لطافت کیسی تکلیف اور راحت بر بگئی
جانتا ہون جان تازہ دل مین اونکے تیر کو

غیر پر ضایع نہ کیجے آپ اپنے تیر کو
مانگ لیجے مجھسے آکر آہ بے تاثیر کو

چھان کر خاک ای مصور حسن یوسف دہ ہوا
چاہیے گردہ مرے محبوب کی تصویر کو

بے ثباتی کہہ رہی ہی سبکو دکھلا کر حباب
غافلو دیکھو تم اپنی زیست کی تصویر کو

گھر بنانے کا یہان موجد کوئی دیوانہ ہے
دیکھہ لو ہر ایک در پر غافلوز نجیر کو

گر لپٹ کر خواب مین عارض کے بوسے لیجیے
آپ منصف ہین سزا دیجے مری تقصیر کو

دشت کو جاتا ہو مین دیوانہ زندانین ہی عبث
پاؤن پڑتی ہی مرے الفت ہی کیا زنجیر کو

ردیف ہائے ہوز

بین قرین سیندور کے ٹیکے سی وہ ابرو سیاہ
یا مرے دل کے لیے لڑتے ہین دو بچھو سیاہ

عکس عارض سے ہوی ہین دیدۂ مہر و سیاہ
تھی جو نازک چاندنی مین ہوگئے آہو سیاہ

حسن سی بنتا ہی زخیر خال اے مہر و سیاہ
سرمہ دیکر جب نکلتا ہی ترا آنسو سیاہ

یاد کرتا ہی بتون کے ابرو و گیسو سیاہ
نامۂ اعمال کیون کرتا ہی ایدل تو سیاہ

ہی عجب پر نور ہر خال رخ مہر و سیاہ
جسکے آگے ہی زحل کر دو نپہ اک جگنو سیاہ

ہین مقابل بروے قاتل سے جو آفاق مین
زہر رکھتے ہین سو اسوجہ سے بچھو سیاہ

دود آہ دل ہمارا روز فرقت ہی بلند
عارض خورشید پر بنجائے گا گیسو سیاہ

دود آہ دل نے عاشق کے دکھایا ہی یہ رنگ
بخت تیرہ کی طرح سے ہی سدا پہلو سیاہ

صحبت بد کا نہین آتا شگفتہ دلمین رنگ
ہوگئی تاثیر شب سی کب گل شبو سیاہ

تیرہ بختون نے جو برسون آکے سر ٹکرائے ہین
ہوگیا ہی تیرے دروازے کا ہر بازو سیاہ

روز اول وصف کسکی چشم کا لکھا گیا
ہین دو اتین جو مثال دیدۂ آہو سیاہ

تیرہ بختی الفتِ گیسو مین ہی حد سے بڑھی
کیا عجب میرے چمن مین ہون گل شبو سیاہ

جسکو خطِ سبز و ہوکے سے ہین عاشق جانتے
زہر کالے کا اوگلتے ہین ترے گیسو سیاہ

یار کو خط لکھکے رویا تیرہ بختی پر جو مین
بنگئے حرفونپہ نقطے جابجا آنسو سیاہ

برہنہ ہو کر نہ زلفین کھولیے خلوتمین آپ
ہو بخائے عکس سے آئینہ زانو سیاہ

نقص ہوگا ماہِ کامل مین لگاتے ہو گہن
چاند سے منہ پر ہے منہ رکھتا رقیب روسیاہ

دلمین الفت درہم و دینار کی ہرگز نرکھ
دیکھ لے کیسہ کو کردیتے ہین یہ بدخو سیاہ

سو رہے تھی لپٹ اس خورشید سی ہم صبح وصل
قہر ہے آیا اندھیرے منہ رقیب روسیاہ

زلف ساقی کے جو پھندے دیکھکر کرتی ہی شر
میکدے مین غیر کے منہ کو کرے اچھو سیاہ

غیر اپنے ہاتھ سے تمکو پلاتا ہے شراب
چاند سے منہ کے قرین لاؤنہ یہ چلو سیاہ

تیرہ بختون کا فلک چاہیگا جب اوج و فروغ
بعد مردن ہونگے پیدا خاک سے جگنو سیاہ

حسن روئے یار ہی نیرنگ دکھلاتا عجیب
سُرخ عارض سبز خط دندان سفید ابرو سیاہ

یکزبان یہ حرف کہتے آئے ہین اہل سواد
دوزبانین جسکی ہین مثلِ قلم ہے روسیاہ

بال کھلائے بخاؤ بام پر ایجان جان
آندھیان لائین کہین کالی نہ یہ گیسو سیاہ

قتل کرنا رو کنا میرا نیا لایا ہے رنگ
سُرخ رو شمشیر قاتل کی سپر ہے روسیاہ

شاہدِ مضمون کا ہر جا حسن دونا ہوگیا
بنگئے مصرع مرے دیوان کے گیسو سیاہ

ہائے پروانون کو تھا شب بھر جلایا بیقصور
صبح ہوتے ہی ہوئی کیا شمع محفل روسیاہ

عارضِ جانان سکندر ہین تو خطِ سبز خضر
چشمۂ حیوان دہن ظلمات ہین گیسو سیاہ

بہرِ نفعِ غیر رسوا آدمی اتنا تو ہو
نام کردیتی ہے روشن مہر ہو کر روسیاہ

ظلم سے مہر و مہ زہرا ہوے پیوند خاک
اے لطافت ہی نظر مین یہ جہان ہرسو سیاہ

اوس رُخ شفاف کے آگے جو آئے آئنہ
کیا عجب حیران ہو کر منہ کی کھائے آئنہ

پہلے ایسے غمزہ و انداز و ناز انہین تھے
اور کون آکر سکھاتا ہے سوائے آئنہ

ہاتھ سے گر کر جو ٹوٹا ہی مکدر کیون ہو تم
یہ دل شفاف حاضر ہے بجائے آئنہ

وقت زینت غیض آتا ہے جو اُس سفاک کو
سامنے جاتا نہین کوئی سوائے آئنہ

عاشقو بیوجہ زنگ آلود یہ رہتا نہین
اونکے خط سبز پر ہے زہر کھائے آئنہ

آجکل جو شوق آرائش کا اُس کمسن کو ہے
ہی نرالی ہٹ سکندر کے آئے آئنہ

دیکھنے والا ہو نہین اُنکے رخ شفاف کا
میری نظر و نہین بھلا کیونکر سمائے آئنہ

بعد آرایش کرینگے قتل وہ عشاق کو
سامنے تلوار رکھی ہے بجائے آئنہ

صاف اگر پوچھو تو اُس چہرے کی آگے کچھ نہین
نازکی گل خیالی مہ صفائے آئنہ

آتی ہی پیہم لب گور سکندر سے صدا
قبر پر پتھر کی جا کوئی لگائے آئنہ

ہم سے پوچھو اسطرح پھیکو جو بیدرد سے تم
یہ دل نازک تو کیا ہے ٹوٹجائے آئنہ

عاشقو نکلا نہین خط اُس رخ شفاف پر
دیکھو آئینہ پہ لکھی ہی ثنائے آئنہ

شاہد گل دیکھتے ہین باغ مین ہر صبح منھ
نہر کا شفاف پانی ہے بجائے آئنہ

ذرّے افشان کے ہین جیسے اوس جبین صاف پر
ایسے دو چار اپنے بھی جوہر دکھائے آئنہ

بولے وہ اپنا رخ شفاف دکھلا کر مجھے
آئنہ گر سے کہو ایسا بنائے آئنہ

ای لطافت جب نظر آتا ہے گردون پر ہلال
دیکھتا ہون نقش پا اوسکا بجائے آئنہ

گر دیکھہ پائین اوس صنم دلربا کے ہاتھہ
نکلین حسین جہان کے بغل مین چھپا کے ہاتھہ

ای شاہ حسن سمجھون مین اکسیر سے سوا
آجائے خاک پا جو تری مجھہ گدا کے ہاتھہ

پایا جو مینے بل کبھی ابروے یار مین
جان حزین پہ پڑگئی تیغ قضا کے ہاتھہ

مینے بلائین لین جو بھونکی تو کیا ہوا
کر اتنی بات پر نہ قلم بیحیا کے ہاتھہ

ہمسر ہوا جو گل رخ رنگین یار سے
گلچین نے مارا منہ پہ طمانچہ بڑھا کے ہاتھہ

کب ہاتھ مین لکیرین ہین اُس شوخ کے دلا
باندہے ہین ریسمان سے یہ دزدِ حنا کے ہاتھ

عاشق سمجھ گئے کہ اشارہ ہے قتل کا
اُس شوخ نے دکھائے جو مہندی لگا کے ہاتھ

کیا رنگ ہی حنا کا جما باغ دہر مین
پابند اسکے رہتے ہین ہر دلربا کے ہاتھ

لی ہین بلائین آپ کی محفل مین غیر نے
لازم ہی قطع کیجے اسی بیحیا کے ہاتھ

پیچھے قدم ہٹے ہین جو مقتل مین غیر کے
تیغ دو دم کا وار لگا و بڑھا کے ہاتھ

قاصد نے میرا نامہ و پیغام جب دیا
سنتا ہون اوسنے قطع زبان کی جلا کے ہاتھ

تنکے فراقِ یار مین چنتا ہون رات دن
اللہ نے دیے ہین مجھے کہربا کے ہاتھ

صحبت ہی غیر جنس کی وحشت مین ناپسند
کرتے ہین ٹکڑے جوش جنون مین قبا کے ہاتھ

اُس شاہ حسن کا ہے دماغ آسمان پر
بھیجون گا اپنے شوق کا نامہ ہما کے ہاتھ

لیجائے کوے یار مین یا جانبِ چمن
عزت ہے اپنی خاک کی بادِ صبا کے ہاتھ

پھولی شفق زمین پہ مانند آسمان
دھوئی جو میرے شوخ نے مہندی چھڑا کے ہاتھ

دستِ خدا کے عشق مین ثابت رہین قدم
کر یہ دعا خدا سے لطافت اوٹھا کے ہاتھ

ردیف یائے تحتانیہ

گل کھلے بادہ فروشون کی صدا بھی آئی
میکشو مژدہ بہار آئی گھٹا بھی آئی

سر جھکا کھینچ کے تری تیغ جفا بھی آئی
ہم تو مر جانے کو راضی تھے قضا بھی آئی

ہائے ان دونون نے کیا وصل سے محروم رکھا
قہر ہے نیند کے ساتھ انکو حیا بھی آئی

میری قاتل کی یہ تاکید ہے دربانون سے
سر اوڑا دو نگاتون سے جو ہوا بھی آئی

یان تکلم ہے نہ دیدار مگر غش مین ہم
دیکھی موسیٰ نے تجلی بھی صدا بھی آئی

دل لگا تا چمنِ دہر مین کیا اے بلبل
یان کسی گل سے مجھے بوے وفا بھی آئی

جمع حجاج ہوے دھوم ہوئی کعبہ کی
مین جو اُس در پہ گیا خلق خدا بھی آئی

دل جلایا جو بتون نے ہو مین آہین پیدا
جب لگی آگ مرے گھر مین ہوا بھی آئی

نہین پامال فقط مین قدم جانان کا
بہر پابوس ہی پس پس کے حنا بھی آئی

دن کٹی عمر کے اب قبر ہے اور تاریکی
لی مسافر ہوئی شام اور سرا بھی آئی

آہ کہتی ترے مظلوم کی ہی نالون سے
تم تو لب تک گئی مین عرش ہلا بھی آئی

درد سر ہمکو ملا رنگ انھین صندل سا
عارضہ جب کوئی آیا تو دوا بھی آئی

دل نے شب بھر یہی کہہ کہہ کے مجھے بہلایا
لو وہ خود آئے وہ چھاگل کی صدا بھی آئی

اُنکی کنگھی نے شب وصل کہا حسن ہی اب
تم بگڑتے رہے مین زلف بنا بھی آئی

بلبلے دیکھہ کے صیاد مرا کہتا ہے
دیکھنا دام مین پانی کی ہوا بھی آئی

دلربائی مین ہین مشاق وہ ہوتے حاتم
ناز کیا کم تھی ہوا قہر ادا بھی آئی

ہو گیا خلق مین مشہور جمال یوسف
چھاؤن جب آپکے جوبن کی ذرا بھی آئی

کم لیاقت کی تعلی ہی ہلاکت کا سبب
پر کسی چونٹی کے نکلے تو قضا بھی آئی

چار دشمن جو ہوے جمع بنی شکل بشر
خاک بھی آگ بھی پانی بھی ہوا بھی آئی

ہنسکے وہ کہتے ہین کیون بیخبری کا ہے گلا
کہین مجھہ تک ترے نالون کی صدا بھی آئی

حسن بین رنج پسند الفت گیسو مین یہ ہے
ہم پری سمجھے اگر سر پہ بلا بھی آئی

کیا اسی یار کی تقلید ہوئی ہجر کی شب
کثرت ناز و ادا سے نہ قضا بھی آئی

یا خدا ہی ترے بندی کو بہت شرم سوال
تو ہی معبود تو لب تک ہی دعا بھی آئی

رات بھر اُنکو یہ تھا عاشق گستاخ کا ڈر
چونک اُٹھے خوف سے گر نیند ذرا بھی آئی

لاکھہ روٹھی ہوئی لیلی تھی منا لینا تھا
بات بگڑی تجھے اے قیس بنا بھی آئی

دشمن اعدا کا لطافت ہی ائمہ کا دوست
ایک ہی دل مین عداوت ہی ولا بھی آئی

شگفتہ وصل سے دل ہو تو آرزو نکلے
نسیم لطف سے غنچہ کھلے تو بو نکلے

بدن سے روح اگر اُنکے روبرو نکلے
بخیر ہو مرا انجام آرزو نکلے

گہرون سی عید کو یونتو ہین خوبرو نکلے
گلے سے یار جو لپٹے تو آرزو نکلے

پھنسا دیا مجھے پھندے مین عشق کی ایدل
خدا کرے کہین پہلو سے میرے تو نکلے

خیال یار کی آمد ہے بدگمان ہونین
کوئی کہے دل شیدا سے آرزو نکلے

دکھا کے حسن پھنسایا مرا دل شیدا
یہ دونون دیدۂ مشتاق دو عدو نکلے

دل حزین سے محبت مین تنگ آئے ہین
ہمارے سینہ سے یہ لے کے آرزو نکلے

کہلا یہ ہمپہ کہ دنیا مقام ہے نازک
گرہ مین لے کے گہر اپنی آبرو نکلے

گلے لگا کے بتون کو خجل ہون حشر کے دن
لحد سے غرق پسینے مین تا گلو نکلے

خیال زلف ہے دلمین مگر بسا ہے دماغ
عجب ہے مشک ہونے مین اور بو نکلے

جگر کہین ہے کہین دل کہین مری آنکھین
یہ چار تھے مرے ہمدرد چار سو نکلے

وہ بہر وصل جو آئین تو مین ہون شادی مرگ
اِدہر مری تو اُدہر اُنکی آرزو نکلے

شگفتہ دل ہین نہ روکے سے باغبان کے رکے
بہار بنکے گئے باغ مثل بو نکلے

ثواب جان کے پیر مغان ہمین دینا
زکوٰۃ میکدہ کوئی اگر سبو نکلے

وہ آج گھر سے چلے یون مری عیادت کو
کہ جس طرح دل عاشق سے آرزو نکلے

صبیح رنگ جو قاتل کا عکس افگن ہو
سفید ہوکے ہر اک زخم سے لہو نکلے

پھنسا کے عشق مین برباد کر دیا مجکو
دل و جگر مرے پہلو مین دو عدو نکلے

جو نکلے متصل آنسو دعا یہ رشک سے کی
خدا کرے یونہین دل کی ہر آرزو نکلے

اجل نے آکے پریشان کیا عناصر کو
بہم یہ چار مسافر تھے چار سو نکلے

ہوئی نہ تار کی حاجت مرے گریبا مین
یہ اشک دیدۂ سوزن دم رفو نکلے

وہ مست ہون درمیخانہ پر اگر پہنچا
تو ہاتھون ہاتھ مجھے لینے کو سبو نکلے

نشانہ ہونیکی ایسی ہی میرے دلکو ہوس
جو تیر آئے ترا لیکے آرزو نکلے

لکھین جو ہم دلِ خون کشتہ کا انھین احوال
دوات سے بھی سیاہی کی جا لہو نکلے

پیام یار کو اسطرح نامہ بر دینا
کہ بات بات مین ارمان ہو آرزو نکلے

تمھارے کعبۂ ابرو مین ہم کرین سجدے
جو آب چاہِ ذقن سے پیے وضو نکلے

بنا کے باغ نہ شدّاد سیر دیکھہ سکا
خدا ہی چاہے تو بندہ کی آرزو نکلے

جو بجھہ کے شمع چلی بزم یار سے تو کہا
کہ سرخرو تو ہم آئے سیاہ رو نکلے

وہ ہم ہین بحر شہادت کے تیرنے والے
جو آب تیغ کی لین تھاہ تا گلو نکلے

قرشتے سونگھہ کے محظوظ اے لطافت ہون
لحد مین دل سے جو عشق علی کی بو نکلے

ہم سسکتی تھے سدا یاد مین مقتول پڑے
آج کیا تھا کہ ہر آپ آئے کہان بھول پڑے

گر گیا شرم سے مین اُسنے جو غیر دنمین کہا
ایسے مرنے پہ تری خاک پڑے دھول پڑے

سر فروشی کو ہین بازار محبت مین چلے
دل بھی دین گر تری سرکار مین محصول پڑے

ای پری بزم مین لیتی ہین بلائین تری غیر
ایسا اک وار لگا ماتھہ ابھی جھول پڑے

یاد دندان مین جو رویا تو وہ ہنسکر بولے
نہین آنسو ترے ہین موتیکے پھول پڑے

یار سے وصل کا وعدہ تھا قضا غیر نے کی
خار دینے کو اسی روز تو ہین پھول پڑے

نوجوانی مین مرا خرمن دل ہے طیار
لو اوڑی آتش الفت کا جو اک پھول پڑے

بوسے گن گن کے وہ دیتے ہین دعا کرتا ہون
لیکے ہر بار مکر جاؤن اگر بھول پڑے

ہائے کیا قہر ہین میرے لیے صبح شب وصل
شکنین فرش کی مرجھائے ہوے پھول پڑے

گشتہ چشم گل اندام لطافت جو تھا
قبر پر نرگس شہلا کے ہین کچھہ پھول پڑے

مرے پر بھی ہمارا ظاہر و باطن برابر ہے
لحد مین داغ دل ہین قبر پر پھولونکی چادر ہے

ترقی پر نہایت شعلۂ رخسار و لب رہے
کہ جوہر بنگئی چنگاریان آئینہ مجمر ہے

گلستان مین عجب سامان مستونکی لحد پر ہے
چھنی ہی دھوپ سایہ تاک کا پھولونکی چادر ہے

زر اگلگیر کو دیکھو گنہ سے عذر بدتر ہے
کہ خود ہی سر ہے کاٹا اور پائے شمع پر سر ہے

بہار تازہ عکس عارض رنگین دلبر ہے
دم تزئین سراسر آئینہ پھولونکی چادر ہے

وہ قاتل ذبح کرکے میرے قاصد کو یہ کہتا ہے
جواب نامہ لکھنے کو رواخون کبوتر ہے

زوال آیا تو ساری سرکشی ہی خاک اے منعم
نظر کر اپنا سایہ دوپہر کو پاؤن پر سر ہے

بدلنا وضع آپس مین عداوت مول لینا ہے
کہ پیدا ہی اسی سے پر عدد شیشہ کا پتھر ہے

شب فرقت جو چھٹکی چاندنی مین مردہ دل سمجھا
کہ یہ شہر خموشان مین کسی تربت کی چادر ہے

وفاداری کا مجھہ مہجور کے وہ ذکر کرتے ہین
زبان تک انکی پھونچا نام میرا مجھسے بہتر ہے

مضامین ہین بند ہی اشعار مین اس گل کی مدت کو
مرا ہر صفحہ دیوان نہین پھولون کی چادر ہے

اری غافل زیادہ قوت کی خواہش سے کیا حاصل
ملے گا رزق اتنا ہی تجھے جتنا مقرر ہے

عبادت کو جو آیا ہے تو پیتا جا صبوحی بھی
ہمارا میکدہ اے شیخ مسجد کے برابر ہے

لحد پر صوفیون کے کیون نہ منعم آکے پھینکین
بچھا ہی قبر پر گلرم یا پھولونکی چادر ہے

فرشتون سے کہین گے اے لطافت قبر مین جاکر
زرا سونگھو ہمارے دل مین بوئے حب حیدر ہے

کسی کے عشق کا ہین تیر جب سے کھائے ہوے
ہم اپنے دل کو کلیجہ سے ہین لگائے ہوے

ہوا تھا روز ولادت ہی موت کا سامان
جبھی سے ہین کفنی پہنے اور نہائے ہوے

بفخر کہتے ہین جبریل سب فرشتونمین
کہ ہم علیؑ سے ہین استاد کے پڑھائے ہوے

جو پھول توڑکے بلبل کا دل دکھایا ہے
چمن مین غنچے ہین گلچین سے منہ پھلائے ہوے

چمن مین نغمہ بلبل وہ سنکے کہتے ہین
یہ طرز ہین مری تقریر کے اوڑائے ہوے

بہ مکر شیخ حمائل کیے ہے قرآن کو
سد اغل مین ہے ایمان یہ دبائے ہوے

تمھاری زلف کی خوشبو سی ہین خجل آہو
ہمیشہ مشک کو نافہ مین ہین چھپائے ہوے

کیے تھے جمع خزانے سدا جو قارون نے
وہ تیرے بادہ کشونکے ہین سب لٹائے ہوے

محل مین یار کے مزدور بنکے جا پہنچے
سمھالے بوجھ محبت کا ناز اٹھائے ہوے

سمجھ کے قبر مین اے منکر و نکیر آنا
علی مدد کے لیے ہین لحد مین آئے ہوے

ہوی ہین فصل بہاری مین رند خود رفتہ
کلام بہکے ہوے پاؤن لڑکھڑائے ہوے

نکل کے کوچۂ جانان سے جاؤن کیا مین زار
کہ مجکو سایۂ دیوار ہے دبائے ہوے

دکھا کے دست حنائی وہ شوخ کہتا ہی
ہین انسے پنجۂ مرجان شکست کھائے ہوے

کرو خیال بخیلو مآل قارون پر
زمین مین غرق ہوا سر پہ گنج اٹھائے ہوے

دکھا کے تم قد موزون غرور کم کردو
چمن مین سرو ہی نخوت سی سر اٹھائے ہوے

کہین نہ حال کہے محتسب سے مستی کا
گلا ہی شیشہ کا ہر بادہ کش دبائے ہوے

اتارتے ہین وہ احسان ناز اٹھانیکا
کہ دوش پر ہین جنازہ مرا اٹھائے ہوے

فلک نے پیس کے گو ہمکو کر دیا سرمہ
مگر حسینو نکی آنکھو مین ہین سمائے ہوے

عجیب وقت ملا ہی لپٹ کے بوسے لین
کہ ہاتھ پاؤن مین مہندی ہین وہ لگائے ہوے

قریب شمع مرے ٹھنڈے دل سے پروانے
زہی نصیب ہین معشوق کے جلائے ہوے

جو کوہ و دشت مین فرہاد و قیس جا بیٹھے
یہ دونو کوچۂ جانان سے ہین اٹھائے ہوے

جدا جدا ہی ترا اپنے عاشقون سے ڈھنگ
رہا خلیل کلیم آگ سے جلائے ہوے

گہر تو نا ترے دانتون کی سنکے کہتے ہین
صدف مین ہم ہین پڑے آبرو بچائے ہوے

خدا کرے وہ دن آئین کہی ہمارا کے رائے
کہ آج کل ہین لطافت بخت مین آئے ہوے

زلف شبگون قرب گوش نازک جانانہ ہے
مجھ پریشان کی سیہ بختی کا اک افسانہ ہے

عمکدہ صبح شب وصلت مرا کاشانہ ہے
مردہ دل ہین شمع کشتہ میت پروانہ ہے

ای ہمائے رفعت وہ باغ کو جہ جانانہ ہے
آسمانِ سبز جسکا سبزۂ بیگانہ ہے

جب جوانی بنکے جاتی ہے دلہن کرتی ہے طین
روک لے مجکو کسی مین ہمتِ مردانہ ہے

یا علی مین ہون شرابِ حوضِ کوثر کا حریص
سر پہ خم شیشہ بغل مین ہاتھ مین پیمانہ ہے

زالِ دنیا سے کرو نہین مال و زر کی التجا
شرم آتی ہے خلافِ ہمتِ مردانہ ہے

فصلِ گل مین باغبان گلشن کے بھی کچھ پہ ہون گل
زلفِ سنبل کو چمن مین احتیاجِ شانہ ہے

لے کے دل عشاق کے کس ناز سے کہتے ہین وہ
ابتدا مین یہ گناہ عشق کا جرمانہ ہے

عاشق و معشوق دونون چال سے خالی نہین
وان خرامِ ناز ہے یان لغزشِ مستانہ ہے

لکھدیا رونامری تقدیر مین رزاق نے
اشک پر موقوف مجھ گریانکا آب و دانہ ہے

زالِ دنیا تین بار آئی مگر پوچھی نہ بات
جز نہ مردان یہ کس مین ہمتِ مردانہ ہے

ظلم جو کرنا ہو کر آیا ہی گرا سے روزِ ہجر
ایک تو مین دل جلا ہون دوسرا پروانہ ہے

چلتا ہی رک رک کے گردن پر ہماری وقتِ ذبح
خنجرِ قاتل مین بالکل نازِ معشوقانہ ہے

خوب گذریگی جو مل بیٹھین گے دو اہلِ حبس کے
تم اگر ہو شوخ حالت یان بھی بیتابانہ ہے

ہم بغل ہو کر عروسِ مرگ سے ہین سو رہے
قبر ہم عاشق تنون کا ایک خلوتخانہ ہے

فرض ادا کرتا ہو نہین محرابِ تیغِ یار مین
کٹ کے سر گرنا قدم پر سجدۂ شکرانہ ہے

وصل کے بدلے جو مین دل چاہتا ہون انکے ہاتھ
بوسہ دے کر ناز سے کہتے ہین یہ بیعانہ ہے

نفعِ ثمرہ خیر کا ہی سب سے کہتی ہے زمین
خوشے مین دیتے ہون جو دیتا مجھے اک دانہ ہے

ہم اشارون سے ہین محفل مین بناتے انکے بال
پنجۂ مرگان نہین زلفِ سیہ کا شانہ ہے

کیا خریداری کرے گا کوئی اس محبوب کی
حسن یوسف جس حسین کا کم سے کم بیعانہ ہے

آسمان پر کیا کوئی محبوب کرتا ہے بناؤ
ماہِ کامل آئنہ ہے اور ناقص شانہ ہے

گر سبو میخانے مین اے محتسب توڑی تو کیا
بڑھ گئی بادہ کشی ٹکڑا ہر اک پیمانہ ہے

نشہ مین بہکے ہین تو لب پر ہی ساقی کی ثنا
پاؤن کو لغزش بھی ہے تو لغزشِ مستانہ ہے

آبرو ہو ناز سے گر وہ پری پیکر کہے ۔
ہان لطافت بھی ہمارے حسن کا دیوانہ ہے

آئنہ خانہ مین محبہ مست کو حیرانی ہے
ڈوب مرنے کے لیے چار طرف پانی ہے

شیخ ہے قسمت سی سوا مانگنا نادانی ہے
بوند بھر بہر صدف بحر مین بھی پانی ہے

سرمہ گین چشم صنم قتل مین لاثانی ہے
دست سفاک مین شمشیر صفاہانی ہے

کسقدر نخل کی دنیا مین مخالف ہے ہوا
آج کل کشتی درویش بھی طوفانی ہے

پھر وہ زلفون کو بناتے ہین خدا خیر کرے
جمع ہوتی مری خاطر یہ پریشانی ہے

قبر مجنون پہ چڑہاینگے جنونمین زنجیر
منت امسال یہی وحشیون نے مانی ہے

ڈبڈبا آئی جو اشک آنکھہ مین مشکل ہوا ضبط
پی گئے جب تو یہ معلوم ہوا پانی ہے

آکے دنیا مین پیا خون جگر غم کہایا
نئی دعوت نئی خاطر نئی مہمانی ہے

کی رسائی در محبوب پہ سجدے کرکے
پاؤن کی جا پہ رہ عشق مین پیشانی ہے

نہ ملین رد کف افسوس مرے ذبح کے بعد
اب تو بیکار ندامت ہے پشیمانی ہے

سرگذشت شب فرقت جو کہی وہ بولے
کہ بلا میری سنے قصہ طولانی ہے

ہو کے مشتاق جو دیکھا ہے ہلال ابرو
آئنہ مجکو دکھاتی تری پیشانی ہے

عیب کیا صاحب جوہر جو ہی محتاج لباس
تیغ کا حسن سر معرکہ عریانی ہے

کھوٹے داموں ہین بکے جیسے جناب یوسف
حسن کی عشق کی بازار مین ارزانی ہے

نزع مین پوچھتے ہین آپ بعث عشق کا حال
مختصر قصہ کہانی مری طولانی ہے

جل مرے کیون نہ سر بزم کہ ہی جائے حجاب
بہر پروانہ ستم شمع کی عریانی ہے

تھک گئے کاتب اعمال بھی لکھتے لکھتے
کسقدر نامہ عصیان مرا طولانی ہے

دخت رز شیشہ مین ہے پر نظر آتا ہے حسم
پردہ بھی اس زن بیباک کا عریانی ہے

رو دیا یاد وفا مین جو مری یاد آئی
مرکے اب زندہ دلو مجکو پشیمانی ہے

جمع ہو جاتین وہ زلفین تو ستم کیا کرتین ۔ دل عاشق کو بلا جنکی پریشانی ہے
حسن آئینہ سے ہے شعلہ رخون کا بڑہتا ۔ مشتعل آگ کو کرتا ہی یہ وہ پانی ہے

قدر شاعر نہین دنیا مین لطافت باقی ۔
ورنہ اب بھی کوئی عرفی کوئی خاقانی ہے

حب حیدر مرے عصیان یوہین کہا جاتی ہے ۔ آگ جس طرح کہ ہیزم کو جلا جاتی ہے
یاد اُن گیسوے مشکین کی جو آجاتی ہے ۔ دل کی اُجڑی ہوئی بستی کو بسا جاتی ہے
اچھی صورت جو کسی جا نظر آجاتی ہے ۔ دل پہ اک تیر محبت کا لگا جاتی ہے
حسن ہوتا ہی جوانی جو ہین آجاتی ہے ۔ جیسے انسان مین پری کوئی سما جاتی ہے
چند دن فصل جوانی کی جو آجاتی ہے ۔ روگ انسان کو محبت کا لگا جاتی ہے
ان حسینون پہ طبیعت مری آجاتی ہے ۔ نہین معلوم وہ کیا شئی ہے جو بھا جاتی ہے
عشق موقوف نہین اچھی بری صورت پر ۔ نہین معلوم وہ کیا شئی ہے جو بھا جاتی ہے
ہو کے بیچین وہ راتون کو کہا کرتے ہین ۔ کسکی یہ آہ ہے جو دل کو ہلا جاتی ہے
قہر ہوتا ہے تجاہل سے جو وہ پوچھتے ہین ۔ کیسے جان آپ کی بھی حسن پہ کیا جاتی ہے
ہیچ ہر گل کو سمجھتا ہے مشام عاشق ۔ بھینی بھینی تری خوشبو جو سما جاتی ہے
عطر مٹی کا حسینون کے لیے بنتا ہون ۔ خاک ہو کر بھی نہین بوے وفا جاتی ہے
ہم بھی دل تک تری پہونچا ینگے اپنی آہین ۔ عرش تک سنتے ہین بیکس کی دعا جاتی ہے
وصل کی شب جو وہ کہتے ہین کہ آتی ہی حیا ۔ مین یہ کہتا ہون حیا آتی ہے یا جاتی ہے
اس بہانے سے نہین اب وہ ستم بھی کرتے ۔ سخت جان آپ ہین بیکار جفا جاتی ہے
رنگ بڑہنے کے لیے خون مرا ہوگا تہ یک ۔ فردہ اے موت کہ پاس انکے حنا جاتی ہے
ہمرہ روح پس مرگ چلا قبر مین تن ۔ دیکھنا ساتھ مسافر کے سرا جاتی ہے
ہاتھ سائل کا جو بڑہتا ہے تو کہتی ہے طمع ۔ دولت اس راہ سے آتی ہی حیا جاتی ہے

ای لطافت جو وہ ملجائین تو اتنا پوچھون
آپ تک بھی مرے نالونکی صدا جاتی ہے

ابھی ہون ذبح اگر وہ بعید ہو جائے
گلے پہ تیغ یہ جبل الورید ہو جاے

عجب خوشی ہو جو عاشق شہید ہو جاے
گلے ملے ترا خنجر تو عید ہو جائے

یہ عید ابکی ہمین بھی سعید ہو جاے
گلے ملے وہ خوشی سے تو عید ہو جاے

سبب یہ ہی جو دعا مانگتا ہون مرنیکی
کہ نزع مین ترے چہرے کی دید ہو جائے

لیا ہی دل مرا تنے سمجھ کے مال اپنا
ملے جو بوسہ غنایت رسید ہو جائے

پھنسا ہی زلف مین دل جب سے ملتا ہون
سدا قریب ہو جو یون بعید ہو جائے

وہ زلف غیر بناتا ہے خیر ہو یا رب
کہین نہ شام کا حاکم یزید ہو جاے

قلم شراب کی دے ساقیا کھلے روزہ
ہمارے قفل دہن کی کلید ہو جاے

ہلال بنکے اگر خم ہو فاقہ کش عاشق
حسین گلے ملین خوش ہو کے عید ہو جاے

ہوا تو ہی مرا شاگرد فن عشق مین قیس
جو دل لگا کے پڑہے تو رشید ہو جائے

شراب پیتے ہی آجاے راہ پر صوفی
جو میرے پیر مغان کا مرید ہو جاے

وہ بدگمان مجھے قتل اسلیے نہین کرتا
نہ پائے حور نہ عاشق شہید ہو جاے

دکھائے بلبل شیدا کو کیا بہار اے گل
غلام کیون نہ ترا زر خرید ہو جاے

غضب ہی دیکھین وہ آئینہ آنکہ انکو
ادہر ہو دید ادہر باز دید ہو جائے

کیے بہار نے یکجا چمن مین بلبل و گل
کہ کچہہ تو عشق کی گفت و شنید ہو جائے

وہ توڑ کر مرا دل جوڑتے ہین یہ کہکے
کہ ہی قدیم عمارت جدید ہو جائے

کلام اہل سخن کا ہے اے لطافت شوق
مشاعرہ بھی کوئی بعد عید ہو جائے

بلغ سے جاتا ہی وہ گل پھول جسدم توڑ کے
بھیجے ہین بوسہ دہن کا مانگتے منہ پھوڑ کے

ذبح خنجر سے کیا بیرحم نے مُنہ موڑ کے
کام عاشق کا کیا سفاک نے دل توڑ کے

قہر برپا کر دیا چہرے پہ زلفیں چھوڑ کے
لیگیا پہلو سے وہ دلبر کلیجہ توڑ کے

یاد آتا ہی جو اُنکو رات کا بوس و کنار
مسکراتے ہین وہ کیا کیا شرم سی منہ موڑ کے

دل تو کیا ہی یار کا ہم عرش تک پہنچائینگے
ایکدن تیر دعا لب کی کمان مین جوڑ کے

کرکے آزردہ ہمین بچتا ئیے گا دیکھیے
جوڑنا مشکل پڑے گا آپ کو دل توڑ کے

ذبح بابل ہوگئی نقش قدم پر باغ مین
سیر کو آئے چلی طرفہ شگوفہ چھوڑ کے

مہربانی بھی تمھاری قہر سے کچھ کم نہین
پاس اپنے سو بلاتے بھی تو پردہ چھوڑ کے

ہو چمک زیور کی دونی آپ اگر پہنا کیجیے
مانگتے ہین آپ دانتون سے کہ سونا چھوڑ کے

دیکھ لی بس اس جہان کی دوستونکی دوستی
قبر تنہا مین گئے مجکو اکیلا چھوڑ کے

بیخود و بیشرم ایسا جوش سودا نے کیا
مانگتی ہر رگ ہی نشتر کی زبان منہ پھوڑ کے

تکیہ زر لعبت سی اپنی ہوئی ثابت یہ بات
بیٹھتے ہین مال دنیا سی عدا منہ موڑ کے

اپنی کوچہ مین ہین لیتے عاشقون کا جائزہ
وائے قسمت گنتے ہین ہر بار مجکو چھوڑ کے

کھیل سی وہ توڑ کر کہتے ہین دریا کی حباب
دید بازون کو فنا کرتے ہین آنکھین پھوڑ کے

جڑ تو جائیگا صنم لیکن گرہ پڑ جائیگی
دیکھنا پچتاؤگے الفت کا رشتہ توڑ کے

دل پہ وہ چھریان لگا کر ناز سے کہنے لگے
بوئینگے تخم محبت اس زمین کو گوڑ کے

ہائے بی پروائیون نے اُنکی مارا بے اجل
گھر گئے اپنے لطافت کو تڑپتا چھوڑ کے

میرے پہلو سے دل مضطر تو لیتے جائیے
ساتھ اپنے کوئی تحفہ گھر تو لیتے جائیے

سخت جان کو ذبح کرنے گھر سے جاتے ہین جو آپ
احتیاطاً دوسرا خنجر تو لیتے جائیے

حشر کو قدسی کہین گے ہوگی طی راہ صراط
نام پاک حضرت حیدر تو لیتے جائیے

مال مردے سی ہی کہتا جمع کرنے کا صلا
ہان کفن کی قبہ سے اک چادر تو لیتے جائیے

اپنے دیوانے کا سودا دیکھنے جب وہ چلے
دی بتوں نے بھی صدا پتھر تو لیتے جایئے

دیکھا مجھہ وحشی کو جب فصاد نے تو یہ کہا
پاس میرے آیئے نشتر تو لیتے جایئے

وہ مری تربت پہ آنیکو ہین یہ کہدے کوئی
ساتھہ اپنے پھولون کی چادر تو لیتے جایئے

بابلین بولین چمن سے جب چلا وہ رشک گل
باغ کا تحفہ یہ مشت پر تو لیتے جایئے

نزع مین حسرت سے کہتا ہی ہر اک منعم بخیل
قبر مین ہمراہ مال وزر تو لیتے جایئے

حسن کہتا ہی بنا تا ہون جو زلفین یار کی
بوسۂ رخسارۂ دلبر تو لیتے جایئے

زلف جانان پر جو دل آیا تو آنکھون نے کہا
ہی سفر ظلمات کا رہبر تو لیتے جایئے

حضرت دل سا نا انکے تغافل سے ہے آج
ساتھہ اپنے آہ کا لشکر تو لیتے جایئے

باغ مین آتا ہی جب تو دل مین کہتا ہی حریص
ہاتھہ آجائے گلون کا زر تو لیتے جایئے

عاشقون سے حشر کو حوریں کہینگی دے کے جام
اجر حب ساقی کوثر تو لیتے جایئے

ای لطافت حشر ہوگا جب کہینگے سب ملک
قبر سے مضیان کا یہ دفتر تو لیتے جایئے

امتحان عشق مین بیتقدیر کا کر دیکھین گے
زندگی ہی تو کسی یار پہ مر دیکھین گے

نہین ہوجاتی ہو کس طرح سحر دیکھینگے
آہ کا ہم شب فرقت مین اثر دیکھین گے

روی روشن ہو والشمس دیکھی ای یار نقاب
اپنا منہ آئنہ مین شمس و قمر دیکھین گے

کمر یار تو ملتی نہین ہین طالب دید
شعرا باندہ کے مضمون کمر دیکھین گے

نازنین نے مرے اس پیچ سے پگڑا باندہا
ناتوان ہین بہت لوگ کمر دیکھین گے

لینگے شبنم کفن موج سے تھوڑا کافور
دم تو نکلے شب فرقت کی سحر دیکھین گے

چشم آئینہ ہے گا جو ہمارا دل صاف
دشمن و دوست کو پھر ایک نظر دیکھین گے

ہی مرے یار کا وہ حسن کہ سب زاہد بھی
شرع سے کہکے حلال ایک نظر دیکھین گے

گھر کرین میری دل صاف مین وہ خود ہین ہین
جلوہ اپنا نظر آئیگا جدہر دیکھین گے

صبح کی قوت کی ہی شام سی بیکار ہی فکر
کیا خبر زندہ پھر اٹھینگے سحر دیکھین گے

آئے ہین عاشق لاغر کی عیادت کیلیے
وہ سنا کرتے تھے آج اپنی کمر دیکھین گے

تسکو پروانے ہی سوچ کے جلجاتے ہین
کسطرح شمع کو گل وقت سحر دیکھین گے

فرط حیرت ہی مجھے آئے ہین وہ کرکے بناؤ
بنگیا آئینہ مین ابتو ادھر دیکھین گے

آپ کل صبح کو کرتے ہین عبث وعدۂ وصل
شب گیگی نہ جیئن گے نہ سحر دیکھین گے

ہم وہ عاشق ہین کہ ہی بخت سیہ جانکا ساتھ
یہ وہ ہی شام کہ جسکی نہ سحر دیکھین گے

دونون دل ایک ہوی جب تو کہانکا پردہ
آپ ادھر دیکھین گے تو ہم بھی ادھر دیکھینگے

جان دینے کو جو کہتا ہون وہ فرماتے ہین
یان نہ مرنا کہ فرشتے مرا گھر دیکھین گے

شاعری کا جو رہا شوق لطافت یو ہین
شعرا روز بروز اوج قمر دیکھین گے

تمھارے کان تلک منہ کو لا نہین سکتی
گذر رہی ہے جو دل پر سنا نہین سکتے

کیا ہی قتل تو ہو دفن کی اجازت بھی
عزیز میرا جنازہ اٹھا نہین سکتے

وہ آئے بہر عیادت یہ وہم آتا ہے
مریض ہم ہین گلے سے لگا نہین سکتے

تمہین بھی دیکھہ لیا ہمنے خوب دیدۂ تر
لکھا نصیب کا رو کر مٹا نہین سکتے

ادھر ہی ضعف ادھر ناز کی وصال کجا
ہم اٹھہ کے جا نہین سکتے وہ آ نہین سکتے

بڑھا یہ ضعف کہ صدمون کا تو بھلا کیا ذکر
مزا وصال کا بھی ہم اٹھا نہین سکتے

تمھاری تیر جو ترکش مین دیکھے ہے تک ہوا
کہ میرے دل مین یہ سب کیا سما نہین سکتے

وبال کس کا پڑا گیسوے حسینان پر
کہ جس سے آج تلک سر اٹھا نہین سکتے

عجب طرح کے محرر ہین کاتب اعمال
کہ لکھہ تو لیتے ہین لیکن مٹا نہین سکتے

شب وصال مین فرماتے ہین وہ عاشق سے
نہ روٹھہ جائین گلے ہم لگا نہین سکتے

فلک نے ہمکو زمین پر کیا ہی یہ پامال
کہ مثل نقش قدم سر نہین اٹھا سکتے

مثال شیشہ کے نازک ہی خوف آتا ہے
ہم اپنے دل کو بتون سے لگا نہین سکتے

بتون سے خاک کسی کی برآئیگی اُمید
یہ اپنے کام تو بگڑے بنا نہین سکتے

مرے گناہ یہ کثرت سے ہین کہ حشر کے دن
میزان پلّہ میزان سما نہین سکتے

بخیل لوگ بھی اورونکے ہین امانت دار
کہ جمع کرتے ہین دولت اُٹھا نہین سکتے

ٹپک کی اشک یہ کہتے ہین رونیوالون سے
گرا کے آنکھ سے ہمکو اُٹھا نہین سکتے

نکل کے جسم سے دم بلبلونکے کہتے ہین
گلون مین صورتِ نکہت سما نہین سکتے

یہی تو لطف ہی اے ضعف واہ کیا کہنا
قدم پہ اُنکے گرے سر اُٹھا نہین سکتے

ہم اپنے دل سے **لطافت** ہوے ہین کیا مجبور
بگڑکے یار سے کچھہ بھی بنا نہین سکتے

ستم ہی آپ کا جو بن عجیب صورت ہے
حضور مین تو ہون کیا آپکو بھی رغبت ہے

خیالِ یار نہ جا اس دلِ پُر ارمان سے
یہ تھوڑی دیر کی صحبت بہت غنیمت ہے

نشانِ پاے صنم لاغری مین پایا ہے
خرامِ ناز کے عاشق کو فرش راحت ہے

گئے جو کوچۂ جانان سے خلد مین عاشق
کہا قصور معاف اسکا نام جنت ہے

صبیح حضرتِ یوسف مرا حبیب ملیح
حسین دونون ہین پر اپنی اپنی صورت ہے

وہ پوچھتے ہین تجاہل سے قبر عاشق پر
کہ بیکسی ہے برستی یہ کسکی تربت ہے

وہ مجسّی پوچھتے ہین آئنہ مین دیکھکے حسن
تمہین بتاؤ کہ ایسی کسی کی صورت ہے

اُجاڑ کر مجھے بستی بسائی عشق نے خوب
جگر مین درد فغان لب پہ دلمین حسرت ہے

جو دیکھا تول کے خوف و رجا کی میزان مین
کہین غضب سے زیادہ خدا کی رحمت ہے

جو مینے وعدۂ وصل اُنکو یاد دلوایا
تو ہنسکے بولے ہمین بھولنے کی عادت ہے

ہمارے گھر مین ہو آرزدہ کر نہین سکتے
گلے لگائین تمہین بوسے لین اجازت ہے

ادہر نیاز ادہر ناز وہ خدا مین عبد
ادہر گناہ مرے ہین ادہر کو رحمت ہے

کمر کی طرح لچکتی ہے آپ کی تلوار
رہی ہے ڈاب مین برسون یہ فیض صحبت ہے

کہان ہین حشر کو زہاد آکے دیکھین لطف
گناہ ڈھونڈتے پھرتے خدا کی رحمت ہے

چلے وہ صبح شب وصل جب تو یہ پوچھا
ہمارے تن سے نکلجائے دم اجازت ہے

جمال وحسن کی تعریف کی اگر مینے
تو ہنسکے بولے تمہین کیا جو اچھی صورت ہے

کلیجہ کانپ رہا ہے نہ لیجے تلوون سے
حضور دل مین مرے آپکی محبت ہے

پھرائین نزع مین آنکھین جو مینے اُسسے کہا
ہماری طرح سے کیا تو بھی بیمروت ہے

سُنا جو قصۂ یوسف بگڑکے وہ بولے
کہ اور بھی کوئی معشوق خوبصورت ہے

کھلی ہے آنکھ مگر ہاے سو رہے ہین ہم
جہانمین نام کو ہشیار ہین غفلت ہے

جہان مین دولت دنیا ہی چلتی پھرتی چھاؤن
کبھی ہے یان تو کبھی واان یہ بیمروت ہے

سوال وصل پہ کہتی ہے مجھسے اُنکی شرم
سُنا نہین کہ خموشی بھی اک اجازت ہے

جو شکل آئنہ ہے محبہ مین جو ہر ذاتی
غرض حسینون کو ہر صورتون کو نفرت ہے

جو دیکھا خواب مین یوسف کو اُسنے یہ کہا
صبیح رنگ ہے یان خیر اچھی صورت ہے

جہان مین کوئی معشوق ہے جوانی بھی
گئی تو آئی نہ پھر کیسی زمروت ہے

علی امام من است و منم غلام علی
یہی جواب بگیرین اے لطافت ہے

بہار آئی ٹپکتا ہے یہ مضمون باغ مین گل کی
کہ سُرخی مانگ لی ہے چند دنکو خون بلبل سے

اگر تھا عشق صادق ہے عجب مجکو بلبل سے
برائے نام ہے کرتی محبت شمع کی گل سے

عجب ہے اتحاد اسطرح کا تو عشق ہو گل سے
کہ اوڑنیکو ہین کلیان پھولمین بازوی بلبل سے

جوانی کی بہار آئی لگا مین دل کسی گل سے
ارادہ ہے کرین شوری چمن مین جاکے بلبل سے

تمہاری پھول سی عارض ہین رنگت مین سو گل سے
بناوٹ گر سمجھتے ہو تو پوچھو چل کے بلبل سے

جو ابکی آمد فصل خزان مین رنگ اور گل سے
چمن مین اشک خونین بنکے ٹپکا شبنم بلبل سے

اجازت چھپنے کی باغ مین گر لینگے اُس گل سے
یقین ہی آجو کے بلبلے بجینگے بلبل سے

لڑائے کیون نہ آنکھین مست ہو کر رات بھر گل کی
چمن مین روشنی ہی شعلۂ آواز بلبل سے

دکھا کر سرخی گل باغمین گلچین یہ کہتا ہے
بہت صیاد نازان ہی لڑائی خون بلبل سے

رقیب روسیہ نے ہاتھ دوڑائے جو گیسو پر
تو مشکین باندہ لین رعب صنم نے بڑہکے کاکل سے

مین وہ ہون حسن مین عاشق کبھی آیا جو گلشن مین
گل تر کو بصد انصاف دیکھا شبنم بلبل سے

ادہر ہی گو کہ پشت مہر اوڑی لیکن در شبنم
نہ ہرگز مطمئن دانا ہو دشمن کے تغافل سے

بہار آتی ہی پیہم باغ مین نالے نکلتے ہین
روان اک کاروان ہی کوچۂ منقار بلبل سے

مہ نو سے بڑھے کٹ کر تمھارے پاؤ نکلے ہین
اسے اقبال کہتے ہین ترقی کے تنزل سے

حسین بھی ہین ہمارے خوش گلو معشوق پر عاشق
عجب اُلٹا زمانہ ہے گلون کو عشق بلبل سے

بہے تو قتل گہہ مین خون کا دریا رہے قاتل
اُتر جائیگی سر دے کر تری تلوار کی پل سے

خدا جانے صبا نے کان مین کیا آکے پھونکا ہے
جو پھوٹے منہ گل تر آجتک بولی نہ بلبل سے

نہین معلوم کیا کیا راز الفت جھک کے کہتی ہے
عبث سر گوشیان بلبل کیا کرتے ہین گل سے

مری تصویر اُسنے پشت آئینہ پہ بنوائی
بخات اس شکل مین بھی تو نہین اُسکے تغافل سے

دکھا کر حسن کا جلوہ بنا کر ہمکو دیوانہ
کہو عاشق ہو کیسے پوچھتے ہین وہ بتجاہل سے

ہماری روح جنت مین گئی چھوڑا جو قالب کو
چمن مین اوڑکے جا پہنچی قفس چھوٹا جو بلبل سے

مرے محبوب نے پایا ہے ایسا رتبہ عالی
بچایا عرش کو نعلین اقدس نے تزلزل سے

مبارک ہو بہار آئی ہوئی پھر عید مستونکو
گلے ملتے ہین میخانہ مین ساغر شیشہ مل سے

مرے غنچہ دہن کو بدنگہہ سے تو نہین دیکھا
گل تر کی قسم لوگا چمن مین جاکے بلبل سے

گئی جنت مین سوتے خفتہ گان کو چہ جانان
نہ چونکے حشر کو بھی صور اسرافیل کے غل سے

بچا کر جال سے یہ صیاد نے کی قید گلشن مین
جو ٹوٹا ایک بھی پھندا بھرونگا دام بلبل سے

ہزارون جسر تین تھین گرد ارمانونکا لشکر تھا
ترے ناشاد کا اُٹھا جنازہ کس تجمل سے

بچے گا کیا تمھاری چشم و مژگان سے دل مضطر
کبوتر چھوٹ کر آتا نہین شاہین کے چنگل سے

جنون سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گریبان گر گلستان مین
کھلے فصد رگ گل نشتر منقار بلبل سے

لیے تھی فوج طفلان گرد پتھر اپنے ہاتھون مین
سواری آپ کے مجنون کی نکلی کس تجمل سے

ہم ایسے عندلیب زار ہین گلزار عالم مین
بنایا دام صیادون نے تار اشک بلبل سے

ہوا ثابت سو معشوق سے ہے قدر عاشق کی
ہزار ادنی ہو بلبل بیش قیمت ہے سدا گل سے

چمن مین جیسے ہین زمزمے ہین فصل گل آئے
اوڑی تازہ خبر یہ کوچہ منقار بلبل سے

لطافت حشر کا دن آئے تو ہم گو کہ عاصی ہین
پہنچ ہی جائینگے جنت مین حیدر کے توسل سے

نہ نکلتے دل شیدا سے مزے کیا ہوتے
آرزو تھی کہ وہ عاشق کی تمنا ہوتے

دونون شاگرد مرے دیکھ کے سودا ہوتے
قیس و فرہاد جو اس عہد مین زندا ہوتے

تم خرامان اگر ای رشک مسیحا ہوتے
زندہ ہو ہو کے فدا نقش کف پا ہوتے

تیز ہے خال رخ یار کا سودا ہر وقت
ہمنے دیکھا نہین اس جنس کو سستا ہوتے

دیکھتے حسن سدا دیدۂ مشتاق مرے
لطف ہوتا جو در یار کا پردا ہوتے

دل دیا گیسوے جانانکو جگر مژگان کو
دونون بیکار تھے پہلو مین مرے کیا ہوتے

دشمن وصل زمین بھی ہے گلا چرخ کا کیا
دفن مر کر ہین بشر قبر مین تنہا ہوتے

توڑ کر آئینۂ دل عجب احسان کیا
اب بہت آپ سے جب آپ ہی تنہا ہوتے

گردش چشم کی دکھلا کے وہ رخ کہتا ہے
دیکھہ لو پتلیون کا دن کو تماشا ہوتے

دیکھہ لیتے انھین جی بھر کے ہم ای حیرانی
بنتے آئینہ تو وہ محو تماشا ہوتے

غیر ذی روح بھی مشتاق جوانون کے ہین
تیر کے شوق مین ہین دست کمان وا ہوتے

مدعا سہو کہ بوسون کا وہ کرتے ہین شمار
بھول جاتے کہین گنتی تو مزے کیا ہوتے

وصل کا عذر ہے گردن کو کہ سایہ ہے ساتھ
تم اندھیرے مین تو ہو رات کو تنہا ہوتے

مرکے جاتی نہ لگاوٹ کبھی خوش چشموں سے
خاک ہوجاتے اگر جل کے تو سُرما ہوتے

ٹوٹنا اس دلِ نازک کا ہی یاد آجاتا
دیکھتا ہوں کبھی شیشا جو شکستا ہوتے

قبر میں آتے ہی کیا خاک میں سب نے تو پا
نہ ہوئی دیر کفن کو مرے میلا ہوتے

غیر کے گھر کو بناؤ مرے دل میں آؤ
کیوں خرابی میں چلے عرشِ معلّی ہوتے

عاشقو قصۂ معراج سے یہ حال کھلا
آئے محبوب تو درپردہ ہیں گویا ہوتے

رکھ لیے کھینچ کے تو دی سی دلِ شیدا میں
آپ کے تیر پڑے رہگئے تھے کیا ہوتے

بے ثباتی کا جو دریا پہ ہے لشکر اُترا
جابجا خیمے حبابوں کے ہیں برپا ہوتے

تیرہ بختی جو بناتی ہمیں میلِ سُرمہ
لیتے آغوش میں وہ چشم مزے کیا ہوتے

اندھے ہیں اس پہ حسینوں کے یہ نظارے ہیں
قہر کردیتے اگر آنکھ نہ ہوتے ہوتے

رشکِ بلبل کو ہی صیاد سے آنکھیں نہ لڑا
کچھ اشارے ہیں برے نرگسِ شہلا ہوتے

آئنہ خانے میں جا بیٹھتے ہیں تاکہ ہو عذر
وصل سے ڈرتے ہیں وہ جبکہ ہیں تنہا ہوتے

زار ہیں غیر جو کوچے میں ترے آجاتا
ہم نہاں اوڑھ کے دیوار کا سایا ہوتے

ہجر میں دیکھ کے کہتے ہیں لطافت سبھی لوگ
ایسے بیمار کو دیکھا نہیں اچھا ہوتے

جو ہی منظور بولی منہ سے تصویر اُس گل تر کی
برائی موقلم حاجت ہوئی بلبل کے شہپر کی

روانی خلق میں مشہور ہوجائے سمندر کی
جو مژگاں کی کرے آکر ہمارے دیدۂ تر کی

نکیونکر ظلم سہہ سہہ کر مناؤں خیر دلبر کی
سنا ہی مستجاب اکثر دعا ہوتی ہے مضطر کی

پڑی چھوٹ آئنہ میں جب درِ دندانِ دلبر کی
ہوئی شہر حلب میں نہر جاری آبِ گوہر کی

کمینہ کو شرف کیا ہمسری سے اہلِ جوہر کی
جواہر تول کر بکتے نہ دیکھی قدر پتھر کی

غرض ہو یا نہو اوروں کو مالک سے جھکا دینا
عجب تاثیر دیکھی منعموں اس دولت وزر کی

نکلتے ہی بدن سے روح بیس ہوگئے اعضا
رہی حیران اُمت ہوگئی غیبت پیمبر کی

جوانی تک صنم ہی حسن گورے گورے گالونکا
مہ کامل ہے رخ یہ چاندنی مہمان ہی شب بھر کی

جو دیکھو فکر کرکے دیدۂ انصاف و عبرت سے
خبر دیتا ہی آئینہ کہ تربت ہون سکندر کی

سمجھ کر ہمکو دیوانہ بہانے خون آیا ہے
ارادہ ہی کہ لین تیری مژہ سی فصد نشتر کی

بخیلون کو نہین دولت سی کچھہ بھی جز گنہ حاصل
سیاہی ہی فقط کیسون کو ملتے دیکھہ لو زر کی

نہاکر کیا کفن پایا ترے کشتہ نے مقتل مین
دیا غسل آب خنجر نے عنایت خون نے چادر کی

شب فرقت کی سختی سہہ کے دل میرا کھرا اٹھہرا
کسوٹی پر کسا مینے تو خوبی کھل گئی زر کی

شب وصلت وہ مجھسی پوچھتے رہتے ہین شمر اکثر
مرے سینے سی سوتے مین دولائی تو نہین سر کی

صدا ہی مرنیوالون کی یہی بازار دنیا مین
عدم سے لائی ہی عریان ہمین فکر ایک چادر کی

دل حیرت زدہ عاشق لگا کر اس سے کہنے مین
مناسب ہی ان آئینون سی ہو زینت تری گھر کی

ولی مفلس ہوا جب بخل سے حد بڑھگیا دل مین
ہوا کیسہ تو خالی پر سیاہی رہگئی زر کی

کبوتر نامہ بر ہدہد کی کیا طاقت جو وان جائے
مرا پیغام پہنچائے ضرورت ہے پیمبر کی

نسب کو پوچھتا ہی کون ہی علم و ہنر کیا شی
زمانہ یہ وہ آیا ہے کہ عزت ہی فقط زر کی

غرور اتنا عبث ہی کھوٹے داموں ہین حسین بکتے
سنی تو ہوگی قیمت آپ نے یوسف پیمبر کی

عدوئے صاحب جوہر پسند اہل دنیا ہے
جواہر پینے سے قدر بڑھاتی ہی پتھر کی

تماشا ہو حسینو صنعت و صانع کی یکجائی
اگر تصویر پشت آئنہ پر ہو سکندر کی

ارادہ ہی مذمت کچھہ سوال و بخل کی لکھون
قلم دست طمع کا ہو سیاہی کیسہ زر کی

ہم ایسے ہجر و وصل یار کے جھگڑون سے گذرے
گوارا اسکو ہی برسون کا غم لذت گھڑی بھر کی

گنہ بڑھتے گئے افسوس جون جون سن بڑھایا
فرشتون نے لکھی عصیان سیاہی مانگ کر سر کی

سراپا ہم جو عصیان ہین کفن کا اک بہانہ ہی
گنہ کے پوٹ باندھین اسلیے حاجت ہی چادر کی

بخیلونکو بہت افسوس ہی ضایع نہو یہ بھی
خضاب سر ہو پیری مین سیاہی کیسہ زر کی

ہر اک کو ہمنی ظالم دوست دیکھا بزم دنیا مین
رہے گلگیر برسون شمع ہو مہمان شب بھر کی

تڑپتا ہون شب فرقت جو اُن زلفون کے سودے مین
مجھے مار سیہ ہر اک شکن ہوتی ہے بستر کی

انکھہ تیری نہ کیونکر تیز ہو مژگان کی صفین دیکھے
اگر سردار ہو جراءت سو ہوتی ہی لشکر کی

تڑپنا عاشقون کا مچھلیون نے انکو دکھلایا
بنائی شکل موجون نے کسی مضطر کے بستر کی

ہماکے پر سے کیون رغبت ہو فرق سلطنت کو
کہ آخر مر کے کھائے گا یہی توڈیان سر کی

یہ دولت اے لطافت مر کے بھی سینہ پہ کھونگا
مجھے اکسیر سے بہتر ہے مٹی یار کے در کی

دکھائین غیر انھین آئینہ دو بھر زندگانی ہے
مرینگے ڈوب کر ہم قد آدم آسمین پانی ہے

وہ میرے قتل پر ہین مستعد تیغ آزمانی ہے
سنایہ مژدہ جان بخش بیکان کی روانی ہے

وفور کیف مے سے سرخ چشم یار جانی ہے
بھری نرگس کے ساغر مین شراب ارغوانی ہے

تری بیچینیون کا غل فلک تک یار جانی ہے
دوپٹہ آسمانی اک بلائے آسمانی ہے

قریب سبزہ خط صاد چشم یار جانی ہے
کسی استاد کی یہ فرد عارض پر نشانی ہے

دلا ضعف و نقاہت مین ہمارا کون ثانی ہے
حسینون کے بھی ناز اٹھتے نہین یہ ناتوانی ہے

ترا خنجر بھی اک دمار اہی دریائے شہادت کا
جو دیکھا تھاہ لیکر تو گلے تک سے پانی ہے

چمن مین کون ہے مجھہ عندلیب زار کا ثانی
غش آیا برگ گل کے سایہ سے یہ ناتوانی ہے

بہت ہین تیر کا نٹو نکی زبانین دشت وحشت مین
بھر آیا دیکھہ کر کیا آبلون کے مُنہ مین پانی ہے

بہا اشک ندامت جب کہا عصیان کے دفتر نے
ڈبونے کو مرے کافی یہی اک بوند پانی ہے

فقط گوشہ نشینی سے ہوئی یہ آبرو حاصل
وگرنہ فی الحقیقت ہر گہر ایک بوند پانی ہے

گلا کٹتا ہی فرط ضعف سے قاتل کی فرقت مین
نفس کی آمد و شد سے ہے کہ خنجر کی روانی ہے

کمر کو دیکھہ کر ہی چشم بیمار صنم کہتی
سوا ہی نازکی تیری کہ میری ناتوانی ہے

پہنچ جاتے ہین اہل خیر ہاتھون ہاتھہ منزل تک
بخیلو کشتی سائل کو کب درکار پانی ہے

ترے اک خال کے دانے پہ عاشق سیکڑون دیکھے
یہ وہ ہی جنس ہر اک فصل مین جسکی گرانی ہے

بنجیلون سی یہ چلتے چلتے ہر فوارہ کہتا ہے
الٹا تا ہون خزانے مین مرے جو کچھ کہ پانی ہے

جو داغ دل کو پیری مین کلیجہ سے لگائے ہین
کسی کے ہم بھی عاشق تھے جوانی کی نشانی ہے

پھڑکتا ہی کبوتر خط مرا اوس شوخ کو دیکر
اشارہ بیزبان کا ہے کہ پیغام زبانی ہے

رخ دلدار پر دونون نگاہین ملکے پڑتی ہین
مری آنکھون کو اسپر بھی اسی بدگمانی ہے

لطافت آجکل سے یہ سخن کی سرد بازاری
غنیمت شاعرون کا جمع ہونا شعر خوانی ہے

مرا دل دید کے قابل سدا اے یار جانی ہے
کہ یکسان اسکی مثل آئینہ پیری جوانی ہے

ہوس اسکو عبادت کی تو حسرت اسکو وصلت کی
نحیف و زار کی پیری بھی مفلس کی جوانی ہے

کسی معشوق کا اسنے بھی کیا انداز سکھا ہے
نہ آئی پھر کے کیسی بیوفا اپنی جوانی ہے

یہی کہہ کہہ کے ہم دیتی ہین تسکین دلکو پیر مین
پھر آیگی گئی ملنے جوانون سے جوانی ہے

ہوی پیر آکے اس کوچہ مین یہ الٹا اثر دیکھا
سنا تھا ہمنے سن سب اہل حسن کا جوانی ہے

غرور اس عارضی جوبن پہ کیا رخ چاند سے کیا
حسین و چار دن کی چاندنی فصل جوانی ہے

ملین گر حضرت یوسف تو پوچھون انسے تیر مین
کہ ہر بازار ہے اسکا کہان بکتی جوانی ہے

بہت مشہور ہے قصہ زلیخا اور یوسف کا
حسین معشوق ہو تو عود کر آتی جوانی ہے

شب وصلت نہ کیونکر حوصلے دونو نظر فرکلین
ادہر میری جوانی ہے ادہر انکی جوانی ہے

سفیدی دسیاہی آنکھہ کی کہتی ہے یا غافل
کہ یہ تصویر پیری ہے وہ تصویر جوانی ہے

جو ہر دم ہاتھہ ہون سینہ پہ رکھے فاتحہ پڑہتا
مکدر وقت پیری دل نہین قبر جوانی ہے

جوانی جب ہماری تھی تو اس بت کا کمر کین تھا
ہوے ہین ہاے ہم اب پیر تو اسکی جوانی ہے

زن دنیا ہی یون پیر و جوان کو دم مین لاتی ہے
جو نکلا دن تو پیری ہی جب آئی شب جوانی ہے

زبان کلک کہتی ہے جو رنگین شعر لکھتا ہون
لطافت تیری پیری ہی طبیعت کی جوانی ہے

ہین دلربا کئی ہمین مشکل یہی تو ہے
دین کسکو اور کسکو ندین دل یہی تو ہے

بوسہ کا اذن لے کے جو لپٹا تو بولے وہ
عاشق کو مُنہ لگانے مین مشکل یہی تو ہے

دریائے عشق پیر کے کہتے ہین دل سے ہم
دم بھر مین پار اُترتے ہین ساحل یہی تو ہے

جب پوچھتا ہون اُنسے کہ مرجاؤن کہا کرین
کہتے ہین ہنسکے آرزوے دل یہی تو ہے

آنکھین دکھاکے دل کو یہ کہتے ہین یار سے
بدنام ہم ہین حُسن پہ مائل یہی تو ہے

سچ ہی مرے حسین پہ نہ کیونکر مرین رقیب
معشوق پیار کرنے کے قابل یہی تو ہے

چمکا جو بدر طعن سے اُس رُخ نے یہ کہا
گویا کہ نور و حسن مین کامل یہی تو ہے

دلکو دکھاکے قیس سے کہتا ہی اشتیاق
لیلیٰ نہان ہی جسمین وہ محمل یہی تو ہے

زنجیر عشق یار مین پہنی تو یہ کہا
ہان جھیل جاکڑی بجے منزل یہی تو ہے

مطلب نہین حسینون سے گر آسمان ملا
کہدو نگا حشر کو مرا قاتل یہی تو ہے

احباب جمع ہون تو چلے ساغر شراب
لطف شباب و زینت محفل یہی تو ہے

اے آہ بڑھکے رُخ سے اولٹ دے نقاب کو
اب مجھمین اور یار مین حائل یہی تو ہے

کیا جانے کیا فراق مین ہوجاتی ہی تڑپ
جب بھی یہی جگر ہے مرا دل یہی تو ہے

عاشق ہوے جو گور کنارے تو یہ کہا
دریائے عشق یار کا ساحل یہی تو ہے

پیغام وصل سنکے خفا مجھسے کیون ہین آپ
تعزیہ دل کو دیجیے سائل یہی تو ہے

لیکر جنازہ آئے تو یہ قبر نے کہا
مزدور و بوجھ اُتارو کہ منزل یہی تو ہے

تلوون سے مل کے دلکو مرے یار نے کہا
بوسے جو مانگتا تھا وہ سائل یہی تو ہے

لاتے ہین ہم اُنھین یہی کہہ کہکے اپنے گھر
وہ سامنے ہی حور شمائل یہی تو ہے

کیونکر نہ شعلہ پردہ فانوس کو جلائے
پروانہ اور شمع مین حائل یہی تو ہے

پیکان ہوا جو گم نہ کرو قتل ڈھونڈھ لو
سینہ یہی جگر ہے یہی دل یہی تو ہے

پیر فلک نے صبر مرا مان کر کہا
میری جفاؤن کا متحمل یہی تو ہے

منعم کے ہاتھ بیچتے ہین آج آبرو
بڑھ بڑھ کے کہہ رہا کفِ سائل یہی تو ہے

وہ چارون ہاتھ پاؤن مین مہندی لگائے
گستاخیون کا وقت ارے دل یہی تو ہے

ابرو سے اپنے کہتے ہین دکھلا کے وہ ہلال
اکردے خجل کہ مدِ مقابل یہی تو ہے

پھیرا جو یار نے تو یہ پہچان کر کہا
کمبخت بدنصیب مرا دل یہی تو ہے

احسان ہو دی جگہہ جو لطافت کو قبر کی
ای خاکِ کربلا ہوس دل یہی تو ہے

گیا شباب دلِ داغدار باقی ہے
خزان مین سیر کو یہ لالہ زار باقی ہے

سدا بہار حسن خطِ روے یار باقی ہے
ہوا سوار تو راہی غبار باقی ہے

اگر وہ پوچھین گے کچھہ اور پیار باقی ہے
زبان سے نکلے گا بے اختیار باقی ہے

کہیگی رحمت حق عاصیون سے حشر کے دن
کہ بخشدون کوئی امیدوار باقی ہے

قریب دل کے جگر دیکھہ کر وہ کہتے ہین
اوسے تو صید کیا یہ شکار باقی ہے

وہ جائین گور غریبان کو روند کر نہ ابھی
ادہر بھی آئین ہمارا مزار باقی ہے

شراب و شیشہ و ساقی ہی توبہ ٹوٹیگی
اب ایک آنے کو فصلِ بہار باقی ہے

شبِ وصال ابھی سی ہین آپ گھبرائے
فقط گلے سے لگایا ہی پیار باقی ہے

غمِ فراق مین مدت سے بھوکے بیٹھے تھے
کہ دل بغل مین ترا یادگار باقی ہے

شرف ہی عاشقِ صادق کے خط کا پہنچنا
کہ ہدہد آج تلک تاجدار باقی ہے

ہوی ہین عشق مین رخصت قرار و ہوش و حواس
بس ایک تن مین مری جان زار باقی ہے

سبو کا باندہ نہ منہ بزم مین ابھی ساقی
کہ اور بھی کوئی امیدوار باقی ہے

خزان بہار جوانی ہوئی جو دل ہے تو کیا
وہ رنگ ہی نہین بلبل ہزار باقی ہے

نکلکے سینہ سے دل کوے یار مین پہنچا
گیا بہشت مین مومن مزار باقی ہے

لطافت اُسنے بنایا ہر ایک کو عاشق

نہ رند کوئی نہ پرہیزگار باقی ہے

پیش منعم جو بڑھا دیتی ہے حاجت میری
کھینچ لیتی ہے مرے ہاتھ کو ہمت میری

کاش آئینہ بنا دے مجھے حیرت میری
دیکھون مین اُسکا جمال اور وہ صورت میری

پھر گنہ کرنے پہ مائل ہے طبیعت میری
آبرو رکھ لے ابھی اشک ندامت میری

ہجر مین اُسنے سنی غیر جو حالت میری
تو کہا یہ بھی ہی در پردہ شکایت میری

ہی یہ داد و ستد الفت کی بدولت میری
دل گیا ہاتھ سے آئی جو طبیعت میری

طرفہ دستار سے اے چرخ ہی زینت میری
پیچ پر پیچ دکھانے لگی قسمت میری

کالے کالے ترے گیسو ہین جو اے یار طویل
ہوئی سر چڑھ کے مجسم شب فرقت میری

حشر کے روز گنہگار سے پوچھے گا کریم
دیکھ عصیان ترے بڑھ کر ہین کہ رحمت میری

طرفہ احسان ہی وہ ناز سے فرماتے ہین
شکر کر شکر کہ تو اور محبت میری

زلف کا طول بلا خال کی کوتاہی قہر
وہ شب ہجر تو یہ ہے شب وصلت میری

دونون ایذا مین بلا طول ہین دونون فرد
دن ہی اے حشر ترا یا شب فرقت میری

شکوہ ہجر جو کرتا ہون تو وہ کہتے ہین
دل کے بہلانے کو کافی ہے محبت میری

مر گئے ہم تو کہا طعن سے اُس کافر نے
لو چلے کرنے خدا سے ہین شکایت میری

سُنکے مرنا مرا گر نامرا وہ کہتے ہین
وہم آتا ہے رہے دل مین محبت میری

شیشہ جھک جھک کے جو ساغر سی ہی کرتا باتین
کہین اے پیر مغان ہو نہ شکایت میری

صبح ہوتی ہی نہین ساز ہے کیا دو نو نہین
کیا ملی بخت سیہ سے شب فرقت میری

کھینچکر کوچہ جانان مین نشان کہتا ہون
فاتحہ پڑھیئے کہ فرضی ہے یہ تربت میری

حُسن کی مدح جو کرتا ہون تو کہتا ہی وہ شوخ
آپکو کیا بہت اچھی ہے جو صورت میری

تارے چھٹکے ہوے دیکھے تو کہا عاشق نے
میرے رونے پہ ہی ہنستی شب فرقت میری

غافلو پیش نظر موت ہے دل سے دیکھو
عکس کہتا ہی کہ آئینہ ہے تربت میری

زندہ جب تھا تو وہ کہتے تھے کہان مرتے ہو
مر گیا جب تو کہا چھوڑی محبت میری

نیند سے صبح شبِ وصل جو کہلاتی ہے
آنکھ منہ دیکھتا ہو نہین تو وہ صورت میری

اوسنے شیدا مجھے کر کے یہ کہا روزِ ازل
دل ترا کعبہ تو ایمان ہو محبت میری

رشک آتا ہے دلِ یار مین پائی ہے جگہ
مجھسے تقدیر مین بتر ہے عداوت میری

حسن اور دہر عشق اور وہ بھی جوان مین بھی جوان
وصل کہتا ہے فقط ایک ہے حاجت میری

توبہ عشقِ بتان لاکھ ہون کرتا ہون مگر
دیکھکر حسن بدل جاتی ہے نیت میری

آکے بازارِ جہان مین یہ کفن کہتا ہے
مرنے والے ہین یہ کد ہر جان ہے قیمت میری

شکوہ کرتا ہون تو وہ ناز سے فرماتے ہین
بھولنا وصل کے وعدے کو ہے عادت میری

دلِ عاشق یہ حسینو نمین صدا دیتا ہے
مول لو مجھکو کہ اک بوسہ ہے قیمت میری

ہنسکے وہ کہتے ہین کیا خوب خدا کی قدرت
آپ کے پیار کے قابل ہے یہ صورت میری

نزع کے وقت جو دیکھونگا جمالِ جانان
روح کے ساتھ نکل جائیگی حسرت میری

سب فلک پھرنے لگے دور کو اک کا ہوا
کچھ جو تقسیم ہوئی گردشِ قسمت میری

وصل کی رات ہے کیا آئے چلے کیا اے یار
ایک بھی تو ابھی نکلی نہین حسرت میری

یاد آتی ہین جو گذری ہوئی شب کی باتین
مسکرا دیتے ہین وہ دیکھکے صورت میری

وہ جو پہلو سے شبِ وصل سرک جاتے ہین
اشک بن بنکے ٹپک پڑتی ہے حسرت میری

تنہا ان دیکھکے مردم کی وہ فرماتے ہین
سبکی آنکھو نمین پھرا کرتی ہے صورت میری

دیکھتا ہون تری تمرگان جو سدا برگشتہ
جانتا ہون کہ مجسم ہوئی قسمت میری

ماہِ کامل سے وہ یہ بحث کیا کرتے ہین
سچ کہہ اچھی تری صورت ہے کہ صورت میری

مرنے والے جسے تا حشر ہین سمجھے شبِ قبر
تھوڑی تھوڑی ہے بنٹی اک شبِ فرقت میری

لطف ہے ناز ہی کہتا ہے حسینو نمین وہ شوخ مدد
پیار کرتے ہین لطافت وہ ہی صورت میری

مزا ہو آ کے سینہ مین رہین پیکان جو قاتل کے
نہین گنجایش ارمانون کے خواہان ہین کئی دل کے

جو دیکھے ظلم فرقِ ذبح مجھپر میرے قاتل کے
لہو کے آنسو ان رویا بہت خنجر گلے مل کے

قریبِ چشمِ جلوے قہر ہین مژگان قاتل کے
نہ چھاے ہین یہ سارے تیر اسی ہر بلا ہل کے

شگفتہ دیکھہ کر گل ہین ہمی نالے عنادل کے
کہ ٹکرے ہین چمن مین یہ ہمارے خونشدہ دل کے

گیا جب محتسب ساقی سے پوچھا یہ گلے مل کے
شکستہ شیشہ مے ہے کہ ٹکرے ہین مرے دل کے

نہایت رشک ہی کیونکر نہ ٹکڑے ہون مرے دل کے
کہ بوسے ترے یون طوق ہیری کا گلے مل کے

نجاتِ آخرت کی ہے طلب تو دیکھے پڑھ لے
خدا کا ہاتھہ بھی تو ہاتھہ پر رکھا ہی سائل کے

پھر آنے کی نہین امید آمد محتسب کی ہے
چلا ہے جام مے محفل مین شیشہ سی گلے مل کے

گہن پڑتے جو دیکھا بدر پر عبرت ہوئی دلکو
ہوا ثابت ہمین ناقص عدو ہوتے ہین کامل کے

دہن مین ہے زبان باقی سدا رہے دانت پیسے
رہا اک صاحب خانہ گئے سب لوگ محفل کے

وصال یار کی راحت ہوئی تھی ہجر بھی آیا
یہ تڑپا دل کہ آلی ہوگئے پھر زخم چھل چھل کے

تمھاری چشم نے شاید کہ اسکو بھی جلایا ہے
نہین گوہر دکھاتے ہین صدف بے آبلے دل کے

گلوری عطر مستی پھولکا جل آئنہ شانہ
نیا انداز ہے یہ اسلحہ ہین میرے قاتل کے

نچیلو کیا ہو بیڑا پار کیونکر بڑھ سکے آگے
جو اب سخت لنگر ہین تنکے کشتی سائل کے

کمان ابرو مرا تیر نگہہ کی مشق کرتا ہے
ابھی ہی ابتدا تو دے بنائے جاتے ہین دل کے

وہ میکش ہون کہ خشکی دتری کی سیر ہی گھر مین
جو میل دشت شیشے ہین تو شیشے جام محفل کے

جلایا تھا نہایت قحط مے نے شوق مستی مین
جو کچھہ انگور ٹوٹے آبلے پھوٹے مرے دل کے

عجب ہی عشق صادق جتنے جلجاتے ہین پروانے
تو اتنے ہی ٹپک پڑتے ہین آنسو شمع محفل کے

ملی ہی حد کی شیرینی کوئی تعریف کیا لکھے
ہوے وہ بید ہین مشہور آخر اب سے لب مل کے

گہر کے واسطے سینہ صدف کا چاک کرتے ہین
نہین طمّاع دنیا آبلے بھی چھوڑتے دل کے

لطافت یہ نہین ہین پھول لالہ کے گلستان مین

مجسم ہو گئے ہین آتشین نالے عنا دل کے

جو داغ تیرہ اہل جہان کی نظر مین ہے
یہ عکس میرے بخت سیہ کا قمر مین ہے

عاشق حلال ہوتے ہین بسمل تیغ ہر قدم
تلوار کی لچک تری نازک کمر مین ہے

ہمسر ہوا تھا ایکدن اُس رخ سے آفتاب
اسوجہ سے زوال اسی دوپہر مین ہے

ہی آنکھہ دوڑتی ترے دندان صاف پر
کشتی مری روان اسی آب گہر مین ہے

دنیا مین جین زر کی بدولت کبھی نہین
رہزن کا خوف اہل دول کو سفر مین ہے

دندان نے تیرے رخنے نکالے ہین اسقدر
ناسور آبرو کے لیے ہر گہر مین ہے

کھینچون گا صبح کو تری تصویر اے پری
سرخی شفق مین ہے تو سفیدا سحر مین ہے

ثابت ہوا ہمین مہ نو سے جہان مین
کامل اگر ہے عیب تو داخل ہنر مین ہے

جو یاے مال ہین یہ حسین ظاہری ہے چاہ
اک ہاتھہ ہے گلے مین پڑا اک کمر مین ہے

پھندا ہی مرغ دل کے پھنسانے کو بال کا
حلقہ جو ناف کا تری نازک کمر مین ہے

کس کیفیت سے پھرتے ہین اسمال مست و شاد
خم سر پہ شیشہ ہاتھہ مین ساغر کمر مین ہے

ہر جا شگفتہ دل ہین دکھا دیتے اپنا رنگ
ہین چار پھول بھی تو بہار اک سپر مین ہے

رہزن ہی چشم دل ہی چلا کوے زلف مین
ہو خیر یا خدا کہ مسافر سفر مین ہے

کہتی ہے تیغ یار گلے کیون ملون نہ مین
دیکھو وہ چاند عید کا طالع سپر مین ہے

موے میان یار سے وابستہ ہے ہر آنکھہ
تار نظر ہین جمع کہ پٹکا کمر مین ہے

دل کو نہ حب مال سے غافل سیاہ کر
کیسے کا رنگ دیکھہ یہ تاثیر زر مین ہے

کیونکر بسر فراق مین ہوتی ہے کیا کہین
تھا دل مین درد رات کو دنکو جگر مین ہے

کیا اے لطافت اُس رخ روشن سے دین مثال
زردی ہے آفتاب مین دبا قمر مین ہے

کوچہ عشق مین جب پاؤن بمشکل اوٹھے
یا علی کہہ کہ بخوبی قدم ایدل اُٹھے

سیر کر کے جو کنارے سے وہ قاتل اُٹھے
شور موجون کی زبان سے لبِ ساحل اُٹھے

ایکدم رو کے اگر عاشقِ بسمل اُٹھے
جوشِ دریا کو ہو طوفان لبِ ساحل اُٹھے

دیکھنا دور ہی سے راہ مین آکر تو بھی
جب جنازہ مرا اے حورِ شمائل اُٹھے

تیرے دیوانہ کی آمد جو بیابان مین ہوئی
بہرِ تعظیم بگولے کئی منزل اُٹھے

ہے عجب شور و شغب لائے صاحب تشریف
کہ زمانے سے نزاعِ حق و باطل اُٹھے

پینے تھوکا جو لہو ہجرِ بتان کے غم مین
کر کے تشخیص اطبا مرضِ سل اُٹھے

ہم وہ ہین مست کہ ہو بادہ کشی مین صرف
ہو جو قارونِ خزانہ ہمین حاصل اُٹھے

سلسلہ دشمنون کو زلفِ بتان سے کیا تھا
حشر کو پاؤن مین پہنے جو سلاسل اُٹھے

بوسہ کب اُس مہِ خوبی کا نمانے مین لیا
مجھپہ طوفان نہ کیا کیا لبِ ساحل اُٹھے

صاف اس آئینے مین آئی نظر شکلِ اُسکی
پردہ غفلت کا ترے دل سے جو غافل اُٹھے

ہم وہ ہین مست کہ ہر حال مین ہو بادہ کشی
حشر کو ساغرِ کوثر کے ہین سائل اُٹھے

بیچ ڈالین ابھی اک بوسہ پہ محبوب کی ہاتھ
اسطرح کی تری قیمت اگر ایدل اُٹھے

پیچھے تم بھی کرو بادہ کشی ہم بھی کرین
باغ مین جب کہ گھٹا خوب عنادل اُٹھے

سر پہ ہے بارِ گنہ راہِ عدم دور و دراز
پاؤن کسطرح نہ عاصی کا بشکل اُٹھے

آج نظارہ کسی چاند سے رخ کا ہوگا
خواب مین دیکھے کے ہم ہین مہِ کامل اُٹھے

چشمِ جادوئے صنم کا جو کوئی پوچھے وصف
مدح کا شور میان چہِ بابل اُٹھے

ناتوان عشق نے اسدرجہ کیا عاشق کو
نا زبھی تیرے نہ اے حورِ شمائل اُٹھے

جلوہ قدرتِ حق حشر کو دیکھا سب نے
اسمانون کے جو ہین پردہ حائل اُٹھے

میری عصیانکی ہین میزانمین بھری بارِ عظیم
پلہ کیا بوجھ سے اے خالقِ عادل اُٹھے

بیٹھے بیٹھے ترا لوز آٹھ پہر دیکھین ہم
چار دیوارِ عناصر جو نہ حائل اُٹھے

عشق مین غیرتِ لیلے کے ہواہون بیجا
کیون جنازہ نہ مرا صورتِ محمل اُٹھے

رخ صاف آئنہ کی شکل دکھا دینا تم
صبح کو سو کے اگر عاشق مائل اُٹھے

ہاے مرے دل مین کسی غیرت لیلی کی جگہ
مرکب جسم سے کسطرح یہ محمل اُٹھے

ہجر مین دہیان ہے اُس زلف کی زنجیر ونکا
کیون نہ آہونکا دہوان نیکے سلاسل اُٹھے

سخت جان ہون مین لطافت وہ کرین کیا تجھی قتل
جبکہ تلوار نزاکت سے بمشکل اُٹھے

ہے جہان مین ضعف کا بس اختتام ہے
اُٹھتی نہین ہے مہر بھی جو اپنا نام ہے

ساقی تری شراب سے کیا ہمکو کام ہے
جاری زبانہ پہ ساقی کوثر کا نام ہے

دل مین ہمارے یاد خط سبز فام ہے
کعبہ مین جاے خضر علیہ السلام ہے

اُس خط سبز کا جو دہن پر مقام ہے
کہتے ہین پختہ کار کہ یہ سیب خام ہے

اے گل ترا مطیع ہر اک خاص و عام ہے
لالہ چمن مین فخر سے داغی غلام ہے

صانع کا تذکرہ ہے تو صنعت کا نام ہے
انجام دیکھنا کہ نہ جم ہے نہ جام ہے

دل مین مرے خیال تیون کا مدام ہے
شان خدا حرم مین تیون کا مقام ہے

آزادگی ہے اپنی نئی عشق زلف مین
کھینچا جبین پہ جاے الف ہمنے لام کا

خانہ جہان مین ہے اُسی ہو اچلی
معکوس ہر حباب کا دریا مین جام ہے

ہے شغل سیکشی مین تعلی ہمین پسند
شیشہ فلک کا مہر درخشان کا جام ہے

اسدرجہ مختصر شب وصل صنم ہوئی
نوبت بجی جو صبح کی سمجھا مین شام ہے

گشتہ نہ خسر تیون کو کرو میرے دل مین تم
بیت الحرم مین خون بہانا حرام ہے

رخ اُسکا زلف مین ہے لب مرخ پر مسی
صبح ختن وہ ہے یہ بدخشان کی شام ہے

قرب جبین صاف عیان ہے جو اُنکی مانگ
دیکھو ملی حلب سے رہ ملک شام ہے

ساقی کا ابکی سال تکلف تو دیکھیے
زرین ہین جام شیشہ نہ مینی کا کام ہے

مستون سے خوب اُٹھ گئی تکلیف شرع کی
دیکھو نماز نشہ مے مین حرام ہے

مشکل اگر پڑی ہے لطافت تو غم نہیں
منکا کا شاہجہان مین تیرا امام ہے

کسقدر نفرت ہی اپنے عاشق مہجور سے
دور دور اُسنے کہا دیکھا جو مجکو دور سے

وصف ہو تحریر اُسکی عارض پُر نور کا
روشنائی گر بنی دو چراغ طور سے

ترش رو ہو کر لگائی مجکو تیغ اُس ترک نے
جاے خون نکلے گا سرکہ زخم کے انگور سے

وصل کی شب وہ گئے پچھلے پہر مین مر گیا
غسل میت چاہیے ہے صبح کے کافور سے

کوچہ گردی کی تلاش مے مین ہمنے اسقدر
پاؤن مین چھالے پڑے ہین خوشہ انگور سے

پان کی سرخی گلے سے اُسکے یون آئی نظر
رنگ مے ظاہر ہو جیسے شیشہ بلور سے

دھوم سی جاتا ہی صاحب وہ جنازہ غیر کا
فائدہ کیا پاس جانے سے ہے دیکھو دور سے

ناز برداری کرون یا مین اُٹھاون تیرے ظلم
بوجھ اُتنا دے کہ جتنا اُٹھ سکے مزدور سے

نیش ہین تار شعاع اُس مہروش کے ہجر مین
ماہ کامل کم نہین ہے خانہ زنبور سے

فیض دانا مین ہی سب طالب ہو جسکا جو کوئی
سرکہ و بادہ ہین بنتے دونون اک انگور سے

ایکبار اس گھر مین آئے تھے پر اب آتے نہین
ڈر گئی کالی بلا میری شب دیجور سے

مے چڑھاتے ہی گلابی اُسکی آنکھین ہوگئین
یہ کٹوری کم نہین ہین ساغر بلور سے

سامنے میرے پلائی غیر کو ساقی نے مے
روتے روتے دیدہ گریان ہوے انگور سے

ہوکے گھائل بھی نہ چھوڑی مسیحائی مجہ سے
بھر دیا حق نے دہان زخم کو انگور سے

اے لطافت جنکے دل تیرہ ہین وہ سمجھین جدا
احمد و حیدر کی ہی خلقت ہوئی اک نور سے

ہمسر ہے قامت صنم خود پسند سے
ہی پست عقل سرو کے قد بلند سے

لیا خوف چشم زخم و نظر کی گزند سے
اُس آنکھ کے قرین ہین سیہ تل سپند سے

اُٹھی جو آہ میرے دل درد مند سے
جل جائین آسمان پہ ستارے سپند سے

ہر ہر گھڑی نہ جھاڑ اسے اے سئیس یار
لپٹی کسی کی خاک ہے پائے سمند سے

کیا صدقے ہو کے یار پہ گرتا ہے آگ مین
آتا ہی رشک ہمتو ہین جلتے سپند سے

جائینگے بام یار پہ ہین لاغر و نحیف
پہنچین گے دود آہ رسا کی کمند سے

عشق لب صنم مین جو مرنے کا قصد ہو
اے موت مجکو زہر بھی شیرین ہو قند سے

اس غیرت چمن کی محبت مین ہون یہ زار
گرتا ہون موج نکہت گل کے گزند سے

ہی چاندنی مین وصل کی شب عکس روئے یار
معمور نور گھر ہے ضیائے دو چند سے

حیران ہو نہین کہ آگ پہ ٹھہرے ہین کسطرح
اس روئے آتشین پہ جو تل ہین سپند سے

عقدہ ترے دہان و کمر کا کرے گی حل
امید ہے طبیعت دقت پسند سے

آنسو بہا کے یار کو لاتے ہین دام مین
کم اپنے تار اشک نہین ہین کمند سے

خالی نہ پھیرے ہاتھ دعا کے مرے قبول
آئی حیا کریم کو دست بلند سے

او شہسوار روک لے گھوڑا نہ گھر کو جا
لپٹا ہون اضطراب مین پائے سمند سے

سینہ سی چشم یار نے دل کو چرا لیا
آیا یہ چور گھر مین نکب کی کمند سے

رکھی یہ اسنے عاشق دندان کی آبرو
باندہے ہین ہاتھ موتیونکے دست بند سے

ہو کر نثار شعلہ رخون پر ہون پھک رہا
سیکھا ہی مینے عشق مین جلنا سپند سے

داڑہی ہی شیخ جی نے بڑہائی ہنسینگے سب
باز آئینگے نہ رند کبھی ریشخند سے

آنکھین دکھا کے زلف کو بکھرا کے یار نے
دل میرا لے لیا ہے عجب مکر و فند سے

دیوانہ ہاے زلف ہین کہنچ کہنچ کے آرہے
پھیلے ہوے ہین جادہ صحرا کمند سے

لے آئے جا کے عرش سے مضمون بام یار
کہدون ابھی جو طبع تعلی پسند سے

نالان ہین عشق خال مین جل جلکے یون رقیب
آواز جیسے آگ مین نکلے سپند سے

دندان ترے بنے لب شیرین سے آبدار
نکلی نبات یہ اسی شکر سے قند سے

بن بن کے گرد باد ہوے دشت مین بلند
گرد ملال اٹھی دل رفعت پسند سے

آنکھین تپِ فراق مین جلتی ہین کسقدر
مجمر ہر ایک چشم ہی تل ہین سپند سے

گو ایک جنس ہون پہ صفائی مین ہی مزا
دیکھو سوا نبات کی قیمت ہی قند سے

ہین دل مین داغِ عشق تو مغرور ہی رقیب
دعوی تو نگری کا ہی دینار چند سے

فرہاد اور قیس کو ترجیح مجھ پہ دی
حیران ہون خلائق مردہ پسند سے

گھر کر لیا ہے قلب لطافت مین عشق نے
ہوگا نہ فائدہ کبھی ناصح کی پند سے

جائے اس کوچہ مین کیا طاقت دل بیمار کی
کالے کوسون راہ ہی زلفِ سیاہِ یار کی

ناتوانی حد سے گذری اپنے جسمِ زار کی
پھبتیان ہونے لگین موئے میانِ یار کی

داستان سنکر ہمارے دیدہ بیدار کی
اوڑ گئی ہے نیند چشمِ نرگسِ بیمار کی

رو رہا ہون عشق مین طفلِ برہمن کے جو مین
تسکل ہے ہر ایک تارِ اشک مین زنار کی

اہل جوہر جو کہ ہین خاموش رہتے ہین سدا
کسنے دیکھی ہے زبان گویا کسی تلوار کی

عشقِ زلفِ یار مین ہون دل کا کیا پرسان حال
پوچھنا اچھا نہین شب کو خبر بیمار کی

ناتوانون کی ہی باغِ دہر مین مٹی خراب
کون کرتا ہی عیادت نرگسِ بیمار کی

پھر اٹھا ابر بہاری پھر ہوی مے کی ہوس
فصلِ گل پھر آئی پھر بدلی ہوا گلزار کی

اہل جوہر دشمنِ ہمسایہ سے ہین بے خطر
آب سے بجھتی ہے ایدل آج کب تلوار کی

حلقہ گیسو کے سودے مین جو رویا مین نحیف
پڑ گئی پھانسی گلے مین آنسوونکے تار کی

میرے زخمون مین اٹھا کرتی ہی رہ رہکر چمک
کر گئی تاثیر کیا صحبت ترے تلوار کی

دشت مین بھی فیض مجھ وحشی کا جاری ہوگیا
آبلون سے تر ہوین سوکھی زبانین خار کی

عاشقون کے دل جلاتی ہی بنا گوشِ صنم
ہی ہمارے رشکِ عیسی کا چمن مین انتظار

آجتک آنکھین کھلی ہین نرگسِ بیمار کی
باڑہ کا دور ہے آ اے طفلِ برہمن اسمین کیا

عاشقون کو قتل کرتی ہے پھبن زنار کی

بیخطا کسکا بہایا خون تیرے تیر نے
کہہ رہی ہی صاف خاموشی لبِ فارکی

کوچہ اوس رشکِ سلیمان کا پرستان بنگیا
ہوگئین پریان بھی عاشق سایہ دیوارکی

سقف چرخِ پیر مین تارے ہین یا سوراخ ہین
نقل اوتاری کس قمر کے روزنِ دیوارکی

دام صیادون نے آآکر لگائے باغ مین
مین وہ بلبل ہون نہ دیکھی شکل بھی بازارکی

چشمِ آہو کا جو کوئے یار مین ہوتا ہے ذکر
چشمگین کرتی ہین آنکھین روزنِ دیوارکی

ای لطافت روح نکلی صدقے ہونے کے لیے
نزع مین دیکھی جو صورت حیدرِ کرارکی

کیا کہون مین شانِ خطِ سبز روئے یارکی
حسن قرآن کا پڑہا جدول کھنچے زنگارکی

تاب ہی دل کو نہین دیدارِ چشمِ یارکی
کیا عیادت ہوسکے بیمار سے بیمارکی

دھجیان اوڑ جائینگی زاہد تری دستارکی
آگے رندون کے نہین کچھہ اصل نو دس تارکی

گھر بناتے وقت آیا قبر کا ہمکو خیال
گور کن یاد آئے صورت دیکھہ کر معمارکی

باغ مین شبنم نہین یہ انتظارِ یار مین
ڈبڈبا آئی ہین آنکھین نرگسِ بیمارکی

رات کو بھی کوچہ دلدار مین رہتا ہون دن
دھوپ عاشق ہوگئی ہے سایہ دیوارکی

صحبتِ شعر و سخن مین ہے مری تقریر تیز
معرکہ مین جیسے چلتی ہے زبان تلوارکی

زلف و خطِ یار کا جب نزع مین آیا خیال
نبض دو دی اور نملی ہوگئی بیمارکی

دشمن ہمجنس سے ہوتا ہی عالم مین فروغ
آب سی ہی آنچ بڑہ جاتی ہر اک تلوارکی

عاشقون کی جان لیتا ہی نظر بازی کا شوق
زہر ہوتی ہین تری میٹھی نگاہین پیارکی

بادہ خواری سے جو مین ہوتا ہون تائب نشہ تیز
مدح کرتی ہے زبان موجِ مے گلنارکی

جامِ قلقل توبہ کرتے ہین شبیہ تمام
جام کے لب سے صدا آتی ہے استغفارکی

بوسہ بازی یار سے ٹھہری ہوئی جو شرع
جیت سے بھی ہے زیادہ آج لذت ہارکی

عاشقون سے چین بابرو ہو نہ ایقاتل سدا
آبرو جاتی ہے بل سے مغربی تلوارکی

آہ کرکے اور سینہ تھام کے ہم رہ گئے
اوس نکیلی گات نے برچھی جو دل کے پار کی

رو رہا ہون میکشی کے دھیان مین ساقی مدام
اشک میرے ہین لڑی موتی صراحی دار کی

ہی زمانے مین تواضع جوہر ذاتی مراد
دوست دشمن سے ہے ملنا جھک کے خو تلوار کی

اے لطافت ہو سکے کسطرح تجھسے فکر شعر
روز و شب رہتی ہے کثرت دل مین اوفتادگی

وحشتِ ہر عاشق دلگیر آدھی رہگئی
چھنٹ کے جب اوس زلف کی زنجیر آدھی رہگئی

تن مین جان عاشق دلگیر آدھی رہگئی
جب شبِ وصل اے بتِ بے پیر آدھی رہگئی

بام پر شب کو اولٹ دی اُسنے کیا سے رنقاب
دفعتہً لو ماہ کی تنویر آدھی رہگئی

یار کے آتے ہی شادی مرگ عاشق ہوگیا
موت آئی وصل کی تدبیر آدھی رہگئی

میرے ہوتے غیر کو قاتل نے مارا نیچہ
آرزوئے عاشقِ دلگیر آدھی رہگئی

ہاتھ جسدم آگئی اُس سیمتن کی خاکِ پا
دل مین میرے خواہش اکسیر آدھی رہگئی

لی عدم کی راہ مانی نے پہنچکر نامہ
کھنچتے کھنچتے یار کی تصویر آدھی رہگئی

آہ ساری عمر ہنے عشق کا دفتر لکھا
یکقلم باقی مگر تحریر آدھی رہگئی

گر میان دیکھین جو میری شعلہ رو کے بزم مین
گھلتے گھلتے شمع اے گلگیر آدھی رہگئی

کہہ سکا صاحبانہ اوس سے حال دل مین ناتوان
ضعف سے غش آگیا تقریر آدھی رہگئی

ہل گئین قاتل کی پلکین جب دم صید آگئی
سہم کر چالاکی ہر تیر آدھی رہگئی

غیر سے لڑکر وہ طفل جنگجو پھر مل گیا
راہ پر آکر مری تقدیر آدھی رہگئی

سر جو کاٹا شمع کا محفل مین تو نے ظلم سے
جان پروانے کی اے گلگیر آدھی رہگئی

ہو سکی مجھسے نہ شرح مصحف عارض تمام
آخر اس قرآن کی تفسیر آدھی رہگئی

بن سکے بہزاد و مانی سے نہ اُس گل کی کمر
درمیان مین آئی جب تصویر آدھی رہگئی

قصد جب اُسنے کیا مجھ بیجان کے قتل کا
خود اُگل کر میان سے شمشیر آدھی رہگئی

کوے جانان مین لطافت غیر بھی داخل ہوا
پاس اپنے خلد کی جاگیر آدھی رہگئی

عاشق کی ہے اسی پہ مدارات رہگئی — جب بوسہ اسنے لب کا دیا بات رہگئی
زلفین بنا چکے میر سجان چل کے سو رہو — تھوڑی سی اب تو وصل کی ہے رات رہگئی
پردہ ہوا نہ فاش عدم کا کیا سفر — عشق دہن مین آئی اجل بات رہگئی
گذری جوانی آہ پہ رونا نہ کم ہوا — گرمی کے دن گئے پہ یہ برسات رہگئی
مانند شب سیاہ ہی بیت الحزن مین دن — مہمان آکے گھر مین مرے رات رہگئی
نہ خی ہمارے خون کی چھٹی دست یار سے — مہندی نہ بنکے ہاتھ مین بیہات رہگئی
ہونے دیا نہ وصل کا وعدہ رقیب نے — آکر کلام قطع کیا بات رہگئی
سائل ہو نہین خدا کے لیے اب کرو بخل — اک بوسہ پر ہی حسن کی خیرات رہگئی
کہہ کیا ہے وعدۂ فردا حضور نے — اب حشر پر امید ملاقات رہگئی
بیچارہ دل تو عشق مین پہلے ہی چھن گیا — تھی آنکھ جو بناے فسادات رہگئی
محراب کعبہ کا تری ابرو پہ شک ہوا — آآکے میرے لب پہ مناجات رہگئی
مین زار قبر مین نہ نکیرین کو ملا — کیا دل مین آرزوے سوالات رہگئی
موت آگئی نہ وصل ہوا یار سے نصیب — امید استجابت دعوات رہگئی
بیجا یا یہ رعب حسن صنم ہو سکی نہ بات — کیا آرزوے حرف و حکایات رہگئی
کیا عشق مین ذلیل ہوے اے حباب دل — کیا بات کیجیے قبلۂ حاجات رہگئی
دیتی دہان تنگ صنم کا جواب کیا — غنچہ چمن مین منہ نہ لگے بات رہگئی
غافل اخیر عمر ہے اعمال نیک کر — ہشیار اب ہو نیند سے کم رات رہگئی
دل کھو کے اپنی جان بچی عشق مین تو کیا — یہ کون سی بڑی ہی کرامات رہگئی
خیبر زبان سے دل مرا اس شوخ نے لیا — چھوٹی نہ چال اور نہ کوئی گھات رہگئی

تعریف کی جگہہ یہ ہین بیہودہ اعتراض
لیلیٰ و قیس عالم فانی سے چل بسے
افسوس اب یہ قدر کمالات رہگئی
گذرا وہ حسن و عشق مگر بات رہگئی

ہمکو بلاتے ہین نہ لطافت وہ آتے ہین
رستے گلی کی اونسے ملاقات رہگئی

حسب فرمایش جناب نواب مرزا محمد مہدی علیخان بہادر دام اقبالہ

پری کی اور پرستان کی آرزو کم ہے
حسین لاکھہ ہین کیا شہر لکھنؤ کم ہے

ستم ہے خنجر سفاک سر خرو کم ہے
غضب یہ ہے کہ ترے جسم مین لہو کم ہے

گہر ہو کیا ترے دندان صاف سے ہمسر
نہ کیون صدف مین نہان ہو آبرو کم ہے

کہون مین کیا تری زلف سیہ کو مشک ختن
چمن مین ہے یہ پریشان تو ہمسو کم ہے

عبث ہین ڈھونڈھتے آب کثیر زاہد خشک
بہار مین خم می کیا پے وضو کم ہے

چمن مین سنکے ترانہ ہوئی ہے بلبل مست
ترا کمال یہ کیا میرے خوش گلو کم ہے

خم شراب لگا میرے منہ سے ایساقی
خمار بھی تو نہو گا مجھے سبو کم ہے

مرے لہو کا نہین داغ بدلے تمغے کے
اسی سے خنجر قاتل کی آبرو کم ہے

عبث رقیب پلاتے ہین مے نزاکت مین
شراب تند کی کیا اوس حسین کو بو کم ہے

خیال زلف مین پھانسی لگا کے دون کیون جان
گلا دبانے کو کیا ہر رگ گلو کم ہے

ہم اپنے دل کو سنبھالے ہوے ہین الفت مین
بیان کرتے کی تم جانتے ہو خو کم ہے

بنا دیا ہے مرے دل کو مقتل اوقاتل
بشر کے قتل سے کچھہ خون آرزو کم ہے

جو تنگدل ہین نہین خلق انمین مثل سخی
نظیر دیکھہ لو غنچہ مین گل سے بو کم ہے

ہم آنسوون سے ہین منہ دھوتے سجدہ کرنیکو
گنا ہگار ہین کیا اسقدر وضو کم ہے

لگائے کیون نہ ہر اک عندلیب انتک کا تار
قفس کے چاک بہت سے ہین کیا رفو کم ہے

ہر ایک پھول پہ ہوتی ہی عاشق اے بلبل
اسی سے قدر ترے گل کی روبرو کم ہے

کہے کوئی غم و رنج و الم سے دل مین آئین
ہجوم حسرت و اندوہ و آرزو کم ہے

ابھی تو چاک ہی پھر ٹکڑے ٹکڑے دل ہوگا
نگہ کی تار بھر و حاجت رفو کم ہے

کھنچے ہین دار پہ منصور کی طرح لاکھون
بشر کے حق مین زبان اسکی کیا عدو کم ہے

صدائے شیشۂ مے ہے بغیر ساقی کے
ہمارے مثل کوئی گریہ در گلو کم ہے

رقیب مکر سے رہتا ہی سامنے اُسکے
گہر مین اشک کی جھوٹی تو آبرو کم ہے

پکارتی ہے یہ بلبل لگاکے اشک کے تار
ہر اک قباے گل ترمین کیا رفو کم ہے

دیا جو گوہر دندان کا بوسہ اُسنے کہا
اب اور چاہتے ہو کیا یہ آبرو کم ہے

لپٹ کے وصل مین عاشق سے پوچھتا ہی وہ شوخ
بتا کچھ اب تو ترے دل کی آرزو کم ہے

علی کا رتبہ احادیث کی مطابق جان
کہ دشمنی سے لطافت نہین غلو کم ہے

بلند ہین علم آہ شور ماتم ہے
غم فراق سے گھر مین مرے محرم ہے

خیال مہندی لگانے کا اُنکو ہر دم ہے
غضب یہ ہے کہ مرے جسم مین لہو کم ہے

ہوئی ہی تشنۂ خون تیغ ترک کے غم سے
غضب یہ ہے کہ مرے جسم مین لہو کم ہے

جنون مین نشتر فصاد تیز ہر دم ہے
غضب یہ ہے کہ مرے جسم مین لہو کم ہے

لیا جو وصل کی شب جھک کے بوسۂ دندان
تڑپ کے بولے کہ الماس زیب خاتم ہے

پسند کیون نہ بشر کو حسین ہو گندم گون
یہ رغبت ارث قدیم جناب آدم ہے

ہوس سی زر کی طرف دوڑتا ہی نفس خبیث
طمع بنی ہے معلم یہ سک معلم ہے

مرے محب ہین مجھے دیکھتے ہی رو دیتے
قد خمیدہ ہلال مہ محرم ہے

جو سرفراز ہین مفلس سے جھک کے ملتے ہین
کہ شیشہ ساغر خالی کے روبرو خم ہے

سوال وصل کا در پردہ ہی وہ سمجھے گا
رقم کیا اوسی نامہ مین خط تو ام ہے

ہر اک کو جھک کے تواضع سے کر لیا تسخیر
ہمارے پاس سلیمان کے مثل خاتم ہے

عیان ہے کیا اثر خاکساری و رفعت
سر زمین ہے بلند اور آسمان خم ہے

بس ایک دل ہی بضاعت تھا دیدیا تم کو
تمھارا عاشق نادار رشک حاتم ہے

ہلاک کرتی ہے افراط اچھی شے کی بھی
زیادہ کھائے جو اکسیر بھی کوئی سم ہے

فلک ہے وصل کا دشمن نہ کس طرح پیسے
حسد ہوا کوئی بادام بھی جو توام ہے

ہوا ہے صبح شب ہجر کیا خنک سینہ
سفیدہ سحری زخم دل کو مرہم ہے

مقام حسرت و عبرت ہے یہ ہوا انجام
کہ ٹھوکرون مین سدا کاسۂ سر جم ہے

حضور لاکے کہین مرگ غیر سے خوش ہون
مگر ہے چہرے سے ظاہر کہ آپکو غم ہے

سوال وصل نہ کیجے گا اے لطافت آج
وہ جب سے سو کے اوٹھے ہین مزاج برہم ہے

وعدہ دیو ہین وہ روز ٹالین گے
کب تلک دل کو ہم سنبھالین گے

جان و دل کو تو کر چکے ہم نذر
حضرت عشق اور کیا لین گے

خیر غیرون کا دم بھرین صاحب
اور سے ہم بھی دل لگالین گے

مرتے مرتے نہ چھوڑینگے ہم عشق
نام اوسی کا دم فنا لین گے

بنت جاگین گے میرے طالع کے
ساتھہ اپنے جو وہ سلالین گے

یاد آئے گا باغ مین جو وہ رخ
ہاتھہ ہر بار گل پہ ڈالین گے

خیر روٹھین وہ بوسہ لینے پر
منتین کر کے ہم منالین گے

اون سے مانگین گے بوسۂ لب ہم
اور کیا گالیان سنالین گے

بام جانان پہ بار پا کے رقیب
ٹوپیان عرش پر اوچھالین گے

کب لیا بوسہ مصحف رخ کا
سر پہ قرآن ہم اوٹھالین گے

یاد آئیگی باغ مین جو وہ چشم
آنکھہ نرگس سے ہم لڑالین گے

قطعہ

ہمکو الفت مین وہ ملی ہے سزا
کہ کسی پر نہ آنکھ ڈالین گے
دل لگانے کی اب قسم کھا کر
نام ہرگز نہ عشق کا لین گے
چشم جانانہ پہ صدقے کرنے کو
آنکھین آہو کی ہم نکالین گے
کنگھی اُس زلف مین گرینگے جو ہم
شانہ سانے عدو نکالین گے
در تکسیرین کا لطافت کیا
قبر مین نام مرتضےٰ لین گے

حسین جب دیکھ لیتا ہون محبت آہی جاتی ہے
پھڑک جاتا ہے دل میرا طبیعت آہی جاتی ہے
جب اُنکے پاؤن پڑتے ہین سوال وصل کرتا ہون
تو چپ ہوتے ہین شرما کر مروت آہی جاتی ہے
سمجھتے ہین یہ کیا مال و سیم و زر کو اے ناصح
مقدم حسن ہے جو دیکھنے دولت آہی جاتی ہے
پڑی رہتی ہے زیر آنکھ دو پہر بھون وصل کے طالب
کبھی مدت کے بعد اکر و زر نوبت آہی جاتی ہے
چمک پڑتے ہین آنسو جلکے پروانہ جو مرتا ہے
تو فوراً شمع کی محفل مین وقعت آہی جاتی ہے
نہ ارمان بھاگے حسن سے ان سبزہ زار کے
مگر دیکھے سے آنکھون مین طراوت آہی جاتی ہے
فدا ہون حسن جس معشوق کو ملتا ہے عالم مین
ادا غمزہ بھین شوخی شرارت آہی جاتی ہے
نہین کم نشہ مے سے جہانمین نشہ دولت کا
عجب بدچیز ہے انسان مین نخوت آہی جاتی ہے
بظاہر لاکھ حسن و عشق سے ہین بھاگتے زاہد
پسند انکو بھی لیلیٰ اچھی صورت آہی جاتی ہے
فریب ابرو و چشم تری فرگان مین گر شستہ
مثل یہ راست ہے تاثیر صحبت آہی جاتی ہے
گنہ کرکے کبھی دل مین پشیمان مین جو ہوتا ہون
تو فوراً جوش پر خالق کی رحمت آہی جاتی ہے
بچاتا ہون ہزار اُس آفت جان کی محبت سے
مگر کوئی نہ کوئی دل پہ آفت آہی جاتی ہے
وہ تھوڑی دیر بھی مُنہ رکھکے مارو پہ جو سوتے ہین
گل رخسار کی پھولون مین رنگت آہی جاتی ہے
کبھی گر صحبت اہل ادب مین بیٹھ جاتا ہے
ہزار انسان ہو وحشی آدمیت آہی جاتی ہے
گلے مین ڈال کر باہین جو وہ دلبر سناتا ہے

ہنسی رونے مین تمکو اے لطافت آہی جاتی ہے

قرب لب سے بینیِ شفاف دلبر دیکھیے
آبِ حیوان پر ہین استادہ سکندر دیکھیے

بیطرح بل ہین کسی کے ابرو و نیر دیکھیے
حلق پر کس کس کے پھرتے ہین یہ خنجر دیکھیے

لے کے دل حاضر ہوا ہون بندہ پرور دیکھیے
مین بھی ہون مشتاق میرے ہمت والا دیکھیے

جو ہمیشہ تاجدار و سرکش و سرتاج تھے
ٹھوکرون مین ہین انھین کے کاسۂ سر دیکھیے

اُسکی آنکھین دیکھکر نکلے یہ کہتے طفل اشک
پتلیون کا ہے تماشا جمع ہو کر دیکھیے

دے کے گالی یار نے اک بوسہ دندان دیا
آبرو کھو کر ملی ہمکو یہ گوہر دیکھیے

بدمزاجی کیون ہے تھم تھم کے جو چلتا ہی ذرا
پای توسن سے کوئی لپٹا ہی جھجک کر دیکھیے

اُن لب و دندان کا ایما اپنے مشتاقون سے ہی
دو مہ نو دیکھکر یہ سلک گوہر دیکھیے

ہی تپ فرقت کی شدت مجکو کہتے ہین طبیب
تاب چھونے کی نہین ہے نبض کیونکر دیکھیے

زلف دکھلا کر وہ باتین سخت کہتے ہین ہمین
ابر سے پانی کی جا پڑتے ہین پتھر دیکھیے

آپ کے چہرے پہ فرط حسن سے گرہے نقاب
ہی ہمارے منہ پہ بھی اشکون کی چادر دیکھیے

طرفہ دکھلائی ہی عکس روے گلگون نے بہار
بنگیا ہی آئینہ پھولون کی چادر دیکھیے

تاب آنکھون مین نہین نور جمال یار کی
مہر و مہ ملجائین تو عینک لگا کر دیکھیے

ابرو و نیر یار نے افشان چھڑک کر یہ کہا
آیئے ان نیچون کے آج جوہر دیکھیے

کہکے جوڑا آپ کی زلفونکو باندہا پیچ سے
ناگنون پر آج کیا مارا ہے منتر دیکھیے

پیش عادل ہے مساوی رتبہ شاہ و گدا
ہین جواہر سنگ میزان مین برابر دیکھیے

عکس عارض کو نہ جذب شوق سے کرلین اسیر
جال پھیلائے ہین آئینہ کے جوہر دیکھیے

چشم انصاف آئینہ کی طرح بینا چاہیے
ہو کے صاف ادنی کو اعلی کو برابر دیکھیے

خوف عصیان مجکو ہی تمکو تماشے کی پڑی
کہتے ہو شانہ ہلا کر قبر مین گھر دیکھیے

شکل آئینہ عبث حیران پھرے ہے خلق مین
کیا غرض اک اک کا منہ گھر سے نکلکر دیکھیے

لوگ کہتے ہین کہ لطفِ زندگی الفت مین ہے
جی مین آتا ہے کسی معشوق پر مر دیکھیے

مسکراے نازک وہ قاتل اور ہم ہین بخت جان
آج جی بھر کے وہ صورت زیرِ خنجر دیکھیے

قول عزرائیل ہوگا اے لطافت نزع مین
کھولیے آنکھین جمالِ روے حیدر دیکھیے

رخِ صنم کی ضیا ساغرِ شراب مین ہے
کمالِ حسن ہے مہتاب آفتاب مین ہے

سلام عکس کو کرتا ہے من آب مین ہے
ذرا سی چھاؤن تمھاری جو آفتاب مین ہے

غرورِ حسن سے افلاک کے حجاب مین ہے
ذرا سی چھاؤن تمھاری جو آفتاب مین ہے

وہ صید ہین کہ ہمیشہ کرکبھی دہشتِ پرواز
ہمارے گوشت پہ دورِ اجل کباب مین ہے

تمھارے گیسوؤن کے دام مین پھنسے جیسے
بلا مین جانِ خریں ہے تو دل عذاب مین ہے

ہوئی مری دلِ بریان کو یادِ رنگ ملیح
عجب فراہے موافق نمک کباب مین ہے

قریبِ زلف کے ہین اسکے کان مین جھمکے
عجب ہی موتیون کی بارش اس سحاب مین ہے

تمھارے عارضِ شفاف جب سے دیکھے ہین
حیا سے آئنہ بھی غرق اپنی آب مین ہے

تمھارے دیدۂ مہ کو جب غش آئے ہون
بھلا نظارۂ عشاق کس حساب مین ہے

خدا نے جیسے غلط کی مرے طبیعت کو
روانی ایسی نہ خنجر مین ہے نہ آب مین ہے

زمین کو پہ جانان کو جھکا کے دیکھا اچرخ
نہ کر غرور کہ یہ بھی ترے جواب مین ہے

ہم اونکو عالمِ رویا مین دیکھتے ہین روز
وہ لطف جاگنے مین کب ہی جو کہ خواب مین ہے

برا جو کہتا ہے واعظ تو کہنے دو رندو
وہ جانتا ہی نہین کیا فراغ شراب مین ہے

کسی کے عشق مین آنسو بھی مجکو پونچھنے ہین
ہی یہ قرار جگر یا دلِ اضطراب مین ہے

لطافت اپنی نظر مین ہے سیرِ ہر دو جہان
مجیب نقطۂ موہوم حبابِ تراب مین ہے

وہ جو آنکھون سے اپنی اوجھل ہے
چین دل کو نہ جان کو کل ہے

کون اٹکھیلیون سے چال چلا ۔ آج ساری جہان مین ہل چل ہے
اُسکی رفتار کا جو ہے مضمون ۔ شعر کی بھی زمین مین ہل چل ہے
رخ پہ اُس بُت کے خطِ سبز نہین ۔ عین کعبہ مین فرشِ مخمل ہے
نقص ہے دون جو اُسکے رُخ سے مثال ۔ ماہِ کامل فلک پہ مہمل ہے
صبح کوکبِ شفق کی ہے تحریر ۔ یہ بیاضِ سحر پہ جدول ہے
مثلِ بسمل کے سب تڑپتے ہین ۔ تیری محفل ہے یہ کہ مقتل ہے
بارِ عصیان سے کس قدر مجھپہ ۔ لاش بھی بعد مرگ بوجھل ہے
نہین برسات مین یہ توسنِ قزح ۔ ورقِ آسمان پہ جدول ہے
دیکھنا عشق زلف کی تاثیر ۔ میری تقریر ہی سلسل ہے
اب نہ دو گالیان سمجھ گئے ہم ۔ خوب تیغِ زبان پہ صیقل ہے
نظرِ بد کا خوف ہے مجھکو ۔ آج آنکھون مین اُسکے کاجل ہے
قبر کو دیکھ کھول کر آنکھین ۔ اے مسافر یہ منزلِ اول ہے
ساقیا کیا بسین گے اتنی رند ۔ ایک شیشہ ہے ایک بوتل ہے
میرا روزِ وصال کچھ نہین دور ۔ رات کٹ جاے تو وہ دن کل ہے
تو سہی گھر ہون سیکڑون برباد ۔ قول اُس چشم کا یہ ہر پل ہے
دستِ رنگین مین اُسکے ہے تلوار ۔ شاخِ مرجان مین تیغ کا پھل ہے
میری میت نہ کسطرح تڑپے ۔ ساتھ تابوت کے وہ پیدل ہے

اے لطافت بغیر اوس گل کے
باغ میری نظر مین جنگل ہے

فروتنی سے جہان مین کمال ہوتا ہے ۔ خمیدہ دیکھ لو پہلے ہلال ہوتا ہے
جو بوسہ کا مرے دل مین خیال ہوتا ہے ۔ تو نازکی سے وہ رخسار لال ہوتا ہے

غضب کی جا کرم ذوالجلال ہوتا ہے
گنہ کے بعد اگر انفعال ہوتا ہے

زمانہ طالب حسن ہلال ہوتا ہے
بڑھے جو نقص تو آخر کمال ہوتا ہے

زمین پہ سر جو اٹھاتا ہے کبر و نخوت سے
مثال سبزہ وہی پائمال ہوتا ہے

ہر اک عقیق کا بنتا ہے داغ مثل شجر
ترا کرم ہو تو پتھر نہال ہوتا ہے

عجیب ہے لب رنگین یار کی تاثیر
کہ رشک لعل بدخشان اوگال ہوتا ہے

جواب دو نگاہ لحد مین اسی کا عاشق ہون
سنا ہے عشق کا دان بھی سوال ہوتا ہے

شب وصال اسی لطف مین گذرتی ہے
لبون پہ لب کبھی گاہ بہ گاہ گال ہوتا ہے

پڑی ہے جان حزین ہائے کس مصیبت مین
نہ اسکا وصل نہ ممکن وصال ہوتا ہے

مقام فکر ہے قارون کا حال سن سمجھ
جو طیب مال ہو تو بہ مآل ہوتا ہے

گناہگار جو مرتا ہے خوف دوزخ سے
تو غسل کو غسل انفعال ہوتا ہے

ترش کے خاک پہ گرتا ہے جو ترا ناخن
وہی تو جا کے فلک پر ہلال ہوتا ہے

جو جمع ہو تو عقاب اور خرچ ہو تو عذاب
غرض جہان مین بری چیز مال ہوتا ہے

تمہارے عارض شفاف پر ہے خال عبث
نوشت دیکھ لو بے نقطہ گال ہوتا ہے

فلک چھپائے نہ کیون مجھ سے خیف کو تہ خاک
بڑا ہے نقص جو شیشہ مین بال ہوتا ہے

صفائے قلب کا یہ حال ہے لطافت
کہ بات کا بھی چھپانا محال ہوتا ہے

ہاتھ کنگھی سے کیے شل تو حیا آئی ہے
پاؤن پر تیرے کو تری زلف رسا آئی ہے

جوش پر رحمت حق حد سے سوا آئی ہے
جب گنہ کر کے مجھے شرم و حیا آئی ہے

ہجر کی رات بصد ناز و ادا آئی ہے
مثل معشوق کے مشکل سے قضا آئی ہے

مجھسے چار آنکھ نہین کرتے چھپایا ہے منہ
لطف ہی وصل کے بعد انکو حیا آئی ہے

نہین بیمار محبت کو کسی دم فرصت
وہ گئے ہین تو عیادت کو قضا آئی ہے

عمداً وصل مین یہ کہکے وہ سو جاتے ہین
نیند سنکر مری آنکھو نمین حیا آئی ہے

ناز سے تولتے ہین آج وہ ہنر شمشیر
ہوا دا شکر الٰہی کہ قضا آئی ہے

قبر مین شانہ ہلا کر ہی کہتے ہین عزیز
چونک غفلت سے مسافر کہ سرا آئی ہے

ہو گیا خاتمہ بیداد و جفا کا تجھ پر
میرے حصہ مین اگر مہر و وفا آئی ہے

کہتے ہین وہ کہین عاشق کی نہون سرہانے
ٹھنڈی ٹھنڈی کسی جانب سے ہوا آئی ہے

بعد مدت ترے کوچہ مین ہی بیٹھی مری خاک
کیون اوٹھانے کے لیے باد صبا آئی ہے

عشق کے ساتھ ہی پیدا کیا اللہ نے حسن
یہ مرض وہ ہے کہ ہمراہ دوا آئی ہے

مین وہ بلبل ہون کہ غنچہ مین نہان تنہا ہون
ٹھیک کیا تن پہ مرے گل کی قبا آئی ہے

اسطرف دوست اوٹھانیکو ہین تابوت مرا
اوسطرف ہاتھو نمین ملنے کو حنا آئی ہے

جان دینے کو جو کہتا ہون لطافت شب ہجر
دوست کہتے ہین یہ دلمین ترے کیا آئی ہے

غزل دو بحرین

اوسس گل تر کی سواری نکلی
غیرت باد بہاری نکلی

نزع مین آیا وہ رشک عیسے
لینے کو روح ہماری نکلی

ہجر مین کھولکے دل ہم روئے
حسرت نالہ و زاری نکلی

بوسہ ابرو و مژگان لے کر
کھنچ گئی تیغ کٹاری نکلی

تیز تھی الفت تیغ ابرو
ہو گئی جان بھی عاری نکلی

گنجفہ یار سے غیرون تھا
شکر ہے بوجھ ہماری نکلی

الفت زلف مین دیکھین فالین
رات یہ ہجر مین بھاری نکلی

کہتے ہین مجکو وہ عاشق اپنا
حسرت دل مری ساری نکلی

یار نے خوب نکالا جوبن
صورت و شکل ہے پیاری نکلی

پیوست جو جگر مین مرے تیر یار ہے
اللہ رے تڑپ سینہ مین دل بیقرار ہے

ہم سچ کہین یہ چال تری یادگار ہے
شاگرد جسکی ایک نسیم بہار ہے

مجساز مین یہ کون بھلا خاکسار ہے
کھدوایا تہ تک مین بھی خط غبار ہے

دریاے چاندنی ہے مے خوشگوار ہے
اوڑتے ہین جشن عیش ہے پہلو مین یار ہے

ہے یا ذرف اور دل دغدار ہے
قدرت خدا کی صحبت طاؤس و مار ہے

زیر قلم جو وصف دو ابروے یار ہے
ہر شعر آبدار مرا ذوالفقار ہے

اوس پھول سے غدار پہ خط آشکار ہے
آئی خزان روانہ چمن سے بہار ہے

جب چاہتا ہون دیکھتا ہون اختیار ہے
ہر وقت میرے ہاتھ مین تصویر یار ہے

پھر پیرہن تمام مرا تار تار ہے
جوش جنون ہے آمد فصل بہار ہے

آل کم سخن کے عشق مین دی جلکی مینے جان
خاموش بعد مرگ چراغ مزار ہے

حق سے امید عفو جرائم ہے حشر کو
ہم ہین گناہگار وہ آمرزگار ہے

بولا جو مین کہ تجھپہ گلا کاٹتا ہون آج
ظالم نے مسکرا کے کہا اختیار ہے

ساقی بہار آئی ہے پھر بھر کے دے شراب
ساغر چڑھا ہین نشے کا اوتار ہے

مٹی سکانے جسکی لگی وہ رقیب تھا
برباد جو ہوا وہ ہمارا غبار ہے

یارب کبھی ملی راہ عدم مجھے کس طرح
جاتا ہے دور سر پہ گناہون کا بار ہے

بوسہ فقط رقیب کو تمنے دیا تو کیا
منھ پھیر لو اور بھی کوئی امیدوار ہے

زیبائش اوستے کی ہے جوتی کے عطر کی
شاید ہماری سمت سے دلمین غبار ہے

مینے کہا جو لب سے کہ یہ دل ہے بیقرار
بولے وہ ہاتھ رکھکے کہان بیقرار ہے

کہتے ہین دوسے وہ مری قبر دیکھکر
کانٹے پڑے ہین جسپہ یہ کسکا مزار ہے

مدفن پہ میرے غیر سے ملتے ہین وہ گلے
میت پہ میرے ہاے دو بارا فشار ہے

کھینچی ہے تمنے تیغ تو مجھکو بھی دیکھلو
دشمن سے جھک کے ملتا ہون کیا انکسار ہے

تیرِ نگہ کا اوسکے لطافت غضب ہے توڑ
جو ہے کلیجہ بکھے ہوے بیقرار ہے

دیکھین نہ پری کو بھی یہی دلسے لگی ہے
آنکھ اپنی کسی حورِ شمائل سے لگی ہے

جل جائیے اوس بزم مین جو دلسے لگی ہے
ہر شمع کو لو یار کی محفل سے لگی ہے

چونکا وِلد مین نہ مجھے شانہ ہلاکر
اے بے خبر و آنکھ ابھی مشکل سے لگی ہے

اطفِ شبِ مہتاب ہے دریا کی کرو سیر
ٹھنڈی ہی ہوا اور بھی ساحل سے لگی ہے

مجنون نہین دل ہی سے فقط طالبِ لیلے
پر دیکھے جگہ آنکھ بھی محمل سے لگی ہے

اوس صحفِ عارض کی ہے تصویر گلیمین
قرآنکی قسم جانِ حمائل سے لگی ہے

کیا ڈاب کی تقدیر پہ آتا ہی تجھے رشک
ہر دم کمرِ نازک قاتل سے لگی ہے

انگارونکے مانند ہین سب پھول چمن مین
گلشن مین یہ آگ آہِ غنا دل سے لگی ہے

مشکل سے گذر آپکے کوچہ مین ہوا ہے
جان اپنی ہمین دینگے یہی دلسے لگی ہے

اے یار عدم سے ہون ترا شہ نہ دیدار
پہ پیاس مجھے تو کسی منزل سے لگی ہے

ہم ہارین تو دل دینگے جو وہ ہارے تو بوسہ
چوسر مین یہ بازی ہے قاتل سے لگی ہے

فرقت کی شبِ ماہ سے جلتا ہون ہمیشہ
اک آگ سی دلمین مہ کامل سے لگی ہے

ہم سر کو جھکائے ہوے مقتل مین کھڑے ہین
آس اپنی فقط خنجرِ قاتل سے لگی ہے

اغیار تو پہلو مین ترے صدر نشین ہین
مسند مری فرشِ لبِ محفل سے لگی ہے

شیدائے کمر ملکِ عدم کو ہین پہونچتے
کیا خوب رسد قبہ کے منزل سے لگی ہے

پابند رہے خانہ نشینی کی کڑی مین
یہ بات ہمین ہاتھ سلاسل سے لگی ہے

نازک ہین بہت ہونٹھ جو اوس غنچہ دہن کے
مسی لبِ خوشرنگ پہ مشکل سے لگی ہے

بیعزتی آفاق مین ہے ہاتھ بڑہانا
کاسہ نہین ذلت کفِ سائل سے لگی ہے

دوزخ کا سنون ذکر نہ زنہار لطافت

زاہد کو جلاؤن یہ مرے دل سے لگی ہے

ہمارے دلبر کم سن پہ خوبی ختم سارے ہے — جو بھولا بھولا پھرا ہی تو صورت پیاری پیاری ہے
اے صفاک کیا تیری مژہ مین آبداری ہے — چھری ہی تیز ہے خنجر ہے برچھی ہی کٹاری ہے
چمن مین آج آئی کونسے گل کی سواری ہے — جلو مین آگے آگے نکہت و بادِ بہاری ہے
ہمیشہ خاک کے پتلے کو زیبا خاکساری ہے — تصور اصل خلقت پر کرو جب خاک ساری ہے
تصور مین ترے گیسو و رخ کی اشکباری ہے — گھٹا گھنگھور چھائی ہی چمن مین نہر جاری ہے
جوانی کا کبھی ہی بانکپن گہ چال متوالی — ادا نام خدا جو ہی ہماری بت کی پیاری ہے
سلیمان نے بنایا تخت جب ہنسکو قضا بولی — عبث عمر دو روزہ کے لیے یہ پائداری ہے
دوپٹہ اور رہ کر آب وان کا یار کہتا ہے — کمر لچکے گی میری بوجھ سے پوشاک بھاری ہے
غلام اپنا بنا لو مجکو دیکر بوسہ عارض — مرا دل پاس رہنے دو اگر بے اعتباری ہے
تمہارے عاشق جانباز فرقت مین مٹے ہین — کہان اختر شماری ہی کسی جا دم شماری ہے
کیا مجنون نے تو آباد جاکر گنج مرقد کو — جنون تبلا کہ دشت نجد مین اب کسکی باری ہے
پہنکر بار پھولونکے روش پر جب چلتے ہین — لچک کر نازسے کہتی مین کیسا بوجھ بھاری ہے
رخ تابان جانان کو نہین خورشید سے نسبت — یہ اعلے ہی وہ اسفل ہے یہ نوری ہے وہ ناری ہے
دیا ہی دل تمہین صاحب تو دینگے جان بھی اپنی — وہ امر اضطراری تھا یہ امر اختیاری ہے
فریب رخ نہ کیون ہو شور اس جا خ نخدا نکلا — سنا ہے پاس کعبہ کے چہ زمزم بھی کھاری ہے
مرا منھ دیکھکر کہتا ہے وہ بت ناز سے اکثر — خدا کی شان دیکھو انکو بھی الفت ہماری ہے

علی کا نام ہر دم ورد رہتا ہی لطافت کو
نہ کیون آسان ہو مشکل اسم اعظم لب پہ جاری ہے

لین بلائین زلف و لکش کیون بنائی آپکی — سچ تو یہ ہی ہمنے اس دلسے برائی آپکی
وضع کی باتین تمہین دونون ہوگئین شہور خلق — رسم بازی تو ہماری کج ادائی آپکی

آپ ہی انصاف کیجئے کیونکر عاشق ہوئین
شکل بھولی بھولی پیاری پیاری لگتی آپکی

حق کو تھا منظور بہلانا جو دل محبوب کا
عرش اعلےٰ پر صدا پر دیسے آئی آپکی

بسکہ فرماتے ہین وہ ہمسے دم بوس و کنار
آج غیرونسے جو ہم بگڑے بن آئی آپکی

کیونکر نہ عاشق ہون بنایا ہی حبیب اللہ نے
دل تو کیا ہے عرش اعلےٰ تک رسائی آپکی

گرچہ پیارے ہونگے ہین پہلے ہے نہایت نازکی
غنچۂ سوسن نہ بنجائے کلائی آپکی

اسکیہاری بیقراری آہ وزاری لاغری
دیگئی تحفے ہمین کیا کیا جدائی آپکی

دے چکے جب جان ہم و قمقمین تو بولا وہ شوخ
ہوچکی بس بس محبت آزمائی آپکی

دل نہ دینگے ایکبھی بھولے سے اپنا اے صنم
یاد ہے وہ بیرخی بے اعتنائی آپکی

ڈالکے بانہین گلےمین ناز سے کہتے ہین وہ
کیہے امید دلی اتنو برائی آپکی

حضرت یوسف کا آنا بے سبب ہر گز نتھا
خلق مین بنکر حسین صورت دکھائی آپکی

چاہتا ہے لاکھ لیکن پھیر کبھی آتی نہین
سچکی عاشق کی جوانی بیوفائی آپکی

مشکلین آسان لطافت کی ہوئین ہا مشکلکشا
خلق مین مشہور ہے مشکلکشائی آپکی

پریرو سیکڑون مین دل لبھانا جسکا جی چاہے
ہمین صورت کا دیوانہ بنائے جسکا جی چاہے

گلوری ہاتھ سے قاتل کے کھانا جسکا جی چاہے
ہمارے قتل پر بیڑا اوٹھانے جسکا جی چاہے

لب سرخ اور خط سبز قاتل کو نہین پروا
لہو اپنا بہانے زہر کھانے جسکا جی چاہے

بہانے اشک کب لون بحر خوبی کی محبت مین
ہماری چشم پر طوفان اوٹھانا جسکا جی چاہے

عبث حور و پری کو ہی غرور حسن عالم مین
ترے تلوے سے شکل اپنی ملانا جسکا جی چاہے

مرا دل ہے ہر اک ابرو کمانکی چشم پر قربان
نشانہ تیر مژگان کا بنانے جسکا جی چاہے

بہت اغیار دم بھرتے ہین اپنی جان نثاری کا
کھینچی ہے تیغ قاتل سر جھکانے جسکا جی چاہے

کہو عشاق سے ہی قتل عام اوس بت کی کوچہ مین
یہی گو اور یہی میدان ہی آنے جسکا جی چاہے

ہمارے ہوش تو تقریر مین پرواز کرتے ہین
پریرویونکو باتو نمین اڑا جسکا جی چاہے

بچھا کر گیسوونکا دام چہرہ پر وہ کہتے ہین
بلا مین طائر دلکو پھنسائی جسکا جی چاہے

زمین پر خاکساری ہی عجب اکسیر انسان کو
یہ نسخہ کیمیا کا آزما جسکا جی چاہے

کلیجہ چھن گیا الفت مین ہمتو جان کھو بیٹھے
سینیان جہان کے نازاد فدائی جسکا جی چاہے

مری زنجیر غل کرتی ہی دیوانونکے حلقہ مین
کڑی یہ عشق کی نترل ہر آزاد جسکا جی چاہے

یہ دل ہی شعلہ رویونپر لطافت اپنی پروانہ
مثال شمع محفل مین جلائی جسکا جی چاہے

ابرو کے غم نے خم کیا ای آسمان مجھے
گوشہ نشین ہون جب سے ملی یہ کمان مجھے

رلوا رہی ہے الفت زلف بتان مجھے
آثار حشر پڑھکے ہوا یہ ہوا ن مجھے

یاد شن نخیر تھا کبھی عشق بتان مجھے
کہتے تھے زیر پہ فلک جب جوان مجھے

نقش قدم دکھا کے یہ کہتی ہی مجھسے خاک
اوس سے زمین سی کیا آسمان مجھے

کوچہ سے اوسکے در پہ گیا در سے بام پر
تقدیر ایکھی ہی کہان سے کہان مجھے

ہر وقت تیر آہ چلین سوئے آسمان
لب ہلتے ہین مثال کمان مجھے

باغ جہان مین بلبل خود رفتہ ہون کاو
ہے کس چمن مین یاد نہین آشیان مجھے

چاہ ذقن جو خط مین ہے کہتا ہی گر کے دل
سبزہ یمین تھا یہ نظر آیا کنوان مجھے

چھلے جو پہنے دست حنائی مین یار نے
دزد حنا کا غل ہی ملین بیڑیان مجھے

ہر مست کہ رہا ہے وضو ہو شراب سے
کرتا ہی آج بیعت پیر مغان مجھے

کہتا ہے قتل کرکے مجھے وہ عدو سے مل
ہے ناگوار وصلت جسم او جان مجھے

ہر مست محتسب سے ہاتی مین پوچھیا
بتلا دے چلکے پیر مغانکی دوکان مجھے

بولا کلیجہ ہجر مین منھ سے نکل پڑون
دم بھر اگر نفس سے ملے نردبان مجھے

دنیائے بے ثبات مین ہون عندلیب زار
پانی کے بلبلے مین ملا آشیان مجھے

حباب جیل اب مین گنہگار رہ گیا — بھاری تھا بوجھ چھوڑ گیا کاروان مجھے
کر جیسا تحد مین تو وان بھی ہو انتشار — پیسا زمین نے بھی صفت آسمان مجھے

بلوا و کربلا مین لطافت کو یا حسین
اب قہر ہے سکونت ہندوستان مجھے

لکھنا ہے آج یار کا وصف دہان مجھے — فکر رسا ملے پر عنقا کہان مجھے
نسترن مین زرد دیکھ غنچہ دہان مجھے — اے رنج کیون کیا صفت زعفران مجھے
تیر اگر کی مدح جو کرتے ہین میرے زخم — جھک کر سلام کرتی ہین اونکی کمان مجھے
[illegible] — اشکون کی چادرون کی ہی بادبان مجھے
[illegible] — سب ہم صفیر کہتے ہین عرش آشیان مجھے
[illegible] — کہتی ہے شمع آج ملا ہمزبان مجھے
[illegible] — بخشی نئی زمین نیا آسمان مجھے
[illegible] — ای موت لاکے چھوڑ گئی سب کہان مجھے
اک بوسہ دیکے دل جو مرا یار لے لیا — کہنے لگا ملا ہے یہ سودا گران مجھے
بیری مین کیون نہ قد خمیدہ غنر ہو — ہاتھ آئی چلے کھینچے ایسی کمان مجھے
سنتے ہین دل لگا کے ہدا خوش گلون کی تین — مثل دہان نئی جو ملی ہے فغان مجھے
دریائے شراب کا ساقی کہ ابر اوٹھا — کشتی کی کا خوب ملا بادبان مجھے
قد ہو گیا جو خم تو عصا ہاتھ مین لیا — بلا ملا عجب برائے کمان مجھے
ساقی نے جبکہ یاد کیا وقت میکشی — سرشیشے کی طرح آنے لگین ہچکیان مجھے
کہتا ہے دل کہ رخصے چلون لف کیطرف — اب تو ہو مہ خط کا ملا کاروان مجھے
کشتی تن چلے جو سوئے قبر دی صدا — چادر کفن کی دو تو ملے بادبان مجھے

ہے لطف ہر طرح کا لطافت بیان مین

کوثر سے دھوکے دی ہی خدا نے زبان مجھے

حال کھلجاے اگر رنگ رُخ کا کل باندھے
کہدو اتنی نہ ہوا باغ مین سنبل باندھے

آشیان کیون سر شاخ شجر گل باندھے
باغبان ذرگ گل سے پر بلبل باندھے

مین وہ عاشق ہون چمن کا کہ پس مردن بھی
دل شگفتہ ہو اگر خاک سے بلبل باندھے

بعد مدت کے جو بنائی کبھی ان زلفون کو
کیا عجب غنچے کے ہاتھ آپکی سنبل باندھے

کب نہانی مین برہنہ تمھین دیکھا جانے
گھات پر ہے عجب چوری مین کل باندھے

قتل عاشق کو مین بروے اشارے کافی
اسلحہ تو نے مجھے کاہے کو کل باندھے

وقت نازک ہے بہت خانہ نشینی ہو پسند
چاہیے پاؤن بشر کے تو کل باندھے

جاے گلشن مین ترے زلف کا گر سودائی
بت نہ زنجیر ابھی پاؤن کو سنبل باندھے

کہدو صیاد سے لاغر ہے نکلجاے نہ یہ
کھینچکر چاک قفس مین پر بلبل باندھے

غنچے گلشن مین تبسم نکرین لالہ پر
اپنی دستار پہ گر طرہ سنبل باندھے

کہدو ساقی سے شب وصل ہے بادہ جلدی
غنچہ نہ شیشہ کا ابھی دیکی ہمین مل باندھے

ہوا بھی نافہ آہوے ختن آکے نثار
مثل جوڑے کے اوٹھا کر جو وہ کاکل باندھے

بلبلہ کا ہوا بھی باغ کے مانند ہجوم
شمع مدفن ترے عاشق کی اگر کل باندھے

اونکی اور میری محبت کا جو شہرہ ہوجاے
شعر مین اپنے نہ شاعر گل و بلبل باندھے

ای لطافت ابھی جلبت ہو باران آب
چشم گریان اگر اشکونکا تسلسل باندھے

جنان مین جاے یہ عاصی ترا یا نار مین آے
حضور یمین ہے حاضر جو ضراج یار مین آے

بہار باغ جنت پر نہ پھولے اسقدر رضوان
زیارت کے لیے گر کوچہ دلدار مین آے

متاع حسن ہے غیرت یوسف کی نا دہے
خریدار یہ سودا کسطرح بازار مین آے

مبارک زاہد و نکو خلد دوزخ مین ہین عاصی
ہماری آرزو بھی بار اوس دربار مین آے

غضب ہو کے کی شیخ نے کچھ نہ سنکیو
ہر اک کینو کرنہ دام حبیبہ و ستار مین آئے

زیدار و چلو ہی مال مرد یکا بہت ارزان
دل اپنا بیچنے ہم عشق کے بازار مین آئے

نظارت ہے ہمیشہ کعبین کے کلمو وہ ہر
میان دیر و کعبہ مین تا نہ شر مین آئے

نہ دیکھا جلو داوس پر وہ شین کا مثل موسی کو
ہزارون لاکھون یو ہین حسرت مین آئے

عجب ذیشان یہ آیہ مصحف رسا مین آئے

گل تر ہے سبب خندان نہین گلزار مین آئے

حلب مین ہم کبھی ہو نہ کبھی مسودا
اگر ہی عشق صادق بلبل بریان مرہ و گل کا
کہ خوشبوی گل تر نہ چہ منقار مین آئے

جو دیکھی عاشق نظر معشوق کا جلوہ زرد ہوا
سنا کر لنترانی اپنے عاشق سے وہ کہتی ہین
نہین ہے عارضی یہ حسن جو دیدار مین آئے

اگر منظور خورشید فلک کو سے فروغ اپنا
ہماری مہروش کے سایہ دیوار مین آئے

بھلا نا وعدہ روز الست اگر نہ دیتے ہین
خبردار ای دل غافل نہ فرقا مین آئے

لگی کیا ہی ہمین بھی طلعت رحمت عنایت ہو
لگا کر آس ہم بھی حضرت غفار مین آئے

ردلافت سی کر وردن نہ خشی اگر ہو
نہ ہو بھی نہ نقصان رحمت غفار مین آئے

خدا کا سامنا ہو حشر کے دن کیا منہ لے کر
کہ ہین بیٹھا لیے تسبیح و سجادہ مصلا کر

محبت مین تری ای شعلہ رو کیا دل مرا تھے
نکیون ہو بیقراری آگ پر سیماب کیا تھے

چرا کر مجھ سے اوس گل کی جبین ہی تو ڑلی مہندی
رقیب روسیہ بھی آج سے دولہا بنا تھے

خدا کی شان ہی ہین حسینو کی قیامت ہین
قضا عاشق کی آئی نازنینو کی ادا تھے

مرا رض ہجر ہون کیا سخت جانی نے شتایا ہی
اگر مین زہر بھی کھالون مرے حلق مین وا تھے

غنی ہو جاؤن ملا ہی بھی دولت قناعت کی
مرا سیماب دل کشتہ اگر ہو کیمیا تھے

ان لب چھوتے ہی یہ ناوک عرش تک پہنچا
ہمارے ہاتھ اوٹھتے ہی پہنچ دعا تیرے

ے پیکر تو اسکو دیکھکر عشاق جنتی ہین
لب بدار فخر چشمۂ آب بقا تیرے

مرگ ہوگی آندھی اوٹھی ہی صبح شب وصلت
چلے جانا گھر اپنے اے صنم جب بیموا تیرے

دل بیمار کو ہوتی ہی صحت انمین آتے ہی
کلی اوس شوخ عیسی کی ہیون اکسیر شفا تیرے

ت ہی سن کا بازار گرم اے غیرت یوسف
عوض بوسہ کے مین دل دون اگر پیش تیرے

بوسہ اب کاہم دیکر عوض مین لو دل عاشق
کہین رسوا نہ ہوجاو کہ یہ لینا ہو بوٹھے

بھرا عشق غبار آستان غیرت عیسی
دل وابستہ اپنا حسرت بوزاک شفا تیرے

سا نوتھے عدم کی راہ مین واقع تھی یہ منزل
جوانی نیا مین ٹھہرے بھی سمجھکر ہم نہ ٹھہرے

چلون راہ عدم کیونکر گنہ کا بار ہی سر پر
بھلا ہر برق خرمن پر کہین سر پہ اٹھا تیرے

کیا ہی ذبح گر تونے تو ٹھوکر بھی لگاتا جا
ہمارے خون بہا مین کیا کمر بھی ہاتھ آتا ہے

نکیر ین آتے ہی پوچھونگے سرگذشت اتنی
ٹھہر جاو کوئی حلقہ تکتا ہون دل وا تیرے

ونھو ہونگے جو دون آنسو نہی یاد عصیان مین
بھیگے جیب نماز ہی ہی نہ بنے رہا تیرے

روان ہی نکلی نالہ اشکونکا ہے صبح شب وصلت
ہمارا نالہ دل کیون نہ آواز درا تیرے

ل نوت کو گردش مقدر ہے دل انا
لقمہ نہ دست غیر سے گر آسیا تیرے

لطافت لطف ہونگی جو دم شبیر کے در پر
نجف مین روح کا مسکن ہو مدفن کربلا تیرے

لکھ سکے کیا صفت کوچہ قاتل کوئی
جان لب ہے کوئی بیجان کوئی بسمل کوئی

دو بتلو چھو نہ کچھ میرے تڑپنے کا سبب
کیا چھین کے پہلو سے ابھی دل کوئی

ین دل اسے اوسی دیکھتے ہین ہم ہر دم
نہین مانع نہین جانب نہین جانا کوئی

ر کا کیا ذکر یہ نعم ہین جواب
کبھی وازے پہ آتا ہی جو سائل کوئی

چھوڑ دیتے ہین صد افسوس عزیز و احباب
نہین دنیا مین کڑی قبر سے منزل کوئی

کیون نہ آغاز محبت مین کلیجا تھامین
ہائے پہلو مین مرے ڈالتا ہے دل کوئی

آکے دلمین مرے کہتا ہی وہ ترسک لیلے
اس سے اچھی تو جہان مین نہین مل کوئی

بدیو نکو مری کیون سونگھتا ہی ای سگ یار
کیا نہین انمین تیرے کھانے کے قابل کوئی

ہی صدا حسن کی بازار مین مجھ عاشق کی
بیچتا ہو نمین عوض بوسے کے لی دل کوئی

قہر ہے میرے لیے چشم و خط و ابرو ے یار
کوئی جادو ہی کوئی زہر ہے قاتل کوئی

لاکے چہرے پہ نقاب اوسنے تکلف سے کہا
عاشقو نمین نہین نظارے کے قابل کوئی

گوش گل کرتے ہین گاستا نمین کرین شور ہزار
دل سے سنتا نہین آواز عنادل کوئی

سر جھکا ے ہوے اک ہم ہی چلے جاتے ہین
نہین جاتا طرف کوچہ قاتل کوئی

صحبت شعر و سخن مین شعرا آئے ہین
رونق بزم کوئی زینت محفل کوئی

کیون حسینونپہ لطافت نہ مرا دل آئے
کوئی ہے رشک پری حور شمائل کوئی

اک روز چلکے عشق کا بازار دیکھیے
یوسف سے سیکڑون مین خریدار دیکھیے

گر ساتھ سو دے غیر کے دلدار دیکھیے
تقدیر جو دکھاے وہ ناچار دیکھیے

آئینہ مین نہ اپنے رخسار دیکھیے
قبضہ مین غیر کے ہو نہ تلوار دیکھیے

بکتے ہین آکے درہم و دینار دیکھیے
زر کا عجیب گرم ہے بازار دیکھیے

کی ہمسری جو آپکے رخسے سنا ملی
گل بندھکے آئے ہین سر بازار دیکھیے

کوچہ سے آپکے ہی جنازہ مرا چلا
کہتے ہے چشم روزن دیوار دیکھیے

پہناے ہے بتو شوق سے طفلی مین آپنے
آخر گلے پڑیگا یہ زنار دیکھیے

دل دیکے بوسہ لف کا مانگا تو بولے وہ
سودا یہ ہے گران ابھی بازار دیکھیے

لاغر ہوا تو آپ کے کوچہ مین آپڑا
اک دن ہماے سایہ دیوار دیکھیے

کہتا ہے دل وہ سوے تو کام اپنا کیجیے
سو جایئے اگر وہ سے ہشیار دیکھیے

ہوا کس اجل سے جو پیدا ہوا بشر
آیا مرا ک اور خریدار دیکھیے

کیا ہو تمکو آپکے کوچہ سے مل گیا
طرفہ ہے بخل سایۂ دیوار دیکھیے

بر روئے آپ آئنہ مین دیکھیے حضور
آلودہ ہو نہ زنگ مین تلوار دیکھیے

مجرا نا توان کو آپ لگانے ہین اکیون
کر جاے جا بجاے سے نہ تلوار دیکھیے

پوچھا جو مین نے آج تو آؤگے میرے گھر
گردن ہلا کے کہنے لگا یار دیکھیے

شکوہ کیا ستم کا تو بولے بگڑ کے وہ
کہتے تھے کیجیے نہ ہمین پیار دیکھیے

طاقت ہے کم کنارہ ہمت دور ہے سفر
کس طرح ہمسے ہو ٹھیکا یہ بار دیکھیے

کام جل لگا کے آپنے آنکھین لڑا ئین اکیون
کس کی نظر لگی جو ہین بیمار دیکھیے

مطلب ہے جینے مین کر قتل عام ہو
لازم ہے چاند ہو تبھی تلوار دیکھیے

جب لا خر فقیر نے کوچہ مین آپکے
اور سے تو سایۂ دیوار دیکھیے

دیکھا ہے بارگاہ آپکی گردنکاے صنم
او بچھے کہین دلیل ہمین زنار دیکھیے

لطف ہمنشین نے پڑھا دے آپکا
ایمان لاے توڑ کے زنار دیکھیے

حال ہمارا سوال وصل پہ ہنستے ہین آپ
اقرار ہے کبھی کبھی انکار دیکھیے

کہتے ہین آج دم جو دیکھتے ہین بعد ذبح آپ
کاٹی سی اوکلی پڑتی ہے تلوار دیکھیے

کشتی ہے دیکے ہجر مین تسبیح اشک آنکھ
رونے پہ ہے شمار نہ پھر اکبار دیکھیے

دوستی ہوئی ہے الفت گیسو مین وقت نزع
اے یار نبض عاشق بیمار دیکھیے

اوس سیم تن حسین کو ہمیشہ یہی ہے فکر
خوف لو لیجیے جسے زردار دیکھیے

کہتا ہے ابرو آپکا دو ٹکڑے کیجیے
بے قبضہ ہے ہلال کی تلوار دیکھیے

پتھر جنو مین کھائیے لڑکونکے صدمے
گھر بیٹھے سیر دامن کہسار دیکھیے

دل میرا لینے آئی ہے دنیا خدا کی شان
یوسف کی پیر زن ہے خریدار دیکھیے

کرتا ہون آہ آپ دل اپنا سنبھالیے
آگاہ ہو شمار خبردار دیکھیے

صف باندھی ہین جو عاشق حیرت زدہ کھڑے
دیوار ہی نہین پس دیوار دیکھیے

آکر آپ ہین کہ دیتے نہین پرسہ غدار
بلبل کی روے گل پہ ہی منقار دیکھیے

حائل ہے بیچ مین او منین شب وصل آینہ
ہٹتی ہے کب یہ بیچ سے دیوار دیکھیو

کہتی ہے گل سے بلبل نالان ہزار حیف
دل کی طرح دو نیم ہی منقار دیکھیے

آغوش کھولے آپکی جانب کمان ہے
چتونکی کے بوسے لیتا ہی سو فار دیکھیے

انجم ہین روزن آپکے پہرے یکے عکس سے
ہے چاندنی سفید یئے دیوار دیکھیے

فاقہ جو ہو جہان مین تو غصہ نہ کھایئے
روزہ حرام سے نہو افطار دیکھیے

شانہ مرا لحد مین یہ بولے وہ
آئے جو ور بھی تو نہ زنہار دیکھیے

لین ہین جو خون شدہ دل عاشق ہین چٹکیان
کیا سرخرو ہی آپکا سو فار دیکھیے

ہوتا ہے اپنے قتل کا ذرہ حنا کو خوف
تلوار کی نہ اونگلیون سے دھار دیکھیے

وہ زار و ناتوان ہین کہ زندان ہی فرش خواب
بستر کی ہر شکن ہے کہ دیوار دیکھیے

کاجل کی احتیاج رہی پھر نہ آپ کو
گر آنکھ بھر کے میری شب تار دیکھیے

کہتے ہین غیر سے وہ لطافت کو دیکھکر
کرتے ہین ابتو یہ بھی ہمین پیار دیکھیے

سودا کے داغ سر پہ سے جب نکل گئے
ہم آفتاب حشر سے پگڑی بدل گئے

دنیا سے ناتوان ترے بے اجل گئے
اپنے نفس کی آمد و شد سے خجل گئے

سودا مرا وہ سخت ہی جب رگ پہ چل گئی
نشتر مثال خون جہندہ اوچھل گئی

کین طرفہ شوخیان جو وہ گلشن مین کر گئے
گل روندتے پاؤن سے دل پائمال کر گئے

برگشتہ بخت گھاٹ پہ جسدن نکل گئے
گرداب آکے فخر سے گھر گھر نگل گئے

بن بن کے تیر دل پہ رقیبونکی چل گئے
ارمان جسقدر تھے ہمارے نکل گئے

غیرونکے ساتھ دھوپ مین پھر کر ہوئی ہے صبح
جو بن سے دوپہر کی طرح آپ ڈھل گئے

ساقی کے فیض سے جو لنڈھی شیشہ شراب — مستوں کا ذکر کیا کہ واعظ پھسل گئے

بولے پیام وصل پہ چھریاں لگا کے وہ — تیری چلی زبان مرے ہاتھ چل گئے

مین نے دل فریب لیا اونسے دل مرا — آئی وفائے عشق تو سودی بدل گئے

آیا شراب پینے جو میخانہ مین وہ مست — آنکھون نے بھر کے شیشہ سی سر کو مل گئے

دنیا نہین کسیکا مصیبت مین کوئی ساتھ — نالے دہن سے آنکھ سے آنسو نکل گئے

کیا کیا دبایا سایۂ دیوار یار نے — ہم ناتوان آئے جو بیٹھے کچل گئے

زلفون نے دل نکل کے پھنسایا پھر غضب ہوا — گویا کہ سانپ من کو اوگل کے نگل گئے

مجہ بیخطا کو اوسنے بنایا نشانہ جب — تیر اشک بنکے چشم کمانسے نکل گئے

تہا حسن اور نور جوانی شباب کے ساتھ — معشوق کیا تھے شمع کا جوبن جو ڈھل گئے

ایسی شراب پی کہ ہوا طرفہ انقلاب — غفلت بڑھی ثواب سے عصیان ٹل گئے

صبح شب وصال کہا اوٹھکی یار نے — لے شمع ٹھنڈی ہوگئی پروانے جل گئے

روکر تری نگہ سے گرایا تہا تہے ہم — ہنسنے لگے جو تھام کے دلکو سنبھل گئے

دل میرا عشق پاک نے کعبہ بنا دیا — جب تو کمانسے تیر ترے سر کے چل گئے

گرمی مین روشنی جو ہوئی اونکو ناگوار — فوراً گلاونسے شمعونکے شعلے بدل گئے

کہتی ہے اونکی چین جبین نازک بیان چشم — دو صاد خوشخط ایک قلم سے نکل گئے

وحشت مین دامن اور گریبان کو چھوڑ ساتھ — دیکھا کہ عین وقت پہ دونون نکل گئے

سو بار آئے اور گئے انقلاب دہر — لیکن نہ بخت خفتہ کی کروٹ بدل گئے

سینے پہ دست شوق جو پہونچی خفا نہو — ڈالی تہے مینے ہاتھ گلی مین پھسل گئے

یہ فیض ہے جناب امانت کی روح کا
اشعار نو جو طبع لطافت سے ڈھل گئے

زلف مشکین کو اگر کھولکے وہ یار اوٹھے — پھر نہ قیمت تری اے نافۂ تاتار اوٹھے

سمت بیخانہ چلے جھومتی مینوا اوٹھے
مژدہ اے پیر مغاں ابر دھوان دھار اوٹھی

قتل کو ہاے وہ کم سن و تنہ مگار اوٹھے
نہ کمان جس سے کھینچی اور نہ تلوار اوٹھے

در سے اوٹھائی کو وہین جہر مین سو بار اوٹھے
ناتوان تھی نہ جہانسے ترے بیمار اوٹھی

مت طاقت نقش قدم بنکے نہ زنہار اوٹھے
ناتوان تھی نہ جہانسے ترے بیمار اوٹھی

گر پڑے چلکی کئی بار کئی بار اوٹھے
ناتوان تھی نہ جہانسے ترے بیمار اوٹھے

آہ کیون سینہ سے اس غم مین اے یار اوٹھی
ناتوان تھی نہ جہانسے ترے بیمار اوٹھے

تونے اوٹھوا جو دیا بزم سے ناچار اوٹھی
ناتوان تھی نہ جہانسے تری بیمار اوٹھے

آکے کوچہ مین جو فرصت ہوئی دم تک پہونچے
ناتوان تھی نہ جہانسے تری بیمار اوٹھے

ضعف نے زنگ جدا یہ بنایا انکو
ناتوان تھی نہ جہانسے تری بیمار اوٹھے

دن جدائی کے محرم مین عزا خانہ ہے دل
کیون نہ ماتم ہو علم آہ کی اے یار اوٹھے

قدر دونون کی محبت نے بڑھائی عزت
سرو قد مین مری تعظیم کو دلدار اوٹھے

میرے ترشے ہوے ناخن کی مقابل کیا خوب
کیون نہ اونگلی مہ نو کی طرف اے یار اوٹھے

ناز معشوق اوٹھائی کی مجھی عادت ہے
ظلم کیونکر نہ اوٹھے ستمگار اوٹھے

ہم مین وہ دست غزا نہ جو ہلی قارون کا
بادہ خوار یمین ہر اک درہم و دینار اوٹھی

گر پڑے جاکے جو ہم زار ترے کوچہ مین
نہ کبھی پھر صفت سایہ دیوار اوٹھے

ناتوان ہجر تو کرتا ہے مگر شرط یہ ہے
غمزہ و ناز و مزاج آپکا اے یار اوٹھے

خواب مین دیکھتے تھے یار سے ہم بوس و کنار
سو کی اوٹھی بھی تو ہم کرتی ہوئی بیمار اوٹھے

ہم وہ حیرت زدہ عاشق ہین جو صف باندھکے آج
ہنس پڑی یار نئی قہقہہ دیوار اوٹھے

پھر لطافت تجھے کیا خوف ہے بالاے خراط
دستگیری کو اگر ہاتھ مدد گار اوٹھے

جدا ہین دانت پیری مین زبان سے
مچھا ہے دیکھیو یوسف کاروان سے

نہ نکلوں مر کے بھی کوئے بتان سے — زمین دو گز ملے گر آسمان سے
سما ہی چشم تر مین چادر اشک — روان رہتی ہی کشتی بادبان سے
ارادہ ہجر کا ہے خاک اوڑا کر — ملا دون گا زمین کو آسمان سے
چرا کر اونسے دل سینے سے پوچھا — کہو چوری ہوئی گھر مین کہان سے
یہ خود سیدھا نہین ہوتا کسی دن — عجب ہے انقلاب آسمان سے
نہ کہتی ہے جب آتا ہے مرن — وہین آیا گیا تھا یہ جہان سے
ترے سر پر ہے زنگاری دوپٹہ — مقرر بحث ہوگی آسمان سے
جوانی کو منا لائے مجھ تک — ملا دے کوئی روٹھے میہمان سے
مزاج یار سے سیکھے تلون — زمانہ بڑھکے کہدے آسمان سے
خموشی تا کجا منھ چڑھتے ہین آپ — نکلے نہ کچھ میری زبان سے
غم ابرو مین چلے کھینچا ہوا ہون — ہوا ہون زار لون گوشہ کمان سے
بلا سینے سے دل اون گیسو و نمین — مکین اوٹھتا ہے آج اپنے مکان سے
وہ خوش ہین جب سے میرا رنگ ہے زرد — ہنسی آتی ہی کشت زعفران سے
کیونکر میری آہون کے چلین تیر — فلک پر خمیدہ ہین کمان سے
ہوا پیری سے خم تار اشک کا باندھ — کبھی اوترے نہ یہ چلہ کمان سے
ادہر تو حسن مین کامل اودہر بدر — زمین ہی بحث کرتی آسمان سے
جھپک کر میری آنکھین کہہ رہی ہین — کہ فتنہ عشق کا اوٹھا یہان سے
فنا دنیا کا ہمنے کچھ نہ پایا — رہے بھی چند دن تو میہمان سے
دل نالان نہین آنسو روان ہین — جرس چوری گیا اس کارواں سے
نہ مچہر سختی اے دنیا کر اتنی — مدارا چاہیے ہے میہمان سے
دبا کر باہین رکھا سینہ پر ہاتھ — شب وصلت کہان پہونچی کہان سے

جو مرنے والونکے ہین سینہ پر ہاتھ — اشارہ ہے کہ دم نکلا یہان سے
ترا ہمیار رہبر دستگیر ہی — مدد لیتا ہے نبض ناتوان سے
دل ہے بحور یا سے تشنگی — حباب اسمین ہین لاکھون آسمان سے

سلیمان قدردان ہین اسکے ورنہ
لطافت کم ہی مور ناتوان سے

اجل دشمن کونی تیغ سے ہین ہم کرتے — اپنی گردن کو تواضع سے جو ہین خم کرتی
خوش ہین وہ تجھے بہت غیر ہین سب غم کرتے — شکر کر شکریہ احسان ہین کیا کم کرتے
ہین گنہگار غضب کا ہمہ تن شعلہ ہون — میری فریاد ہین مالک سے جہنم کرتے
کسنے کی سینہ زنی جبکا سداصدمہ ہی — غنچے کے ہاتھ سے گھڑیال ہین ماتم کرتے
عارفہ احسان ہی دل لیکے وہ فرماتے ہین — خیر رحم آگیا خاطر ہین تری ہم کرتے
کہر رہے ہین وہ اولٹ کر رخ روشن سی نقاب — آج ہم ذرّونکو ہین نیر اعظم کرتے
کم سنی مین ہی عجب مہر کا سینہ پہ ابھار — شرم آئی اونھین محرم کو بھی محرم کرتے
ٹوٹتے شانہ سے بال اونکے جو اسی شاطہ — لیکے عاشق علم آہ کا پرچم کرتے
زخم دل الفت گیسو مین ہمارا ہوتا — لطف تھا مشک اگر داخل مرہم کرتے
زال دنیا سی لڑے زیر کیا نفس کو جی — ہم سے وہ کام ہوا جو نہین مستم کرتے
دل جو بھولا ہوا بیٹھا تھا وہ دیکر بولے — یاد رکھنا اسے احسان ہین یہ ہم کرتے
دی ہی ساقی نی ہمین طیب و طاہر وہ شراب — ایک ہی جام مین ہین سیر دو عالم کرتے
دولت و مال کا شیطان کماتی ہین شکار — کیا سگ نفس البشر کو ہین معلم کرتے
آنکھ بھرتی ہی حسینان جہان کی کیا جلد — دیر لگتی نہین ان آہوؤنکو رم کرتے
مال دنیا بھی بخیلونکے لیئے آفت ہے — داغ دل بنتا ہی گر صرف مین درہم کرتی
چشم جانان مین بھر آئے مری غمسے آنسو — گل نرگس پہ ہین سب شبہہ شبنم کرتے

دشت عالم مین جو بانی بھی عجب وحشی ہے
ہمنے دیکھا اسے آہو کی طرح رم کرتے

داغ سودا ہین سدا سر پہ خریداری کو
کسی یوسف کی لیے جمع ہین درہم کرتے

کیا اثر ہے مری غم مین تری آنسو نکلے
ساری مژگان کی صفین درہم و برہم کرتے

ناز کی حد کی تھی مہندی نہ لگائی ہوتی
سخ بوسون سی تری ہاتھہ انہی ہم کرتے

پھینک دیتے وہ گلوری کو چبا کر جو اوگال
ہم انہی زخم دل زار کا مرہم کرتے

غم اطافت نہین حاسد کی دلآزاری کا
قدردانی ہین تری صاحب عالم کرتے

سیکڑون تیر نظر جب ترے در آئینگے
زخم فوراً دل مشتاق کے بھر آئینگے

باغ مین آپکے دیوانے اگر آئینگے
ہر شجر سے عوض سنگ ثمر آئینگے

عکس دندان صنم پڑتے ہی بھر آئینگے
دلمین ناسور اگر لیکے گہر آئینگے

اپنے دربار مین تم حکم تو دو آنے کا
لیکے ہم نذر کو اک دیدۂ تر آئینگے

بھیجکر مینے کبوتر جو بلایا ہے اونھین
گو وہ الفاظ نہ سمجھینگے مگر آئینگے

گر بلا ذبح کا اونھین عجب سے کنت ہوگی
گو وہ الفاظ نہ سمجھینگے مگر آئینگے

قلقل شیشہ مے دل ہی سنینگے واعظ
گو وہ الفاظ نہ سمجھینگے مگر آئینگے

آپ اگر حسن دکھائینگے تو ارمان دلکے
اشک بن بن کے ابھی آنکھ مین بھر آئینگے

بزم مین منتظر اونکی ہین کہ ہون ہم پہلو
بیٹھنے کے لیے پہلو وہ کدھر آئینگے

دل نازک مین سمائین گر حسینون قبل شباب
ہے یہ شیشہ مین پیارا اوتر آئینگے

عشق دندان سے مری دلمین لگی جب سے
آپ لے لی کہ بجھانے کو گہر آئینگے

شمع مین بنکے جلون کیون نہ میان محفل
رخ مرا ہوگا اودھر آپ جدہر آئینگے

آشنا ؤنکو سبک آپ کرینگے جو یون
ڈوب کر بحر محبت مین ابھر آئینگے

بوسے لینے سے ترا حسن دوچندان ہوگا
اور یہ چاند سے رخسار نکھر آئینگے

تم نکالو گے جو کوچہ سے اوٹھینگے نہ قدم
ساتھ ہی دلکے مری یاد بھی بھر آئینگے

بدگمان مین جو لطافت سے کہو ہیں ہوں آج
قہقہہ مین نہ اڑا دے وہ اوتر آئینگے

نئی خاکِ شفا خاصیت اکسیر مٹی کی
خرابی کوچۂ جانان مین پر تاثیر مٹی کی

جنون مین جال ساری زندگی تو قیر مٹی کی
مجھے پہنائی ہی جلادنے زنجیر مٹی کی

ادائے ناز سے غمزہ سے مین عاشق بنالیتی
وگرنہ یہ حسین در اصل ہین تصویر مٹی کی

کدورت جمع کرلینی لہین رنج ہجر جانان سے
برائے حسرت مردہ کرین تدبیر مٹی کی

جو دیکھو کاریگر انسان ہی کھیل اوسکی قدرت کا
خدا کی شان ہی باتین کرے تصویر مٹی کی

جو بدلی حیثیت تو بھی نمود اسفل کی نا ممکن
بنائین لاکھ پر ہے بے صدا زنجیر مٹی کی

اجل کہتی ہی جب جسم بشر بے روح ہوتا ہے
زمین پر آدم خاکی ہی اک تصویر مٹی کی

وہ مین آتش قدم دیوانہ ہون جدہر اوگر جکڑی
ابھی کشتہ ہو سب لوہا بنے زنجیر مٹی کی

رکھی تو وہ بنانی کوہے خاک عاشق مرگان
نئی تمنے اکھٹا بہر مشق تیر مٹی کی

ترا لاغر اوڑا کر خاک پیچ و تاب کھاتا ہے
گمان ہوتا ہی دیوانو کو ہی زنجیر مٹی کی

وہ طالب وصل کا ہون خاک پروانو کی جب پائی
برائی شمعدان کیا جمع اسی گلگیر مٹی کی

عجب انداز سے جھپکائین پلکین اوکمان ابرو
دم صید افگنی چالاکیے ہر تیر مٹی کی

اڑ کپین مین اگر وہ کھیل سے سوئے فلک پھینکین
چمک کر تیغ ماہ نو بنے شمشیر مٹی کی

تمھاری ناوک مژگان دل مردہ چیرتی ہین
تماشا ہی نیا دیکھو لڑائی تیر مٹی کی

پے شاہ و گدا موجد ہی کوئی خاکسار اسکا
کفن پیرہے سیاہی کی عوض تحریر مٹی کی

بنایا عطر معشوقون نی الفت کی جو خوشبو تھی
ہوئی ہی خاک ہونے پر بھی یہ توقیر مٹی کی

بنایا اوس کمان ابرو نے میری خاک کا تودہ
ہوا ممنون مین تو ڈ غزالی تیر مٹی کی

ہوئی خاک شفا ساری زمین کوچۂ جانان
نہ کیون لکھون ثنا ہی قابل تحریر مٹی کی

مع گرد کدورت خون عاشق کا جما ایسا
کہ تیغ آبدار اونکی بنی تمشیر سی کی

تو نکا عشق چھوڑا کام منگ وخشت کرنے کا
ارادہ ہی کہ اک مسجد کرین تعمیر مٹی کی

بلائے گرشانی کے لیے مغفر نما میرا
سبی دورے ہر کہ یوا مثل تیر مٹی کی

دل مغموم کیا ہی کہ شب کو سوتے مین
نیا ہی خواب کوئی خاک دے تعبیر مٹی کی

غبار دل نکالا ہمنے تمسے باتین کرتا تھا
دہان غیر مین ملو دم تقریر مٹی کی

یا گل شمع کا پروانے سے باتین کری کیونکر
دہن مین اپنے رکھتا ہے زبان گلگیر مٹی کی

تمہارا عاشق بیمار ہے اسکو نکے دیا مین
تیمم کے لیے کوشش ہی دو دو تیر مٹی کی

جنون مین خلعت شاہانہ ہی سارا لباس اپنا
قبا پر گو کھرو صحرا کا ہی تحریر مٹی کی

لطافت کربلا مین خاک ہو جا چلکی غرقہ ہو
بنے تسبیح خاک پاک ہو تو قیر مٹی کی

موے خط ہین کہ روشن پہ نکلنے والے
جھوپ کی طرح وہ آنکھون مین ڈھلنے والے

مرکے پہنین گے کفن قبر مین جلنے والے
اک نیا بھیس بدل کر ہین نکلنے والے

پھر خفا ہو کہ وہ اٹھکر گئے ہین پہلو سے مرے
پھر مرے اشک ہین آنکھون سے نکلنے والے

نازسے اوسنے لپٹ کر شب وصلت پوچھا
انتو نکلے ترے ارمان نکلنے والے

مین تری عشق مین ویا تو ہوئی خشک قضیب
یہ شجر وہ ہین کہ پانی سی ہین چلنے والے

داغ سودا ہمین دیدیکے جنون کہتا تھا
رائج الوقت یہ دینار ہین چلنے والے

غول کے غول چلے جاتے ہین اوس کوچہ مین
جانے دیتے نہین کعبہ مین نکلنے والے

کوچہ یار کہان ہی جو بھولے سمجھے
ہین سہ و مہر شب و روز کی چلنے والے

موت کردیگی جو عاجز ترے گھر آنے سے
چارکے کاندھی پہ ہم چڑھکے ہین چلنے والے

یار جانی کو ہی صبح شب وصلت ہی قریب
جلد نکلین جو ہین ارمان نکلنے والے

اور عالم تھا وہ طفلی کا یہ پیکان ہے
ٹوٹکر اپنی نہین دانت نکلنے والے

ہم سا ہو گا نہ گنہگار کوئی نازک طبع
زلیست میں فکر جہنم سے ہیں جلنے والے

تنگ عشاق ہیں پڑھوا کی ابھی سن لیتے
خط تقدیر کسی سے نہیں چلنے والے

وصل کس طرح رکا عاشق کو ہی جنت نصیب
مثل اغیار جہنم ہی میں جلنے والے

کثرت حسرت و ارمان ہی تنگ آ دیں
دل میں عاشق تری بیکا لنسی بدلنے والے

کس طرح حسن تباں دیکھو کا ای طفل دل
میرے ٹکڑے کی کھلونو نہیں مچلنے والے

کتنا صاف ہو وہ رخ کہ دفتن پر لی خال
ہیں مگر دل کی طرح یہ بھی پھسلنے والے

حد کی شفاف ہیں انمیں تری ای آئینہ تن
ہاتھ کیا پای نظر بھی میں پھسلنے والے

کوئی افتاد ہو دنیا کی گریں کوہ الم
یا علی کہکے سنبھالتے ہیں سنبھلنے والے

مثل آہو کی پھرا کرتے ہیں بیخوف و خطر
دامن دشت میں یوانی ہیں پلنے والے

ای صراط الفقر حیدر ہیں ثابت قدمی
ہاں نہیں پاؤں لطافت کی پھسلنے والے

خبر بھی لی نہ سنیہ سے نکلکر روح نے دلکی
یہ کیون کنیلی کو نفرت ہو گئی صورت سے محمل کی

بسی ہی ہو صبوت آسمین تہر یوسف شمائل کی
عزیز و مصر کا بازار ہی بستی مرے دل کی

دکھا کر اہ سکو تپہ اور شیشہ میں یہ کہتا ہون
وہ صورت ہے تری دلکی یہ صورت ہے مری دلکی

مرا رد نشین پڑا نونکو غیرت دلاتا ہے
برہنہ آئی دیکھو بیحیائی شمع محفل کی

نہایت دور کوئے یار ہی تو غم نہیں سکا
مجھے تڑپا کی پھونچا دیگی بیتابی مرحبا دلکی

بڑی مشکل سے ہاری گن کے کاٹی ہے شب فرقت
اودا سی رات بھر تھی تھرا سی سنسان محفل کی

بڑھی الفت میں بیتابی تو دلبر کہنے آئے
نئے سیماب سے قلعی ہوئی آئینہ دلکی

سخی ہون ہائے ناداری میں کیا کیا نیچ تو ہون
مجھے تلوار ہوتی ہی درازی دست سائل کی

مسافر اس جہان میں ہیں نہیں ہوئے سفید اپنے
یہ اڑا و کر کہی سر پر ہمارے گرد منزل کی

بخیل افسوس کرتی نہیں کچھ مال دنیا سے
تو اتنا ہی کریں دلمیں خجالت روئے سائل کی

تمنائین ہزارون آرزوئین سرتین لاکھون
بڑا اک شہر عشق آباد ہی بستی مری دلکی

جہان مین عمر طولانی ہو دائم منعم اگر کیجے
تری ہمت کی کوتاہی درازی ہی سائل کی

ازرا سینہ پہ رکھکر ہاتھ پڑھیے فاتحہ صاحب
ہوا ہی عشق مین مردہ یہ تربت ہی مری دلکی

نہ تو کوچل کرنے چلا وہ یار ابرو سے
نئی ہی بحث قابل دید کے مد مقابل کی

لطافت کیا ہی پروانے ہو دلسوزی مین مخلص مین
جو شب کو سوزش دل شمع سی ہی مقابل کی

رائیگان جاتی ہے
میرے پاس آکی جوانی مری پچھتاتی ہے

اشک بہتے ہین جو پیرانون کو موت آتی ہی
شمع بیکس کی ہر اک مردہ کو نہلاتی ہے

چہ ہی روز مین جوتن سے نکلجاتی ہے
روح اس خانہ تاریک مین گھبراتی ہے

یا کہ یا تیرے ہنسی زیر نقاب آتی ہے
ابر مین برق چمک کر مجھے ترپاتی ہے

ازرقی دیدہ بگلمع دام مین کیون لاتی ہے
کیا مین نادان ہون جو دنیا مجھے بہلاتی ہے

عشق ہی طرفہ بلا جان سزین جاتی ہے
دل نہین پارہ آہن ہے قضا آتی ہے

بیٹھے پروانون کی جب گرد نظر آتی ہے
شمع محفل مین کھڑی ناز سے اٹھلاتی ہے

پہلے دنیا کفنی طفل کو پہناتی ہے
دیکھ آغاز مین انجام کو دکھلاتی ہے

بیٹے زنجیر مجھے کھینچے لیے جاتی ہے
پھر جنون خیز بیابان کی ہوا آتی ہے

ہجر کی شب جو کسی طرح نہین آتی ہے
نیند اوڑا اوڑ کے قیامت کی خبر لاتی ہے

دل سوزان پہ مین پکھو لکی آتی ترے تیر
جان آتی ہی اگر سرد ہوا آتی ہے

دشت مین غش مجھے آتا ہی جو پھرتے پھرتے
نوک ہر خار کی تلوے مرے سہلاتی ہے

مین تو ہون نزع مین تم سکو ہی رونی پڑی
دوستو غل نہ مچاؤ مجھے نیند آتی ہے

خندہ گل پہ ہے رونا مجھے آتا بلبل
ان پھٹے کپڑونمین کسطرح ہنسی آتی ہے

فسکے کہتا ہی وہ محبوب گلونے کشتہ
عارضی حسن تمھارا ہی مزاجاتی ہے

بلبلو مین دمن یار سے کیا نسبت دون
سونگھ لو مُنھ سے لگ کر غنچہ کی بو آتی ہے

جاگتے جاگتے کٹتی ہے جو کوتہ شب وصل
ہنسنے کا جل دہی آنکھون مین رہجاتی ہے

بے مدد عالم بیری مین نکلتا نہین کام
دہنت بندھتی ہین زبان جب تو مری جاتی ہے

شب دہمات مری آخر ہی تو سوگ غیر
سبح بھی چاک گریبان کیئے آتی ہے

حسن ہوتا ہی رخ یار پہ عاشق کا غبار
یہ وہ ہی گرد کہ آئینہ کو چمکاتی ہے

شعلۂ حسن کسی کا ہی جلاتا ہر شب
مرے ہر شمع لگن فرش سے گل کھاتی ہے

دیکھتی دھوپ مین ہی گل کو تو ہر بلبل باغ
بہر سایہ پر پرواز کو پھیلاتی ہے

عجب آفت مین ہی انسان کو پھنساتی دنیا
دام گیا درہم و دینار کی پھیلاتی ہے

جھلملاتا نہین پروانے جلا کر شعلہ
یہ اشارہ ہی کہ سر شمع بھی نکراتی ہے

خاک پہچانی کوئی چند ہی دنمین اے قبر
صورت شاہ و گدا ایک نظر آتی ہے

آمد و رفت نفس بھی ہے جہان مین ارشد
ذکر کیا کیطرح عمر کٹی جاتی ہے

ہجر کی رات بسر ہوگی لطافت کیونکر
شام ہوتی ہے طبیعت مری گھبراتی ہے

لگا لیتے گلے سے اونکو ہم دلمین تو شک جاتے
ذرا ای کاتب اعمال پہلو سے سرک جاتے

ہلا کر قبر نالون سے ہین کوئے یار تک جاتے
دفینے زلزلے مین جسطرح سے ہین سرک جاتے

نہ بون آہونکی شعلے ضبط گریہ سے بھڑک جاتے
ٹھہر جاتا دل مضطر جو دو آنسو ٹپک جاتے

کریگی زلف پیدا خط سبزاون کو ری گا اونپر
نہین کچھہ دیر لگتی زہر مارون کا چمک جاتے

نکیرین آئی تھے بہر سوال آفت تھی تربت مین
قیامت تھی جو پہلو سے مرے مولا سرک جاتے

گنہگار آپکے بہر حساب آتی جو محشر مین
تو اپنے کے لیئے شعلے جہنم کے لپک جاتے

وہ مکتب ہون جو زیر تاک روتا خواہش دی مین
تو آنسو بنکے سب انگور خوشون سے ٹپک جاتے

نظر ہوتی جو میری بیکسی پر ذبح ہونیمین
تو آنسو بنکے جوہر چشم خنجر سے ٹپک جاتے

تماشا عشق مین ہین دیدۂ گریان قیونکے
کہ دو اشکونمین یہ کم ظرف بیاغر ہین چھلک جاتے

جو بیٹے گھر سے جاتے شب کو وہ اندھیرو
کہ پہونچانی اونھین سب شمعونکی شعلے لپٹ جاتے

مرا دل سینۂ صد چاک مین تڑپا کی وہ بولے
نہ دیکھا ہو تو دیکھو دام مین بلبل پھڑک جاتے

نئی صورت سی ہوکر ذبح دل قاتل کا بہلایا
تڑپنا دیکھتے میرا تو بسمل بھی ٹھہر جاتے

بلا سی یہ دل مضطر تو پہلو سے نکل جاتا
بہت ہوتا لہو کی اشک آنکھونسی ٹپک جاتے

اجازت ملتی آنے کی جو ہمسی ناتوانون کو
لطافت گرتے پڑتے پھر دلدار تک جاتے

گھر ہوا خوشبو وہ گیسوئے معنبر کھل گئے
یا قرابی عطر کی صد ہا برابر کھل گئے

روح کا جب مین تو آہو نکا دھوان کم ہو گیا
ابر کے دو پاس لگے تھے بہ کر کھل گئے

نکلے سینہ سے دل تپاں جب عناں اسکے
تڑپکے وہ بولی کہ سیمابی کبوتر کھل گئے

گر یہ مین ان ابروونکی تیزیان تا فی رہین
شہر بھر کے دیکھنا ای ترک خنجر کھل گئے

دیکھنے اونکی سواری جمع کیا خلقت ہوئی
بند بازاونکی رستے ہو گئے در کھل گئے

ابروون پر یارنی افشان چنی کس حسن سے
آن دونون نیچون کے جیسے ہو سر کھل گئے

دیکھنا ہوگا نہ ساری دنیمین بھی پورا حساب
گر مری عصیان کی دفتر شرفہ کھل گئے

دی گواہی آستین و دامن سفاک نے
خون عاشق کی قیامت کو یہ محضر کھل گئی

عشق ظاہر ہو گیا باندھی جو اشکونکی جھڑی
آج سارے رازدل ای دیدۂ تر کھل گئے

شرمگین کیون ہو جو سینہ سے دولائی سنگی
کیا ہوا سوتے مین گر ای ماہ پیکر کھل گئے

قبر میری بند ہونی کو ہی اب تو آیئے
کہکے جوڑا مارگیو عیسےٰ باندھتے تو مین کھل گئے

موسم گل مین نہ قسمت نے رہا ہونے دیا
جب قفس مین بند مین بلبل ہوا پر کھل گئے

عشق کوے یار نے کیا مر کے دکھلائی بہار
بند جب آنکھین ہوئین فردوس کے در کھل گئے

دام دانائی سے لیکر باغ مین آتا ہے تو
جعل تیرے آج ای صیاد ہم پر کھل گئے

خفتگان خاک جاگ اوٹھینگے طوفان سے ابھی
چشم گریان کی جو سوتے ای سمندر کھل گئے

جب مقابل حسن قدّ یار سے ہمنے کیا
باغ مین سب عیب تیرے ای صنوبر کھل گئے

ہوگیا سبزہ عیان جب چہرۂ شفاف پر
آپ کے آئینہ عارض کے جوہر کھل گئے

فصد مین بھی شکر خالق کا ہی مجہ وحشی کو دھیان
منھ رگونکے بہر مدحت کھا کی نشتر کھل گئے

مکر سے آنسو بہائے غیر نے سمجھا وہ یار
آبرو جاتی رہی جھوٹے تھے گوہر کھل گئے

بازی اطفال سے سختی اسیری کی گئی
قفل زندان بیجون کھا کھا کی پتھر کھل گئے

ای لطافت حال ل سنکے مرا کہتی ہین وہ
منھ لگایا کیا تجھے شکوونکی دفتر کھل گئے

پیدا اب اور کوئی پریزاد کیجیے
بھولے سے بیوفا نہ تجھے یاد کیجیے

گھر توجنونکے جوش مین برباد ہوچکا
اب چل کے قید خانہ کو آباد کیجیے

نکلے گی اپنے منھ سے نہ شکوہ کبھی ایک بات
گو آپ لاکھ طرح سے بیداد کیجیے

ہے جوشش جنون مین سلاسل کی احتیاج
دریافت کس سے خانۂ حداد کیجیے

مدت سے آپکے قد موزونکا ہی غلام
قید چمن سے سرو کو آزاد کیجیے

وحشت ہی سخت آپکے عاشق کو ابکی سال
تیار قید خانۂ فولاد کیجیے

وحشت سے ٹکڑے چرخ پہ ہو رعد کا جگر
وقت کی شب وہ نالۂ و فریاد کیجیے

جتنی جفائین آپنے کین مجہ سب سہین
اب تو ستم کوئی نئے ایجاد کیجیے

مانند شمع دل پہ یہ ٹھانی ہے عشق مین
کٹ جاے سر بھی گر تو نہ فریاد کیجیے

کافی ہے نوک خار مغیلان کی بہر فصد
صحرا مین کیون تجسس فصاد کیجیے

تدبیر بلبلون نے رہائی کی سونچی خوب
نالون کی بدلے مدحت صیاد کیجیے

سب اک طرف حضور کو اتنا تو چاہیے
غیرونکو بھولیے تو مجھے یاد کیجیے

تماشا عشق مین مین دیدۂ گریان قیونکے
کہ دو اشکو نمین یہ کم ظرف بیاغر ہین چھلک جاتے

جو میرے گھر سے جاتے شب کو وہ ذوق تماشا
کہ پہونچانی اونھین سب شمعونکی شعلے لپٹ جاتے

مرا دل سینۂ صد چاک مین تڑپا کر وہ بولے
نہ دیکھا ہو تو دیکھو دام مین بلبل پھڑک جاتے

نئی صورت سی ہو کر ذبح دل قاتل کا بہلایا
تڑپنا دیکھتے میرا تو بسمل بھی ٹھہر جاتے

بلا سے یہ دل مضطر تو پہلو سے نکل جاتا
بہت ہوتا الہو کی اشک آنکھونسے ٹپک جاتے

اجازت ملتی آنے کی جو ہمسی نا توانون کو
طاقت گرتے پڑتے پھر دلدار تک جاتے

گھر ہوا خوشبو وہ گیسوئے معنبر کھل گئے
یا قرابادی عطر کی صد ہا برابر کھل گئے

رو چکا جب مین تو آہو نے کہا دھو ان کر ہو گیا
ابر کے دو پا لگے تھے بہ کر کھل گئے

نکلے سینہ سے دل بیتاب عشاق کے
تشنگی وہ بولی کہ سیمابی کبوتر کھل گئے

گر یہ ہین ان ابروؤنکی تیزیان باقی رہین
شہر بھر کے دیکھنا ای ترک تر کھل گئے

دیکھنے اونکی سواری جمع کیا خلقت ہوئی
بند بازاونکی رستے ہو گئے در کھل گئے

ابروؤن پر یا نی افشان چہنی کس حسن سے
آن دونون نیچون کے جیسے جوہر کھل گئے

دیکھنا ہوگا نہ ساری دنیا مین بھی پور احساب
گر مری عصیان کی فرد حشر دفتر کھل گئے

دی گواہی آستین و دامن سفاک نے
خون عاشق کی قیامت کو یہ محضر کھل گئی

عشق ظاہر ہو گیا باندھی جو اشکونکی جھڑی
آج سارے راز دل ای دیدۂ تر کھل گئے

شرمگین کیون ہو جو سینہ سے دولائی ہٹ گئی
کیا ہوا سوتے مین گر ای ماہ پیکر کھل گئے

قبر میری بند ہوئی کو ہی اب تو آیئے
ہٹ گیا منھ سے کفن اور بند چادر کھل گئے

کہکے جوڑا مار گیسو عینے باندھی تو مین
چل گیا جسدن ہمارا کوئی منتر کھل گئے

موسم گل مین نہ قسمت نے رہا ہونے دیا
جب قفس مین بند مین بلبل ہوا پر کھل گئے

عشق کوے یار نے کیا مر کے دکھلائی بہار
بند جب آنکھین ہوئین فردوس کے در کھل گئے

دام دانائی سے لیکر باغ مین آتا ہے تو
جبل تسبیح آج ای صیاد ہمپر کھل گئے

تفنگان ناک جاگ اوٹھینگے طوفان سی ابھی
چشم گریان کی جو سوتی ای سمندر کھل گئے

جب مقابل حسن قدیار سے ہمنے کیا
باغ مین سب عیب تیرے ای صنوبر کھل گئے

ہو گیا سبزہ عیان جب چہرۂ شفاف پر
آپکے آئینہ عارض کی جوہر کھل گئے

قصد مین بھی ٹسکر خالق کا ہی مجہ وحشی کو دھیان
منھہ رگونکے بہر مدحت کھا کی نشتر کھل گئے

مکر سے آنسو بہائے غیر نے سمجھا وہ یار
آبرو جاتی رہی جھوٹی تجھی گوہر کھل گئے

بازی اطفال سے سختی اسیری کی گئی
قفل زندان اجنون کھا کھا کی تجھپر کھل گئے

ای لطافت حال ل سنکے مراکتی ہین وہ
منھہ لگایا کیا تجھے شکوونکی دفتر کھل گئے

پیدا اب اور کوئی پریزاد کیجیے
بھولے سے بیوفا نہ تجھے یاد کیجیے

گھر تو جنونکے جوش مین برباد ہو چکا
اب چل کے قید خانہ کو آباد کیجیے

نکلے گی اپنے منھہ سے نہ شکوہ کی ایک بات
گو آپ لاکھ طرح سے بیداد کیجیے

ہے جو شش جنون مین سلاسل کی احتیاج
دریافت کس سے خانۂ حداد کیجیے

مدت سے آپکے قد موزون کا ہی غلام
قید چمن سے سرو کو آزاد کیجیے

وحشت ہی سخت آپکے عاشق کو ابکی سال
تیار قید خانۂ فولاد کیجیے

دہشت سے ٹکڑے چرخ پہ ہو رعد کا جگر
وقت کی شب وہ نالہ و فریاد کیجیے

جتنی جفائین آپنے کین مجہ پہ سب سہین
اب ظلم کوئی سوچ کے ایجاد کیجیے

مانند شمع دلپہ یہ ٹھانی ہے عشق مین
کٹ جاے سر بھی گر تو نہ فریاد کیجیے

کافی ہے نوک خار مغیلان کی بہر فصد
صحرا مین کیون تجسس فصاد کیجیے

تدبیر بلبلون نے رہائی کی سوچی خوب
نالون کی بدلے مدحت صیاد کیجیے

سب اک طرف حضور کو اتنا تو چاہیے
غیرون کو بھولیے تو مجھے یاد کیجیے

آپ سمین بلبلین یہی کہتی ہین باغ مین
غنچے دل بنا تھا مین وہ فریاد کیجیے

دوڑائیے سمند بچاکر نشان قبر
ہم دل جلونکی خاک نہ برباد کیجیے

والد سا جب شفیق ہو صلح پر رجوع
پھر کیون **لطافت** اور کو استاد کیجیے

مثل داغ غیر کے پہلو مین مرکر جان رہے
کس کے گھر رات کو تبلا یئے مہمان رہے

بعد مرنیکے مری قبر پہ کھنا تلوار
کشتۂ ابروئے خمدار ہون پیچان رہے

باہین گردنمین مرے ڈالکے وہ کہتے ہین
لے گلے مل کہ نہ دلمین ترے ارمان رہے

آج انعام مین غیرونکو ہین بوسے ملتے
کہے دیتے ہین ہمارا بھی ذرا دھیان رہے

مرے چہرہ پہ وہ تلوار لگا کر بولے
دل لگایا تھا کسی ترک سے پیچان رہے

عید قربانمین تو لوگون نے کیے طوف حرم
ہم مگر کعبۂ رخ پر ترے قربان رہے

زندگی کا نہ ہمین لطف ملا دنیا مین
ہائے دو روز کو آئے بھی تو مہمان رہے

دو قدم میرے جنازہ کو اوٹھانا آکر
کہے دیتا ہون مرے جان مقیمین ہیان رہے

قتل ناحق تو کیا مجکو مگر یہ بتلائے
دیر تک سر کو جھکائے وہ پشیمان رہے

بھاگ کر کوچۂ قاتل سے یہ کہتا ہی قریب
آبرو چاہے رہے یا نہ رہے جان رہے

ہمنوا ای دست جنون ہان ترے جب قائل ہون
ایک ہی جھٹکے مین دامن نہ گریبان رہے

مین وہ بلبل ہون کہ ماتم مرا عالم مین ہا
بال سنبل کے گلستان مین پریشان رہے

ہائے دل چھین لیا آپنے عیاری سے
کیا تکلف ہے کہ نادان کے نادان رہے

بوسہ دیکر مجھے وہ ناز سے فرماتے ہین
بھول جانا نہ کہین یاد یہ احسان رہے

دشت کی اسکو اوسے کوہ کی تبلائی راہ
قیس و فرہاد پہ کیا کیا مرے احسان رہے

کرلو دنیا مین گناہونکی **لطافت** توبہ
لطف کیا مر کے ہمیشہ جو پشیمان رہے

دل خزین کا مرے ماجرا سنو تو سہی
مرے کی ہے یہ کہانی ذرا سنو تو سہی

کیے جو کوچہ مین عاشق نے پُر اثر نالے
وہ بولے چپ تو رہو غل ہی کیا سنو تو سہی

شب وصال ہی رات تھی سحر کیا کیے وہ
ذرا اذان سحر کی صدا سنو تو سہی

قبول کرنے نہ کرنے پہ ہو صنم مختار
مگر برائے خدا مدعا سنو تو سہی

رقیب یا تھے مہین کیا عرض حال ہو مجھسے
اِدھر تو آؤ مرے دلربا سنو تو سہی

شب فراق یہ گھبرا کے سب سے کہتا ہون
گجر کے بجنے کی یارو صدا سنو تو سہی

اگر نہو گا یہ دلچسپ سنو نہ سنو تم
شب فراق کا قصہ ذرا سنو تو سہی

ہمارے گھر مین جو کل رات کو تم آئے تھے
رقیب کرتے ہین کیونکر گلا سنو تو سہی

کہان چلے اِدھر آؤ تو بوسے لے عاشق
ملی ہے ہاتھ مین تمنے خدا سنو تو سہی

لب رقیب کو کیون وقت نزع جنبش ہے
قریب کان تو لاؤ ذرا سنو تو سہی

ہے آج وصل تو خوش نکو دیکھتے ہو صنم
تمھارے ہجر مین کیا حال تھا سنو تو سہی

یہ منتظر ہون کہ گھبرا کے سب سے کہتا ہون
مرے حبیب کی آئی صدا سنو تو سہی

سوال بوسہ پہ وہ یہ جواب دیتے ہین
ہماری گالیان کچھ دن بھلا سنو تو سہی

پکارتی ہے ہر اک گوش گل مین یون بلبل
یہ زمزمہ یہ مرا چہچہا سنو تو سہی

دکھا کے شکل لطافت وہ غیر سے بولے
انھین بھی عشق ہمارا ہوا سنو تو سہی

جب اونسے کہا تمنے مرجائینگے
کہا آکے ہم دفن کر جائینگے

غم ہجر سے ہم گذر جائینگے
یہی زندگی ہے تو مر جائینگے

جو غسال آئے ہین کھدتی ہے قبر
نہا دھو کے ہم اپنے گھر جائینگے

وہ بولے جو کوچہ مین دیکھا مجھے
کہان آپ آئے کدھر جائینگے

نہ آئین دم نزع عاشق کے پاس
ابھی تو وہ کم سن ہین ڈر جائینگے

حسینونکے فقرون مین آنا نہ تو
یہ دل لیکے دم مین مکر جائینگے

ترے در پہ بیٹھے ہین دربان تو کیا
نظر کی طرح ہم گذر جائینگے

اوٹھا دیگا جب در سے اپنے ودیا
تو بیدست و پا ہم کدھر جائینگے

شب وصل کہتے ہین وہ شام سے
ہوئی صبح ہم اپنے گھر جائینگے

اکیلے ملے وہ بہت دنکے بعد
بھلا آج بچکر کدھر جائینگے

وہ گھر اپنے جائینگے ہم قبر مین
ولا وہ ادھر ہم ادھر جائینگے

مجھے خوف ہے خیر جوبن کی ہو
یہ ظالم ستمگر کدھر جائینگے

وہ سوتا ہے لین بوسہ رخسار کا
اگر جاگ اوٹھے گا مکر جائینگے

کہا دنلنے مجسے یہ کعبہ وہ دیر
حضور آپ کہیے کدھر جائینگے

سنا جب سے کشتی ہر سائل کی پاس
تو کچھ دیکے ہم پار اوتر جائینگے

دلا جب نہ راتین رہین وصل کی
تو فرقت کے دن بھی گذر جائینگے

لطافت یہ سمجھین گے پایا بہشت
نخجف مین پہونچ کر جو مر جائینگے

سامان دل جلون کی لحد پر شہانہ ہے
شمعین ہین نالے دود جگر شامیانہ ہے

بیگانہ کو الم ہے قلق مین یگانہ ہے
غمگین ہمارے مرنے سے سارا زمانہ ہے

الفت سے سرنگون صنم اسجا زمانہ ہے
مسجود خاص و عام ترا آستانہ ہے

عشق دہان تنگ حسین نے کیا ہی گھر
غنچا کا آج کل مراد ل شیانہ ہے

اوس حور کا بناؤ دکھاتا ہے معجزے
دن رات ایک جا ہے کہ آئینہ شانہ ہے

آنسو ابل رہے ہین ہوا ہی جو درد عشق
فوارہ ہائے چشم کا یہ دل خزانہ ہے

موسی کی طرح وجد مین مین کیا نظر کرین
ہمکو تو لن ترانی جانان ترا نہ ہے

اللہ نے کیا ہی مجھے کیا صنم عطا
یکتائے روزگار و حید زمانہ ہے

الفت مین پردہ پوش ہوا خوب درد دل
آنسو بہانے کا ہمین اچھا بہانہ ہے

ہشیار غافلو کہ گذرگاہ ہے جہان
چلنے کی کوئی فکر مین کوئی روانہ ہے

موجود تھے جہان مین کل جو کہ نامور
افسوس آج حال وہ ہین کا فسانہ ہے

نوبت نہ آئی وصل کی تا صبح اے صنم
انکار دل سے ہے یہ حیا کا بہانہ ہے

کیا غم ہے عاشقون کو غنی ہین جہان مین
درہم ہین داغ عشق صنم دل خزانہ ہے

کوئی گرا نگہ سے نظر پر کوئی چڑھا
گردش تمہارے آنکھ کی مثل زمانہ ہے

دنیا مین خاک ساری انقادگی کو سیکھ
سبزہ ہی زمین پہ گرا جو کہ دانہ ہے

حسن کلام کا ہے لطافت ہی تو لطف
معشوق کہتے ہین کہ غزل عاشقانہ ہے

ابن ابو طالب علی اللہ کا مطلوب ہے
کیون نہو نام خدا محبوب کا محبوب ہے

بوسہ بازی کی مری چوسر کھیلیا محبوب ہے
بیٹنا بھی خوب ہے اور ہارنا بھی خوب ہے

دلربا میرا وہی معشوق خوش اسلوب ہے
جو حسین اللہ کے محبوب کا محبوب ہے

حسن مین یوسف زیادہ یا مرا محبوب ہے
اے زلیخا سچ بتا معشوق کس کا خوب ہے

سبزہ اوس چاہ ذقن پر قرب زنخ مرغوب ہے
کیا گلستان ذقن مین پر لہلہاتی دوب ہے

ہای دلکی شورشون نے تلخ کر دی زندگی
جس حسین مین ہے ذرا سا بھی نمک مرغوب ہے

بوسہ لیتے جو مانگا کیون خفا ہوتی ہین آپ
یہ بھی اک بر تھی نہ غصہ کیجیے مجذوب ہے

آنکھ پڑتے ہی غضب ہے چھین لیتا ہے دل
چشم پوشی حسن خوبان جہان خوب ہے

سرد آہین ہمنے کین جب انجمن مین بولے وہ
ٹھنڈی ٹھنڈی یہ ہوا ہمکو بہت مرغوب ہے

عشق کرنیکی سزا ہے بیقراری کا مزا
تجھپہ ایدل جسقدر جور و ستم ہو خوب ہے

دلکو بازار وفا مین بیچتے ہین ہے صدا
مال مفت کا خریدی ہان کوئی محبوب ہے

اس پہ سب پوچھتے ہین بادہ کش محتسب
میکدہ مین دختر رز کس سے منسوب ہے

سخت جانی میری ہی دیکھی ناز کی نے کیا کیا
منفعل میں ہوں ادھر قاتل ادھر محجوب ہے

اے لطافت قہر ہی سیر بھی ہی بعضہ بکو تخیل
آج کل شاعر کا خلعت واہ ورکیا خوب ہے

سیر گل منظور قاتل کو اگر ہو جائیگی
چار پھول اپنے لیے حاضر سپہر ہو جائیگی

سرمہ کی تحریر منظور اونکو گر ہو جائیگی
انکھریو نیر بدنگا ہونکی نظر ہو جائیگی

دانت ٹوٹینگے عیان ہیری اگر ہو جائیگی
کاروان ہوگا روان جسدم سحر ہو جائیگی

قہر ہوگا گر شب وصلت سحر ہو جائیگی
دلکی دھڑکن میری سینہ مین گجر ہو جائیگی

ہمسری دندان جانانسے اگر ہو جائیگی
آبرو زیری تری سلک گہر ہو جائیگی

وصلکی شب آئیگی تو مختصر ہو جائیگی
گھٹکے اوس قاتل کی خاطر سے سپر ہو جائیگی

دشت مین کریان جو میری چشم تر ہو جائیگی
شاخ آہو سبز مانند شجر ہو جائیگی

آئے ہو کاجل لگا کر گھر اگھرا باغ مین
انکھڑیو نیر چشم نرگس کی نظر ہو جائیگی

وصل ہونے بھی نپایا ہو گئی ماتو نمین صبح
کیا خبر تھی شام ہوتے ہی سحر ہو جائیگی

نیمچہ اونکا یک کردم مین لیگا میری جان
قہر کردیگا جو تاخیر کر ہو جائیگی

گر یونہین تقدیر کی برگشتگی بڑھتی گئی
آہ کی صورت دعا بھی بے اثر ہو جائیگی

ہم ہین مشتاق شہادت تیغ کھینچیگا جو وہ
تیرہ بختی سامنے اگر سپر ہو جائیگی

موت کہتی ہی کہ ہو رخصت نہین نیا سی فیض
حسرت دل ساتھ لی زاد سفر ہو جائیگی

دیکھتے ہی دیکھتے گر جاؤنگا لاغر وہ ہون
دفن کو کافی تری گرد نظر ہو جائیگی

عاشق صادق ہے پروانہ جلائیگی اگر
شمع محفل رو سیہ وقت سحر ہو جائیگی

عکس پڑجائیگا جب قاتل کی روی صاف کا
دیکھنا فولاد کی آئینہ سپر ہو جائیگی

بیشمار ایسے مرے عصیان ہین گر ہو کر حساب
قدسیو روز قیامت دو پہر ہو جائیگی

وصل کا سنکر تقاضا ہنسکے بولی شب کو وہ
خیر تیری بھی خوشی پیچھے پھر ہو جائیگی

آج موی سر سپید جو ہیں وہ کل ہونگے سفید
دیکھنا اس شام کی اکدن سحر ہو جائیگی

ہی تصور عقل منعم کو یون بتاتا ہی قصور
قبر آخر جسم کی رہنی کو گھر ہو جائیگی

گر شب فرقت نہ آئیگی بلانے سے مرے
سچ تو یہ ہی موت اک جھوٹی خبر ہو جائیگی

دل پہ جو گذریگی ہو جاؤنگا فوراً مطلع
اشک کے دوڑینگے ہرکارہی خبر ہو جائیگی

ہم تو نکو پور کر جھک جائینگے پیش خدا
عمر ساری سجدے کرنے مین بسر ہو جائیگی

غم مین تیغ بدی کی جب کرینگے وار غیر
میری آگے آکے ہر نیکی سپر ہو جائیگی

چاک ہوگا بعد مرنے کے گریبان کفن
کیا شب تاریک تربت مین سحر ہو جائیگی

شانہ بالون مین جو ہوگا اور چلیگا حسن یار
زلف ہر رخسار پر کھلنے ہی پر ہو جائیگی

باغ مین کھلتے ہین گل ہمپر تو کل ختم ہے
گو پھٹے کپڑے ہین ہنس ہنس کی بسر ہو جائیگی

مر گیا عاشق بلا سے کیون ہی جرچا شہر مین
ہان یہ غم ہی حسن کو اونکی نظر ہو جائیگی

ای لطافت ہی سلیمان کا بہت لطف و کرم
اب یہین عمر قلیل اپنی بسر ہو جائیگی

تم جو ای غیرت یوسف کبھی بازار چلے
نقد جان ہاتھ مین لے لیکے خریدار چلے

سنگ اطفال سے جب کم نہوا درد سر
ای جنون چھوڑنے سر جانب کہسار چلے

سامنے سے لیا بوسہ ترے ابرو کا
مجھسے اغیار سے کسطرح نہ تلوار چلے

چشم ساقی کی تصور مین وان ہون اسطرح
لڑکھڑاتا ہوا جیسے کوئی میخوار چلے

بعد مدت کی شب وصل صنم آئی ہی
صبح کی توپ کوئی کہدے نہ زنہار چلے

بند دیکھا کبھی دروازہ تو اللہ رے شوق
بادہ کش پھاند نہ میخانے کی دیوار چلے

گرم رفتار حسینون مین ہی یون وہ شہ حسن
فوج کے بیچ مین جیسے کوئی سردار چلے

تیرے رشد بزے کا ویکی حقیقت جو لکھون
ابھی کاغذ پہ قلم صورت پرکار چلے

چشم دلدار نزاکت سے ہی یون گرد تمین
جیسے آہستہ بمشکل کوئی بیمار چلے

ہوگیا آہ شرمسار سے کار شعل — شب کو جب ہم طرف کوچۂ دلدار چلے
عشق مین گوہر دندان لب لعلیں کے — جب چلے سیر کو ہم جوہری بازار چلے
آکی دنیا مین ہوا غیر گنہ کچھ نہ حصول — جان سکبار ہم آئے تھے گرانبار چلے
شب کو ہی بام پہ خوابیدہ مرا رشک مہ — دور کرماہ فلک پر نہ شب تار چلے
آنکھ کھلجای روش پر نہ مرے گاردکی — باغ مین زور ہی صرصر نہ خبردار چلے
ہے یہ اس سے نرے راہ رونکو نفرت — دھوپ مین بھی نہ تہ سایۂ دیوار چلے

کوئی مشکل ہوئی پیش لطافت کو اگر
بے امداد وہین حیدر کرار چلے

خفا ہوکر جو خیالی سے وہ ساقی نکلجائے — تو خجر موج مے کا گردن مینا پہ چلجائے
ہوا ولی غضب سے محفل الفت مین پیدا — کہ پروانے کا دل ٹھنڈا ہو جسدم شمع جلجائے
ہمارے منھ سے فرقت مین اگر نالہ نکلجائے — تو ڈر کر برق چمکے رعد دہشت سے دہل جائے
جو ذکر دھوپ مین ساتھ غیر وکی نکلجائے — یقین ہے میر امنکا دو بھر کی طرح ڈھلجائے
ابھی تو فاش ہوجائے ہماری عشق کا پردا — جو ای بتیابیے دل آنکھ سے آنسو نکلجائے
اگر جھوٹون وہ اپنے در پہ اپنی اجازت دین — یقین تو ہی کہ عاشق سجدے کرتا سر کے بھلجائے
گدای کوچۂ جانان سدا مست قناعت ہین — غرض کسکو لۓ پیش منعم واہل دول جائے
دل پر داغ عاشق لیچلا ہی اونکے کوچہ مین — ندامت ہوگی خالی ہاتھ کیا پہلے پہل جائے
پیئے گر خون غیر منع کام اسطرح بڑھتا ہو — دہن سی میانکی وہ نیچہ ہر دم اوگل جائے
جلی جاتی ہی اپنی حسن کی گرمی سی محفل مین — نہ کیونکر شمع کو نکھا پر پروانہ جھلجائے
تعلی کی بہت لیتے ہین آکر بادہ خوارون مین — نہ عمامہ کسی دن شیخ صاحب کا اچھل جائے
تن خاکی سی روح اپنی گئی جسم مثالی مین — کوئی پوشاک میلی جیسے گرمی مین بدلجائے
برائے صبر نی قصۂ فرعون و موسی — جو تو ہو دوست انسان ہا تھہ دشمن کی بلجائے

کمر کی عشق مین معدوم ہوجانے مین لاغر
قضا آئے تو ناف یار کی مانند بل جائی

لحاظ عاشق کی دھکا دیوی شوخ عضب
خدا کی شان موسی تو بچین لی ور کوہ جل جائی

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

ہو جو اپنی آہ سوزان کو شب فرقت عروج
تاری بن جائین تن چرخ کہن مین آبلے

فصل گل آئی ہی سب تھا لو نمین پانی بھر دیا
بلبلون نے دل کی چھوڑی ہی چمن مین آبلے

ہی یہی صحرا نوردی گر تو مر جاؤنگا مین
تفرقہ ڈالین گی اللہ جان و تن مین آبلے

باغ عین اوس شعلہ رو کی لب سے ہمسر ہو اگر
قطرہ شبنم ہون غنچہ کی دہن مین آبلے

ہجر جانان نے جلا کر یہ ہمین تحفے دیئے
داغ سینہ مین بدن مین آبلے

شب کو دیکھو وہ رخ روشن تو ایسا رشک ہو
جلکے پیدا ہون تن شمع لگن مین آبلے

کب شرارت سی ہی معشوقونکی عاشق کو خضر
مرغ آتشخوار کی کب ہین دہن مین آبلے

راتدن الٹی ہوئی گردش ہماری پاؤن کو
چرخ گردان سی ہوئی ہمسر چلن مین آبلے

شعلہ رویونکی محبت سے ہو کیا دل کو ضرر
آگ سے کب ہین سمندر کی بدن مین آبلے

چھو لیا منقار سی مجھ دل جلی کا خط اگر
ہو گئی پیدا کبوتر کے دہن مین آبلے

باغ کو کسنے جلایا ذبح کر کے بلبلین
غنچہ گل کے ہین پر خون ہر چمن مین آبلے

زندگی بھر کی جو عریانی سی تھا دل پک رہا
مر کی آخر دیکھنا پھوٹی کفن مین آبلے

دشت پیمائی سی میرزا نام روشن ہو گیا
بڑھ گئی مہر درخشان سی جلن مین آبلے

ای لطافت نام جب مجھ دل جلی کا لے لیا
ہو گئے پیدا رقیبونکی دہن مین آبلے

خون فشانی پر ہمون آمادہ جوبن مین آبلے
فرق کچھ رکھین نہ صحرا و چمن مین آبلے

آتشی نگوا کی کیون ہنسی ہین کٹپڑی آپ سے
ہون نہ حدت سی کہین نازک بدن مین آبلے

سوختہ تن مین ہون دیکھی جو اگر میرا ہاتھ
ہی یقین پیدا ہون دست برہمن مین آبلے

وضع کی پابند مین تکلیف سی رہتے بری
کب ہو پائی گرفتار رسن مین آبلے

شب کو اگر چاندنی مین نازسی کہتی ہین وہ
ہو تیئے کی پھول گلشن مین نہین یہ جا بجا
آتش گل سی پڑی ہین ہر چمن مین آبلے

دشت پیمائی سی کچھ کم تھا نہ لانا جوئے شیر
پائے مجنوں سان تجھی دست کوہکن مین آبلے

آہ سوزان کر رہا ہون ہی تپاک دلمین مرے
ہین غم کی آبنے چاہ ذقن مین آبلے

گر بہے فرقت سی تن بھکتا ہی دھجی ہی لباس
آگ جل جل کر لگائین پیرہن مین آبلے

گرم گرم آنسو بہائی اسقدر حدسی سوا
دیدۂ تر بنگئے رنج و محن مین آبلے

دل جلا کر سوز فرقت نی ہے بیجان کر دیا
ہین شہادت نامہ کی بد کی کفن مین آبلے

باتین جل جلکر کبھی کرتا ہی غیر ونسی جو وہ
پھوٹتے ہین اپنے دلکی ہر سخن مین آبلے

میرے ہوتی پاس غیرونکی جو بیٹھی شب کو وہ
شمع سان روشن ہوئن لکی انجمن مین آبلے

کھل گیا حال دل معشوق پروانون پہ سب
شمع کی آنسو بنی گر کر لگن مین آبلے

آہ سوزان کی جو مینے قبر مین بعد فنا
بنگئے کافور کی ٹکڑے کفن مین آبلے

دل جلا عاشق ہو مینے کھانا سمجھکر ڈبان
ای ہما پڑ جائینگے تیرے دہن مین آبلے

ہمسری کرتا ہی اوس رخسی قمر جلتا ہو مین
سچ تو یہ ہی دلکی پھوٹینگے گہن مین آبلے

ای لطافت نکتہ چینی کرتی ہین چیا عدو
حاسد نسی ہین دل اہل سخن مین آبلے

دیکھی جو ساتھ غیر کے وہ حور چاندنی
نظر و مین میرے ہو شب دیجور چاندنی

بچھوائی بام پر جو مرا حور چاندنی
ہو جای صاف شرم سی بی نور چاندنی

مرجاؤن مین سخیف نہ دیکر شب فراق
ای آسمان مجسی رہے دور چاندنی

عکس رخ صنم سے مقابل ہو رآنکو
رکھتی نہین جہان مین یہ قدر چاندنی

ساقی کا آتا ہی جو شب ماہ مین خیال
کرتی ہی اپنا شیشۂ دل چور چاندنی

اوس رخ کا عکس کیون نہ مجروح کو دی یا
جمی سی چاہیے کہ رہے دور چاندنی

کھینچین شب فراق جو ہم آہ آتشین
ہو دھوپ کی طرح ابھی بی نور چاندنی

دلمین ہی اوسکے پرتو رخ کا ہمیشہ دھیان
رہتی ہی اپنے گھر مین بدستور چاندنی

پیرہن میں داغ دل کی ضیا کا یہ حال ہے
جیسے سحر کو موتی ہی دی نور چاندنی

بعد عروج کسکو نہیں ہے زوال
ناحق ہی چار روز پہ مغرور چاندنی

مستوں کو شش جہت میں ہے یاروں عزیز تر
گلزار آبجو مے انگور چاندنی

تار شعاع ماہ میں فرقت میں بیشتر
ہے دل کو اپنے خانۂ زنبور چاندنی

مرجای رات کو تو اجی جو دشت میں
شبنم کفن ہو اور ہو کافور چاندنی

اور فلک ماہ طبع میں لطافت ہے آبھی
ہو جای ایکدن شب دیجور چاندنی

کہتے ہیں وہ جو ہجر میں ہے بڑی سہی
احسان مجھ پہ کیا ہی بلا سی سہی ہی

گلمیں ہیں دل لگا مگر کسی سے ہی سہی
ہی عشق تو نخال بہت دل لگی سہی

دینا پڑیگا مال کا نقصان حساب
رکھی ہی کل طاق پہ مرکبی سہی

ہو زیست یا کہ موت پر ہی ہو کہ خوب ہو
ہی کام دل لگانے سے کوئی سہی

جو راست باز ہیں وہ نہیں بندۂ عوام
آزاد کیوں نہ ہو کہ ہوا سر بھی سہی

اغیار کچھ دنوں بھی نہ ثابت قدم رہے
مینے تو مدتوں ہی حضوری کی سہی

مسجد میں وعظ کہتا ہی واعظ حلوں میں
میخوار و تھوڑی دیر چلو چل لگی سہی

جو کچھ تری طرف سے ہی دل کو پسند ہے
ناز و ادا تو جھیل گئے ظلم بھی سہی

رکھیے نہ فرق بات میں کہنے سے صاف
مانگ آپکی نکالی ہی کہنے سہی سہی

یہ حسن ہے وہ چیز کہ سب کو پسند ہے
عاشق تو تیرا ذکر ہی کیا متقی سہی

مینے کہا جو ایسی کہ غیروں کی تم ہو دوست
کہنے لگی ڈھٹائی سی اچھا یہی سہی

بوسہ ضرور لونگا لب سرخ یار کا
کام اپنی کاسی ہی مجھی لاجی سہی

کہتے تو تم جو جنس میں عجلو کو تنگی قیل
حاضر ہوں سر جھکائی ہوئے میں ابھی سہی

سلک گہر کو دیکھ کے وہ یار ہنس پڑا
لو آج آبرو گئی بالکل رہی سہی

تم ظلم و جور کر کے پشیمان نہین ہوے
مینے کیا نہ صبر و تحمل یہی سہی

مینے بلائین لینی کو مین ہاتھ یہ بڑھائے
تم اپنی دل مین سمجھی ہو جو کچھ وہی سہی

مجکو وہ اپنے گھر مین بلاتے نہین اگر
در پر پڑا ہوا ہون لطافت یہی سہی

ایذا اوٹھائی ہمنے کڑی پر کڑی سہی
پر آنکھ حسن یار سے اپنی لڑی سہی

جو دل لگا کے ہمپہ مصیبت پڑی سہی
زنجیر کی بھی چوٹ جنون مین کڑی سہی

بجلی تمھارے دانتون کی ہنگام قہقہ
کڑکی اگر تو خلق پڑی جب پڑی سہی

کیا وجہ ہی جو منھ سے وہ بت بولتا نہین
غیرون نی بات کوئی نہ کوئی جڑی سہی

کافی ہمارے قتل کو اے نازنین ہے
تلوار گر نہین تو نہوا ک چھڑی سہی

ساقی نہ ڈھونڈھ جام گلابی مین دے شراب
ہی وصل گل جو پھول نہین پنکھڑی سہی

عاشق کا چل چلاو ہی اب دیکھ جایئے
پہرون نہ آکی بیٹھیے کوئی گھڑی سہی

کہتا ہی کون جانکی مستی نی جان لی
کیون نیلی پیلی ہوتی ہو دھوکا دھڑی سہی

جانیکو ہی وہ یار بہانا ہو کچھ نہ کچھ
گر منہ نہین تو آنسوون ہی کی جھڑی سہی

کوئی نہ کوئی سلسلہ جنبان جنون مین ہو
زنجیر پا و نمین جو نہین ہتکڑی سہی

کہتا ہی کون اونکی رکاوٹ نی جان لی
سینہ مین آکی سانس ہماری اڑی سہی

لازم ہی دستگیری دیوانہ ای جنون
احباب تو گڑی مین نہین ہتکڑی سہی

مجنون ہماری سایہ مین گھبرا کے چھپ گیا
دم بھر جو دھوپ پشت جنوں کی کڑی سہی

کہنی ہی شمع رو کی جو کرتی ہی مجکو یاد
مین بزم یار مین تو مہون آئی کھڑی سہی

بایئن ہی کیجئی جو اولٹتے نہین نقاب
مہتاب چھوڑتی جو نہین پھلجھڑی سہی

نجت سیہ سے میرے نہ بحث ای شب فراق
چل قصہ مختصر ہوا تو ہی بڑی سہی

لذت اوٹھا چکے تھے لطافت جو وصل کی

ہجر صنم میں جب کہ مصیبت پڑی سہی

ایذا صد نے جفا کشی ہے — کیا دل کا لگانا دل لگی ہے
دانا نبتا ہے جب کہ نادان — چکی بھی دانت پیستی ہے
غفلت ہی شباب میں یہ کہتی — سو رہیئے رات ابھی بڑی ہے
دولت پہ نہ منعمو ہو مغرور — ہرتی پھرتی یہ چاندنی ہے
عاشق ہوئے خواب میں ہیں تیرے — سوتے میں آنکھ لگ گئی ہے
کیا کیجیے آہ کس سے کہیئے — بگڑا ہے یار آپنی ہے
پروانہ جو جلکے مر گیا ہے — شمع محفل ستی ہوئی ہے
شاخ گل تر خزاں نے کی خشک — بلبل سے نئی جلی کٹی ہے
اف اف تپ عشق پھنک رہا ہوں — دل میں اک آگ سی لگی ہے
مرمر کے بنے ترے خریدار — بیعانہ کے بدلے جان دی ہے
جو دل نے کہا وہ کر دکھایا — کیونکر نہو بات کا دھنی ہے
الفت ترے ابرو کی قاتل — تلوار بنی گلے پڑی ہے
ہم عشق میں جان کو ہیں روئے — ایدل تجھے اپنی ہی پڑی ہے
پچھلے سے نہ چاہیے شب وصل — نوبت کب صبح کی بجی ہے
در پر مجھے دیکھکر وہ بولے — دل جسکا لیا تھا تو وہی ہے
راحت سے کھلائیگا نہ غم بھی — یہ پیر فلک بڑا دنی ہے

دنیا کو نہ چاہ اے لطافت
کس کی یہ پیر زن ہوئی ہے

لیا اوس مصحف عارض کا بوسہ — خدا کی شان کا فر بھی لکی قرآن چھونے
جگہ پائی ہمارے دامن مژگان پہ آنسو نے — کیا آرام گہوارہ میں آکر طفل بدخو نے

کیا خال سیہ پیدا تمہارے طاق ابرو نے
غضب کی جا ہی پائی جگہ کعبہ مین ہندو نے

مری فریاد نے گھر مین سنکر وہ کہنے ہین
ارے کمبخت کیا کوسون مجھے رسوا کیا تو نے

بنا کر بال پہنے موتیونکی کانمین جھالے
بنا منہ آج برسایا تمہارے واہ کیسو نے

تمہاری زلف مشکین کی ذرا خوشبو جو پائی ہے
کلیجے سے لگایا ہے ہرا ک نافہ کو آہو نے

گلستان مین خیال آیا ہمین گاہ ارجنت کا
دلایا یاد کوچہ یار کا قمری کی کوکو نے

اللہ ایسا حال تھا گو بیقراری بھی تھی لیکن
ہماری جان لی فرقت مین لب دلبر تو نے

نہین چشم مست یار مین سرمہ کا دنبالہ
تماشا ہنی یہ شاخ پیدا کی ہے آہو نے

گلستان مین جو مینی قامت جانانسی نسبت ہی
قد اپنا تن کو دیکھا نہر مین سرو لب جو نے

برہنہ ہو کی خلوت مین جو بال الجھی ہوئی پائی
نبی ہاتھہ اوسکی شانہ آئینہ دکھلایا زانو نے

دوپٹے مین لگائی آبی طاس کی جو گوٹ اوسنے
دکھایا لطف موج آب میرے دلکو اتو نے

دکھا کر ذی افشا نکی گیا قتل نہی عاشق کو
نئے جوہر نکالی آبی شمشیر ابرو نے

قرین ابرو کی اوس ماتھے پہ ہی سیندور کا ٹیکا
عجب ہے سانپ کے مانند من او گلا ہی بچھو نے

چمن لبریز مثل نہر جب رو کر کیے مینے
دکھایا صاف قواری کا عالم شاخ شبو نے

خدارا کر بلا لیجیل کہین جلد ہی لطافت کو
دکھائی بمبی تو لا کی ای بخت رسا تو نے

روان جو حلق پہ اوسکی حسام ہو جائے
تمام عمر کا قصہ تمام ہو جائے

تمہارا حسن جو مشہور عام ہو جائے
تو اوسکی چاہ ہی یوسف غلام ہو جائے

نہان یہ چہرہ روشن تمام ہو جائے
جو زلف کھولیے دنکو تو شام ہو جائے

عدم کا قصد ہے تربت مین تھک کی آئی ہین
یہین پہ آج کی شب اک مقام ہو جائے

وان آئی یار پہ تو آنکھ مین بھر آئین اشک
اچھکے جو شیشہ تو لبریز جام ہو جائے

ئی ہی سبر کہ بخت جگر ہین ثمر گان پر
نہ کیونکر آنسو ونکا از دحام ہو جائے

بناؤ کر کی وہ آئینہ مین جو دیکھی مانک — عیان حلب مین وہ ملک شام ہو جائے
پڑی جو اوس رخ رنگین کا میکدہ مین عکس — ہر ایک شیشہ پہ مینے کا کام ہو جائے
خدا ہی خیر کری سامنا عدم کا ہی روز — نہ کام عشق دہن مین تمام ہو جائے
شب فراق نہ غش آئی تو وہ نا کرون — تمام خلق کو سونا حرام ہو جائے
جب آئے غیر کی تربت پہ وہ تو مینے کہا — نشان اسکا مٹا و تو نام ہو جائے
چمن مین اوڑ کے جو مین عندلیب ارجلون — تو ہو نگہت گل مثل دام ہو جائے
خدا کری تری آنکھو نکا آئے دل مین خیال — ان آہوؤنکا حرم مین مقام ہو جائے
پڑی جو عکس خط سبز یار جوہر مین — تو صاف آئینہ طوطی کا دام ہو جائے
عمامہ سر غطا و چھا کنا رندو — جب اوسکی وعظ و نصیحت تمام ہو جائے

بہ لطف بھی تک تو لطافت آیا ہے
سفر ترے کا بھی یارب تمام ہو جائے

عشق اوسکی دہ نشین معشوق کا اس دل مین ہے — روح مجنون دیکھلی لیلی نہان محمل مین ہے
یہ فقیر دنیا و نظر آتا مہ کامل مین ہے — بھیک کا گڑا پڑا اک کاسہ سائل مین ہے
دین و دنیا کا مزا اول ہی آب و گل مین ہے — دو جہانسی بڑھکی گنجایش ہمارے دل مین ہے
جام جم مین اک جہانلی سیر تھی تو فخر کیا — دو جہانسی بڑھکی گنجائش ہماری دل مین ہے
عاشقی مین بلبل و پروانہ دو لو ہین تباہ — کوئی نالان باغمین سوزان کوئی محفل مین ہے
دار پر منصور بولا عشق صادق کی مجال — عاشقو ہان امتحان یہ پہلی ہی منزل مین ہے
بھر کی حسن و رنگ و رعنا و رخ مین صاف تعریف کیا — تل بھی رکھنی کی نہین جا اتو اس محفل مین ہے
تیر سینہ پر لگا کر طعن سے کہتے ہین وہ — کیئے اب بھی بوسہ مژگا کی حسرت دل مین ہے
حاجت ساز و نمایش علم ذاتی کو نہین — کسنے دیکھا رقص طاؤس چمن محفل مین ہے
سر اوتر جائیگا میرا اگر بہا دریائے خون — صاف کشتی کی روانی خنجر قاتل مین ہے

بیتیں منعم ہاتھ پھیلانے سی ہے یہ فائدہ
بیشتر آتی ندامت ہی کف سائل مین ہے

ہجر مین دلسی سدھاری صبر آرام و قرار
آقافلہ تو چل بسا ہو کا مکان منزل مین ہے

ابرو و مژگان قاتل کا مجھی یکسان ہی عشق
گر جگہ اسکی جگر مین ہے تو اوسکی دل مین ہے

پردہ غفلت کا اگر دلسی اوٹھی تو دیکھ لے
جسکا تو مجنون ہی وہ لیلی اسی محمل مین ہے

پوچھتے ہو تم کہین کیا خاک حالت دل کی ہم
حسرت مردہ گڑی اتنی کہ ورت دل مین ہے

شاد و خرم دل جوانی مین مین پیر مین اداس
شکوہ بستی دیکھو ویرانہ ہر اک منزل مین ہے

کیا ہماری خون کی قطری نے دکھائی بہار
تازہ کوپل نکلی شاخ خنجر قاتل مین ہے

قاصد ونکا پوچھنا ہی اس تپی سی میرا نام
چشم مین اٹک آہ لب پر بیقراری دل مین ہے

آنکھ سی جو دیکھ سچ ہی کان سی جو سن وہ جھوٹ
فرق ایدل چارا و نگل کا حق و باطل مین ہے

ہجر مین کس کس جگہ کا درد اٹھایا ہمدم کہون
آنکھ مین سینہ مین پہلو مین جگر مین دل مین ہے

قتل پر عشاق کی بیڑا اوٹھایا ہی ضرور
پانکی سرخی زبان خنجر قاتل مین ہے

ہو چکا جب دفن مین نالان تو بولے سب رفیق
قافلہ تو راہ مین ہی اور جرس منزل مین ہی

جب اوٹھا مجنونکا لاشا عشق نے دی یہ صدا
قیس ہے تابوت مین لیلی اگر محمل مین ہے

جسکو کہتے ہین زمین ذرہ ہی یہ اوسکا غبار
آسمانکی سمت سے جو کچھ کدورت دل مین ہے

موجین کہتی ہین ترے مجنونکو دکھلا کر حباب
بیثباتی مثل لیلے دیکھ اس محمل مین ہے

دیکھ لی صحبت غنی کی ہی سدا رکھتی حرا
سب خس و خاشاک دریا دامن ساحل مین ہے

سر اوٹھا کر آسمانکو دیکھتا ہی کیون حباب
آبلہ ایسا ہی اک بالکل ہمارے دل مین ہے

اسطرح کی دوستی ہی ای لطافت آج کل
ہی تو ظاہر مین صفائی پر کدورت دل مین ہے

بھیڑ ارمانونکی مجمع حسرتونکا دل مین ہے
غم زدونکا قافلہ اوجڑی ہوئی منزل مین ہے

جی بھرے کسطرح شوق ذبح میرے دل مین ہے
شیر دایہ کی حلاوت خنجر قاتل مین ہے

حلق تک آنی ہی طاقت آئی میرے دل مین ہے
شیر دایہ کی حلاوت خنجر قاتل مین ہے

ہاتھ پاؤن مارنیکی خو جو ہر بسمل مین ہے
شیر دایہ کی حلاوت خنجر قاتل مین ہے

رنج بھی ہی باعث تسکین تر و تازہ کو
صرصر خاں شفا ہی یا کدورت دل مین ہے

سایل وس محبوب کا اسوجہ سی غائب ہوا
بٹ گیا مثل تبرک حور عین کے تل مین ہے

جب نظر کی ہمنے پیشانی پہ دل دو ہو گیا
کیا خلاف قطع بیت ابروی قاتل مین ہے

غیر شیطان کی نکالا ہی جو کوئے یار سی
آدمی ہو ان مثل گندم جاک میرے دل مین ہے

دل رخ و گیسو کی الفت مین مسافر بنگیا
صبح اس منزل مین ہی تو شام دین منزل مین ہے

ذبح ہو کر ظلم پر قبضہ کیا نافہون مین
ہاتھ کی ہڈی کا دستہ خنجر قاتل مین ہے

جمع ہین لخت دل سم خوردہ ثور کا پیرہ
دیکھنا کیسی طراوت سبزہ ساحل مین ہے

حضرت موسی کہان مین آگی جلوہ پھلین
طور پر جو تھا وہ نور اوسکی جبین کی تل مین ہے

خون بسمل کی یہ چھٹین رنگ لائین بعد ذبح
مثل گلدستہ کے دستہ خنجر قاتل مین ہے

لاشین ہیرہ دانونکی شمعونکی کہین کٹتی ہین سر
جائین کیا سامان تقتل کا ہر اک محفل مین ہے

پھر طلب قاتل کی ہی الدم ابر شوق ذبح
نعرہ تکبیر ہر اک نعرہ بسمل مین ہے

حلق تک آ ذبح ہی صاف کیا ٹھہر کی پیاسی
آگ کی تاثیر آب خنجر قاتل مین ہے

انتہا کی ہی صفائی ہی طرائی و نکا رنگ
کیا فقط آب گہر اکسیر آب و گل مین ہے

ناتوانی نازنی نے قہر برپا کر دیا
دم نہ مجھمین ہے نہ قوت بازوی قاتل مین ہے

حلق کا دربان بنا ہی تازہ عاشق دم ترے
مستعد پہرے کو دستہ خنجر قاتل مین ہے

حق سی پھر کر سر نوشتا اپنی غلط سمجھا ہی تو
ای برہمن کفر قشقہ کی خط باطل مین ہے

جسم مین غمار تگر دین ہی ترا نقش خبیث
ای مسافر خوئی زر دی رنگ منزل مین ہے

لوٹ جاتا ہی پتنگی کی پری بھی دیکھکر
کیا بری عادت مچل جانیکی طفل دل مین ہے

شکل سی میم دہان یار کی ایما ہے یہ
یعنی جو عاشق ہوا اسکا بر نمی مشکل مین ہے

حلقہ حلقہ شکو پروانی ہین صدقے شمع پر
شکل فانوس خیالی کی ہر اک محفل مین ہے

خیر کرنے سے ہی حاصل سیر جنت نمو
قفل باب خلد کی کنجی کف سائل مین ہے

قیس کو مجنون جو سمجھے ہین وہ خود مجنون ہین
قدر اسکی ہی اوسیکو عشق جسکے دل مین ہی

ہمکو الفت اونکو نفرت کس سے جاکر یو جھیو
دل کسیکا ڈالتا کوئی کسیکے دل مین ہے

دل تہ و بالا کیئے شانہ نے لوٹے زلف مین
قافلے پر اتکو ڈاکا پڑا منزل مین ہے

ذبح ہو کر مین نہ تڑپا مر گیا اس دھیا نسے
سب کہین کیا خوب تہ بازوی قاتل مین ہے

ملکے دو دل شیشہ ساعت نے تو پر ہی قہر
اک کدورت ہی کبھی اس دل کبھی وہ دل مین ہے

جوہر و نکا ہم تماشا دیکھتے ہین وقت ذبح
کشتیونکا جھرمٹ آب خنجر قاتل مین ہے

پڑی غفلت کے اوٹھی تو ای لطافت سمجھی ہم
ڈھونڈھتی تھی جسکو مدت سے وہ اپنے دل مین ہے

پر گشتہ مدتون سے یہ پیر آسمان ہے
بندے سے ہو گئی کیا تقصیر آسمان ہے

منظور ہجر کی شب تعزیر آسمان ہے
دود دل جگر ہمارا زنجیر آسمان ہے

اوس عیرت قمر کو ہی شوق چاندنی کا
چمکی ہوئی مگر اب تقدیر آسمان ہے

جسم ہلال پر خم اور کہکشان کو دیکھا
دیوانی سمجھے طوق و زنجیر آسمان ہے

وہ ترک دیکھکر یہ کہتا ہے ماہ نو کو
کس کام کی ہی ناقص شمشیر آسمان ہے

فرقت مین پھونک دینگی اک آہ آتشین سے
سونچی یہ ہمنے جلکر تدبیر آسمان ہے

فصل بہار مین جب ابر تنک کو دیکھا
مینجوا سمجھے دام تدویر آسمان ہے

فیروزیئی گلہ کا اوسکے ہی وصف لکھا
کھینچی زمین شعر مین تصویر آسمان ہے

کوچہ مین اوسکے مرکے پائی زمین نہ ہمنے
قسمت کی یہ خطا ہی تقصیر آسمان ہے

ہی قرب ماہ تابان کب دو دو نہ ستارہ
ثابت ہوا کہ شمع و گلگیر آسمان ہے

قطعہ

اونکے فراق مین ہی کیا قہر جوش باران
ہر بوند اپنے دل پر اک تیر آسمان ہے

کرتی ہی ذبح ہر دم شمشیر برق ہمکو
آواز رعد گویا تکبیر آسمان ہے

دیکھا جو لہکشان کو وہ نوجوان یہ بولا
شاید عصا یہ تیرا ای پیر آسمان ہے

فرقت کی شب جو ٹوٹا تارا کوئی تو سمجھے
ہم ہین نشانہ اسکی یہ تیر آسمان ہے

کہتے ہین دیکھکر وہ سوئی فلک لطافت
ہمسا جوان کوئی ای پیر آسمان ہے

آفت کی ہے نیچ یار بلا کا بہانہ ہے
دستے ہین بار زلف قضا کا بہانہ ہے

کوچہ مین اوسکے ہم عمد آجا کی گر پڑے
مطلب ہے اور لغزش پا کا بہانہ ہے

مہندی لگا کر دیکھ رہی ہین وہ اپنے ہاتھ
تعریف کر رہے ہین دعا کا بہانہ ہے

میرے لہو مین وہ کف افسوس مل رہے
بدنامیونکے ڈر سے حنا کا بہانہ ہے

منظور ہی کہ بند و نکی آسان ہون مشکلین
کافی ترے کرم کو دعا کا بہانہ ہے

بندھوای خون ناحق عاشق ذرا نکی ہاتھ
پانی سر انجل مین حنا کا بہانہ ہے

دنیا شفا مرض کو اللہ کا ہے کام
ظاہر مین ای طبیب دوا کا بہانہ ہے

ہے خلق کی دکھانیکو زاہد تری نماز
بیفائدہ رضای خدا کا بہانہ ہے

منظور ہی کہ کھائین سگ یار ہڈیان
ظاہر مین انتظار رہا کا بہانہ ہے

بولا وہ بدگمان مرے مرنیکا سنکے حال
اک یہ بھی ترک عشق و وفا کا بہانہ ہے

توبہ جو توڑنی ہو چلو رند و میکدے
حیلہ بہار کا ہے گھٹا کا بہانہ ہے

منظور یار کو نہین آنا ہمارے گھر
بارش کا عذر ہے تو گھٹا کا بہانہ ہے

ہے بوسہ رقیب کا اوس ہاتھ پر نشان
شوخی تو دیکھو وہ حنا کا بہانہ ہے

منظور ہی کہ ہو مرے شمع مزار گل
ظاہر مین آسمان کو ہوا کا بہانہ ہی

نظر مین ہین نچی نچی وہ شرمائی جاتی ہین
آتا ہی یاد وصل حیا کا بہانہ ہے

سمجھے ہین کم سنی سی ابھی ہے جو مجکو ذبح
پھیرے ہوئی ہین منھ کو حیا کا بہانہ ہے

ہے نیند مین وہ یار لطاقت ہے لب لقا
کر دے حسن کی کہ ہوا کا بہانہ ہے

غزل دو قافیتین

اول جو ہی خوف زد پیچ و خم کاکل سے
باغبان ہٹکے ہون چلتا چمن سنبل سے

گر مرا تخم گر اصحن چمن مین ہو وہ گل
نکلے آواز نہ در گردن بلبل سے

ہمسری کی تری بیٹی جو چمن مین گل نے
باندھ لین حسن نے مشکین رسن کاکل سے

باغبان وصف جو کرتی ہی کبھی اوس گل کا
پھول جھڑتے مین ہزارون دہن بلبل سے

غنچہ چٹکے نہ کوئی باغ مین وہ آئی ہے مین
کہد و نالہ بھی نہ نکلے دہن بلبل سے

زلف جانانکی جو سودا مین چلا جانب شب
بند ہگیا پاؤن چمن مین رسن سنبل سے

گر پڑا چاہ زنخدان مین اگر دل میرا
کیون پریشان ہو نکالو رسن کاکل سے

چل بسا جوش جوانی دلسی عادت رہگئی
شیشہ مے ہوگیا خالی پہ نکہت رہگئی

مرتبہ دیکھو سخاوت کا حکایت رہگئی
مدتین گذرین رہا حاتم نہ ہمت رہگئی

معرکہ مین خنجر قاتل سے عزت رہگئی
خونکی چادر بدن پر بنکے خلعت رہگئی

پھول مرجھائے خزان سے لیکن حسرت رہگئی
عندلیب مین گلستان کی حکایت رہگئی

شب کو زاہد روز سو تا ہی مین مدت کٹی
ہوشیارون کو بھی ہی تھوڑی سی غفلت رہگئی

وصل مین بھی گرم گرم آہین مری ہی رہین
آتش فرقت بجھی لیکن حرارت رہگئی

جب بہار آئی ہوئی زاہد بھی مستون مین شریک
طاق پر تسبیح دلمین سب نصیحت رہگئی

یاد عصیان نے خجل کر کر ڈبویا تھا مجھے
ابر وانی حشیم تر تیری بدولت رہگئی

روشنی پر دانے کو میل کو رنگ گل پسند
اب جہان مین اپنے مطلب کی محبت رہگئی

دیکھنا تقدیر غالب آگئی تدبیر پر
مر گئے یونانیونکی ساری حکمت رہگئی

چاندنی چھٹکی جو اونکی نورِ رخسے باغمین
سنبلِ بیجا نمین چھپکر شب کی ظلمت رہگئی

خطسے اونکی حسنِ عارض کا لفافہ کھل گیا
پڑھلیا مضمون تو عرضی کی حقیقت رہگئی

کی تھی مدت یار کی دستِ حنائی سے کبھی
پنجۂ مرجان مین اک ہلکی سی سُرخت رہگئی

ناصحہ نہ زاہد کو لگایا بات رندونکی رکھی
حشر تک اے دخترِ رز تیری حرمت رہگئی

تیشۂ ہر کوہکن کی آج تک ہے یہ صدا
مرگیا فرہاد شیرین کی حقیقت رہگئی

اور سب صورت مین توحیدِ نبی کی مثل تھے
باقی آلِ پیمبری مہرِ نبوت رہگئی

ملکِ ہستی سے عدم کو لیچلا اے شمشیرِ یار
لوم مین پہونچا ہاتھ بھر کی کل مسافت رہگئی

حضرتِ آدم سے عیسیٰ تک سبھی مہمان پھرے
آکے ختم المرسلین کے گھر نبوت رہگئی

لطف سے خالی جلانا بھی نہین معشوق کا
بنگئی موسے کلیم اللہ جو لکنت رہگئی

اوس لبِ نازک پہ سب کچھ ہین مسی کی دھڑ
تیرہ بختون نے لیے بوسے تو رنگت رہگئی

اکیلا بہارِ خانۂ باغِ یار پر عاشق ہوئے
چاندنی کے پھول بنکر صبحِ وصلت رہگئی

اے لطافت قبر مین سب پھینک کر راہی ہوئے
حُبِّ آلِ مصطفےٰ بہرِ حمایت رہگئی

سبزہ ہی اوسکی رخپہ کہ گلشن مین گھاس ہے
ہر رونگٹا مرے دلِ نازک کو پھانس ہے

لیتی جو ٹھنڈی گلستانمین سانس ہے
بلبل کی اوسکے بلبلیونمین رگ گل کی پھانس ہے

ناخن جسے سمجھتے ہین صیاد و باغبان
بلبل کی اوسکے بلبلیونمین رگ گل کی پھانس ہے

کیا جاسکے بہار مین گلزار سے کہین
بلبل کی اوسکے بلبلیونمین رگ گل کی پھانس ہے

صیاد کچھ محال نہین اسکا اب شکار
بلبل کی اوسکے بلبلیونمین رگ گل کی پھانس ہے

کیونکر نہ دم بھرون رخ رنگین یار کا
غنچہ دہن ہے نکہت گل اوسکی سانس ہے

اور تا ہے مثل کاغذ بادی تن نحیف
کیتا ضعیف و زار ترا جبکہ سانس ہے

یون پوچھتا ہے اپنے مریضونکو وہ مسیح
کس کسکا دم نکل گیا کس کس مین سانس ہے

یار کے گی ہجر کی کیونکر تمام رات
اوکھڑی ہوئی تو شام ہی سے میری سانس ہے

ترک قتل کر کہ نہ بسمل سے منھ پھیرا
آب دم حسام پلا دے کہ پیاس ہے

ہے میرے نازنین پہ نزاکت کا خاتمہ
چبھتی جبین صاف مین افشاں کی پھانس ہے

عشق ثمرہ ہی کیا کسی پہلو قرار ہو
کانٹا چبھا ہی دل مین کلیجہ مین پھانس ہے

موج نسیم صبح کو گلزار مین نہین
ہر غنچہ لب پہ اسکی یہ ٹھنڈی سانس ہے

چاہ ذقن پہ اوسکی ہی سبزہ قریب رخ
دیکھو اسی کنوین پہ گلستان کی گھاس ہے

دم عشق پختگین کا لطافت بھرے گا مین
جب تک یہ فلک مرے سینہ مین سانس ہے

ہم آہین کرتی ہین بروی مہوشان کی لیے
یہی ہین تیر مناسب اس کمان کی لیے

جہان مین خلق ہوئے کوچہ بتان کی لیے
وہین پہونچ گئی آئے تھے ہم جہان کی لیے

خوشی کی بعد ہی اندوہ باغبان کی لیے
بہار آتی ہے گلزار مین خزان کی لیے

نشانہ گر ہی بنانا عدو کو جھک کے مل
خمیدگی سے عجب زور ہی کمان کی لیے

صدا بلند چکا چاک کی ہی مقتل مین
عجیب نطق ملا تیغ کی زبان کی لیے

سمجھ کے چال کا پامال قبر عاشق پر
بنایا نقش قدم یار نے نشان کی لیے

پری وشون نے جو سمجھا ہے اپنا دیوانہ
تو جان مانگتی ہین مجھ سے امتحان کی لیے

جہان مین کیون نہ رہے بات تیرے گھائل کی
زبان تیغ ملی زخم کے دہان کی لیے

وہ سوگئی شب وصلت تو چونک کے پوچھا
نقاب اٹھائی تو بوسی کہان کہان کی لیے

صدا ہی کشتی سائل کی مین ہون مجمع خیر
روان ہون خود نہین احسان بادبان کی لیے

عدو بھی فیض رسان ہون خدا جو بھی بات
مری ہی صحبت دندان مین ہر زبان کی لیے

خدا کا فضل ہے عاشق تو نہ پہ ای واعظ
حسین یہان کی لیے حور عین وہان کی لیے

یہ حال ہی ترے گشتہ کا ابتوای شہ حسن
ہما بھی لاش پہ صدقے ہی استخوان کی لیے

گلونکا عشق اگر کپن سے تھا مری زمین
سبق پڑھا تھا گلستان کا بوستان کے لیے

جو پایا ہمنے چلن اوسکے قد موزون کا
چمن مین جھک کے قدم سرو بوستان کے لیے

سبیل ہمنے رکھی آبلون کی صحرا مین
ہر ایک کانٹے کی سوکھی ہوئی زبان کے لیے

قد خمیدہ کو پیر مین لیکے جاؤن کہان
ہوا ہون گوشہ نشین مین تو اس کمان کے لیے

نہ نیند آئے کسی شب اگر مری گل کو
چمن سے اوڑکی نہر آئی تو ستانکے لیے

جو بوسہ لب جان بخش سے ہین مست مدام
پئین نہ آب بقا عمر جاودان کے لیے

اثر جنون کا دکھایا بہار نے بلبل
کہ تنکے پہلے ہی چنوائی آشیان کے لیے

نہین ہے کام لطافت کو عیب ہینوسے
کہے ہین شعر یہ دو چار قدردان کے لیے

جگر کا غم کرین مایوست آئی دل کی ماتم کی
بڑا تو اسکا رونا ہے کہ فرصت ہی کوئی غم کی

سدا ری دانت سب گویا دہن تصویر عمی
یہ محفل تھی مزے کی ہاے کیا پیری نے برہم کی

لگا دیتا ہون لڑیان تار اشک چشم ریزی کی
علم مین آہ کی حاجت اگر ہوتی ہے پرچم کی

نکیون عادت ہو تیر غمزہ وحشی کو ماتم کی
جنونکی سلسلہ جنبان ہین زنجیرین محرم کی

نئی تیاریان کین خرچ نی آمد جو تھی غم کی
سفیدی پھیری بیت الحزن مین صبح ماتم کی

رجا و خوف کی جھگڑ ٹے سے دیوانی چھٹی کیسے
خبر ی آج تک انکو نہین جنت جہنم کی

نکیون نکر گندمی رنگونسی دل مانوس ہو میرا
جنا نسے مجھ تلک پہونچی ہی یہ میراث آدم کی

کیا جب انجمن مین خندہ دندان نما اوسنے
تڑپ کر بیقرارون نی گمایا بجلی کدھر چمکی

سدا حلقہ بگوش انگشتر دست سلیمان تھی
نظر آئی تھی کیا مہر نبوت میرے خاتم کی

سدا اسباب دنیا مرتبہ کو پست کرتی ہین
حکایت یاد ہی کچھ سوزن عیسے بن مریم کی

نبی کے جسم نورانی کا سایہ کسطرح ہوتا
خدا نی بخشش امت کو تھی حرمت مجسم کی

ارہی غافل طمع دوڑا رہی ہی مال کی جانب
شکار آیا ہی حاجت ہے سگ نفس معلم کی

محمد ہی ہوئی حد رسالت اول و آخر
خبر دیم دیتی ہین موخر اور مقدم کی

بگڑ کر وہ پیام وصل پر اٹھی تو فرمایا
بہت کچھ حال دل پوچھا چاہا آخر کمی کم کی

ارے غافل نہ ہو اوابلد کر تریاق توبہ سے
گنہ دلمین نرکھے پیدا کرینگی خاصیت سم کی

نہ سمجھین آپ جو نہ بیکیار آنسو بھر آئے ہین
نہین آئینہ ہی تصویر میری چشم پر نم کی

سیہ پوش اسلیئے ہین سوگ مین ہین مردم دیدہ
صف ماتم کان نہین ہے صف ہے خلق عالم کی

لحد پر منکے اشرفی بوٹی کی ہے چادر
اشارہ ہو کہ الفت لیگئی دینار و درہم کی

وہ عاصی ہون کہ روز حشر اپنی ہی طلب سمجھا
صدا جب کانمین دل مین مرید آئی جہنم کی

ارے غافل گنہ کی کثرت اور پھر خواہش جنت
ہوئی اک ترکہ اولی پر ہی کیا کیفیت آدم کی

نقش آیہ حضرت موسی کو شاہد لن ترانی ہے
علی کی روشنی تھی برق بنکر طور پر چمکی

محبت سے کہا جب یا علی مشکل ہوئی آسان
عجب تاثیر ہی نام خدا اس اسم اعظم کی

دہنکے پاس انکا سبزہ خط زہر قاتل ہے
اثر آب بقا کا دیکھنا بوٹی اوگی سم کی

شب معراج کہتے تھے ملک دیکھا جو سمد لو
یہی تو نور تھا محبوب پیشانی مین آدم کی

علی نے پاؤن کھلکر اسجگہ کعبہ مین بت توڑے
گواہی دیتی ہی مہر نبوت میرے خاتم کی

مرے عصیان کی دولت چلے غفار کے آگے
کہو مالک سنبھل جائے عنان کھینچی جہنم کی

مرادل دیکھکر وہ پوچھتے ہین اپنے کوچہ مین
یہ بستی مختصر کسنے بسائی رنج کی غم کی

گذرانا ہی اوس کوچہ مین سب اغیار جلتے ہین
جنان مین بیٹھکر ہم سیر کرتے ہین جہنم کی

چمن مین گر وہ رخ دیکھین تو ایسی تھوڑے تھوڑے ہون
گلونکو ڈوب مرنے کو تری کافی ہو شبنم کی

وہ آئینہ مین خود اپنے دہنکی بوسے لیتے ہین
عجب ہے معما کیفیت ہے میم مدغم کی

مرے آغوش مین وہ سبزہ رنگ آیا ہوئی عزت
زمرد کی نگینہ نے بڑھا دی زیب خاتم کی

ہوئی ہین روتے روتے زخم آنکھین رنج پیرسے
لگاؤن کیونکر مین عینک مین نے تاثیر مرہم کی

زبان کرتی ہی مومن آدمی کو اور کبھی کافر
یہی کنجی ہی قفل باب فردوس و جہنم کی

کسی دن پان کھا کر پھینک دیجے آپ گال اپنا
سنا ہی زخم گل کو باغبان جانے مرہم کی

اشارہ صید مژگانکا ہر ایک لطافت سے
ہر اک محفل فلک نے یون دہن ہم اور برہم کی

انہی شوخی تم زمین مرا خونریز کرتا ہے
کہ مہندی ہین لہو عشاق کا آمیز کرتا ہے

الٰہی خیر کسکو قتل وہ خونریز کرتا ہے
طپنچہ بھر کی اپنا آج خنجر تیز کرتا ہے

شفا ہو کسطرح فرقت مین مجہ بیمار ہجران کو
مسیحا تو مریض عشق سے پرہیز کرتا ہی

کبھی روشن اگر میری لحد پر شمع ہوتی ہے
حسد سے آسمان جلکر ہوا کو تیز کرتا ہے

جنون اقرار نامہ مجسے لیتا ہی جو وحشت کا
گریبان پر زبی کر کے دست آویز کرتا ہی

بہایا خون عاشق کا گلے ملنی کی دھوکے سے
مری قاتل کا خنجر خوب فقری تیز کرتا ہے

عجب ہوتا ہے عالم آمد فصل بہاری مین
زبان سوسن کی کھلجاتی ہی بلبل ریز کرتا ہی

چمن مین بلبل نالان جو ٹھنڈی سانس بھرتی ہے
صبا کا جھوکا آکر آتش گل تیز کرتا ہے

کہان کی مست بھر آتا ہی پانی منھ مین زاہد کی
مے گلگون سے ساقی جام جب لبریز کرتا ہے

ہوا ثابت مجھے دیکھی جو گردش چشم قاتل کی
یہی سنگ فسان تیغ نگہ کو تیز کرتا ہے

لطافت پوچھتے ہین یاسبا نسے اپنی وہ شب کو
مری کوچہ مین نالی کون درد آمیز کرتا ہے

ساتھہ موسی کی تلاش رخ روشن مین رہے
ہم تری کوچہ مین وہ وادی ایمن مین رہے

رنگ یان لیمون ہان یار کی چتون مین رہے
مست ہم عشق مین مغرور وہ جوبن مین رہے

قصے چہپے احباب کے ساون مین رہے
کبھی میخانہ مین جاکر کبھی گلشن مین رہے

مستی ہو ٹوپہ لگا کر جو وہ گلشن مین رہے
شرم سی پھر نہ اودہ پٹ گل سوسن مین رہے

صبح تک وصل کی شب جشن چگلشن مین رہے
رات بھر ہاتھہ مری یار کی گردن مین ہے

غیر کے دست سیہ فام الٰہی شل ہون
رات بھر ہاتھہ مرے یار کی گردن مین ہے

ہوشیار و لیسی بھی تہی ہی یہ تاکید جنون
آستین چاک گریباں چپکن مین رہے

ہی یہ ستار کی مژگانکی بنانے سے غرض
کہ حیا چاہیے ہر آنکھ کو جھکین مین رہے

عاشق زار جو پہونچے تری دیوار کی پاس
تو نگہ بنکی نہان دیدہ روزن مین رہے

میکدہ مین وہ صراحی سا گلایا دآیا
دیر تک ہاتھ مرے شیشہ کی گردن مین رہے

ڈوبنے کے لیے دریا جو گیا مین وحشی
طوق گرداب کے وان بھی مری گردن مین رہے

دل جلی جو کہ مین عاشق اوشین کیا گھر سے غرض
کسنے دیکھا ہی کہ پروانی نشیمن مین رہے

قول دانتو نمین زبانکا ہی سدا نرمی کر
بول بالا تر اہر محفل دشمن مین رہے

ہم وہ دیوانی ہین راحت سے ہوئی عمر بسر
نکلے گہوارہی تو دشت کی دامن مین رہے

جب سے جانی لگے زخم جگر بولی آنکھ
تار اشکو نکا مری دیدہ سوزن مین رہے

زار تھی سینے مین دیکھا کیے پیراہن یار
نکے ہم تار نگہ دیدہ سوزن مین رہے

جوش وحشت مین ہے سوکھے کی کانٹا جب ہم
الجھی ایسے کہ سدا دشت کی دامن مین رہے

ڈھونڈھتی جاتی تھے کعبہ کی ہر جائی کو
پہلی منزل جو ہوئی دیر برہمن مین رہے

سیر سے سو یسی حسینون نے ہی سختی جھیلی
مدتون سنگ ہر اک طفل کی دامن مین رہے

تیغ قاتل مین ہے مرغون کی قطری ہین جمے
پھول بسمل تھی تلوار کی دامن مین رہے

دوست بندہ کا خدا ہو تو مثال موسے
چین سے دلکی طرح پہلو دشمن مین رہے

بجلیان بالیون مین آپ پہنیئے تو ہو لطف
اک تماشا ہو نیا برق جو خرمن مین رہے

ہمدمو نور نظر سے ہین سوا طفل اشک
جب تو آنکھون سے نکل کر مری دامن مین رہے

محفل شعر مین ہے شاعر خاموش عبث
نفع کیا بلبل تصویر جو گلشن مین رہے

عیب چھپ جائین لطافت کی سب اے دشت جنون
بعد مرنیکے نہان کر تری دامن مین رہے

جو بنوائی عمارت وہ بت بے پیر پتھر کی
کرین سب برہمن سجدے پھری تقدیر پتھر کی

علی دیتو کر کعبہ مین ہر تصویر پتھر کی
شکست فاش ظاہر کی دم تکبیر پتھر کی

ادا و ناز و غمزہ گر نہو بیکار ہی ہر بت
کوئی کیا سر سے ماریگا یہ تصویر پتھر کی

کبھی سو دا بڑھا میرا کبھی سر سنگ سے پھوڑا
ہمیشہ عشق مین حاجت رہی زنجیر پتھر کی

دل پروانہ توڑا سر جو کاٹا شمع کا تو نے
ستم مین تیری خاصیت ہے ای گلگیر پتھر کی

جو وہ معجز نما محبوب آئے سمت بتخانہ
ابھی دو ہو رہے اک مورت مثال تیر پتھر کی

وہ بت سنگ دل برنام پڑھکر ہو گیا برہم
ہوئی حق مین ہمارے زہر کیا تحریر پتھر کی

تو نے ملکی الفت مین دل نازک مرا توڑا
بھرا خود جا کی شیشہ اسمین کیا تقصیر پتھر کی

ہم آہین کر رہی ہین یا ریا تین سخت کہتا ہے
لڑائی عاشق و معشوق مین ہے تیر پتھر کی

یقین دلکو ہوا فرہاد جوی شیر لایا تھا
نظر آئی سفید ہی جب مثال شیر پتھر کی

کہان مین سنگ دل دیکھین علی کی معجزی اتنک
بنے در نجف چکی عجب تقدیر پتھر کی

حضور روے جانان شمع سنگ فرش کیلون
اگر جلکر مجھے حاجت ہوای گا میر پتھر کی

اثر اہین کرینگی سنگدل گریا رہے تو کیا
سمجھتے کچھ نہین ہین اصل ایسی تیر پتھر کی

لکھون ہجر تباکی سختیان تھوڑی جو ممکن ہون
قلم فولاد کی لوحین پے تحریر پتھر کی

بتونکی مدح مین تیغ زبان کو صاف کر واعظ
اگر جاحت ہے بہتر ہے تقریر پتھر کی

رقیبونکی دل سخت اپنے کوچہ مین نہ رہنے دو
نہ ایذا پاے ٹھوکر کیا کی ہر گا میر پتھر کی

تماشا کوہ پر دیکھینگے آتش کے شرارونکا
ملاقات ای جنون ہو گی اگر زنجیر پتھر کی

سنا کر حال اپنا ہین بتونکو نرم دل کرتے
مٹا دیتی ہین ہم سختی وہ تقریر پتھر کی

اگر ہم پلہ اشراف ہون اجلاف کیا رتبہ
جواہر تول کر بکتی ہے کب توقیر پتھر کی

مدد سی سنگدل کی تیز رہتی ہین سد ظالم
اصالت لاکھ ہو محتاج ہے شمشیر پتھر کی

نہ جلتا طور کیون تھا طالب دیدار کا حامل
کہ موسی بیگلی ثابت ہوئی تفسیر پتھر کی

دلون پر نقش شرح مصحف رخسار جانان ہے
نہین محتاج چھاپے والوی تفسیر پتھر کی

وہ مجنون سخت جان ہم ہین جو کھنچکے جان کر سر دو آہن
ابھی دریا کی موجین جم کے ہون زنجیر تھپر کی

دکھاؤن گر اثر عشق تا ہمین ٹھنڈی آہ ہونکا
تو شعلے نرالی ہون شعلین مع گاگیر تھپر کی

کلیجہ چھن گیا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا میرا
تری باتو ہمین خاصیت ہی ناصح تیر تھپر کی

تبھونکی عشق کی ہی چوٹ کھائی روز اول ہی
غذا دی آسمان نے مجکو جائے شیر تھپر کی

رہائی عمر بھر پائی نہ جوئے شیر لانے سے
پڑی تھی پاؤ ہمین فرہاد کی زنجیر تھپر کی

کھرا اپنی نیک کا ہوتا ہے ظاہر بد کی صحبت سے
زر خالص کے حق مین ہی کشش اکسیر تھپر کی

یہ قیس تو کہن کی در بدر ہونیکا ایما ہے
علامت آجتک ہر در پہ ہی زنجیر تھپر کی

تبھونکو خواب مین دیکھا اوٹھائی ہجر کی سختی
تناسب دیکھنا اچھی ہوئی تعبیر تھپر کی

ترا یہ ہار گر چاہے تیمم سجدہ کرنے کو
زمین ہو خوبیٔ قسمت سے دو دو تیر تھپر کی

خدا سے ڈر خرابی کعبہ دلکی نہ چاہ اے بت
برائی ابرہہ مخبر ہے ہر تفسیر تھپر کی

تلاش اعلی کی ہوتی ہی تو ادنی پوچھی جاتی ہین
کہ زر گر زر سی پہلے کرتے ہین تدبیر تھپر کی

وہ دیوانہ ہون فرہاد شیریں سے ہی بت تر سو
بنا و صورت مجنون مع زنجیر تھپر کی

وہ بد قسمت ہو مین گر نہ برسنی کی دعا مانگون
کری بارش عوض بارانکی چرخ پیر تھپر کی

فقط ہین استخوان مجہ سخت جان دیوانہ کی باقی
ہر اک کو شک ہے زندانمین کہ ہی زنجیر تھپر کی

ہوئی دل خاک جلکر خواہش زر مین نجلیو نکے
مہوس مین کدھر دیکھین نبی اکسیر تھپر کی

جنون جب سخت پیرانہ کو ہوگا بھر کے سر آہن
بنینگے حلقہ کی آنسو شمع کی زنجیر تھپر کی

ارادہ ہی اوٹھاوین ہم دوی شیخ و برہمن سے
اکھٹا کر کے بت مسجد کرین تعمیر تھپر کی

گلے مین اعظو نکی سنگ کی تسبیح رہتی ہے
جنون تھا سخت پہنائی گئی زنجیر تھپر کی

لطافت حیف کی جا ہی جو تھا مختار احمد
ہوئی بارش وہی پر کربلا مین تیر تھپر کی

مرتا ہون لبونپر جان ہی درد جدائی سے
یہ سچ ہی یا نہین پوچھو تم اپنی بیوفائی سے

جو میری قبر پر خالی وہ آئے بیوفائی سے
اگر بھولونگی گجری خود بخود سلکر کلائی سے

فقیرونسی طمع باز آؤ ایسی بیحیائی سے
گدائی تاجدار و بہتر ایسی دشائی سے

گھر کہتے ہین چھوڑا ہمکو کیسی بیوفائی ہے
پڑے ناسور دلمین بحر کی نا آشنائی سے

نہین خال سیاہ دس مہ کے گوری گورے گالونپر
گرا ہی سرمہ بخود حسن پر ہو کر سلائی سے

یہ دشمن دوست سے ہی قول پشت و رو ہی آئینہ
کدورت سے کدورت ہے صفائی ہے صفائی سے

تمہارا رنگ کندن ہا جو وقت غسل یکیگا
کریگی بحث موج آب زنجیر طلائی سے

بنے نعلین مجنون آبلے مل ملکر تلوونکے
ہوا کیا پاؤنکو آرام اس آرام پائی سے

وہ تیرہ بخت لاغر ہون جو خوش چشم نہ مرجاؤن
کفن سب دفن سر ہین ہی کھودینگی سلائی سے

تعجب کیا جو انکو بیخبر والے ہین نابینا
ہوئے ہین اندھے آئینے بھی صحبت آشنائی سے

نرے بت ہی سیکا کام بھی اے برہمن نکلا
تمہین اسکا نہو تو پوچھ لو سارنجی نائی سے

پڑا ہی میرا مردہ اوس گلی مین جان آئیگی
لگا دینگے اگر ٹھوکر کبھی وہ بیوفائی سے

سکندر دیکھ لین آب بقا مین لال مچھلی ہے
وہ سبزی مل رہی ہین لب پہ انگشت حنائی سے

تماشا دیکھنا شاگرد استاد آج بچنگے
کریگا ہمسری سرمہ کا دنبالہ سلائی سے

منافق آتش رشک و حسد جلتے تھے کیا کیا
لطافت احمد مختار کی معجز نمائی سے

عشق مین ہستی ہی دل جو میرے پاس ہے
بھیڑ ارمانونکی رہتی ہی ہجوم یاس ہے

نامہ میرا اعمال بد لکھتا ہون لکھو یاس ہے
منصفو دوات انگشت خامہ ہی کفن قرطاس ہے

دفتر حسنان کرامًا کاتبین کے پاس ہے
ہین مرے اعمال بدیون سیہ قرطاس ہے

کرامات جان طرہی جو عاشق پاس ہے
ملکے کپڑونمین اونکی عطر کی بو باس ہے

جب کرتے ہین وہ گھر مین فرماتی ہین وہ
دورسے ہمکو بلایا اسقدر تو پاس ہے

خط مرے مودیکا لکھا ہوا نہین اجابنے
چاک مانند گریبان نامہ سر قرطاس ہے

اہل جوہر ہو جہان مین جا گسا ری تو جو سیکھ
دیکھیے ای غافل کہ مٹی مین نہان الماس ہے

آبرو گر ہو نہیلو نکو نہ رکھ امید فیض
آب گوہر ہی کہان بجھتی اُسیکی پیاس ہے

ظلمت بیداد و نگی جاتی ہی گلزار مین
خامہ ہی منقار بلبل برگ گل قرطاس ہے

شمع اٹھتی ہی زبان شعلہ دکھلا کر یہی
خون پروانو نکا محفل مین ہونیکی پیاس ہے

پھیر کر میرے دل مردہ کو فرماتے ہین وہ
کون اسکو لے نقارہ ہم ہی وسواس ہے

نذتین کرتی ہین جب ہوتا ہی راضی ہمل
سر قدم پر یار کی کہنا ہمین توراس ہے

کیجیے گا آپ اگر انکار مر جاونگا مین
وصل کی امید پر تو زندگی کی آس ہے

گھر چلا صبح شب وصل دکھلی منھ ہوتا ہی وہ
آفتابہ آفتاب اور ماہ کامل طاس ہے

آبرو بھی جان بھی ایمان بھی لیتا ہے یہ
آدمی کے واسطے مہلک نہ افلاس ہے

باغبان اوس گل کی آنکھونسی ملتا ہی عبث
دیکھ چشم نرگس بیمار پر آماس ہے

ٹکڑے ٹکڑے دل ہوا غصہ کیا جب آپنے
پیسنا دانت اپنے حق مین سودہ الماس ہے

ٹھنڈی سانسین تو ذرا بلبل بھری ہین اسقدر
چہرہ گل پر ہوا ہے باغمین آماس ہے

کیا صفائی کیا چمک دلدان جانا مین ہی واہ
شفعل بجلی ہی درہی نجم ہی الماس ہے

انقلاب ہر پر لازم ہی ای منعم نظر
دیکھ اولٹا منھ دکھا کر کہرہا الماس ہے

دین عشرت سی غافل حال اسکندر کا دیکھ
حرف مین جتنی ہین جوہر آئنہ قرطاس ہے

خط لکھا کرتا ہی کسکو سمت مغرب آسمان
مہر و مہ کا جور و انہ روز شب وطاس ہے

حسن و خوبی دیکھکر کہتے ہین یوسف تجکو غیر
مدتی سے تشنیہ دیتے ہین مجھی وسواس ہے

یہ نظر کسکی لگی جو بھر بھرائی چشم جام
میکدے مین کیون شکم پر شیشہ کو آماس ہے

سینہ نازک پہ اونکی ہی جو پستا نکا ابھار
ناز نین ہین ہر نگہ کی چوٹ سی آماس ہے

جب نکیرین کی لطافت آئینگی لمہ و نگا مین
سونگھہ لو حب علی کی قلب مین بو باس ہے

پیری ہر شکل کو ری سانولی معلوم ہوتی ہے
جوانی جس کسی کی ہو بھلی معلوم ہوتی ہے

شب فرقت فلک پر ہین ستارو یا کہ انگارے
یہ قصہ کہنہ گردون چلی معلوم ہوتی ہے

طبیعت کا عجب ڈھنگ ہے معشوق کیسا ہی
بری بھی ہر ادا اوسکی بھلی معلوم ہوتی ہے

خطا اونکا دین دلسی محبت مین جو پڑتا ہون
عبارت بھی خفی لکھی جلی معلوم ہوتی ہے

نجیلو کو جو زر ملتا ہے دنیا سے تو کہتے ہین
یہ عورت بھی نہایت منچلی معلوم ہوتی ہے

لگائی تیر اوسنے ہاتھ پر ہمنے جو کل کھائے
کہا یہ شاخ اب پھولی پھلی معلوم ہوتی ہے

رقیب رو سیہ نے وصل مین منھ پر جو تھپڑ کھا
اوٹھی جھجھ دگوری رنگت سانولی معلوم ہوتی ہے

تمہارا حسن روز افزون گھٹا خط سیہ نکلا
یہ رنگی دوپہر مجکو ڈھلی معلوم ہوتی ہے

نہین یہ جوجہ لب پر خونکی لالی لگائی ہے
کسی پر تیغ قاتل کی چلی معلوم ہوتی ہے

تمہاری ابرو و نکی بال ایسے نرم و نازک ہین
کہ کاٹھی مچھو نکی مخملی معلوم ہوتی ہے

جو ہے خونکی قطری غنٹ لکی ساتھ جمتی ہین
تو شاخ تیغ بھی پھولی پھلی معلوم ہوتی ہے

بتنگ آکر جو عاشق سنکھیا کھاتی ہین فرقتمین
مزا دیتی ہے مصری کی ڈلی معلوم ہوتی ہے

اذان مسجد کی گلدستہ یہ ہم ہین اسلیے دیتے
یہ لاپ ہے کہ اوسنت کی گلی معلوم ہوتی ہے

کھچاوٹ سی بدنکا رنگ ایسا سپوٹ نکلا ہے
سفید اچور محرم صندلی معلوم ہوتی ہے

تمہاری بینی نازک کی ہمسری مدح کیونکر ہو
یہ شمع نور سانچے مین ڈھلی معلوم ہوتی ہے

فرشتے قبر مین کہتے ہین سیر خلد و کھلا کر
نظاری کروہ دلبر کی گلی معلوم ہوتی ہے

فراغت دفن سے پاکر جو وہ غازہ لگاتی ہین
ہماری خاک چہرے پر ملی معلوم ہوتی ہے

کہا صیاد نے انداز دیکھا جبکہ بلبل کا
گلون مین رنگ نازونکی پلی معلوم ہوتی ہے

دکھا کر بھولی بھولی چاند سی صورت کہتی ہین
بری نیت نہ کرنا گر بھلی معلوم ہوتی ہے

ہوئی ہین سرخ اونکی ہاتھ میہندی سے
نزاکت دیکھنا مہندی ملی معلوم ہوتی ہے

لطافت ہند مین ہی مبتلا آکر خبر لیجے

رہائی اس سے مشکل یا علی معلوم ہوتی ہے

ہم وہ بلبل ہین اسیری مین وطن بھول گئے
ہای چھوٹی بھی قفس سے تو چمن بھول گئے

روی روشن پہ جو اونکی نظر آئین زلفین
برہمن محو ہوے چاند گہن بھول گئے

سنکے وحشت مری احباب نے ہوش اوڑائے
برہنہ دفن کیا مجکو کفن بھول گئے

دیکھکر قامت موزون صنم گلشن مین
کشتی راست قدی سرو چمن بھول گئے

ہم وہ مجنون ہین کہ مرکر بھی اسیری نہ گئی
کھولنا قبر مین سب بند کفن بھول گئے

ہاے کیا چین سے ہم دل مین جگہ کر دیتے
تیر اپنا نہ کوئی صید فگن بھول گئے

شام کو بزم پہ روشن رخ جانانسی ہوئی
لانا احباب مری شمع لگن بھول گئے

آستان چومنے آئی تھی خطا کیجے معاف
لیلیے بوسہ رخسار و دہن بھول گئے

ہای دن سیری ولادت کا ہوا روز وفات
بدلے گفنی کے دیا سب نے کفن بھول گئے

محتسب سے کہی کیفیت مستی ساری
باندھنا نشہ مین شیشہ کا دہن بھول گئے

بیخودی نے ہمین برباد کیا الفت مین
دل کہین دیکے ہم آوارہ وطن بھول گئے

جب عنادل نے تری عارض و لب دیکھ لیے
گل کا رخسار تو غنچہ کا دہن بھول گئے

تجھپہ ہم ایک نظر کرکے ہی یہ محو ہوے
حسن دیکھا جو کمر کا تو دہن بھول گئے

ہین وہ برباد و پریشان کہ نہ پھر آئے
صوت نکہت گل ہم جو وطن بھول گئے

لعب شرنگ تمھاری جو کبھی دیکھ لیے
جوہری لعل تو کیا ملک یمن بھول گئی

آکے دنیا مین عدم کا کبھی آیا نہ خیال
یہ سفر بھی ہے عجب جسمین وطن بھول گئی

آج کیا تھا کہ ادھر آنکلے کہو خیر تو ہے
راہ شاید ادھر ای مشفق من بھول گئی

وقت حاجت ہے عجب نفع کی اور دنیی امید
کیا لطافت در سلطان زمن بھول گئے

قرب آنکھونکی بینی ای حسین معلوم ہوتی ہے
دہن کی دید کو یہ دوربین معلوم ہوتی ہے

کھینچا خنجر جڑھی وہ آستین معلوم ہوتی ہے
تڑپنے سے ترے چین جبین معلوم ہوتی ہے

جو پائین باغ جنت یہین معلوم ہوتی ہے
زمین کربلا عرش برین معلوم ہوتی ہے

مہ یک ہفتہ تیرا حسن یہین ہے دیکھکر کہتا
کسی محبوب کی تابان جبین معلوم ہوتی ہے

جو لیٹا مجھسے وہ آرام جان ہنس ہنس کے یہ بولا
کہو اب درد کی ایذا کہین معلوم ہوتی ہے

شب وصلت ستارونکا جو ہمین عکس پڑتا ہے
پر افشان صاف اوس کی جبین معلوم ہوتی ہے

تمہارے عشق کا دریا ہے نا پیدا کنار ایسا
نہ ساحل ہے نہ اسمین تہ زمین معلوم ہوتی ہے

بنا ہے آئینہ سنگ در اوسکا جبہہ سائی سے
خط تقدیر پڑھ لونگا جبین معلوم ہوتی ہے

اسنے نبض کیا دیکھیتے ہے بیمار ولا غر کی
ہوئی گم عقل خالی آستین معلوم ہوتی ہے

کھینچی تصویر تیری کیا ہوئی گم عقل مانی کی
دہن کیسا کمر بھی تو نہین معادم ہوتی ہے

جو در دوسر من ہلکا ہلکا وہ صندل لگاتی ہے
تو ماہ زیر ابرو نکی جبین معلوم ہوتی ہے

بگھونکر لوح قرآن ادب سے بوسے لے عاشق
کہ مصحف ہے جبین کی یہ جبین معلوم ہوتی ہے

ترے ماتھونکی لیالی خون رنگین ہین جو صامن
تو ہر سو تختہ الماس کا زین معلوم ہوتی ہے

جو ہر وصل وس آئینہ تن کی پاوٹ ہاتھون
تو پشت پا ہے صاف ایسی جبین معلوم ہوتی ہے

گریبان طوق ہو جاتا ہے مجنون لانے کی گردن کو
خمیدہ ہمکری ہر آستین معلوم ہوتی ہے

پسینا حشر مین آیا تو حیرہ کو نگا رو نگا
ہوا ہون غرق تصور یسی جبین معلوم ہوتی ہے

حباب سکو تماشا بی شبانی کا دکھاتا ہے
لگائی موج دریا دو بین معلوم ہوتی ہے

ہوئی غرت جو تیری دیر مین جبہہ سائی کی
یہ مہر عبدیت زیب جبین معلوم ہوتی ہے

شب وصل آئنہ زانو کا دیکھو بر نہہ ہوکر
چنو افشان صفائی سی جبین معلوم ہوتی ہے

شبک کر دیا خود ہی تمہاری تیر قرکان نے
نقاب الٹو نہ تم صورت یون معلوم ہوتی ہے

نظارہ حسن کا در پردہ جب مین آکے کرتا ہون
تو چلمن یار کی چین بر جبین معلوم ہوتی ہے

محبت مین یہی جی چاہتا ہے مر کے گڑ جاؤن
جو کوئی یار مین خالی زمین معلوم ہوتی ہے

چلے ہیں باغ سے دھوکو وہ کشتی ڈوبتی ہوگی
ہر اک نہر چمن چین برجبین معلوم ہوتی ہے

مرا خون نجر قاتل پہ طرفہ رنگ لایا ہے
صفائی دامنِ صحرا کی زیر نگین معلوم ہوتی ہے

بلندی ہے جو دود آہ کی گرد کدورت پر
نرالا آسمان طرفہ زمین معلوم ہوتی ہے

شب وصلت جوانی ہے ترے بیتاب کی شاید
چھلاوی کیطرح جاتی کہیں معلوم ہوتی ہے

ترے کرزار لرزے لاتا ہے تو کچھ چین آتا ہے
ترے مضطر کو گہوارہ زمین معلوم ہوتی ہے

لب رنگین پہ ہے پرتو تری کی ریختہ گوئی
عبارت کنیہ بالائے نگین معلوم ہوتی ہے

کہیگے یہ دوشنے دیکھکر کرسی پہ بیدرد کو
لطافت کی بلا اک شہ نشین معلوم ہوتی ہے

نہ ابر چشم بار جہان لیکے آئے
فقط ایک مشت استخوان لیکے آئے

دوشنے میان جہان لیکے آئے
گنہگار ہونگا کہان لیکے آئے

پئے نذر دل ناتوان جان لیکے آئے
جہان تم گئے ہم وہان لیکے آئے

وہ بو لے ہیں جب پھول نرگس کے لایا
پے دیدہ آنکھین کہان لیکے آئے

رہ عالم طبیعت ہین گر ہوا تار
زمین نخل آسمان لیکے آئے

کہانا مرادی نے محروم پھیرا
کوئی التجا ہم جہان لیکے آئے

غم ہجر بہلاؤنگا میکدے سے
کہو شیشہ سے ہچکیان لیکے آئے

بنا لی ہے اوس روئے روشن کا نقشہ
ورق مہر کا آسمان لیکے آئے

ہوا حشر کہتی ہے یہ اوسکی بخشش
کہ امید سارا جہان لیکے آئے

خجل داغ دل سے ہی خورشید محشر
جو دعوی ہو کچھ آسمان لیکے آئے

سنا قصہ وقت اوسنے تو بولا
ارے نا یہ دکھڑا کہان لیکے آئے

نہ اک بوسہ بھی تشنہ عاشق نے پایا
کوئی آرزو کیا یہان لیکے آئے

رکھی دشت مین جب سبیل آبلون نے
تو کانٹے بھی سوکھی زبان لیکے آئے

لیا بوسۂ زلف دل دیکے اوسکو
یہ سودا نہایت گران لیکے آئے

گئے بہر نظارۂ حسن جب ہم
ترے بوسی ایجان جان لیکے آئے

دمِ جبہہ سائی کہا اونکے در نے
جو تقدیر بگڑی یہان لیکے آئے

ہین اصحاب کہف اور یا بختِ عاشق
یہ دو فرقے خواب گران لیکے آئے

دنی جب کہ دنیا کو دیکھا نہایت
یہان رزق تنگ مہمان لیکے آئے

یہ بیخود ہوئے دیکھکر اونکا جوبن
بمشکل ہمین مہربان لیکے آئے

دکھاؤن کرامت جو عشق ذقن مین
وہ پیاسا ہون پانی کنوان لیکے آئے

وہ لاغر ہو نمین بام پر تیرے پہنچون
اگر آہ دل کا دھوان لیکے آئے

نکیونکر کہون کوئے جانان کو جنت
گیا پیر اجنا جوان لیکے آئے

جنونکی نشانی یہ تھی حشر مین بھی
کفن کی پھٹی دھجیان لیکے آئے

بخیلونکی نیت پہ ایسی ہے آفت
کہ آئے تو کچھ مہمان لیکے آئے

ترے دل جلے ہین وہ زلفونکے عاشق
عوض روئے کچھ دھوان لیکے آئے

لگاونگا مین عشقِ ابرو مین پھانسی
یہ منت ہی حلقہ کمان لیکے آئے

بتادے کوئی قبر محبہ منتظر کی
خط یار قاصد یہان لیکے آئے

جوانی کے آتی ہی خط رخ نکالا
وہ تو ام بہار و خزان لیکے آئے

مؤذن ہو صبح شب وصل قاتل
چھری کہدو قبل اذان لیکے آئے

سیہ کار تھا عاشق اون گیسودنکا
لحد مین فرشتے دھوان لیکے آئے

نئے یہ وفا وعدۂ وصل کی ہے
وہ آئے تو اک مہمان لیکے آئے

وہ زلف معنبر ہے بڑھ بڑھ کے کہتی
جسے دل ہو دنیا یہان لیکے آئے

عزیزونکے احسان سے گر گیا مین
لحد تک جنازہ گران لیکے آئے

حرم مین ملوگے کہ بیت الصنم مین
کہو دل یہ عاشق کہان لیکے آئے

یہ نعم سے دنیا و عقبے ہے کہتی
وہان ویکے آئے یہان لیکے آئے

نہ سمجھے مجھے شہ یہ تیرے یوسف
ترے خدا نکا اندھا کنوان لیکے آئے

دل سوختہ اونکی قلیان کو دین ہم
جو خوشبو دہنکی دھوان لیکے آئے

دل ایسا بڑھا جاکے اون گیسوؤن مین
کہ اس طفل کو ہم جوان لیکے آئے

چہ قبر مین سب عزیزون نے بھیجا
نیا ساتھ ہم کاردان لیکے آئے

ہمہ تن ہین مانند شمشیر جوہر
فقط ہم زبان ہی زبان لیکے آئے

منا لائین احباب احسان ہوگا
وہ یوسف گیا کاروان لیکے آئے

جو ہم بیچے نکلے ائینہ دل
حسین جمع دیکھے جہان لیکے آئے

ہماری لحد کا نشان تک نہین ہے
کوئی دوست اونکو کہان لیکے آئے

مرقع ہی دنیا کا یہ جسم خاکی
ہم اس تن مین سارا جہان لیکے آئے

تری زلف اے خوش قد آئی قد تک
قیامت نہ کینو نکر دھوان لیکے آئے

غضب توڑتے چرخ تیر ستم سے
غنیمت ہی اولٹی کمان لیکے آئے

کجا کہئے جانان کجا قبر یارو
بتایا کہان تھا کہان لیکے آئے

لطافت سے ہمسر ہو وہ شاعرین
جو کوثر سے دھوئی زبان لیکے آئے

ہر چیز مین جدا تری جلوی کا ڈھنگ ہے
غنچہ مین بو ہی شمع مین ضو گل مین رنگ ہے

اون مہ وشون کا لونڈیر خط سبز رنگ ہے
کہتے ہین مست جام بلورین مین بھنگ ہے

سرخ انکھ پو نمین بکس خط سبز رنگ ہے
طرفہ ہین جام طرفہ ہی مے طرفہ بھنگ ہے

بیمثل چال مین ترا سیب سرنگ ہے
چلنے مین یہ ہوا ہی تو اوڑنے مین رنگ ہے

مدت ہوئی کہ عشق کی دلمین امنگ ہے
بدلا ہوا کچھ آج طبیعت کا رنگ ہے

کل تک تو وعدہ وصل کا تھا مہربان بھی آج
بدلا ہوا کچھ آج طبیعت کا رنگ ہے

لے بوسے دلمین رکھہ نہ خطِ سبز کا خیال
پینا تو ہی حرام مگر پاک بنگ ہے

غنچہ گلونکے دیکھہ کے کہتی ہین بلبلین
مملو بہار باغ کا شیشہ نمین بنگ ہے

پھولی جو صبح کو شفق افلاک نے کہا
پیر یکا رنگ وہ یہ جوانیکا رنگ ہے

کہتا ہون بوسہ لیکے خطِ سبز یار کا
پاکیزہ و حلال ہی جو یہ وہ بنگ ہے

کرتا ہی تیز قتل پہ شمشیر یار کو
قاتل ہمارا فکر سے دیکھو تو سنگ ہے

ہین میرے دل کی وجہ سی ہی مست و بیخود عشق
جس طرح جسم غیر کا محتاج رنگ ہے

آنکھین پہ سرخ کرتی ہی وہ دست و پاے یار
حنا کا رتبہ مین ہر طرح بنگ ہے

پینے مین مرزوا نے کفن اسلیے سفید
انسان تو کیا پسند ملائک یہ رنگ ہے

مضمون لڑنے مین شعرا کی نئی ہی سیر
ہر اک شاعرہ ہی کہ میدان جنگ ہے

پیری یہ کہہ رہی ہی دکھا کر خضاب سرخ
اور کر جما شباب کی مہندی یکا رنگ ہے

موے خطِ سیاہ ہین رخسار یار پر
مالک حلب مین آمد فوج زنگ ہے

سرو رواں سے سیر کو اوٹھایا تھا تیر بھی
سرو سہی کا آج نشانہ خدنگ ہے

تبدیل وضع خلق مین ہی وجہ دشمنی
دونون ہین ایک شیشہ کوئی سنگ ہے

صبر و قرار و ہوش کا ہی قافلہ رواں
نالہ فراق یار مین آواز زنگ ہے

جلتی ہے لے اور نی ان متاب کی تڑپ
بالکل سحاب مین مرر و نیکا ڈھنگ ہے

باغ جہان مین پھولنی پھلنے سی ہے گزند
ہر نخل میوہ دار کو آسیب سنگ ہے

دیکھا جو ہمنے چشم حقیقت سے باغ کو
ثابت ہوا خاسی کہ دنیا دو رنگ ہے

اے وقت گریہ خط سیاہ صنم کی یاد
بارش مین دل کو آئنہ کو خوف زنگ ہے

اے غنچہ ہین کہ حل نہین سکتی ہین قبر مین
ہمکو جواب نا نہین سکتی ہین قبر مین

[illegible] یہ لالہ ظاہر مین جنگ ہے

کرتی ہی طبع طائر مضمون سے اشکار — خامہ ہماری ہاتھ مین گویا تفنگ ہے
مفلس بھی شب کو فضل خدا سے ہین مالدار — سونیکا نام کو تو میسر پلنگ ہے
جھیلین فراق مین دل نازک نے غم تیان — دیکھا جو فکر کرکے تو شیشہ بھی سنگ ہے
فصل خزان مین جو دل بلبل ہوا تھا خون — گل سے ٹپک ہا وہی بن نیکی رنگ ہے
کیا شوق شام وصل مین ہین بیقراریان — آیا ہے سے الگ اک پلنگ ہے
دھبا لگیگا لاکھی دوپٹہ نہ اوڑھیے — تیغ ادا مین لوگ کہینگے کہ زنگ ہے
بے طور طفل دلکی ہین الفت مین شوخ خیان — بچہ یہ جانہار ہی مزیکا ڈھنگ ہے
تصویر سن یار ہو نمین دل پہ کھینچتا — درکار اب جوانیٔ یوسف کا رنگ ہے
عشاق مانگتے ہین طرہ مین مزار پر — بے شبہہ کوئی بت مری تربت کا سنگ ہے

تیر شہاب جسکو زمانہ سے جانتا
یہ ای لطافت آہ رسا کا خدنگ ہے

حسب الصرار جناب صاحب عالم میرزا سلیمان قدر بہادر دام اقبالہ

تیرے روشن گلیمین کیا بجلی معلوم ہوتی ہے — کرن خورشید کی چنپا کلی معلوم ہوتی ہی
ہنسی مین عکس پڑتا ہی جو اونکی صاف دانتونکا — گلیمین ہیرے کی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے
جو باہین زرد ولا غر ڈالتا ہون اونکی گردن مین — تو سونیکی عجب چنپا کلی معلوم ہوتی ہی
مجھے کیا شک ہوتا ہے لپٹ جاؤن گلے یونہین — تری گردنکی جب چنپا کلی معلوم ہوتی ہی
سنہرے رنگ مین اونکی کبھی ہی ایسی گردنیر — کہ سونیکی نہین چنپا کلی معلوم ہوتی ہی
جو باسی ہی مرجھائی گلے سے اونکے لپٹی ہے — طلا سرخ کی چنپا کلی معلوم ہوتی ہی
مثال آئنہ اونکا گلا ہی عکس تو دیکھو — کہ دودھ ہیرے کی چنپا کلی معلوم ہوتی ہی
صراحی دار گردن اونکی ہی شفاف اسدرجہ — کہ سبکو پشت سے چنپا کلی معلوم ہوتی ہی
سنہرے رنگ سے اونکی ہی یہ رنگ طلا پھیکا — گلیمین نقرۂ چنپا کلی معلوم ہوتی ہی

ستارہ یا قمر ابر تنک مین مین نظر آتے — دوپٹہ سے ترے چنپا کلی معلوم ہوتی ہے
عجب انداز سے وہ دیکھتے ہین گردن و سینہ — اگر آئینہ مین چنپا کلی معلوم ہوتی ہے
ہے اوس تصویر مین ہالہ سنہری گرد چہرے کے — مجھے پرتو فگن چنپا کلی معلوم ہوتی ہے
ارادہ ہے کہ لیلون بڑھکے بوسہ اونکی گردنکے — گلیمین کیا بھلی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے
ستارے صبح گردنمین نظر آتے ہین عاشق کو — مرصع جب تری چنپا کلی معلوم ہوتی ہے
ہٹادی جب دولائی اوسنے پوچھا بام پر آکر — تمھین بھی دور سے چنپا کلی معلوم ہوتی ہے
نہ پہنو غیر کے بھیجے ہوئے زیور کو گردن مین — کہ ناگن مجکو یہ چنپا کلی معلوم ہوتی ہے
ترا طوق طلائی حسن پر ہوتا ہے جب نازان — گلیمین خندہ زن چنپا کلی معلوم ہوتی ہے
گلے پر کھلکے منھ ہوسکی کبھی لینے نہین دیتی — مری دشمن تری چنپا کلی معلوم ہوتی ہے
نکلتے ہین جو وقت رخصت اشک اوس سے گلے ملکے — تو مروارید کی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے
مرے زخم گلو مین جب لگے ٹانکے تو وہ بولے — نئی انداز کی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

مرصع لطافت ہے غزل سب جمع ہے دیکھین
نئی ہر بیت مین چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

ترے گھونگھٹ مین کل کیا جھلی معلوم ہوتی ہے — دو لھن پہنے ہوئے چنپا کلی معلوم ہوتی ہے
تری گردن کی زینت دیکھکر مین نے حسین کہا — ہمین تو پھانسلی اب چنپا کلی معلوم ہوتی ہے
رقیب اوس حور کو زیور چھاتا ہے تو یون جانا — جگر پر نیش زن چنپا کلی معلوم ہوتی ہے
شب وصلت ہے گردن اونکی بانہون مین گلے لپٹون — گران تھکو اگر چنپا کلی معلوم ہوتی ہے
لڑکپن ہے تو وقت میکشی وہ یار کہتا ہے — کہ ساغر مین مری چنپا کلی معلوم ہوتی ہے
اوبھارا اوس گل کے سینہ کا بہار نخل قامت ہے — یہ پھل ہے وہ چنپا کلی معلوم ہوتی ہے
جو زر و فرق ترے کنٹھے مین موتی ہین زمرد کے — جڑاؤ سونے کی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے
اگر وہ دست بند نعلم مین پہنے ہین مری پیکر — گلیمین شیشہ کی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

دیکھا کر حسن اونکے طوق نے میرا گلا گھونٹا
تری سازش کچھ اے چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

بڑھائی کیون نہ گردن ہر گھڑی طاؤس جھکی کا
کہ ناگن آپکی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

محافظ ہے نہ کوئی ہاتھ ڈالا اونکی گردن مین
گلا گھیری ہوئی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

گلا ہم اونکا یون مین چ کر کے دیکھ لیتے ہین
کہ تمکو کیا بھلی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

دولائی لاؤ سینہ پر رقیب آنکھین لڑاتی ہین
کہ جنکی دھگدھگی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

چھری میرے گلے پر رکھکے جوہر وار وہ بولے
یہان زیبا یہی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

مثال آفتاب اونکا اگر چہرہ چمکتا ہے
تو ہالہ مہر کا چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

تری لف زر فشان حسن سے لپٹی ہے گردن مین
نئی صورت کی یہ چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

گلے مین پہنین کیا زیور کہ وہ نازک نہایت ہین
گران پھولونکی بھی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

جو کھبرائی ہوئے ہو کیا کسیکے ساتھ سوئے ہو
تفاکی سمت جو چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

لطافت ہر غزل ہے صاحب عالم کی فرمائش
جو موزون حسن سے چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

مطلعہاے متفرق

جب جوانی تھی حسین کی چال رستا مال تھا
پاس میرے بھی دل وارفتہ دور از حال تھا

ولہ
بے بلائی گھر خدا کی بھی نہ ہمتو جائینگے
جائینگے جسوقت عزرائیل لینے آئینگے

ولہ
وہی ہے مصحف عارض وہی زمین صباحت ہے
وہ نو خط ابتو قرآن درمیان سیف تو کی صورت ہے

ولہ
دیکھکر دل ملگیا عاشق حسین کی ہو گئی
حسن کا جلوا جہان دیکھا وہین کی ہو گئی

ولہ
وہ لب دیتے ہین بوسہ تیغ ابرو جان کھوتی ہے
دلا ہر حیلہ روزی ہر بہانہ موت ہوتی ہے

ولہ
لبھی اس شہر مین ہم بھی جوان خضرت سلامت تھے
حسین تھا پاس دل راز حال بیمار محبت تھے

ولہ
لیون نہ ستونکا مجمع خانہ شمار پر
دختر رز ٹیکی ٹپتی ہے ہر اک میخوار پر

ولہ
جو وصل مین وہ جدائی کا نام لیتے ہین
ہم اپنے دلکو کلیجہ کو تھام لیتے ہین

آسیا یکساں سے رزق کی کیوں اس سے ۔۔۔ ولہ ۔۔۔ پیسنا ہی کام اسکا یا اس اسکے پاس ہے
جھک کے شیشہ دم قاصل یہ صدا دیتا ہے ۔۔۔ ولہ ۔۔۔ شیخ مثل ہی کہ بڑے بول کا سر نیچا ہے
آج مین غنچون نے شکست فاش پائی ہے ۔۔۔ ولہ ۔۔۔ ہوئے ہمسر وہان یار سو کیا منھ کی کھائی ہے
سدا غل ہے سواری دیکھ لو نعم کی عبرت سے ۔۔۔ ولہ ۔۔۔ سو سر کو بیچو آلودہ دنیا و دولت سے
دم بھر جو آکی پاس وہ قاتل ٹھہر گیا ۔۔۔ ولہ ۔۔۔ تخفیف درد مین ہوئی کچھ دل ٹھہر گیا
عاجزی اسمین ریاکاری جو اوسمین آئیگی ۔۔۔ ولہ ۔۔۔ روسیاہی رند کی زاہد کی ماتھے جائیگی
حسن و انداز ہی ہر عیب سے نقصان سے دور ۔۔۔ ولہ ۔۔۔ دلبری تھی ہی یوسف مین تری خاطر دور
وہ قصے وہ فرے اور وہ صنم نہ رہے ۔۔۔ ولہ ۔۔۔ وہ دل وہ حسن وہ جوانی وہ دل وہ ہم نہ رہے
جب نیا تھا عشق صدمے ہو چکے ۔۔۔ ولہ ۔۔۔ مدتین گذرین کہ دل کو رو چکے
زمستانمین جو دیکھا روز حسن روے جانان کو ۔۔۔ ولہ ۔۔۔ کہا لو شامت آئی دن لگی مہر و رخشان کو
جب دکھایا اوسنے رخ دل سیکڑون لینے پڑے ۔۔۔ ولہ ۔۔۔ وقت بوسہ کا جو آیا لینے کے دینے پڑے
اسوجہ سے ہی طفل کو آرام دوش پر ۔۔۔ ولہ ۔۔۔ آغاز دوش پر ہے تو انجام دوش پر
نہ عشق ہو نہ کسی بت کے متصل آئے ۔۔۔ ولہ ۔۔۔ خدا کرے نہ کسیکا کسی پہ دل آئے
نہ ہے جو کوئی وہ اونکے ستم سہتا ہون ۔۔۔ ولہ ۔۔۔ عشق کی مار پڑے جھوٹ اگر کہتا ہون
آئے نہ وہ نہ ہم گئے شکوے یونہی رہے ۔۔۔ ولہ ۔۔۔ ہم نا توان رہے وہ سدا نازنین رہے
ذکر جل جل کے جو مرنیکا ہے کاشانو نمین ۔۔۔ ولہ ۔۔۔ رات بھر رہتا ہی ماتم مرا پروانون مین
نہ قرار آتا ہے دلکو نہ سحر ہوتی ہے ۔۔۔ ولہ ۔۔۔ کس مصیبت سی شب ہجر بسر ہوتی ہے
ہمچشمون مین عزت ہوئی مجھے سر پا کی ۔۔۔ ولہ ۔۔۔ اے دیدۂ گریان تجھے رحمت ہے خدا کی
شب وقت کہن مہتاب پر کب آہ شکا را ہے ۔۔۔ ولہ ۔۔۔ ہمارے دود آہ دل کی کاجل جا کی پارا ہے
جلوہ گر بام پہ تو شب کو اگر ہوتا ہے ۔۔۔ ولہ ۔۔۔ چاند اے رشک قمر شہر بدر ہوتا ہے
پروانہین ہے دور رہے یا قریب رہے ۔۔۔ ولہ ۔۔۔ آنکھونکے سامنے ہی وہ دلبر کہین رہے
جلایا عمر بھر ہمکو لب رنگین جانان نے ۔۔۔ ولہ ۔۔۔ لگائی آگ دلمین آتش لعل بدخشان نے

مصرع بر مصرع مشہور فارسی

سود اگر عشقہ بجہان از ہمہ بیشم ۔۔۔ من قاش فروشے دل صد پارۂ خویشم
آوردہ بہ بازار محبت دل ریشم ۔۔۔ من قاش فروشے دل صد پارۂ خویشم
ہر چشم دوکان ست دم گریہ بپیشم ۔۔۔ من قاش فروشے دل صد پارۂ خویشم

مطلع عما بر مصارع عربی

شاخ گل حیف ببا دخزان سوکھ گئی ۔۔۔ حنظت صیغتے بلبل کی زبان سوکھ گئی
ہین ہے وصلکی شادی ہراک غم کا جلین بدلے ۔۔۔ لباس نیلگون کہدو کہ اب چرخ کہن بدلے

لپٹ کر لیجیے بوسے نہ کچھ شرم و حیا کیجے
بوقتِ وصل اگر معشوق سو جائے تو کیا کیجے

بوسہ کا قصد نزع مین مجھ زار نے کیا
پرہیز مرتے مرتے نہ بیمار نے کیا

نیند آئے ہوا سے جو نہ اوس رشک پری کو
غنچہ مین کیا بند نسیم سحری کو

مخمس بر شعر مرزا تقی صاحب ہوس مغفور حسب فرمائش جناب نواب مستطاب ولایہ سماوراعلی اللہ مقامہ

جو روح دنیا مین تن سے نکلی تو بھولی اپنے وہ اختلاط دم کو
نہ مال و زر کی خبر ہی باقی نہ یاد ہی ہے حشم حرم کو
عجب غفلت ہے طرفہ عالم ثبوت ہوتا نہین ہے ہمکو
کہانکی نیند آگئی الٰہی مسافران رہِ عدم کو

کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے جو چونکے بھی تو یہ بولے ہم اونکو جگا جگا کر

ابھی تو آچکی تھے نہ تھے لطف ہم ہمکو
یکایک آئی کچھ ایسی آفت کہ بھولے سب لطف و کرم کو
ضرور ہم پوچھتے کسی سے جو ہوتے ہشیار ایک دم کو
کہانکی نیند آگئی الٰہی مسافران رہِ عدم کو

کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے جو چونکے بھی تو یہ بولے ہم اونکو جگا جگا کر

کہان ہے سامان کہ پھر ہی توشہ ہو کی روانہ جو سب ہم کو
بیان مفصل کیا تو ہوتا سمجھ تو لیتے سواد کو کم کو
چلے ہین راہِ سفر ہی کیا کیا بتا یا یہ بھی نہ ہمکو
کہانکی نیند آگئی الٰہی مسافران رہِ عدم کو

کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے جو چونکے بھی تو یہ بولے ہم اونکو جگا جگا کر

شراب بی بی قضا کی سب نے کیے نے پوچھا نہ ہمکو
پڑے ہین بیخانہ جہان مین بھلا کی سب لطف و کرم کو
جھلک کی ساغر چڑھا چڑھا کر ہے ہین سوائے گھوکے دم کو
کہانکی نیند آگئی الٰہی مسافران رہِ عدم کو

کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے جو چونکے بھی تو یہ بولے ہم اونکو جگا جگا کر

سنا ہے سب کو گدشت فیصر فنا ذی افراسیاب و جم کو
دکھاتے اسکندر و سلیمان پڑے ہین جھوٹے ہوئے حشم کو
یہ راز پوچھا جو ہم نے لیتے جو ملتے اصحاب کہف ہمکو
کہانکی نیند آگئی الٰہی مسافران رہِ عدم کو

کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے جو چونکے بھی تو یہ بولے ہم اونکو جگا جگا کر

یہی ہر دو یہی تفحص سدا ہے ہمکو
کہ مرنے والے عجب آئے ہین کھوکھی ہے دم کو
نہ بولتے ہین نہ چالتے ہین نہ مانتے ہین کسی قسم کو
کہانکی نیند آگئی الٰہی مسافران رہِ عدم کو

کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے جو چونکے بھی تو یہ بولے ہم اونکو جگا جگا کر

دیے دم غسل چھینٹے کہ دیکھین اٹھ بیٹھے شاید ہم کو
اٹھن دھلا یا لگایا کافور تا کہ زائل کرے الم کو
کہا کفن کی کہانی دامی نشانہ عجب ہے ہم کو
کہانکی نیند آگئی الٰہی مسافران رہِ عدم کو

کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے جو چونکے بھی تو یہ بولے ہم اونکو جگا جگا کر

ہزار زانو کرین سر بر بہ ار ظاہر کرین الم کو
ہزار منت کرین سب بھونکی ہزار دکھلا مین بیکلی کو
ہزار پوچھین ہزار بیٹھین جواب دیتے نہین ہین ہمکو
کہانکی نیند آگئی الٰہی مسافران رہِ عدم کو

کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے جو چونکے بھی تو یہ بولے ہم اونکو جگا جگا کر

خبر کسیکو نہین لسطافت اکیلا چھوڑ ہی سبنے ہمکو
کہان کی نیند آگئی آئی مسافران رہ عدم کو
کہا ایسے سوئے کہ پھر نہ جو گے ہمارے سوتے سے جاگ کر

مخمس بر غزل جناب صاحب عالم مرزا سلیمان قدر بہادر دام اقبالہ

طبیعت اک ہر ہن حق پرستی کو ترستی ہے
ہوا ہون سخت حیران فکر کی کس رہ چلتی ہے
عجب پتھر پڑے ہین عقل پر کیون جوش مستی ہے
محبت ہر صنم کی مدتون سے دل مین بستی ہے
خدا کی شان کعبہ مین عجائب بت پرستی ہے

نیا سکتا عجب حیرت زالی میری ہستی ہے
سدا ہون صورت تصویر مین حسرت برستی ہے
الگ بیٹھا ہون چپکا جوش وحشت ہے نہ مستی ہے
محبت ہر صنم کی مدتون سے دل مین بستی ہے
خدا کی شان کعبہ مین عجائب بت پرستی ہے

نرالا ولولہ دل کا میان باغ ہستی ہے
ہر اک ہاتھ ساغر لے رہے ہین تیز دستی ہے
چمن ہے جمگھٹا احباب کے ہین مے پرستی ہے
جوانی کی بہار آئی ہے فصل جوش مستی ہے
وصال یار کی خاطر طبیعت کیا ترستی ہے

مدد بخت رسا فی دور ساغر فی ہے یارستی کی
کہو شمعین بجادین میزبان بادہ باری کی
لپٹکر اونکے بوسے لین کہین ہو جلد تاریکی
شب وصلت ہے کیفیت نہایت بادہ خواری کی
ادھر وہ نشہ مین ہے جو ادھر عاشق کو مستی ہے

جوانی مین عجب کامآئی عادت بادہ خواری کی
کبھی ہے بوسہ بازی گاہ نوبت بادہ خواری کی
بغل مین ہے حسین معشوق کثرت بادہ خواری کی
شب وصلت ہے کیفیت نہایت بادہ خواری کی
ادھر وہ نشہ مین ہے جو ادھر عاشق کو مستی ہے

وہ قامت ہے الف نام خدا گلزار عالم مین
ہزارون بلبلین جس پر فدا گلزار عالم مین
حسین خوش وضع زیبا خوش ادا گلزار عالم مین
عجب بوٹا سا قد اونکو ملا گلزار عالم مین
نہایت خوشنما موزون بلندی ہے نہ پستی ہے

ہوے ہین باغبان پھر شاد گلشن مین بہار آئی
اوٹھا شور ہزار بلبل گلشن مین بہار آئی
نہین کچھ رحم اے جلاد گلشن مین بہار آئی
رہا کردے ارے صیاد گلشن مین بہار آئی
قفس مین دید گل کے واسطے بلبل ترستی ہے

محبت کا اثر دیکھو طبیعت ایسی گھبرائی
ہوا بیتاب وہ دلبر سواری جلد منگوائی
محبت کی کشش اون بیوفا کو کھینچ کر لائی
تعجب ہے کہا جب قبر عاشق کی نظر آئی
یہ کس بیکس کی تربت ہے جہان حسرت برستی ہے

جگر مین خار غم ہین گل کے دامن سے جدا ہوکر
پھنسی ہے عندلیب آفت مین مسکن سے جدا ہوکر
تڑپتی ہے پھر گئی ہے نشیمن سے جدا ہوکر
قفس مین موت آتی ہے جو گلشن سے جدا ہوکر

نو گل مین جاگ روح بلبل ناشاد بستی ہے

عبث اس حسن صورت پر خدا ہی دیکھ اے غافل
یہ جوبن عارضی ہی ہو فنا ہی دیکھ اے غافل
مرقع زندگی دنیا کا ہر دیکھ اے غافل
دو رنگی آئینہ دکھلا رہا ہی دیکھ اے غافل

اودھر نقشہ عدم کا اسطرف تصویر ہستی ہے

نظر کر سرسری آنکھوں پہ تو کرتی ہے مے غافل
یہ دنیا ہی فنا ہو جائیگی ہر ایک شے غافل
بہت نیرنگ تار و زہی کس درجہ ہی غافل
دو رنگی آئینہ دکھلا رہا ہی دیکھ اے غافل

اودھر نقشہ عدم کا ہی ادھر تصویر ہستی ہے

شراب طہور طاہر کا اس دنیا مین ہون مفتون
نجس بادہ پیے جو مین سمجھتا ہون اسے ملعون
محبت ساقی کوثر ہمیشہ ہے دل محزون
غرض شیخ و برہمن ہی نہین مین زمزم شرب ہون

عبادتخانہ مین جانا ہے مذہب پرستی ہے

کیے ہیں شیشے مین بند کیا کیا زلف پرخم نے
مگر نقصان نہ کچھ اپنا ہوا یہ دو کیا غم نے
تڑپتا تھا جگر مدت سے کچھ یہ اب لگا تھمنے
تمہارے رنگ تل کا بوسہ دل دیکر لیا ہمنے

نہایت بیش قیمت جنس ان مول تو یہ سستی ہے

محبت جب سے کی آفت ہوئی اقصان ہے جانکا
ہمیشہ سامنا ہی پیچ و تاب رنج و حرمان کا
کہون کیا اور ہی عالم ہے کچھ طبع پریشان کا
ہوا ہے جب سے سودا افعیے گیسوئے جانان کا

دل شیدا کو میرے زلف نازک بیڑی ہستی ہے

وفا کیسی محبت کیسی کیسا عشق کیا نغمہ
مقدر مال ہے خودرام ہو جاتے ہین سب لبر
حسینونکو غلام اپنا بنا لیتے ہین اہل زر
بکے ہین جب سے یوسف مصر کی بازار مین جاکر

اوسی دن سے متاع حسن اس عالم مین سستی ہے

بتون سے دل لگا جب سے تب ہی قدرت محرق ہے
تنزل سے مغرب گہ ترقی سوے مشرق ہے
وفور عشق کاذب مین کبھی مل ہے کبھی وق ہے
عجب آسان رستہ عاشقونکو عشق صادق ہے

حقیقت مین اگر دیکھا بلندی ہی نہ پستی ہے

نہین معلوم خط دیکھا تو کیا دلبر نے فرمایا
نکالا نہ کلام آئی کہ رشک آنکھون مین بھر لایا
جو نامہ بھیجا تھا اوسکا جواب اب تک نہین پایا
ہوئی مدت کہ قاصد پاس سے اوسکے نہین آیا

نہ پیغام زبانی ہے نہ کوئی خط دستی ہے

یقین ہے ہین سفر کی سامنی وہ مہ جبین آیا
مقرر نامہ بر کا بھی دل زار و حزین آیا
ہوا میری طرح کیا وہ بھی عاشق جب قرین آیا
ہوئی مدت کہ قاصد پاس سے اوسکے نہین آیا

نہ پیغام زبانی ہے نہ کوئی خط دستی ہے

نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے نہ سوتا ہے ترا عاصی
نہایت خوف ہے جان اپنی کھوتا ہے ترا عاصی

ہمیشہ دفتر اعمال دھوتا ہے ترا عاصی | گناہوں سے جو توبہ کرکے روتا ہے ترا عاصی
سمجھتے ہیں مسلسل اشک یا حضرت بستی ہے

غضب ہے سینہ صد چاک اچھا ہو نہیں سکتا | مرورِ عشرتِ و راحت کا چرچا ہو نہیں سکتا
ذرا بھی قلب کو فرحت ہوا ایسا ہو نہیں سکتا | کسی صورت کدر عیش و خوشی کا ہو نہیں سکتا
ہمارے دل میں اس کثرت سے رنج و غم کی بستی ہے

کبھی ممکن نہیں اور عیش و خوشی کا ہو نہیں سکتا | کبھی ممکن نہیں عیش و خوشی کا ہو نہیں سکتا
برائے محض گھر عیش و خوشی کا ہو نہیں سکتا | کسی صورت کدر عیش و خوشی کا ہو نہیں سکتا
ہمارے دل میں اس کثرت سے رنج و غم کی بستی ہے

بیان مرد و نکا تربت میں ہر اک سے بے قراری ہے | غرض اس جہان میں انکسار و آہ و زاری ہے
بنا ہی خاک آکر دن بسر کر ہوشیاری ہے | بشر کے واسطے بہتر نہیں کچھ خاکساری سے
بلندی ہے وہی باطن میں جو ظاہر میں پستی ہے

یہ اولاک جو خاک پر سکینوں میں جا بیٹھے | ہوئے تعبیر سونے والی فرش ریگ صحرا کے
زمین پر بوتراب اکثر خوشی سے لیٹ رہتے تھے | بشر کو واسطے بہتر نہیں کچھ خاکساری سے
بلندی ہے وہی باطن میں جو ظاہر میں پستی ہے

اصل ہے زندگی کی واہ واہ عشق میں دل ہے | کہ عشق دوسری منزل ہے دنیا پہلی منزل ہے
فقط اک ہاتھ کا ہے فاصلہ دم بھر میں مشکل ہے | نہیں کچھ فرق اے قاتل تری تلوار حائل ہے
اودھر ہاتھ عدم ہے ادھر اس طرف کلزار ہستی ہے

بشر کا ہاتھ زمین امتحان سب سے زیادہ ہے | اگر داد و ستد ہو حال اس آئینہ سا رہے
بجا ہے کہیے یہ عرض لطافت پاکہ سجائے | سلیمان نیک بد کا حال سجا کے کھلتا ہے
یہ دنیا اک کسوٹی ہے کھرے کھوٹے کو کستی ہے

رباعیات

اعلے ہے علی جہان میں اور افضل ہے | اس نام سے ہر بشر کی مشکل حل ہے
شیعوں کا یہ پیشوا ہے یوں عالم میں | تسبیح میں جس طرح امام اول ہے

ایضاً

آفاق میں عجز سے ہے شہرہ میرا | سر سب سے نہ فلک سے نیچا میرا
کس طرح نہ واہ سے خاکساری ہو پسند | عالم میں ہے بوتراب آقا میرا

ایضاً

تعبیر میں بعد مرگ داخل ہونگے | پہلو میں مدد کو شاہ عادل ہونگے
دیکھیں گے فرشتے سوال انکا جواب | منکر نکیرین سے اہی دل ہونگے

ایضاً

غافل ہو نہ بادشاہ بحر و بر سے
لیتا ہے جو جام سائے کو تر سے
آلودہ رہین چشم مین لطافت ہرگز
ہوتی ہے صدف کی آبرو کو ہر سے

ایضاً

انسان کو عبث غرور ہے ثروت سے
دنیا عبرت سرائے پر وحشت ہے
کل غیر کے احوال پہ عبرت تھی ہمین
حال آج اونھین کا قابل عبرت ہے

ایضاً

کرتا ہے گنہ عفو کا مشتاق بھی ہے
دولت کی طمع صبر تجھے شاق بھی ہے
رحمت پہ جو نازان ہے تو کھل بھی کر
غفار اگر خدا ہے رزاق بھی ہے

ایضاً

ہر شے نہ کسی پہ تو منین یہ زیبا
تو بھی کہین اک روز رہنسا جاے گا
ہر اک گل رعنان کو ہان فکرت دیکھ
ہے من ضحک تحک کا مضمون پیدا

ایضاً

کب چین سے چرخ کہن ملتا ہے
در و و قاق و رنج و محن ملتا ہے
دنیاے دنی تمام ہے عبرت کا
جب جان سی شے دو تو کفن ملتا ہے

ایضاً

اس جاہ پہ مغرور نہ مسرور رہو
خدام و سواری سی نہ مسرور رہو
عبرت ہے ہٹو بجو کے مل سے ہے ثبوت
پاسا سکے ہے دولت کی بلا دور رہو

ایضاً

افسوس نہ اتقانہ کچھ جوہر ہین
عاصی ہین کہین علی کو کیا اپنا امام
مشہور امام متقین حیدر ہین

خمسہ

نہ عشق فاسد و کیش دارم
جیبے از جبیان بیش دارم
عجب دردے لذیذے پیش دارم
دل از عشق محمد ریش دارم
رقابت با خداے خویش دارم

خمسہ

خلاف شرع دراافتد نباشد رسم و راہ من
محبت چیست دارم تو بت این گناہ من
بشر زادان دعا جز چیست عاشق شد آدم من
ندیدہ از عشق خالی لامکان را ہم نگاہ من
خدا ہم نیست بے معشوق تا پیغمبر گواہ من

مسدس

چلیے شکر خدا کا تجھے دولت گردی — سیکڑون تجھسے کیا کرتے ہین کوچہ گردی
ہو ہر اک سے متواضع کہ ترقی گردی — سب کہین کوٹ ہے خوبی و خاوت بھردی
لطف یہ ہے کہ نہو کبر نہ ہو بیدردی — گر بدولت بھی ہے ست نگردی و دردی

تاریخ ولادت دختر جناب مرزا ابہر شکوہ پسر امیر الدین حیدر بہادر المتخلص بہ آگاہ کہ در مصرع یک سن پیدا ست

اہل رتبہ امیر الدین حیدر — مخزن خوبی و افتادہ و خیرات
دی ہے خالق نے صبیہ تمغین اب — ہو یہی صدر نشین عفت
سال تاریخ لطافت لکھو — ایک نعمت یہ الٰہی رحمت

قطعہ تاریخ وفات جناب سید آغا حسن صاحب امانت مغفور والد مصنف دیوان ہذا

دلفگار بر دہ او استاد و کامل — ہمہ گوہر دان و عالی طبیعت
دلا سید آغا حسن اسم اقدس — تخلص در آفاق مشہور امانت
جہان تیرہ و تار زین واقعہ شد — بگو سال تاریخ ہاے لطافت
درین فکر بودم کہ رضوان فردوس — بگفتا رسید ند امانت

تاریخ طبع و اسوختہ سید آغا حسن صاحب امانت مرحوم

مشہور جو مولوی ہین یعقوب — چہاپا یہ اونھون نے خوب چھاپا
پڑھتے ہین عاشقان جانسوز — ہے شمع کی بھی زبان پہ چرچا
ہوتے ہین کباب سنکے دشمن — دل جلتا ہے غم سے حاسدون کا
لکھی تاریخ اسے لطافت — واسوختہ غم صحیح چھاپا

تاریخ ولادت پسر اجہ محمد امیر حسن خانصاحب بن اجہ نواب غلیخانصاحب مغفور

جو ہین امیر حسن خان جہان مین راجہ — سخی و صاحب اقبال و پناہ جود و عطا
محب و شیعہ و دیندار و مومن کامل — سدا ہین عاشق و شیدای سید الشہدا
جہان مین انکو ملا ہے غم حسین کا پھل — کہ اک پسر ہے بہ فضل خدا ہوا پیدا
ہر و ز شنبہ و لا چہارم محرم کو — ہوا ہے خلق غرا و ارشاہ ہر دو سرا
ہوئی جو سال ولادت کی اے لطافت فکر — تو آسمان چہارم سے مجکو آئی صدا
عبث تلاش ہے آگاہ ہو نہ کر تشویش — کہہ آفتاب ریاست طلوع آج ہوا

تاریخ وفات جناب مجتہد العصر مولوی سید محمد صاحب رضوان مآب علی اللہ مقامہ

چون قبلہ و کعبہ در ارم جاے لیس — باحور جنان شدند در قصر بلیس
تاریخ بطرز نو لطافت گفتا — اعداد کتب بہشت ایمہ بنویس

تاریخ اتمام حلیۃ العرائس تالیف شیخ امراد علی صاحب در بیان نکاح و متعہ

شادی جشن و عشرت گردید مومنین را ۔۔۔ ابلیس از خجالت مغموم و منفعل شد
عقد دوم شد عبی باہم شدہ مبارک ۔۔۔ حال نکاح و متعہ تحریر مستقل شد
در قلب طالبان شد مطلوب وار جایش ۔۔۔ در سیر این رسالہ ہر شخص شد مشغل شد
بنویس اے لطافت تاریخ بے شقت ۔۔۔ این جملۃ العرایس جنت نشین بہ دل شد

تاریخ طبع دیوان نواب احمد حسن خانصاحب جوش

رنگینیان ہین کیا چمنستان جوش مین ۔۔۔ مضمون ہین گل تو سر و ہی مصرع ہر ایک تر
احباب کے شگفتہ ہوے غنچہ ہاے دل ۔۔۔ تازہ بہار ایسی گلستان کی دیکھکر
یہ لطف دیکھکر جو لطافت نے فکر کی ۔۔۔ دی آسمان سے ہاتف غیبی ندا بجب
ہے معجمہ تصرف مین تاریخ طبع کی ۔۔۔ دیکھو بہار آئی ہے اس نظم جوش پر

تاریخ انتخاب دیوان نواب سلیمان خانصاحب اسد

سلیمان خان سخن فہم اہل دانش و شاعر ۔۔۔ محب دیوان نوکر دند از طبع رسا موزون
زان گلزار کردند انتخاب این تازہ گلدستہ ۔۔۔ کہ بر رنگینیہ او عندلیب دل شدہ مفتون
بہارش را لطافت داد گفت این سال بر بستہ ۔۔۔ تگو تاریخ اے بلبل زہے عطر گل مضمون

تاریخ ختم قرآن سلطان جہان بیگم بنت شاہ جہان بیگم رئیسہ بھوپال

دلا بھوپال کی جو ہین رئیسہ ۔۔۔ علی ہین خوبیان او کا نمونہ اداد
جہان ہین شہ جہان بیگم جو ہے نام ۔۔۔ مثال شہ جہان سے عدل ورداد
ہین اولاد علی جو کہ دختر نیک اختر ۔۔۔ بہت ہین مان کے تابع اور منقاد
یہ بس سلطان جہان بیگم ہین مشہور ۔۔۔ بڑھے عمر انکی سب دن ہون برباد
بہ شدہ و مدبشان و شوکت و جاہ ۔۔۔ ہوئی شادی بفرخ دل ہوے شاد
بنٹے جوڑے عطا سب کو ہوا مال ۔۔۔ ہوا انعام و خلعت بہر اوستاد
لطافت اسکی تاریخین رقم کر ۔۔۔ بجا لا مینول صاحب کا ارشاد
رقم کردے ہوا ہے معصف اب ختم ۔۔۔ ملا ہے سال یہ ہجری خدا داد
بشان و شدہ و مد قرآن پڑھایا ۔۔۔ مگر ہجری کے ہین اسمین بھی امداد
ہوئی ہے ختم و عشرت اب لکھ ۔۔۔ مسیحی سن بہ تحقیق و بہ اسناد
مبارک ہو مبارک ختم قرآن ۔۔۔ کیا یہ مادہ سنبت مین ایراد
رقم کرا و اک تاریخ ہجری ۔۔۔ طلب کر صاحب قرآن سے امداد
ہوا جب محفل شادی مین مجمع ۔۔۔ حشم سے آئین بیگم نیک بنیاد
صدا ہاتف نے دی سنیہ یہ جا مین ۔۔۔ الم نشرح لک صدرک کہن یاد

تاریخ حمام جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر اعلی اللہ مقامہ

ہے بہر حضور اب مدد عترت اطہار — حمام بنایا ہے کہ ہو رفع اذیت
کرتا ہے پے سموم وصلوٰۃ آکے ہر اک سل — شیطان ہے جلتا گئی سر یا کی شکایت
پانی ہے موافق ہین نفاست سے بھرا حوض — کرتی ہے نہانے پہ یہان میل طبیعت
آرام سے کیا فصل زمستان ہی گذرتی — پاکیزہ کہہ اک مصرع تاریخ لطافت
سردی ہین عجب فیض ہوا لطف سے جاری — حمام سے ہر اک کے ہے اب گرم طہارت

تاریخ بنا و اتمام امام بارہ جناب قبلہ و کعبہ مبتاز العلماء سید محمد تقی صاحب

ممدوح و لعب اہل کمال و اکمل — ممدوح سخی و دیانتمند
مجتہد جامع الشرائط ہین — زاہد و عابد و متین خدا
علما ہین بہت ہین پہ ممتاز — جگر و جان سید العلما
سے جو انکا امام بارہ رفیع — خوب و مرغوب و تحفہ و زیبا
اس مکان شریف واقع کس کی — جب ہوئی اس جگہ شروع بنا
کہہ لطافت سمت سے تحسین — بس لطافت نے سال ہجری کا
بن چکا جب تمام اوکمال — ہو گئی مجلس عزا برپا
کی رقم دل نے دوسری تاریخ — تعزیہ خانہ حسین ہوا

تاریخ وفات نبیرہ نواب میر یوسف علیخان صاحب

افسوس و آہ سید عالی نسب حسین — ہے قمر الدین کو ایسے قمر کا داغ
کمسنی بارہون رمضان کی نہ شام — پہنچا دل ملول کو نور نظر کا داغ
تاریخ کی ہوئی جو لطافت کے دل فگار — ہائے نے دی صدا کہ ہمارے پسر کا داغ

تاریخ رسالہ مرزا رحیم بیگ صاحب در علم موسیقی مسمی بہ تسہیل ستار

جو کہ رنگین و بدیع ہین مرزا رحیم — علم موسیقی کے ماہر بیگمان
ہے رسالہ اونکا تسہیل ستار — ولسے عاشق جسکے اکثر نوجوان
کی لطافت نے بجاے خود جو فکر — تاکہ اک تاریخ ہجری ہو عیان
وقت تحریر آئی در پردہ صدا — لکھدے تسہیل ستار سازدان

تاریخ وفات جناب داروغہ ولدار خانصاحب

مشفق و یار و حبیب و دوست من آہ آہ — تیرہ و تاریک شد از رحلت او این جہان
خوش نصیب خوشدل و خوش خلق و خوش اقبال بود — داشت وقت آمدن عمر بلند و بخت جوان
ماہ پنجم بود و ہم تاریخ پنجم وقت شب — رفت بیش ہمچنین از دشت جنت با عز و شان
چون لطافت را بدہر این صدمہ تاریخش عیان — در حروف معجمہ شد سال تاریخش عیان
گفت رضوان شیخ حیدر شد ہی مرحبا — اے زہے طالع بیاور خلد ما ولدار خان
۱۲۶۹ھ

تاریخ وفات جناب مرزا والاجاہ بہادر اعلی اللہ مقامہ

عجیب واقعہ تسدیع بنصف شب افسوس — کہ ورد ناک و ملول انداز و خواص و عوام
ازین جہان سوے باغ جنان نمود سفر — امیر ابن امیر اہل دل بلند مقام
وحید عصر محمد بہادر اسم شریف — فقیہ و عالم و عادل رئیس نیک انجام
زکی و شاعر ماہر تخلصش عاشق — کمال بود بشعر و سخن صحیح کلام
معاون فقرا زیب محفل امرا — دو بار رفت بہ حج زائر امام انام
ز طبع خوب لطافت چو صرع تاریخ — بگفت صوری و ہم معنوی بہ لطف تمام
حروف مصرع آخر اگر شمار کنند — شود معاسنہ تاریخ ماہ نے آلام
ز حرف اول مصرع نمود روز وفات — غرض شد ہمہ بیجاز فکر و کوشش تام
بوقت این غم جانکاہ سال ہجری بود — ہزار و دو صد و ہشتاد و نہ بماہ صیام

تاریخ وفات زوجہ برادر زنی نوکشور صاحب مالک مطبع اودھ اخبار

ہین جو کہ نول کشور مشہور — اہل مطبع ہین لکھنؤ کے
تھے شاد بھتیجا ہوگا پیدا — امید ہوئی تھی فضل رب سے
ناگہ بھاوج کو موت آئی — بی دم مین جان دروزہ نے
افسوس فلک نے کیا یہ ظلم — دشمن کو بھی اس طرح نہ غم دے
لکھہ مصرع سال اے لطافت — کیا تاریخ دا خوشی سے دے

تاریخ وفات جناب میر بہر علی صاحب انیس اعلی اللہ مقامہ داماد و اخر سید الشہدا

جو میر بہر علی تھے انیس ذاکر شاہ — وحید دہر سب اہل زبان کے راس و رئیس
فصیح و کامل و حسان وقت و عبقل عصر — جہان مین جاکر ہوے ساتھ حور عین کی جلیس
غریب شام ہوے وہ مہ کمال تمام — اخیر چاند تھا گذرے تھے آہ ون اونتیس
سنایہ واقعہ جانکاہ جب کی تاریخ — کہ جسمین لفظ ہین آئے مناسب بر یلیس
بیان مصرع آخر کے اب صنایع ہون — بہ فکر سمجھین لطافت جسے حساب نویس
شروع مصرع تاریخ جو کہ ہین دو حرف — مہینہ ایک ہے اور دوسرا ہے روز رئیس
سنین بھی ہین عیان اوس سے عیسوی ہجری — جو بینات زبر ہون رقم بہ طور نفیس
وہ مرثیہ نہ وہ پڑھنا نہ وہ بڑے مجمع — اور اس مجلس ماتم ہے سامعین دس بیس
عجیب مصرع تاریخ ہے ملا کیتا — یہ بجلن کا ہے نوحہ اس سے ہاے بیس

تاریخ وفات جناب مرزا سلامت علی صاحب پسر اعلی اللہ مقامہ ممدوح حضرت شبیر

صائب وقت انوری عصر سحبان جہان — عبقل دوران و حسان زمان مرزا دبیر
صاحب عز و شرف مداح آل مصطفے — تھے فرزوق مرتبہ روح القدس کے ہمصفیر

سمت ملک جاودان اس وار فانی سے کیے
داغ بر دل خاک بر سر غمسے ہین برنا و پیر

روز سہ شنبہ تھا اور سلخ محرم وقت صبح
ماتم شہ مین ہوئے یہ ماہ غم کے ساتھ انہیر

مدح حیدر مین عجب تھا وجد اور جوش و خروش
تھے مدام اس دور مین مست مے خم غدیر

ہر طرح اللہ نے دنکو کیا تھا اہل دل
تھے رجوع قلب سے شاگرد و دلگیر و ضمیر

مجلسین سنسان ہین ویران ہین ماتم سرا
ہائے وہ گریہ نہ وہ شہر نہ وہ جمع غفیر

واقعہ یہ سنکے فکر ماہ جب مجکو ہوئی
آئی الطاف کی صدا یہ تجربہ ہے بے نظیر

ہان الہی سر و سامان کر بے تاریخ وفات
باغ بے بلبل ہے شہ تان لطافت بی دبیر ۱۲۹۲ھ

تاریخ مسجد آغا علی خان صاحب

ساخت آغا علی خان مسجد
حسبہ اکاخیر واقبالش

اے لطافت گفت ہاتف غیب
اسکنوہا خالدین خذا سالش ۱۲۹۴ھ

تاریخ طبع دیوان جناب نواب علی خان صاحب مغفور

نواب نواب علی خان سر
دین و دنیا پے آن شد مجموع

شیعہ خاص و عمدہ از حسین
زاہد و متقی و اہل خضوع

ہر شب و وقت حسرت بیدار
این تخلص پے واکش موضوع

شاعر کامل و خوش فکر و فصیح
طبع عالی و کلامش مطبوع

منتشر بود کلامش ہر سو
در گلستان جہان مثل فروع

بود صاحب اقبال و شکوہ
صاحب حق و مروت زشروع

خوش نصاب است بہ الدواوین
ہر دفعت نیک بدانش مجموع

جمع دیوان ہر اصناف سخن
بہر اسلان و پے طبع و شیوع

یافت تاریخ لطافت فوراً
شد بطبعیت چو بے سال رجوع

تاریخ وفات جناب نواب صاحب مرحوم تاج الذاکرین سید الشہدا

ذاکر و مداح و مرثیہ گوئے حسین
فخر سخنوران زشک حسان صاحب فکر بلند

در نہایت بند عدیل و بلاغت بے نظیر
طبع رنگین و کلامش ہر مطبوع و پسند

در بہ سوال کردہ در رودا فوراً بنات
در شب ہفدہم دل احباب شدہ در دو نند

آہ قبل از نصف شب آغاز شہر از ابود
کان زبان دان جہان از شد زبان یکبارہ بند

مومنان و احباب غرا دست بہ نوحہ خوان
ساعتین در مجلس شہ ماتم او میکنند

سال تاریخ وفاتش لطافت خواستم
یک بیک ہاتف رطب تازہ در خاطر فگند

بہر سال آن عداد موتس [illegible]
واوکن مقلوب میم و نون بہم سین را دو چند ۱۲۹۲ھ

تاریخ عطای سند بہ میرزا حاتم علیصاحب مہر

جناب میرزا حاتم علی مہر — مثال بدر روشن ہر کمالش
سند از قصر ہند و ستان یافت — بجد اللہ ترقی کرد حالش
فلک گفت از لطافت وقت تحریر — زہے خوش طالعی مہر سالش
۱۲۹۳ھ

تاریخ خلعت صاحبزادگان جناب نواب میرزا محمد مہدی علی خان بہادر دام اقبالہ

جو من نواب عالی رتبہ و ذی شان و ذی شوکت — کہ اہل عالم من سے چار طرف دھوم ان کی خوبی کی
جہانگیر حضرت مہدیعلیخان نام نامی ہے — ہوئے اونکے پسر ممتون نکلی آرزو جی کی
عجب محفل ہوئی طرفہ سمان تھا جشن و راحت کا — نشاط و عشرت و عیش و مسرت نے ترقی کی
خوشی کی نوبت آئی انجمن آراستہ دیکھی — و نور روشنی سے تھی عجب نشرت تجلی کی
لطافت پر پڑیا اک مصرع تاریخ ہجری لکھ — مبدل نور سے ہے محفل دنیا کی تاریکی
کیا اجرا نے کیا نام روشن بزم عالم میں — گل شمع مسلمانی لیا سنت ادا بھی کی
۱۲۹۵ھ

تاریخ ولادت پسر شمیر صاحب بہادر مشنر لکھنؤ

اسنے نیکی شمیر صاحب والا حشم — صاحب انصاف و عقل و فکر و علم و عمل و داد
حاکم ہموار مغز و نکتہ سنج و منتظم — دوستدار ذی کمال و دشمن اہل فساد
نیکی و رحمش ثمر آورد در باغ جہان — نو چشم در رونق خانہ خلاف زند داد
سال تاریخ ولادت را لطافت نظم کرد — افتر جاہ و جلال و دولت و اقبال باد
۱۸۷۸ء

تاریخ تعمیر چاہ جناب نواب صادق علیخان بہادر

خان و نواب و اہل جود و کرم — پسر بنت شاہ چشمہ فیض
اسم صادق علی است بحر سخا — صاحب عز و جاہ چشمہ فیض
بہر نفع عوام از حکمش — شد ناظر فزا چاہ چشمہ فیض
مصرع مادہ لطافت گفت — اے زہے واہ واہ چشمہ فیض
۱۲۹۰ھ

تاریخ وفات زوجہ داروغہ میر واجم علیصاحب

سید عالی نسب واجم علی داروغہ اند — زوجہ اش باطور حسن رفت پیش فاطمہ
ماہ چارم نوزدہ تاریخ شنبہ وقت شب — سیدہ بود و زمدفن رفت پیش فاطمہ
چون لطافت این خبر بشنید فوراً فکر کرد — گفت سال آن پاکدامن رفت پیش فاطمہ
۹۶

تاریخ وفات گوہر النا خانم

گشت چون گوہر النا خانم — غرق دریائے رحمت یزدان
روز جمعہ ربیع الاخر بود — کرد آخر بہار ہستی شان
بود تاریخ ماہ یازدہم — سوے زہرا ز شوق گشت روان

فکر تاریخ شد لطافت را | گفت با دا مقام باغ جنان

تاریخ بنائے حوض جناب مرزا بہرام شکوہ قمر الدین حیدر بہادر دام اقبالہ ۱۲۹۶ھ

بحر دریا دل و فلزم فلزین ہین | جو ہین صاحب عالم و نامور

بسد اوذات سے جنکے جاری ہی خیر | برستے ہین ابر کرم سے گہر

لطافت اگر یاد ہ کی ہے فکر | تو سن ہجری و عیسوی جمع کر

جو مصرع کے لین بنیاد وزبر | ملین عیسوی بے ہو کین بدر

نقطہ لین زبر کر کہا چھوڑ کی | تو ہو سال ہجری عیان بے خطر

غرض طرفہ تاریخ موزون ہوئی | کہا واہ حوض لطیف قمر

تاریخ ولادت فرزند چہارم دھری سعید بہادر بخطاب سعید الدولہ ۱۲۹۵ھ

صاحب خلق و مروت شاعر شیرین بیان | چودھری بو ہین بابو ن مین سعید الدین سعید

انکھ کا تارا ہے جسکا چشم او رنور نظر | حق تعالے نے دیا ہے اونکو فرزند رشید

یہ مہ نو دیکھکر کیونکر نہ سمکا دل کھلے | یہ پسر قفل دل پر آرزو کی ہے کلید

اے لطافت نظم کر سال ولادت طرح | دوم مصرع تاریخ ہی یہ قابل دید و شنید

آٹھ حصے گر گئے اپنے پدر سے یہ پسر | سال پیدائش یہ طرز خوب ہو جاوید

یعنی لین نو بار اعداد سعید اہل نرو | سال ہجری ہاتھ آئے فکر کرنا ہو مفید

مصرع آخر کے گر لکھین زبر او رمبنات | عیسوی تاریخ نکلے خوب و بے مثل و حید

ایک ہی مصرع مین ہی تاریخ ہجری عیسوی | واہ اس کو کہا نو آسمان نے بھی سعید

تاریخ وفات جناب مغفرتمآب مرزا شاہ رخ قدر بہادر خلف جناب عالم مرزا سلیمان قدر بہادر دام اقبالہ ۱۲۹۶ھ

جو از مصرع ثریا قدر و جاہ | رقم و اسوخت عندلیب نور پر ضعوا

بے سال مسیحی اے لطافت | بگو نظم ثریا عبدہ و نعم

قطعہ تاریخ بنائے امام باڑہ جناب حکیم شیخ علی محمد صاحب در صفت توسیع ۱۲۹۵ھ

جو ہین حکیم حاذق و یکتائے روزگار | کامل طبیب اور مین تشخیص مین وحید

دست شفا نے اونکو دیا ہے عطا | گویا کہ قفل سخت ہے صحت کی ہو کلید

نباض وہ کہ حال کہین خود مریض کا | مشاق وہ کہ گھوئین مرض کہنہ و جدید

یونان کے حکیمونکو انے مثال کیا | یہ مومن اور شیعہ وہ دہریہ و عنید

لقمان عصر انکو کہون مین تو ہے بجا | احباب کے مسیح تو افعال ہین حمید

بے طمع و طرفہ تجربہ کار و دور اندیش | ہر نسخہ انکا قابل مدح و ثنا و دید

ہمیشل خلق عین ہین تواضع مین بعدیل | حسن انکسار سے بجو ستی مثل ماہ عید

چہکا مثال بدر کمال انکا شہر شہر | مانند ماہ فیض قریب اور ہی بعید

مانیقیہ زاہر ستبیر نیک خو	اہل مروت اہل کرم اہل دین سعید
کہتے علی رضا انہین ہین سبھی سے نام	مشہور شیخ سن مین جواں عاقل و رشید
ہے یہ امام بارہ بنا تا فیض سے	بہر غزا و اتم شاہنشہ شہید
خوش قطع خوش نما سے عزا خانہ فیع	حورون مین دھوم ہے کہ یہ قصر جنان مزید
کیا خوب کی بنا مدد اہل بیت سے	بہر غم حسین رہین لی خوش حرید
ہوتی ہے شام کو جماعت یہان نماز	ماموم شیعہ سنید امام آگے ہین وحید
مجلس ہون شیعہ کیا ملک آتے ہین شوق سے	آتے ہین منجمن بھی انکا ہو کیون شہید
کیا کیا مریض عشق حسین آتے ہین یہان	اپنی دوا سمجھتے ہین رونے کو جو عمید
عمہان کا ڈر ہے آنسو دنسی کرکے متقیہ	کھوتے گناہ کا ہین مرض کہنہ وجدید
حرف شروع مصرع اگر ایک جا ہون جمع	ہو سال عیسوی عجب انداز سے پدید
ہجری سنین کی جو لطافت نے فکر کی	مصرع ملا ہوا کرم خالق مجید
نکلا سال اشک یہ صحت یہ باوہ	درد غزا کو واہ یہ بیت الشفا مفید

۱۸۸۰ع ۱۲۹۷ھ

تقریظ

از چکیدہ قلم جادو رقم ناظم یکتا شعار بیمثل جناب شیخ غدا علی عرف اچھے صاحب عیش

لطافت سخن و فصاحت کلام حمد اوس نامہ انعامیات کی ہے کہ جسنے ایک لفظ کن سے مقدس جہات وسبع افلاک و رباعی عناصر و مخمس حواس و ثمن جہات و عشر عقول و ثلث ارواح کو ایسے عنایت و بدائع کے ساتھ خلق فرمایا کہ جس کا لطف معنی و مطلب باریک آج تک کسی حکیم فیلسوف کی سمجھ مین نہ آتا تھا نہ آیا ہے مہندس بسے جو پیدا ز راز شان ۔ نداند کہ چون کردی آغاز شان ۔ فرشتہ چرخ برین و سپہر رفیع کو اگر دیدہ حق بین و چشم بصیرت سے جائزہ فرمائیے تو یہی کہیے کہ اسکو باین قوت و سعت و اسباب و اوتاد و صف اس فاصلہ کبرے کے کیونکر راست ساد کیا ایک مطلع کونین مین کیا کیا مضامین حکیمانہ نظم فرمائے ہین کہ جنکا حاصل فصلات کسی زمانہ مین کسی شاعر نازک خیال اور دبیر عطارد ناظر کے ذہن وقاد اور طبع نقاد مین نگذرا آخر معترف عجز و قصور ہو کر صاف صاف کہدیا سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت السمیع العلیم سب کا قافیہ تنگ ہو گیا ہر دانشمند انسان اوسکی عجائب عجائب قدرتون کو دیکھکر گنگ کی صورت دنگ ہو گیا صم بکم کا نقشا ہوا گونگے کا سپنا ہوا کلام بلاغت نظام کی شہرت اور رونق نعت اوس شاہ بیت قصیدہ رسالت کی ہے کہ جو اس دو غزلہ دارین مین وہ منصفہ برجستہ ہے کہ جس کا مصرعہ ثانی صورت ذات باری ہاتھ آنا غیر ممکن بلکہ ممتنع الوجود ہے ہم کیا ہماری تعریف کیا چھوٹا منھ بڑی بات اوس اشرف کائنات خاتم النبیین سید المرسلین کی مدح و ثنا قرآن مجید و فرقان حمید مین موجود ہے اسکے اعلی خلق عظیم خود ارشاد معبود ہے تعریف سخن منقبت اوس مطلع دیوان امامت کی ہے کہ جو بیت خدا کا معہ مصرعہ ثانی ہے جسکے لغات شرف و فضل مین یا ایہا الرسول

بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتی ارشاد ربانی ہے اسی طرح گیارہ فرزند ارجمند اونکے بعد دیگرے ارکان دین ہین و در رعزر بحر شرع متین ہین اما بعد نا بلد کوچۂ سخندانی ہرزہ گرد بیابان نادانی تراب اقدام شعرائے باکمال وعنوان نازک خیال بندہ تمام آماج گاہ سہام آلام فدا علی عرف اچھے صاحب جیش براے نام خدمات عالی درجات سخن سنجان معنی آفرین مین مدعا طراز و گزارش پرداز ہے کہ اندنون معشوق مشکلین کلاکہ غالیہ موا ہر و نگین ذارد ہ شاہد سرایا ناز ہے کہ جسکے حسن کے روبرو شاہان خلع و تمکنت کی تعریف محض فضول و بیکار ہے ابیات طرہ غنچہ آراستہ و پیراستہ ہوکر رونما ہونے والا ہے لاریب عجب عالم و کشش زا بہ قریب لگ رہے کہ جسکا نظیر مرقع طبع و خیال شعرائے دیار و امصار مین دشوار ہے زہے کمال لیسا دلبر شوخ و شنگ ہمنے تو کیا پیرنج نے بھی باین ہیرانہ سالی با وصف عینک مہر و ماہ دو سراہم سر دیکھا نہ سنا نہ ہوگا خورشید خسا خور سکے جا دو نظر برق وش دلپذیر و دلکش ماہ سیما مہر اقتا نازنین مہ جبین غنچہ دہان نازک اندام دل آرام شعر شعر قبا گلشن حسن کی تازہ بہار سرو قامت بھولی شکل پیاری صورت شوخ مزاج شاہد ان سخن کا سرتاج حاضر جواب غیرت آفتاب عشوہ گر نازک کمر عربدہ جو تند خو مست بادہ غرور رشک پری غیرت حور یوسف جمال صاحب غنج و دلال پر و کمان یا قوت لب گہر دندان

ع بقت میتوان فہمید معنی ہاے نازا و ۔ کہ شرح حکمت العین ست قرکان را زا و ہ طبیعت مین چلبلاپن بھرا عنفوان عضو سے جوبن ٹپکا پڑتا ہے متالی کی خوشنمائی ہے اٹھتی کوپل نئی جوانی ہے

ع نرفرق تا بہ قدم ہر کجا کہ مینگرم ہ کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

چہ کون تیغ چوب دل نواز ناظورہ رنگین ادا سراپا ناز اسے ہمعصرون مین بے انباز ہے جسکی تعریف مین یہ نثر بلاشبہہ اعجاز ہے امام اس آفت جان غارت گر تاب و توان ہوش ربا ے اہل جہان کا ریاض لطافت ہی یہ دیوان روس مہر سپہر سخندانی خسرو اقلیم معانی کا ہے جسکے فصاحت و بلاغت کی تمام عالم مین شہرت ہی وہ کون گل سرسبد گلشن خوش بیانی بلبل شیرازبان حدیقہ الفاظ و معانی در تتیم بحر سخنوری لعل مذاب بدخشان معنی دستری سحاب بحر فروض الہی سیان جہان نکتہ رانی غیرت فردوسی و خاقانی سخنور بے مثال شاعر باکمال فخر شعرائے ماضی و حال جلی بندہ عراس ایجاد خیال رشک سعدی شیرازی فارس میدان نکتہ پردازی عندلیب گلزار ہندوستان سخن سنج ہمہ دان ولدادہ رعایت لفظی و معنوی خلاق معانی و مضامین یعنی سخن رس مدیم المثال رنگین نکر نازک خیال خورشید آسمان بلاغت شمع شبستان فصاحت یعنی سید حسن تخلص بہ لطافت مغفور خلف اکبر سید آغا حسن امانت ہین جنکے کلام بلاغت نظام کے شائق و طالب قدر دانان والا فطرت صاحبان دانش و فرہنگ و شعرائے نازک فکر عالی طبیعت ہین اگر چشم انصاف و وراز اعتساف سے ملاحظہ فرمایے تو فی الحقیقت یہ دیوان لطافت کی جان ہے عذوبت الفاظ پر فدا و دوارجان شیرین قربان ہے سواد حروف پر قیس آسا لیلی و شون کی دیوانگی ظاہر و آشکارے ہین الصطور پر کہکشان آسمان یا مہ جبینو نکی مانگ کا شبہہ

گذرتا ہے الفاظ مرکب و مفرد سے وصل و ہجر محبوب خوبرو کی صورت پیدا ہے جو نقطہ ہے خال
خسار عنبر بن مویان کجلاہ کی طرح انحنا ہے جو دائرہ ہے غیرت بدر کامل رشک وہ آفاق ہے
جو غزل ہے بے نظیر و بے مثال ہے جو مضمون ہے اپنی ہمتائی پر آپ دال ہے جو مصرعہ برجستہ
برق خرمن سوز عقل و ہوش ہے زیر و زبر سے معلوم ہوتا ہے کہ معشوق مرصع
پوش ہے جو بیت ہے دیوان ہلالی کا جواب یا بیت ابروے کشیدہ معشوق شوخ و شنگ ہے المختصر
یہ دیوان اپنی ہمتائی میں فرد ہر شعر میں نیا رنگ ڈھنگ ہے ہزارون دیوان دیکھے سیکڑون
اشعار سنے نادر مضامین جدید تر گیبن نفیس یہ بندشین عمدہ یہ تناسب الفاظ یہ رعایت لفظی
و معنوی کی پابندی یہ سلاست یہ فصاحت یہ بلاغت جو لطافت کے کلام میں موجود ہیں انکو
معائنہ سے بے ساختہ دل پھڑک جاتا ہے ہر مرتبہ جوش خود رفتگی سے یہ مطلع زبان پر آتا ہے

ے لطافت کا یہ مخزن ہے ہر اک خوبی کا مجمع ہے ✻ نہیں دیوان تصاویر حسینان کا مرقع ہے

بس عیش حزین بس اب دعا پر کر کس آہی یہ دیوان لطافت نشان فصاحت عنوان تا بقاے جہان
و جہانیان مطبوع طبائع خاص و عام رہے ایسی شہرت ہو جس سے دیار و امصار میں مصنف مغفور کا نام رہے

تاریخ طبع دیوان متعلق بقرائط

چو این کلام لطافت بہ طبع شد مطبوع	بگل زسن و جمالش عروس ماہ ببین
دلم بگفت مکن عیش فکر تاریخش	برا رسال ز لفظ نگار و شوخ و حسین

تاریخہاے وفات جناب سید حسن صاحب لطافت مرحوم از طباع گہربار شعراے عالی وقار

انسن جناب میر مہر علی صاحب داکر و مداح حضرت سید الشہدا

لطافت از جہان دہر رفت چون بہ ارم	بغیر او شدہ بے لطف صحبت شعرا
شکستہ شد کہ نظم چون دل احباب	سخن حزین شد و ہر بیت شد مکان عزا
براے سال وفاتش حزین ز جان بگریم	حدا صاحف ماتم بود مشاعرہ ہا

افضل جناب افضل الدولہ ظفر الملک سید افضل علیخان صاحب شوکت جنگ خلف اصغر خان صاحب اسیر مغفور

عالم چو سیاہ نگر دد بچشم من	افضل غروب شد بہ زمین مہر شاعران
دل گفت سال فوت زنام و تخلصش	سید حسن لطافت زائر شد از جہان

ادیب جناب سید حیدر میرزا صاحب خلف جناب سید حسین میرزا صاحب عشق مرحوم

اے یار جمع توشۂ راہ عدم بساز	معلوم نیست از چہ سبب آہ غفلت است
گر صد ہزار سال گذاری بعیش و غم	آخر ہمان لحد کہ دران جوش وحشت است
انجام انبساط و سرور جہان ہمین	در اختصار و تربت و برزخ مصیبت است
ای دوست برس از لحد کیقباد و جم	اکنون کجا حکومت و جاہ و ریاست است
آن خانہ را کہ رشک گلستان نمودہ بود	در وے ہجوم غول بیابان و وحشت است

برزیبت سکندر و دارا نظر کنن — خیز بیکسی و یاس کجا تا کی و شوخت است
پس بشنو از من این سخن چند ای حبیب — هر گه کنی تو غور بانها ضرورت است
برو دل ز الفت یاران و اقربا — کن عزم صرف الفت حق هر چه مهلت است
خوشتر بگر ز عشق خدا نیست مولئے — کز وے نر و شت بهد تا رخصت است
بنگر بمرگ حضرت سید حسن بغور — غافل مشو که دار فنا جائے رحلت است
رفتیم چون بمدفن مرحوم اے ادیب — گفتیم جائے نوحه و آلام و عبرت است

ایه جناب منشی امیه احمد صاحب مینائی اوستاد والی رام پور سابق

حیف چون وقات لطافت سنجید — پے سال رحلت بهر سرود و بد
گر شت از شمار حروف و انقاط — هم از مصرع سال خلافت کشید
پس اگله بگفتا که بشنو امیر — لطافت بجد لطافت رسید

انجم جناب نواب سید بهادر حسین خان صاحب فوتوگراف شاگرد جناب امیر مغفور

حیف سید حسن از بزم جهان رحلت کرد — شاعران را به غم و رنج و محن مے بینم
بیکنم فکر چو انجم پے سال فوتش — بے لطافت گل زخسار سخن مے بینم

اخگر جناب میر وزیر علی صاحب تلمیذ سید میر عباس صاحب سلیم مرحوم

رو از فنا سوے ملک بقا — عزم فنا رفت سید حسن
بر احباب طاری شد از هجر او — غم و درد و ایذا و رنج و محن
بهر مجلسے ذات مرحوم بود — گلے در چمن شمع در انجمن
بملک فصاحت عجب نامے — سواد بیانش چو مشک ختن
مضمون رنگین اشعار او — غزلهاے دیوان چو گل در چمن
به زهد و ورع بود در شش جهت — مطیع خدا پیرو پنجتن
شد اخگر نیالم بر رنج و ملال — که سال وفاتش کنم نظم من
تمد اکرد ها تلف از روے قلق — شده بے لطافت ریاض سخن

آغا جناب مرزا آغا حسن صاحب تلمیذ جناب میر وزیر صاحب صبا مرحوم

از غم مرگ جناب مرحوم — بر دلم گشت وفور حسرت
بهر تاریخ نوشتم آغا — شد لطافت بجد و وجنت

احمد جناب غلام احمد خان صاحب عرف کپتان صاحب ساکن کانپور

رو از فنا رفت سوے جنان — سخن دان بمیتل و معجز بیان
دلم گفت احمد پے سال فوت — بگو اشرف شاعران زمان

اعجاز جناب سید اعجاز حسین صاحب تلمیذ جناب مشتاق

خاصان خدا عشق نکردند زدنیا — کردند مگر لعنت و نفرین ملامت
چون سید مرحوم نظر کرد باوشان — رخت سفری بست ازین دار مذلت
بگسیخته صد رشتهٔ انفاس محبت — هیچک نه خیال غم احباب نمودن
رفته بگلستان جنان آه لطافت — اعجاز دم آه و بکا گفت سن او

تسمیل جناب سید محمد عسکری صاحب تلمیذ رشید مصنف دیوان ۱۳۰۱ھ

فریاد از جفاے فلک ستم روزگار — او استاد من لطافت شیرین سخن بمرد
نام سخن ز فکرت مرحوم زنده بود — افسوس او چه مرد دل اهل فن بمرد
بسمیل به بینات وزبر سال عیسویست — یکتاے روزگار و وحید زمن بمرد

تعشق جناب سید میر اصاحب برادر جناب سید حسین میر اصاحب غفرله ۱۳۰۱ھ

چون گذشت از دهر شاعر سید حسن — آنکه طبعش از لطافت داشت رنگ بوستان
فکر سال وفات او تعشق کرد و گفت — حیف رفته بلبل شیوا زبانی از جهان

تسنیم جناب نواب محی الدین حسین خانصاحب راسی شاگرد مصنف و مولف دیوان ۱۳۰۲ھ

شاعر بی نظیر و استاد بے — آه چون کرد رحلت از دنیا
گفت تسنیم سال تاریخش — پاک رفت لطافت از دنیا

تریا جناب شاهزاده مرزا زیاقدر بهادر خلف الصدق جناب شاهزاده مرزا سلیمان قدر بهادر اقبالہ

شیرین کلام شاعر چون طوطی سخن گو — اشعار آبدارش جمله پر از بلاغت
اصداف لفظ مملو از گوهر معانی — هر مصرع سلیسش سرمایهٔ متانت
از صرصر اجل شد پژمرده آن گل تر — بربست رخت هستی آخر ز دار محنت
تاریخ سال رحلت گفتا چنین ثریا — با خاطر حزین و در حالت مصابت
زیر زمین نهان شد از جور دور گردون — آشوب ناک ورد اسید حسن لطافت

مرحوم جناب چھوٹی خانصاحب شاگرد مصنف و مولف دیوان ۱۳۰۱ھ

حیف صد حیف لطافت نے — کی تضا عالم فانی سے ہاے
سال تاریخ یہ ہاتف نے کہا — مر گیا شاعر یکتا اے واے

جاوید جناب سید بندہ کاظم صاحب نبیرہ جناب رضوان مآب ۱۳۰۱ھ

چون گذشت از دار دنیا شاعر شیوا زبان — تجلبند گلشن حسن بیان سید حسن
گفت جاوید از برای سال فوتش انجمن — از لطافت شد تهی پیمانهٔ باغ سخن

جلیل جناب سید ہادی علی صاحب شاگرد مصنف مولف دیوان ۱۳۰۱ھ

شاعر نامور لطافت بود — از جهان کرد انتقال اے واے
خواست از دل چو سال فوت جلیل — گفت او استاد ذی کمال اے واے

حکیم جناب مرحمت الدوله بهاء الملک منشی سید غضنفر علیخان صاحب صولت جنگ خلف اکبر جناب امیر مغفور

زدست جور فلک چرخ فریاد — که از دنیا شفیق حال من رفت
بدل شوق زیارت داشت پنهان — بسوی کربلا سید حسن رفت
زهستی جانب ملک عدم شد — بغربت بود آواره وطن رفت
چو دل از صبح و شام دهر برخاست — سوی شام لحد صبح کفن رفت
نه لطف نثر باقی ماند نی نظم — عجب فخر زمان رشک زمن رفت
کلام اندر کلام حسرت انگیز — سخن اندر سخن زیب سخن رفت
چرا تیره نگردد محفل دهر — حکیم از بزم شمع انجمن رفت
مثال هجر روح و تن بتاریخ — بگفتا دل لطافت از چمن رفت

حاذق جناب آغا سید محمد صاحب جایری اهل زبان

افسوس که دست ستم چرخ جفاجو — افکند ز پا نخل برومند کرم را
از مرگ لطافت شه اقلیم سخن کرد — تدریس دل غمدیده تاریخ و الم را
چون شرح توانم که دهم رنج و غم خود — یا جهالت افسرده ارباب قلم را
گفتم سانحه هوش ربا بیر و با کرد — شعر و سخن و جود و سخا زید و شکم را

حامد جناب شیخ حمید الدین صاحب شاگرد و مصنف و مولف دیوان

آه سید حسن لطافت بود — صاحب علم و فضل و اهل کمال
وا دریغا که رفت از دنیا — دهر ستمگار را فتد و بخ و ملال
حامد اخواستم چو تاریخش — مدبشه نظم گفت هاتف غیب سال

خورشید جناب مولوی سید احمد طفی صاحب عرف لدن صاحب نبیره جناب رضوان مآب

سیدی آن شاعری یکتا بدهر — کو بعالم بود همنام حسن
دید چون زشتی دنیای دنی — شد سوی جنت ازین دار محن
جوش خون چون ناله و فریاد بود — هر دمی شد دو غمش صد الحزن
چون نباشد زار تجالش مرده دل — بود او جان و جهان ماتمند
هست از تیغ غمش در باغ دهر — هر گلی چون کشتگان خونی کفن
در سنین فوت او کردم چو فکر — داد هاتف این ندا با صد محن
سال مرگ او بخوان در عیسوی — مثل بود رفته لطافت از چمن ۱۸۸۴ء

فدوه جناب حکیم شیخ اعظم علی صاحب تلمیذ جناب امیر مرحوم

بست و سه از ربیع اول بود — چار شنبه زیوم و اول شب
آه از انتقال آن مرحوم — گشت افزون به قلب رنج و تعب

چون بدل داشت اشتیاق لقا — رفت از دہر سوے رحمت رب
صاحب وضع و شاعر کامل — سید و زائر امیر عرب
گفت رضوان بہ سال مے وزہ — شاد لطافت بجنت اطیب

رشید جناب پیارے صاحب برادر زادہ جناب آغا عشق مرحوم

از مرگ حبیب آہ صد آہ رشید — رفت سید حسن لطافت بہ لحد
از دنیا اینقدر شکایت دارم — پیرد امانت امانت بہ لحد

ارشاد جناب مرزا شبیر علی صاحب تلمیذ رشید مصنف دیوان ہذا

کیست فلک بر سن این خاطر وای عالمیان کز تو حزین چنین — حیف لطافت رفت ز دنیا در دو اکشتم بے اوتاد
از غم عالم دو چشم ما مثل بخت کشت سیاہ — ہر دو ز اجابش شد مانند قلب ما شاد
بود دہ ماہ ربیع الاولی بائے شب بست و سوم — شاہ سخن از دنیا رفت و ملک سخن گشتہ برباد
در فکر تاریخ وفاتش بودم ناگہ طبع رسا — در حرف معجم عیسوی در مہمل ہجری کرد ایجاد
بہر سرو سال رسا این صرع کلکم کرد رقم — رفتہ در آغوش قبر و آرام را او آباد ۱۸۸۴ع

سید جناب مولانا و مقتدانا مفتی سید محمد عباس صاحب تغمدہ اللہ تعالیٰ بغفرانہ فی الجنان

غم سید حسن صاحب لطافت — دہانی بعد اخرانی جدیدا
حبیب خلق حسن لطف حسن داشت — وکان خدہ سادتہ سعیدا
لطافت رفت از بزم فصاحت — فاورثھ بذا لما مشدیدا
نوشتم مصرع سال وفاتش — مضی لسبیلہ فرد وحیدا

سطوت جناب نواب نجیب الدولہ محمد یقی خان بہادر تلمیذ مصنف و مولف از خاندان شاہ اودھ

حیف سید حسن لطافت حیف — زین جہان رفت سوے ملک عدم
شدہ این واقعہ جوانی سطوت — بود بر دل ہجوم رنج و الم
ہر کہ پرسید سال تاریخش — گفتم او رفت از عالم

شاد جناب شیخ محمد حافظ صاحب پیر میر مغفور

کرد رحلت چون لطافت شاعر خوش گو سخن — ہر غزل شد نوحہ و ہر بیت شد بیت الحزن
بلبل روحش پرید و گشت طوطا آشیان — بوستان تر زبانی شد خزان دیدہ چمن
شاد تاریخش چو گفتہ ہمزہ آمد در حساب — بے لطافت شد گل نوباوۂ نظم سخن

بلاغت ورنجش چون شد سیہ پوش | فصاحت بہ فزارش نوحہ خوان رفت
بخاکش چون امانت تا سپردند | فغانہا از زمین تا آسمان رفت
بہ فرزندش بگفتم بہر سالش | بگو با با لطافت از جہان رفت

شہرت سید باقر حسن عرف اچھے صاحب ۱۳۰۱ھ سلمہ اللہ لو ہب خلف الصدق جناب سید حسنین صاحب لطافت مرحوم

مرگ جناب والد سے حال ہے یہ میرا | محزون ہے دل واں میں نکلتے ہیں اشک حسرت
عیش و سرور و فرحت ہے دور دور مجھ سے | گھیرے ہوئے ہے ہر دم رنج و الم و مصیبت
ناگہ ہوئی جو فکر سال وفات مجکو | ہاتف یکارا لکھو یوں معجمہ میں شہرت
رونق نہیں ہے اب وہ باقی مشاعرہ میں | بزم سخن ہے ویران افسوس بے لطافت

صحت جناب میر مومن علیہ صاحب ۱۳۰۱ھ ذاکر شاگرد مصنف دیوان

قصہ کردا فسوس سید حسن | فصیح و بلیغ زمن بود یائے
بگفتم صحت سنین وفات | لطافت ز اہل سخن بود ہائے

صداقت جناب سید صادق صاحب ۱۳۰۱ھ شاگرد جناب حکیم

اوٹھ گئے دنیا سے جب سید حسن | اے صداقت عیسوی تاریخ لکھ
ہو گیا ویران باغ شاعری | گل ہوا لا بد چراغ شاعری

ضیا جناب سید محمد نصیر صاحب خلف میر زبیر صاحب نور مرحوم خویش جناب لطافت مغفور ۱۳۰۱ھ

حیف سید حسن لطافت حیف | گئے دنیا سے سوئے ملک بقا
فکر تاریخ اے ضیا جو ہوئی | ہاتف غیب کی یہ آئی صدا
سال ہجری کی جستجو ہے اگر | لکھ دو برباد ملک تظلم ہوا

ظہور جناب منشی ظہور حسن صاحب شاگرد جناب اسیر مغفور ۱۳۰۱ھ

شکل آئینہ چو زین واقعہ شد حیران | آمد آواز بگوشم کہ عیان است چہ بیان
آہ سید حسن از عالم ایجاد برفت | بغم رحلت او شد فلک گشت کمان
ہر زمین غزل از گوہر او رونق یافت | زینت چرخ سخن بود چو ماہ تابان
محو گردید ز دل ہر کہ کلامش بشنید | حق چنین است کہ مے بود عجب سحر بیان
صرصر مرگ چو در باغ وجودش آمد | رفعت نخل حیاتش شدہ پامال خزان
آہ از سوز دروں داغ دل گردون شد | روشنان چشم چو آئینہ سراسر حیران
مبتلائے مرض وجع مفاصل بد بود | کارگر گشت دعا و نہ مؤثر درمان
بود آن واسطۃ العقد لسبائک شعرا | مرد میدان و سخنور ز مشاہیر جہان
آن سبک روح چو شد راہی اقلیم عدم | چو جرس قافلہ جملہ اقارب بفغان
سال آن منتخب دہر چو پرسید ظہور | آمد آواز کہ شد واصل گلزار جنان ۱۳۰۱ھ

علی جناب میر علی محمد صاحب نبیرۂ جناب میر خورشید علی صاحب نغز خوان جناب لطافت مرحوم

فرمود سفر لطافت از خلق افسوس — از فرط ملال شد تمم کاهیده
دیدیه و زیر بحری سالش — گفتا ہاتف بمرقدے خوابیده ۱۳۳۱ھ

عیش جناب شیخ فدا علی عرف اچھے صاحب شاگرد جناب عرش مرحوم

لطافت آنکہ نام پاک او سید حسن بوده — برفت از روضۂ عالم مقیم باغ جنت شد
مجاب شاعر شیرین زبان شیرین سخن بوده — ز فوشش گلشن اشعار رنگین از لطافت شد
بجاے آب بہی انگشت عباس حسن اورا — برادر بود لیکن بے پدر گویا فصاحت شد
بملک نظم بوده رشک خاقانی و قاآنی — نظیر صائب و سعدی و فردوسی فطرت شد
بمجمع عیش بے روے بہار از سال فوتش گفت — لطافت ناز پرورده ز گلزار امانت شد

عنایت جناب شیخ عنایت حسین صاحب شاگرد مصنف و مولف دیوان ۱۳۱۰ھ

ای عنایت بدور چرخ کہن — حیف صد حیف ذی کمال بمرد
سال رحلت چو خواستم ز سروش — گفت او استاد بیمثال بمرد ۱۳۱۲ھ

فروغ جناب میر امیر حسن صاحب خلف جناب دوعہ میر امجد علی صاحب مغفور نبیرۂ جناب لطافت

شگفتہ ہے نہ گل باغ جہان مین — نہ رنگینی سے بلبل کی بیان مین
یہ قالب صاف کہتا ہے یہ رضوان — لطافت ہے گلستان جنان مین ۱۳۱۰ھ

فاخر جناب مولوی سید اصغر حسین صاحب نبیرۂ جناب علیین مکان عیش نواب محل صاحبہ مرحومہ

جناب لطافت پے سیر خلد — چو رفت از جہان سوے ملک عدم
خرد گفت فاخر سن رحلتش — بگو از سر شوق واہ و نعم ۱۳۱۰ھ

فصاحت عبد ذوالمنن خوشہ چین من رباب سخن سید عباس حسن عفی عنہ برادر و شاگرد مصنف مولف دیوان ہذا

اوفتاد بمن زمرگ مرحوم — کوہ الم و غم و مصیبت
شغل فریاد و آہ دارم — معدوم سرور و عیش و راحت
اشعار بہ ماتمش چہ گویم — مشغول نمے شود طبیعت
آن صائب وقت و عرفی عصر — زین دہر برفت سوے جنت
خورشید سپہر نکتہ دانی — پنہان گشت آہ زیر تربت
حسب امر اراجند احباب — فکر تاریخ شد فصاحت
ناگہ دل گفت سال ہجری — بوده جان سخن لطافت ۱۳۱۰ھ

فوق جناب حیدر مرزا صاحب شاگرد مصنف و مولف دیوان

صد افسوس اے فوق اوستاد من — ز کاخ جہان سوے تربت برفت
نکرد انتقال آہ سید حسن — درین عہد گویا امانت برفت

ریاض سخن بلبل باغ دہر — زگلزار عالم بجنت برفت
بمعجز بگو زیر و بم بیانات — زدنیائے فانی لطافت برفت

فرحت جناب سید محمد تقی صاحب خوشتویش شاگرد مصنف و مؤلف دیوان ہذا

حیف سید حسن افسوس صد حیف — در جہان گشتہ قیامت ہے ہے
سال تاریخ بگفتم فرحت — زجہان رفتہ لطافت ہے ہے

فراست جناب مرزا محمد حسین صاحب شاگرد مصنف و مؤلف دیوان ہذا

بحر لطافت سے باغ نظمہ آباد — اوسیہ آئی خزاں برنگ سمن
لکھ فراست یہ صنع تاریخ — مرگیا آہ بادشاہ سخن

قمر جناب سید مرزا حسین صاحب تلمیذ مصنف و مؤلف دیوان ہذا

سید عالیمقام زائر شاہ انام — شہر دارالسلام بود مقیم المقال
شاعر رطب اللسان صاحب طبع روان — حبذا طبعے ہندوستان مبل شیرین مقال
رحلت اوستاد من ای قمر خستہ تن — داغ بامل وطن داد ز رنج و ملال
اہل کرم بود او بمنش نیک خو — سال وفاتش بگو آہ چہ نیک کمال

کامل جناب مولوی سید نجم الدین علی الحسینی المعروف بہ سید علی مشہور علی میان صاحب

بحر سخن آن نامور کاندر لطافت نشستہ او — بود ہمچو چون آب روان نزد او نوا او اصعار او
آن شاعر شیوا زبان آن ماہر رنگین بیان — آن بندہ سخن نکتہ دان آن چیف بستار دہر
کز ظلمت و نور و ہوا اشعار او را بیگمان — با سلک کہ ہر بنگری ہمپایہ در بازار دہر
آن صاحب ہندوستان کاندر سخن یکتائیش — معلوم ہر عاقل بود بے منت اظہار دہر
از مصحف الف نظر کز صیقل افکار او — پرتو پذیر مہر و مہ گردد آئینہ افطار دہر
از مدحت او در فنا امدر ربیع اولین — بنہاد داغ از مرگ خود بر سینہ ادوار دہر
تا پیشہ را بربست او گردید چون جیحون روان — سیلاب اشک اندر غمش از دیدہ خونبار دہر
کامل کہ در خوش جان رنج و بلا را پرورد — شیرین بود کام و لبش از لذت منشار دہر
گوش کردان ماجرا خواند ز برای فوت او — شد ملہم معنی سرا ای آہ از گلزار دہر

کلیم جناب شیخ رحیم بخش صاحب شاگرد مصنف و مؤلف

او بحر مستی او ستاد دنیا سے ہائے — نہ باقی رہا شاعری کا مزا
ہوئی طبع کو فکر تاریخ جب — تو یہ ہاتف غیب نے دی ندا
رحلت کر بے سال مجھ سے کلیم — فنا آج بے مثل شاعر ہوا

جناب نواب مرزا محمد عباس خان صاحب بہادر از خاندان شاہ اودھ

جناب لطافت چو رحلت نمود — شدہ در غم او بپا شور و شین

بهین است کافی شرف بهر او — که بوده ز آل شه مشرقین
نوشتم بالش ز روی ادب — حسن در جهان زینت نور حسین

مشتاق جناب نواب یاور یخانی صاحب عرف نواب نبی خان صاحب

چو سید که بوجه حسن بدی کامل — بلبست زست زهستی بدل بگفتا کامل
چو جای ماندن درتنگنای دهر نیافت — بسوی وسعت ملک عدم دوید شتافت
بجاست گر بنمش نالها کند بلبل — که شعرها به لطافت فزون بود از گل
خجب مدار بما تمش گر چنانست نمین — که بود وصیت کبالات او محیط زمین
بفن شعر چو دندان فشرده بود بسی — نبود ثانی و همتای او بهر مگسی
طناب فکرت او ایخنان دراز کشید — که تا بخیمه گردون سپهر طناب رسید
بسی مضامین از طبع او هویدا شد — هزار نور زیک آفتاب پیدا شد
کسی ز بخشش عامش نه در جهان باقی — حقیق مسطبه نظم را بدی ساقی
نموده بود چو ستا جیی به بحر جهان — هزار لنگر محنت هنوز از و ست روان
سواد نامه او تا بملک فضل رسید — مداد خامه بخشم کمال سر بکشید
سزد بما که بگویم سال ترحیلش — بدین مثابه که چون بر محاک زیر نعشش
اگرچه قول مشاق سیر و دبلیل — نگر صحیح است که من ساختمش با تعجیل
چو گفت دل به سر تاریخ فکر در سفتم — هزار و سه صد و یک سال فوتیش لفتم

ماهر جناب مولوی سید مهدی حسین صاحب نبیره جناب علیقلی خان مکان

سید حسن که بود لطافت تخلص — فی الواقعی به فن سخن داشت وصف نی
از فکر او فلک نه شدی چون زمین شعر — از اوج نظم او چو حضیض است رفعتی
مثل تخلصش چو کلامش لطیف بود — او از جهان برفت که از باغ نکهتی
ماهر بگو به سال وفاتش که در جهان — چیزی نماند لعب لطافت لطافتی

۱۳۰۱ھ

مانوس جناب باقی سید تفضل حسین صاحب شاگرد جناب اسیر مرحوم

دلا سید حسن او ستاد کامل — برفت از دار دنیا سوی جنت
لباس ورع در بر چست کرده — بدل راغب سوی زهد و عبادت
بفن شعر یک رکن رکین بود — بنظم و نثر برده گوی سبقت
بیانش معتبر تر در سخن بود — زبانش مستند بد و فصاحت
مثال شمع در سوز و گداز است — دل احباب او از داغ فرقت
امیدش با دو در کنج مزارش — دعا از خلق و از خلاق رحمت
نوشت این مصرع تاریخ مانوس — ارم نازان شد از لطف لطافت

۱۳۰۱ھ

مظهر جناب مظهر آغا صاحب

لوذعی بذله سنج نکته دان سید حسن — آنکه بود اندر ضمیر مرتع طلعت معنی نظم
شد زدار دهر و مظهر گفت بهر فوت او — لے لطافت شد بهار جنت معنی نظم

نصرت جناب یعقوب علی خان صاحب تلمیذ رشید مصنف دیوان ہذا

بے عدیل و بے مثال و سید و استاد من — پاک طینت نیک خصلت راد مرد شاد اهم
مخزن علم و محبت مبدء فضل و کمال — معدن خلق و مروت منبع جود و کرم
وا دریغا وا اے حسرت بے نظیر و لاجواب — از سرای دہر فانی شد روان سوی عدم
چاک دامان و گریبان قبایم در غمش — داغ بر دل آه بر لب خاک بر سر دشتم
فکر سال ہجری دہم عیسوی کردم بدل — آمن ہر دو یک مصرع بطرز نو بہم
در حروف غیر منقوطه سنین ہجریش — باز در منقوطه بہر عیسوی ہم دو قلم
بہر نوشش گفتم ای نصرت بیک مصرع دو سال — طاہر و طاہر بر حمت رفته در باغ ارم

صحابت جناب میر کاب علی صاحب شاگرد رشید جناب امانت مرحوم

سیمات اجل کی دست ظلم و جفائے نوسے — رہے نہ پائے زیر چرخ کہن لطافت
کیونکر نہ ای صحابت رنگ زمانہ بدلے — مخصوص جب ہو بہر خزاں چمن لطافت
تاریخ سال رحلت از روی آه یہ ہے — دلکوہے رنج مرگ سید حسن لطافت

وحید جناب سید ہادی صاحب خلف جناب میر مہر علی صاحب ابن ملا راح حضرت شبیر

رحلت نمود آه لطافت چو از جہان — ماب و توان زغم بدل دوستان نماند
زیباست ہمصفیر اگر نوحه خوان شوند — آن بلبلے بگلشن ہندوستان نماند
شد سکته آشکار باشعار حال او — گویا بقالب سخن نظم جان نماند
شور صریر نیست قلم نالہ مے کشید — کان با کمال واہل فن نکته دان نماند
گفتم وحید سال وفاتش با نجمن — ہم نرم حیف شاعر رنگین بیان نماند

مہر جناب مشتی محمد سجاد صاحب شاگرد مصنف دیوان ہذا

مرگ اوستاد ہنر چون بشنید — قلب مجروح زغم شد واللہ
گفت سن عیسوی از روے بکا — افتخار شعرا بود اے آہ

ہدا جناب سید ہدایت اللہ خان صاحب منجم نبیرہ نواب مخبر الدولہ سید الملک حکیم سید مہدی خان صاحب جناب

حقا سرائے فانی جائے فرود گہ نیست — دارد مسافرانہ ہر کس درین سکونت
ہر کس زملک لاہوت آید بخاک تیرہ — البتہ مینماید از آسمان شکایت
بر ہر کسے فزاید این ہر ستا مصیبت — کسل فراق و ہجران بردن بغیر جاحت
سنجت است ازین سہ گونہ بر جان اہل دنیا — یا دوست درد فرقت یا دشمنان رقاقت

ما هم زجور گردون واریم دستانها — از ما جراے خود ها گویم چنین حکایت
گشتم بسے بعالم در جستجوے شخصے — کان غیر حسن صورت با لله حسن سیرت
یک آشناے صادق یک دوستے موافق — آمد بچشم بینا من بعد چند مدت
هم عمر و قوم و دین بود هم طبع دل خرین بود — از گرمیے محبت صید اشت گرم صحبت
کے چرخ تفرقه گر یکجا دو کس به بیند — میکرد حیف سوے کاشانه آن غریبت
سرمایهٔ هلاکت حاصل ازان سفر شد — گردید باز شستش اما بصد مشقت
چون از قدوم اوشان ما را خبر رسانند — رفتم زیاے الفت از دل بے عیادت
چون چشم من بروے آن دوست اوفتاده — آن حالتے بدیدم شد حیرتم نجایت
چون مهر جسم لرزان در نبض تب فراوان — سقلے زبان گرفته اموے نمط حکایت
چون دید روے ما را خندید مثل گلها — من گریه مثل بلبل کردم ز عین شدت
اے وا ے بعد چندے افتاد و شور ماتم — در خانه اش که باشد هنگامهٔ قیامت
چون این نواے حیرت میکوفت سامعه را — رفتم بخانهٔ غم با صد غم و مصیبت
بردند نعش او را چون آشنا بدریا — سر کرد از دو چشمم سیلاب اشک حسرت
القصه بعد غسل و تکفین چو دفن کردند — در بحر او فگندم بر فرق خاک تربت
چون تم سن و فاتش جویان از سروش غیبی — گفت آه انتقال سید حسن لطافت

تاریخها شروع و ختم طبع دیوان یاض لطافت از طباع شعراے عالی طبیعت والا منزلت افضل اجناب افضل الدولہ نظر الملک سید افضل علیخان صاحب شوکت جنگ خلف اصغر جناب امیر مرحوم

زہے نظم والاے سید حسن — کہ ہے حسن خلقت مین خلقت پسند
زہے حسن ارباب باطن کو بھی — معانی کی صورت ہے صورت پسند
ہے بندش مین اسطرح کی تازگی — کہ کرتی ہے اوسکو نزاکت پسند
فصاحت کو تطبیع گر نقط ہین — تو ہین سارے معنی بلاغت پسند
لکھی کاک افضل نے تاریخ طبع — کلام لطافت فصاحت پسند

ادب جناب سید حیدر میر را صاحب خلف جناب عشق مرحوم

بود سید حسن خلیق و ادیب — داشت بر قلب الفت مرحوم
در فصاحت نظیر خویش نداشت — هست ظاهر بلاغت مرحوم
بدلم داغ غم گذاشت و داده — آه ناگاه رحلت مرحوم
طبع شد چون کلام منظومش — گشت مشهور جودت مرحوم
در سن مهدوی ادب گفتم — یاد گار لطافت مرحوم

انجم جناب نواب سید بہادر حسین خانصاحب فوٹو گرافر شاگرد جناب امیر صفور

زیدا روان کو تو وہ چھپ کیا دیوان لطافت کا
سراپا ہے یہ معشوق زلیخا کی طرح زیبا

سر بازار جب عشق اسکو کھینچ لایا ہے
یہ حسن اتفاق وقت سے سامان ہوا پیدا

وہ ہر طرز اسکی ہے زبان پر ہی ہوسکی دیوانی
وہ لوح اسکی ہے صدف جسمیں موتی ہیں حورا

ہر اک مدشیدہ شکل تیغ ابروے قاتل
ہر اک ہے دائرہ چشم حسن کوئی طرح گویا

اشارے کر رہے ہیں حرف مضمون باتین کرتی ہیں
نہ کانوں نے سنا تھا جو کبھی وہ آنکھ سے دیکھا

معانی اسطرح الفاظ سے دست و گریبان ہیں
کہ جیسے اپنے معشوقوں سے لیلین عاشق و شیدا

لکھا انجم نے سال طبع اس دیوان کا خوش ہوکر
چھپا کیا خوب دیوان لطافت ہے مرقع دلربا ۱۳۰۵ھ

آغا جناب مرزا آغا حسن صاحب شاگرد رشید جناب صبا مرحوم

چھپے کے دیوان جب ہوا تیار
جسکا ہر ایک صفحہ رشک چمن

سال تاریخ یہ لکھا آغا
پاک پاکیزہ عاشقانہ سخن ۱۳۰۵ھ

اعجاز جناب سید اعجاز حسین صاحب شاگرد جناب مشاق

زہے آن شاعر مرحوم و مغفور
کہ بودہ کوکب سیار الفت

فصاحت بدلاغت و نکتہ پرور
بیانش رونق اذکار الفت

کلامش بود جنس خوش نمائی
برائے گرمیے بازار الفت

سخن نظمی کہ از ہر مصرع تر
بجوش آمد دوصد انہار الفت

دوصد انوار مضمونہائے رنگین
کہ گل شد اندران اذہار الفت

نمود شکر آرائش چو اعجاز
دلم گفتا بصد اقرار الفت

سخن فصلی اگر خواہی ز قحم کن
کہ او کلہ ۱۳۰۵ھ گلزار الفت

احمد جناب علامہ احمد خانصاحب عرف کپتان صاحب ساکن کانپور

چھپا دیوان لطافت یہ بہار
تمام گلستان بفضل ایزدی

طبیعت نے الفت احمد سال طبع
کاشف نازل خیالی مغفوری ۱۳۰۵ھ

اتہا جناب میر باقر علی صاحب خلف جناب میر وزیر علی صاحب صبا مغفور

چھپا لطافت کا خوب دیوان
تمام شہروں میں ہے یہ شہرت

سنے ہیں مضمون سبھی ہے بہتر
زہے فصاحت زہے بلاغت

جو لفظ رنگین میں نکتہ و گل
تو بیت ہے رشک بیت جنت

بتاسنہ سال طبع دیوان
بوقت تحریر فی الحقیقت

زہے گلستان پر لطافت
زہے گلستان پر لطافت ۱۳۰۵ھ

نثار جناب مرزا نثار قدر نبیرہ جناب شاہزادہ مرزا سلیمان قدر بہادر

خطیب زبان گلشن آفتاب
پور منش مسمے سید حسن لطافت

ہیں دہن خامہ مین اُر بحر طبع خود رسیت | بر صفحہ ہای دیوان کا نہا گرفت شہرت
از بہر انطباع عشرت گماشت اکنون | با حسن اہتمام واز سعی خود فصاحت
تا تاریخ طبع دیوان بنگاشتم شریا | مطبوع طبع دیدم گلدستہ لطافت ۱۳۰۶

حکیم جناب مرحمت اللہ بہادر الملک مفتی سید غضنفر علی خانصاحب صولت جنگ خلف اکبر جناب امیر مغفور

جناب امیر حسن لطافت کہ بود در فن شعر کامل | گذشت و بگذاشت طرفہ دیوان کہ دلپذیرست تا قیامت
حکیم ممدوح سال طبعش چو جستم از عقل | نوشت تاریخ طبع کلکم خوشا کلام فصیح و جامع ۱۳۰۶

ذرہ جناب حکیم شیخ اعظم علی صاحب تلمیذ جناب امیر مغفور

بیان کیا ہون اوصاف کے حسن | کہ اللہ زبان میری مدحت مین ہے
نہین چھپکے دیوان مجلد ہوا | یہ در گویا درج امانت مین ہے
جو ذرہ نے شہرت سنی یہ کہا | فصاحت کا ہم لطافت مین ہے ۱۳۰۵

رسا جناب منشی شبیر علی خانصاحب شاگرد رشید مصنف دیوان ہذا

کیے اوستاد کا مدحتگر یہ دیوان چھپا | شہرہ ماہی ہے ہوا نام کو جسکے تا ماہ
لکھو رسا طبع کے ہون سال اک صرع مین | کس لطافت سے لطافت کا چھپا دیوان واہ ۱۳۰۵

سرطوت جناب نواب سعید الدولہ محمد تقی علی خانصاحب شاگرد مصنف و مولف دیوان ہذا

جناب لطافت جو اوستاد سے | ہین شہورا آفاق مین جا بجا
کلام بلاغ اونکا چھپتا ہے اب | ہر اک دید کا جسکے مشتاق تھا
ہوا قصد تاریخ مجھ سے ہین جب | تو یہ بلبل طبع نے دی صدا
اگر سال ہجری کی سطوت سے فکر | لکھو ہے ریاض لطافت چھپا ۱۳۰۵

شاہ جناب شیخ محمد جانصاحب پیر و میر مرحوم

چھپ کر مطبوع دیوان لطافت | بصد آرایش شیرین زبانی
سنین طبع گفت شاد پیر و میر | ز باغ گلبن معجز بیانی ۱۳۰۶

شہرت سید باقر حسن عرف اچھے صاحب سلمہ اللہ اکبر خلف جناب لطافت مرحوم

الہ ما جد لطافت کا چھپا دیوان خوب | ماہر شعر و سخن کہتے تھے سب کا مل تھے ہین
فکر لبیب طبع نے شہرت کہا یہ سال طبع | شعر ہین دیوان مین یا گل ہین یہ گلزار مین ۱۳۰۶

عاشق جناب مرزا محمد مرتضی صاحب عرف مرزا مجھو صاحب

واہ کیا دیوان ہے مثل | ہر غزل در و زبان و ہر ہے
کیا فصاحت کس لطافت کی ہے نظم | مدح خوان ہر نکتہ دان و ہر ہے
رفعت مین زمین ہر شعر کی | آفتاب آسمان و ہر ہے
سبھ کے تاریخ عاشق یہ لکھو | شمع بزم شاعران و ہر ہے ۱۳۰۶

۵ ۱۳۰۶

عقیل جناب سید مہدی حسن صاحب شاگرد جناب حکیم

پسند ہمہ شاعران گشت دیوان — کتاب بلیغ و فصیح لطافت
عقیل سخن سنج تاریخ گفت — چہ شیرین کلام صحیح لطافت ۱۳۰۵ھ

عشرت جناب خواجہ عبدالرؤف صاحب شاگرد جناب شاد

ہوا جب طبع دیوان لطافت — گل نو باوۂ باغ فصاحت
کہی عشرت نے یہ تاریخ اوسکی — عجائب گلشن فکر لطافت

فاخر جناب مولوی سید اصغر حسین صاحب پیر جناب علیہ مکان خورشید نواب تاج محل صاحبہ مشفورہ

طبع دیوان لطافت جو ہوا — دلپذیر سب کہے ہان خوب
کہی فاخر نے یہ تاریخ اوسکی — کہ لطافت سے چھپا دیوان خوب

فصاحت عبدذوالمنن خوشہ چین جرمن آباد سخن سید عباس حسن عفی عنہ شاگرد دوم از مصنف مولف دیوان

دیوان جناب بھائی صاحب مرحوم — سج گئے ہین سب چھپانے رنگ سے ہے
تاریخ فصاحت اب لکھو ختم کی تم — عالم مین یہ بڑھے نقش رنگ سے ہے

فرحت جناب سید محمد تقی صاحب خوشنویس تلمیذ مصنف و مولف دیوان ہذا

مرے اوستاد عالی مرتب سے — رہے دنیا مین ملک نظم کے شاہ
کلام پرمعانی کا ہے شہرہ — اک سے شرق سے تا غرب آگاہ
بحمداللہ اب دیوان اون کا — ہوا مطبوع سب کے حسب دلخواہ
کہا ہاتف نے کی جب فکر تاریخ — لکھو فرحت چھپا مرغوب دل واہ

محمد جناب بابو امیر احمد عباس خانصاحب از خاندان شاہ اودھ

واہ دیوان لطافت کس لطافت سے چھپا — مشتری جسکا بدل ہر صاحب ادراک ہے
یہ وہ گلشن ہر رہیگی تا ابد جسکی بہار — باغبان سے خوف گلچین سے نہ اوسکو باک ہے
دل مہل جاتا ہے تنہائی مین اسکی دید سے — عاشقونکے واسطے یہ باغ فرحت ناک ہے
شاہد مضمون کی رنگینی ہے لفظون سے عیان — جسکو دیکھو نت نئی پہنے ہوئے پوشاک ہے
نکلا مطبع سے یہ دیوان پاکر معشوق حسین — شہرت اسکے حسن کی ہر سو تہ افلاک ہے
شاخ گل سے دان محمد نے لکھی تاریخ — یہ وہ گلشن ہے کہ آسیب خزان سے پاک ہے ۱۳۰۵ھ

محبت جناب سید فاخر حسین صاحب تلمیذ ارسولی شاگرد مولف دیوان ہذا

جو مرے اوستاد نے اوستاد تھے — رشک فردوسی و سعدی و ظہیر
یہ کلام پر بلاغت اونکا ہے — جسکے ہین مشتاق سب برنا و پیر
لکھو فصلی مین محبت سال طبع — واہ یہ دیوان چھپا ہے بے نظیر ۱۲۹۶ فصلی

ہذا جناب سید ہدایت اللہ خانصاحب بمجھ بیرہ نواب مخبرالدولہ سید مالک حکیم سید شاہ اللہ خانصاحب بہادر